فتاویٰ مفتی محمود

جلد دہم

فقیہ ملت مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

Fatawa Mufti Mahmood Vol.10
By
Maulana Mufti Mahmood

ISBN : 978-969-8793-75-3

قانونی مشیر : سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ضابطہ

نام کتاب	:	فتاویٰ مفتی محمود (جلد دہم)
سالِ اشاعت	:	مارچ ۲۰۰۸ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
بہ اہتمام	:	محمد بلال درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ، لاہور
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پریس، لاہور
قیمت	:	-/250 روپے

فہرست

عرضِ ناشر

فتاویٰ مفتی محمود کا سفر جاری ہے۔ اللہ رب العزت کی بے پایاں نوازشات ہیں کہ ہم دسویں جلد کی اشاعت تک آ پہنچے ہیں۔ درمیان میں تفسیر محمود کی تین جلدیں بھی طبع ہو کر منصۂ شہود پر آ گئیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود کے علوم وافکار کی اشاعت ہماری خوش نصیبی ہے۔ یہ اُمت کی بھی خوش بختی ہے کہ دینی تحقیق کا اتنا بڑا ذخیرہ گمنامی کے گوشے سے نکل کر شہرت عام پا گیا ہے۔ دعا ہے اللہ رب العزت اسے بقائے دوام عطا کرے۔

باب الحذر والاباحۃ فقہ اسلامی کا ایک بہت بڑا موضوع رہا ہے۔ فقہائے اُمت نے حذر اور اباحت کے دائرے الگ الگ متعین کر دیے ہیں تا کہ کوئی شخص غلط فہمی میں محذورات میں داخل نہ ہو سکے اور ہر شخص مباح امور سے مستفید ہو سکے۔ یہ ہماری روزمرہ زندگی کی ضرورت بھی ہے اور اسی میں ہماری عافیت بھی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود صحیح معنوں میں فقیہ تھے۔ آپ ہر معاملے کی تہہ تک پہنچتے اور اس پر احکام اسلامی کا اطلاق کرتے۔ معاملات کی تفہیم آپ کا ملکہ خاص تھا۔ پھر فقیہ کے لیے جس سلاست روی اور جس دانش وبینش کی ضرورت ہے اور جو اعتدال مزاج درکار ہے وہ آپ کی فطرت کا وصف خاص تھا۔ اسی لیے آپ کے فتاویٰ کو علمائے اُمت نے قبول فرمایا اور اسے فقہ اسلامی کے وسیع ذخیرے میں بہت اہمیت حاصل ہوئی۔

فقہ اسلامی کے یہ شہپارے برگ ہائے خزاں رسیدہ کی طرح ورق ورق تھے۔ رب ذوالجلال کی توفیق سے یہ ورق ورق یکجا ہوئے۔ آج ان اوراق کی شیرازہ بندی ہوگئی ہے اور یہ مرتب و مدون کتابیں ہیں۔ ان کتب سے آنے والے عہد کے طلبہ استفادہ کریں گے۔ اہل علم ان سے راہ عمل سیکھیں گے اور یہ فقہا کے نظام تربیت کا حصہ بنیں گے۔ یہ آرزوئیں ہیں جو دعائیں بن کر لبوں تک آ گئی ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ دعائیں بارگاہِ الٰہی میں

مستجاب ہوں گی۔

میں اپنے ہم سفر ساتھیوں مولانا عبدالرحمٰن خطیب عالی مسجد لاہور، مولانا محمد عارف استاذ جامعہ مدنیہ لاہور اور عزیزم التمش کا شکریہ ادا کرنا واجب سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس سفر میں جس خلوص کے ساتھ تعاون کیا ہے اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ سکول وحدت روڈ' لاہور

باب الحظر والاباحة

جمعہ فی القریٰ سے متعلق حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا جواب اور اس پر اشکال

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ کی آبادی ڈیڑھ ہزار (۱۵۰۰) نفوس پر مشتمل ہے جس میں چند دکانیں ہیں، جس میں بزازی وغیرہ کی دکانیں بھی شامل ہیں، اس آبادی میں موچی، دھوبی، لوہار، وغیرہ بھی ہیں، دو آٹا پیسنے والی مشینیں بھی ہیں، ایک ڈاکخانہ بھی ہے اور ایک پرائمری سکول بھی ہے۔ الغرض جو گاؤں میں معمولی لوازمات زندگی مہیا ہو سکتے ہیں یہاں موجود ہیں۔ آیا علماء حنفیہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آبادی ہذا میں نماز جمعہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور آبادی ہذا قصبہ کے حکم میں شمار ہو سکتی ہے یا نہیں۔

المستفتی ابوزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

﴿ج﴾

اگر اس موضع میں ایک سے زیادہ مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں بستی کے مسلمان مکلف نہ سما سکیں تو اس میں حنفیہ کے نزدیک بھی جمعہ جائز ہے۔

مفتی محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی
مہر مدرسہ امینیہ دار الافتاء دہلی
۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء

﴿ج﴾

جواب مذکور علی الاطلاق ہماری ناقص رائے میں صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے اگر اس مسئول عنہ بستی کو پہلے سے عرف میں شہر (مصر) کہا جاتا ہے اور پھر اس میں یہ دوسری علامت کہ وہاں کے تمام مسلمان مکلف اکبر مساجد میں نہ سما سکیں، پائی جاتی ہو تب تو یہ مصر جامع مصر جامع ہے اور جواب درست، ورنہ صرف اس علامت کے پائے جانے سے کوئی آبادی جو گاؤں کہلائے مصر نہیں بن جاتی۔ کیونکہ یہ مصر کی حد نہیں صرف بعض بلاد کی مصریت کی تعیین وتقریب کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ طرداً وعکساً دونوں طور پر منقوض ہے۔ کما ھو بین۔ عموماً صرف ڈیڑھ ہزار کی آبادی سے کوئی بستی مصر میں تبدیل نہیں ہو جاتی اور مصر ہونے کی دیگر متعدد علامتوں میں سے کوئی بھی علامت سوائے مالا یسع اکبر الخ کے اس پر صادق نہیں آتی الا ماشاء اللہ۔ مصر کی علی الاطلاق جو تعریف صحیح معلوم ہوتی ہے اور ہر دور میں صحیح اُترتی ہے غالباً وہ ہے جو بدائع صفحہ ۲۶۰ جلد اپر سفیان ثوری سے نقل کی گئی ہے۔ یقول وقال سفیان الثوری المصر الجامع ما یعده الناس مصراً عند ذکر الامصار المطلقة اور اسی طرح دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی منقول ہے۔ مندرجہ ذیل عبارات میرے بیان پر شاہد

صدق ہیں۔

قال فی جامع الرموز ص ۲۶۲ ج ۱ بعد ذکر هذا التعریف الا انهم قالوا ان هذا الحد غیر صحیح عند المحققین والحد الصحیح المعول علیه انه کل مدینة تنفذ فیها الاحکام و یقام الحدود کما فی الجواهر وقال فی رد المحتار ص ۱۳۷ ج معترضا علی هذا الحد (قوله مالا یسع الخ) هذا یصدق علی کثیر من القری وفی الکوکب الدری ص ۴۱۵ ج ۱ ولیس هذا کله تحدیداً له بل اشارة الی تعیینه وتقریب له الی الاذهان وحاصله ادارة الامر علی رأی اهل کل زمان فی عدهم المعمورة مصراً فیما هو مصر فی عرفهم جازت الجمعة فیه وما لیس بمصر لم یجز فیه الا ان یکون فناء المصر وقال بعد اسطر واما ما قال اکثر من سلف المصر مالا یسع اکبر مساجدهم مسلمیهم فالمراد اذا کان المسجد المذکور فی المصر اذ مذهب قائل هذا القول، اطلاق جمع منتهی الجموع علی العشرا واکثر منه مع ان هذا خلاف منه بالجمهور وقائل هذا هو صدر الشریعة صاحب التوضیح فکان مراده بهذا التعریف هو المصر فان المساجد بتلک الکثرة انما هی فیه

وفی فیض الباری ص۳۲۹ج۲ واعلم ان القریة والمصر من الاشیاء العرفیة التی لاتکاد تنضبط بحال وان نص ولذا ترک الفقهاء تعریف المصر علی العرف کما ذکره فی البدائع وانما توجهوا الی تحدید المصر الجامع فهذه الحدود کلها بعد کونها مصراً فان المصر الجامع اخص من مطلق المصر فقد یتحقق المصر ولا یکون جامعاً وقال فیه بعد اسطر ففکر فی لفظ احتاجوا الخ (الواقع فی تفسیر صاحب العنایة اذا کان من اهلها بحیث لو جتمعوا فی اکبر مساجدهم لم یسعهم ذالک حتی احتاجوا الی بناء مسجد آخر للجمعة) فانه لیس عند عامتهم مع انه لا یحتاج الیه الا انه یفیدک فی تحصیل المراد و یستفاد منه ما قلنا من ان الحد المذکور فیمن وجبت علیهم الجمعة فاحتاجوا الی بناء مسجد لا فیمن لم تجب علیه الجمعة بعد وهم بصدد اقامتها فجعلوا یقدرون مساجدهم هل تسعهم اولا الخ

اورامدادالفتاویٰ جلداول ص۴۱۴ میں بھی اس تعریف پر اسی طرح تقریر کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۸۵ھ

﴿ہوالمصوب﴾

اکبر مساجد والی تعریف مصر کو صورت مسئولہ میں اس بستی پر منطبق کر کے اسے مصر قرار دینا اور اس میں

جواز جمعہ کا حکم دینا تو صحیح نظر نہیں آتا کما بینہ' مولانا عبداللطیف هذا الجواب البتہ اگر اُسے قریہ کبیرہ قرار دے کر جواز جمعہ کا حکم دے دیا جاتا تو اس میں گنجائش موجود ہے۔ چنانچہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کا یہ فتویٰ شاید بہت پہلے کا ہے۔ آخری عمر کے فتاوے تلاش کیے جاویں شاید تحقیق بدل گئی ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عید کی نماز عیدگاہ میں افضل ہے یا مسجد میں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز عید محلّہ کی مسجد میں (کہ جن میں سوڈیڑھ سو آدمیوں کا اجتماع ہوتا ہو) بلاکراہت درست ہے یا اس اجتماع عید میں شرعاً عظیم اجتماع مطلوب ہے اور اس اجتماع کے لیے کیا حد ہے۔ نیز کیا عیدگاہ کا حدود شہر سے باہر ہونا مطلوب شرعی ہے۔ اگر مطلوب شرعی ہے تو پھر موجودہ صورت میں ملتان شہر کی غالباً کوئی سی بھی عیدگاہ حدود شہر سے باہر نہیں کیونکہ اضافۂ آبادی کی وجہ سے شہر ہر طرف چار چار پانچ پانچ میل سے زیادہ پھیل چکا ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ کو تفصیل اور دلائل و براہین سے تحریر فرما کر عامۃ المسلمین کی صحیح رہنمائی فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

(۱) نماز عید افضل ہونے پر احسن الفتاوی میں ص ۱۱۹ سے ص ۱۲۳ تک تقریباً چار صفحات پر مشتمل تفصیلی بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شہر میں کئی جگہ نماز عید ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدرالمختار علی شرح تنویر الابصار باب العیدین ص ۱۷۶ ج ۲)۔

(۲) سنت طریق کے موافق شہر سے باہر نماز عیدین ادا کرنا بہتر ہے اور اس میں فضیلت ہے۔ بہ نسبت شہر میں ادا کرنے کے ثم خروجه الخ ماشیا الی الجبانة وهی المصلی العام والخروج الیها ای الجبانة لصلوة العید سنة (درمختار) ای فی الصحراء (رد المحتار ص ۱۶۹ ج ۲) فتاویٰ دارالعلوم میں ہے۔ وقد وقع النزاع بین العلماء فی عصر نا فی ان الخروج الی مصلی سنة ام مستحب فافتی اکثرهم بانه سنة مؤكدة وهذا هو القول المنصور الموافق لکتب الاصول و الفروع المطابق لما علیه الجمهور وقیل انه مستحب وهو قول باطل لاوجه له وافرط

بعضهم فقال انه واجب وهو قول مردود لاعبرة به وللتفصيل مقام اٰخر انتهٰى ص ۱۸۷ ج ۵ ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

دوران عدت حیض کا بند ہونا مختلف لوگوں کے دُنبے اگر خلط ملط ہو گئے تو قربانی کے جواز کی کیا صورت ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

(۱) مدت رضاعت میں عموماً عورتوں کو حیض نہیں آتا تو ان کی عدت کی کیا صورت ہوگی ۔شہور سے یا حیض سے ۔

(۲) لڑکی کو عدت کے اندر ایک یا دو حیض آ گئے اور پھر بند ہو گئے ۔اب اس کی عدت کی کیا صورت ہوگی ۔

(۳) چند آدمیوں کے دنبے چرنے کے لیے جنگل میں چلے گئے واپسی پر ان کے اندر اشتباہ پیدا ہو گیا اور کسی کو بھی اپنے دنبے کا صحیح علم نہ ہو سکا کل کو قربانی بھی آ گئی تو اب ان کا فیصلہ کس طرح کیا جائے جبکہ ان میں کوئی آدمی غریب بھی نہیں ۔

﴿ج﴾

(۱،۲) اگر یہ عورت ذات الحیض ہو تو اگر یہ عورت مطلقہ ہے تو اس کی عدت وقت طلاق سے تین حیض ہے ۔ کیونکہ وہ حیض سے مایوس نہیں کسی عارض کی وجہ سے بند ہے جب تک حیض سے مایوس نہیں ہوئی تب تک عدت حیض کے ساتھ معتبر ہوتی ہے ۔کما فی الهندية اذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً او رجعيا او ثلثا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء (عالمگیریة ص ۵۲۶ ج ۱) اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے چاہے مطلقہ ہو یا متوفی عنہا زوجہا ہو کما فی الهندية وعدة الحامل ان تضع حملها كذا فی الكافی سواء كانت عن طلاق او وفات او متاركة او وطی بشبهة كذا فی النهر الفائق (عالمگیریة ص ۵۲۸ ج ۱) اگر متوفی عنہا زوجہا غیر حاملہ ہے تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے ۔قال فی الهندية وعدة الحرة فی الوفات اربعة اشهر وعشرة ايام سواء كانت مدخولا بها او لا (عالمگیریة ص ۵۲۹ ج ۱) اور اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آیا یا اتنی بڑھیا ہو کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے ۔ان دونوں کی تین مہینے ہے ولمن لم تحض لصغر

او كبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة اشهر شرح وقايه ص ۱۲۲ ج ۱

(۳) مسئولہ صورت میں اضحیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک ان میں سے باقی ساتھیوں کو اپنی طرف سے ذبح کرنے کا وکیل بنا دے اور پھر ہر ایک ،ایک ایک جانور ذبح کر دے تو سب کا اضحیہ صحیح ہو جائے گا ۔کما فی الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۳۲۷ ج ۶ ولو ان ثلثة نفر اشترى كل واحد منهم شاة للاضحية احدهم بعشرة والأخر بعشرين والاخر بثلثين وقيمة كل واحدة مثل ثمنها فاختلطت حتى لا يعرف كل واحد شاته بعينها واصطلحوا على ان ياخذ كل واحد منهم شاة يضحى اجزأتهم ويتصدق صاحب الثلاثين بعشرين وصاحب العشرين بعشرة ۔

سنی امام کا شیعوں کی مجالس میں شریک ہونا اور مسجد کی دیکھ بھال نہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ کوئی امام مسجد جو کہ مسجد اہل سنت میں امامت کے عہدے پر فائز ہو اور اسے باقاعدہ تنخواہ ہر ماہ دی جاتی ہو اگر وہ شیعہ حضرات کی مجالس میں شرکت کرے نوحہ خوانی مرثیہ جات وغیرہ پڑھے اور اپنے عقائد سنی بتائے تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں ۔

یہی امام مسجد جو باقاعدہ تنخواہ دار ہے مسجد کی دیکھ بھال سے بالکل انکار کرے اور یہ کہے کہ میں تو نماز پڑھانے کی تنخواہ لیتا ہوں دیکھ بھال کی نہیں تو کیا اس کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں ۔

محمد اسحاق اے ایس ایم ریلوے اسٹیشن خیر پور دیر سندھ

﴿ج﴾

جو شخص مرثیہ پڑھنا یا سننا جائز جانے اور تعزیہ نکالنا اچھا جانے اور اس میں شریک ہو وہ سنی نہیں بدعتی اور روافض کا ہم خیال ہے ۔قال النبی صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه احمد و ابو داؤد (مشکوٰۃ ص ۳۷۵) ایسے شخص کی اقتداء سے احتراز لازم ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۳۰۳ ج ۳ جدید ۔بتغیر)

مسجد کی حفاظت اور دیکھ بھال تمام مسلمانوں پر لازم ہے ۔اگر امام کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ وہ امامت کے ساتھ مسجد کی دیکھ بھال بھی کرے گا تو پھر امام کا انکار درست نہیں ۔ویسے بہتر یہ ہے کہ مسجد کی نگرانی کے لیے مستقل آدمی رکھا جائے اور یہ کام امام کے سپرد نہ ہو تا کہ کام خوش اسلوبی سے نبھایا جا سکے ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک مرد اور ایک عورت کا رضاعت کی شہادت کے بعد پھر جانا
طلاق نامہ لکھ کر پھاڑ دینا ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہہ کر شکار کو بندوق سے گولی مارنا

﴿س﴾

براہ کرم مندرجہ ذیل مسائل کا جواب عطا فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

(۱) زید نے زینب سے نکاح کیا ہے۔ زید کی ماں اور چچے نے زید کو کہا ہے کہ تو نے زینب کی ماں کا دودھ اس وقت پیا تھا جب کہ زینب کی دوسری بہن ماں کا دودھ پیتی تھی یہ سن کر زید نے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ زید کی یہ حالت دیکھ کر اُس کی ماں اور چچا دونوں پھر گئے ہیں اور قسم اُٹھاتے ہیں کہ زینب کی ماں کا دودھ نہیں پیا اور کوئی بھی گواہ نہیں زینب کی ماں فوت ہو چکی ہے۔ اب زید کے لیے شرعی حکم کیا ہے۔

(۲) قاسم نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ اُس نے طلاق نامہ ہاشم کو دکھایا ہے۔ ہاشم کہتا ہے اور قسم اُٹھاتا ہے کہ قاسم نے طلاق نامہ لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ پھر اُسی دن ہی قاسم طلاق نامہ اپنی بیوی سے واپس لے کر پھاڑ دیتا ہے اور اوپر والے الفاظ کا قاسم بھی اقرار کرتا ہے اور اُسی ہی دن وہ بیوی کو گھر لے جاتا ہے اور رجوع کرتا ہے اور کوئی گواہ نہیں مگر ہاشم پھر یہ گواہی دیتا ہے کہ قاسم نے طلاق نامہ میں تین طلاق کا لفظ لکھا ہے۔ کیا اب ہاشم کی گواہی سے طلاق مغلظہ ثابت ہوتی ہے۔

(۳) اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کسی حلال جانور کو بندوق ماری جائے اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو حلال ہو سکتا ہے۔

(۴) ایک عورت نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا ہے۔ مگر اس عورت کو کئی برس پہلے بچہ نہ تھا اور پہلے دودھ بھی نہ تھا۔ پھر دودھ ہو گیا۔ اب اس کی رضاعت ثابت ہو جائے گی یا نہیں۔

سائل ماسٹر عبدالحکیم ہیڈ ماسٹر شہوالی ضلع سکھر

﴿ج﴾

(۱) ماں اور چچا کا جب اپنے قول میں اصرار نہ رہا وہ قول تو کالعدم ہو گیا۔ فی الخانية اذا اقر رجل بامرأة انها اختہ من الرضاع ولم يصر على اقراره كان له ان يتزوجها كذا في البحر الرائق ص ۲۳۳ ج ۳ قلت اذا كان الحكم في حكم اصرار الزوج هذا ففي عدم اصرار غير الزوج بالاولى۔ البتہ اگر خاوند نے تصدیق کر لی یا خاوند کے دل کو یقین ہو گیا ہے تو احتیاطاً طلاق دینا چاہیے۔ وهو الاحتياط في العمل بقوله يرتفع النكاح۔

(۲) اگر واقعی قاسم نے ایک ہی طلاق لکھی ہے تو اس کا رجوع صحیح ہے۔ صرف ہاشم کے اقرار سے تین طلاقوں کا ثبوت نہیں ہو سکتا لیکن اگر اس نے واقعی تین طلاقیں دی ہیں تو عنداللہ حلت نہیں ہو گی۔

(۳) بندوق کا شکار اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو حلال نہیں اگرچہ چلانے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ بھی لیا ہو۔

(۴) احقر سوال نمبر چار کے سمجھنے سے قاصر رہا لہٰذا تفصیل سے واضح کر کے لکھ دیجیے کہ بچے کو دودھ پلاتے وقت اس کے پستانوں میں دودھ تھا یا نہ اور بچے نے دودھ پیا ہے یا نہ۔ دوبارہ لکھ کر جواب حاصل کیجیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

بیوی کئی سال سے گھر میں ہے لیکن طلاق دیتے وقت ''ہونے والی بیوی'' کا لفظ استعمال کرنا
ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن پر اجرت لینا یا کھانا کھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) زید کسی سے گھوڑا مانگتا تھا وہ نہیں دیتا تھا تو زید نے کسی اور آدمی سے کہا کہ تو میری سفارش کر تو اس شخص نے کہا کہ تین چار ماہ کے بعد میں دلوادوں گا۔ زید نے کہا مجھے لکھ کر دے دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل آپ نہ مانیں۔ تو اس شخص نے کاغذ لکھ کر دے دیا تو زید نے وہ کاغذ پھاڑ دیا۔ تین ماہ کے بعد زید نے اس آدمی سے کہا کہ گھوڑا مجھے دلوا دو جس کا وعدہ کیا تھا۔ اُس نے کہا کہ وہ میرا لکھا ہوا کاغذ دے دو تو زید نے فوراً دوسرا کاغذ لکھ دیا اور دے دیا۔ اُس نے کہا کہ یہ میرا کاغذ نہیں ہے زید نے کہا وہی ہے۔ آخر اُس آدمی نے کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے کہ یہ وہی کاغذ ہے تو زید نے کہا کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق اگر یہ وہ کاغذ نہیں تین دفعہ یہ الفاظ کہے۔ حالانکہ بیوی اس کے گھر میں ۲ یا ۳ سال سے موجود ہے اور اس کہنے سے دل میں گھر والی بیوی کی نیت نہیں ہے بلکہ اس آدمی کو دھوکہ دیتا ہے اور دوسری بیوی کا ابھی رشتہ بھی نہیں ہوا تو کیا اس کہنے سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہ۔

(۲) ایصال ثواب، برکت اور بیماری کے لیے قرآن پڑھنے پر اجرت لینا جائز ہے یا نہ۔

(۳) اگر ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن پڑھ کر عام خیرات میں کھانا کھائے یعنی ختم پڑھنے ۱۰ لے ۱۵ آدمی اور کھانے والے ۱۵ یا ۲۰ آدمی اور بھی ہوں تو یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) بشرط صحت سوال موجودہ بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۲) ایصال ثواب کے لیے قرآن مجید پڑھ کر اجرت لینا درست نہیں۔ بیماری اور برکت کے لیے ختم قرآن پر اجرت لینے کی گنجائش ہے۔

(۳) یہ صورت بھی درست نہیں۔ المعروف کا لمشروط۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ صفر ۱۳۹۹ھ

اگر کسی شخص نے کہا ہو ’’فلاں کو لڑکی دوں تو میری بیوی کو طلاق‘‘ اگر اس کی بیوی یہ رشتہ کرے تو کیا حکم، ڈاڑھی منڈوانے کی شرعی حیثیت کیا ہے، استخارہ کس کام کے لیے کیا جاتا ہے اور اس پر یقین کب کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ایک شخص نے کہا ہے کہ میں اپنی لڑکی فلاں شخص کو دوں تو میرے اوپر رن طلاق ہے (عورت طلاق ہے)۔ یہی الفاظ تین چار دفعہ کہہ چکا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے دوسری شادی کی۔ سال گزرنے کے بعد اب اس کی پہلی گھر والی (لڑکی کی ماں) کہتی ہے کہ میں اپنی لڑکی اسی شخص کو دیتی ہوں جس کے متعلق اس کا خاوند یہ الفاظ کہہ چکا ہے۔ اگر لڑکی اسی آدمی کو دے دی جائے تو کیا طلاق ہو جاتی ہے یا نہ۔ اگر ہوتی ہے تو کون سی طلاق ہوگی۔ اگر طلاق ہو جاتی ہے تو پہلی بیوی کو ہوتی ہے یا دونوں کو طلاق ہو جاتی ہے۔

(۲) ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ڈاڑھی کٹوانے والا یا منڈانے والا امام بن سکتا ہے۔ (نماز پڑھا سکتا ہے یا نہ)

(۳) استخارہ کس کام کے لیے کرنا چاہیے۔ چوری کے معاملہ میں کیا جاتا ہے یا نہ۔ استخارہ کرنے پر اگر کسی آدمی کا نظارہ مل جائے یا دل پر پورا یقین ہو جائے شریعت پاک کی رو سے اس پر یقین کر لیا جائے یا نہ۔

﴿ج﴾

(۱) لڑکی کا نکاح اگر باپ کرے گا تو اس کی بیوی مطلقہ بطلاق رجعی ہو جائے گی لیکن اگر لڑکی بالغہ ہے اور باپ سے اجازت لیے بغیر خود نکاح کرلے تو باپ کی بیوی مطلقہ نہیں ہوگی اور نکاح بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ نکاح اپنے کفو میں ہو۔

(۲) ڈاڑھی رکھنا مسنون ہے۔ لقوله عليه السلام قصوا الشوارب و اعفوا اللحى آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ (الحدیث)۔ ڈاڑھی کٹوانے والا فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) استخارہ جائز امور میں مسنون ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مشورہ ہوتا ہے لیکن استخارہ کے ساتھ کسی پہ چوری کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ استخارہ سے اطمینان قلب ہو جاتا ہے لیکن اس پر شرعی احکام مرتب نہیں ہوتے یعنی چوری جیسے امور کے ثبوت کے لیے استخارہ حجت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

قرآن کریم یا دیگر مقدس کتب کی بے حرمتی کے متعلق فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص تفسیر تفہیم القرآن پڑھ رہا تھا اچانک اس کا پاؤں اس کو لگ گیا شرعی حکم کیا ہے۔

﴿ج﴾

تمام ایسے کاغذات جس پر قرآنی آیات یا دینی مضامین وغیرہ لکھے ہوئے ہوں چاہے کتاب کی شکل میں ہو یا اوراق کی صورت میں ہوں ان کی حفاظت اور احترام لازم ہے۔ اگر کسی قصد و ارادے کے بغیر ایسی کتاب کو پاؤں لگ جائے اور اس شخص نے اپنی طرف سے کوئی بے احتیاطی نہیں کی تو اس کی وجہ سے وہ شخص گناہگار نہ ہوگا لیکن بہرحال احتیاط لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ

کتب مقدسہ کی بے حرمتی کا خیال آنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تفسیر پڑھتے وقت اچانک دل میں خیال پیدا ہوا کہ تفسیر میرے پاؤں کے نیچے ہے۔ شرعی حکم کیا ہے۔

﴿ج﴾

سوال واضح نہیں۔ اگر یہ مقصد ہے کہ تفسیر تو واقع میں پاؤں کے نیچے نہیں احترام کے ساتھ اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے اور بغیر کسی قصد کے دل میں از خود اس قسم کا خیال گزرا تو اس سے گناہ لازم نہیں ہوتا۔ البتہ از خود اس قسم کے وساوس کو دل میں ہرگز نہ لائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ

بذریعہ تعویذ حواس باختہ کر کے طلاق نامہ لکھوانا، بینک میں جمع شدہ رقم کا سود لینا، پانچ تولے سونا کے ساتھ ڈھائی ہزار روپے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں، قربانی کے دُنبے کا اُون اپنے گھر میں استعمال کرنا، وطن اصلی میں ایک دن رہ کر ۴۸ میل سے کم مسافت میں سفر کے دوران نماز کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) بکر کو کوئی نشہ آور یا کوئی تعویذ پلا کر اس کے ہوش وحواس کو بدحواس کر دیا گیا۔ یعنی ہوش وحواس قائم نہیں رہا۔ اس حالت میں روبرو گواہان کے طلاق نامہ لکھوایا گیا۔ کیا بکر کی بیوی پر طلاق ہو جاتی ہے۔

(۲) بینک میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس رقم سے بینک والے اپنا کاروبار کر کے منافع حاصل کرتے ہیں۔ اس جمع شدہ رقم سے جو سود ملتا ہے اپنے کاروبار میں صرف کرنا جائز ہے۔ کافی آدمی بینک میں میعادی شرط پر رقم جمع کراتے ہیں یعنی سات سال کے بعد اصل رقم دوگنی ہو جاتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) بکر کے پاس پانچ تولہ سونا ہے اور نقد مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ ہے۔ نقد رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ایسی صورت میں سونا پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یا سونا کا نصاب الگ ہے۔ سونا کے علاوہ اس میں چاندی وغیرہ شامل نہیں ہے۔

(۴) دنبۂ قربانی کی اون اپنے گھر میں استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) بکر باہر کہیں ملازم ہے۔ چند یوم کے لیے گھر چھٹی پر آتا ہے۔ جب گھر پہنچ جاتا ہے تو نماز پوری پڑھتا ہے لیکن جب گھر پہنچتا ہے ایک رات گزارنے کے بعد دوسرے دن ایک اور سفر پیش آ جاتا ہے جو کہ اٹھائیس میل سے کم ہے۔ وہاں بھی ایک رات گزار کر اپنے گھر واپس آ جاتا ہے۔ کیا دوسرے سفر میں نماز قصر پڑھے گا یا پوری پڑھے گا۔ بینوا تؤجروا۔

﴿ج﴾

(۱) اگر یہ بات درست ہے تو پھر یہ عورت مطلقہ نہیں ہوگی۔

(۲) بینک میں جمع شدہ رقم کا سود لینا درست نہیں اور بلا ضرورت شدیدہ رقم بینک میں جمع کرانا جائز نہیں اور ضرورت شدیدہ میں کرنٹ کھاتہ میں جمع کرا لیا جائے۔

(۳) سونا اور رقم دونوں کی ملا کر زکوٰۃ ادا کرے۔

(۴) یہ اون اگر ذبح کرنے سے قبل حاصل کی ہے تو پھر اس کا استعمال جائز نہیں۔ اس کی قیمت لگا کر فقراء ومساکین کو دے دے اور اگر ذبح کرنے کے بعد اون کاٹی ہے تو بعینہ اس اون کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا اور اگر اون کو فروخت کر دیا ہے تو ہر حالت میں یہ رقم فقراء ومساکین کو دے دے۔ خود استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵) دوسرا سفر جبکہ شرعی سفر نہیں ہے۔ اس لیے پوری نماز پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر طلاق نامہ اس شخص نے خود تحریر کیا ہے اور طلاق نامہ کا مضمون درست اور صحیح ہے تو اس کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے۔ اگر خود تحریر نہیں کیا اور مضمون طلاق نامہ پر علم ہونے کے بعد دستخط کیے ہیں تو بھی طلاق واقع ہو چکی ہے اور اگر اس کو طلاق نامہ کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا اور بے ہوشی اس حد تک تھی کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کس چیز پر میرے دستخط کرائے جاتے ہیں تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

اب جو صحیح صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ مقامی طور پر کسی معتمد علیہ دیندار عالم کے سامنے پوری تفصیلات بیان کر کے حکم معلوم کیا جائے۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۹۶ھ

مذکورہ فی السوال الزامات کا چونکہ شرعی ثبوت نہ ہے لہٰذا یہ گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک شخص کو ایک شخص بطور ہمدردی اور مستحق سمجھ کر اپنی طاقت وقوت برداشت کے مطابق اس کی خدمت کرتا ہے اور کسی وقت بطور استحقاق کے چائے بھی پلا دی۔ چائے پلانے والے کی بدقسمتی سے تھیلی پیسوں کی گر جاتی ہے۔ دوکان پر صرف چائے پینے والا اور پلانے والا دونوں موجود تھے۔ تیسرا آدمی کوئی نہ تھا۔ چائے

پلانے والے کو یقین ہوگیا کہ اُس نے اٹھائے ہیں تفتیش کے بعد سراغ نہیں ملا۔ دوکان کے تختہ پر صرف دو ہی آدمی ہم ہی تھے۔ چائے کے دام بھی تھیلی سے نکال کر دیے جاتے ہیں۔ افسوس کہ تھیلی گم ہو جائے۔ مستحق منکر ہے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔

(۲) یہی شخص ہونٹوں یعنی لبوں کے بال موچنے سے نوچ لیتا ہے۔ ہونٹوں کے نیچے آدھی انگلی یا کم وبیش بال کھینچ لیتا ہے۔ ایسا فعل سنت کے خلاف تو نہیں ہے۔

(۳) ایک مولوی صاحب جو کہ خطیب مسجد ہے۔ اس کے پیسے تقریباً تین صد پینتالیس روپیہ میں سے گم ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب بھی اس پر شبہ کرتے ہیں۔ پیسے اُٹھاتے وقت یہی شخص مذکور ہی دیکھ رہا ہے کہ مولوی صاحب پیسے اُٹھا رہے ہیں اور پیسے رکھتے ہوئے بھی اُسی نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا تو مولوی صاحب کے نزدیک مشتبہ ہے۔

(۴) ایک مسجد میں یہی شخص موذن تھا۔ اس مسجد سے بدین وجہ نکالا گیا کہ اجنبیہ غیر عورت سے ناجائز فعل کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ وہاں سے رخصت دے دی گئی۔ گھروں میں بطور ٹیوشن کے پڑھاتا تھا ناجائز تعلق بن جانے کی وجہ سے نکلنا پڑا۔

(۵) اب بھی موجودہ مسجد میں رہ کر ٹیوشن گھروں میں پڑھانے جاتا ہے۔ شاید چھوٹی بڑی نابالغہ یا بالغہ کو درس تدریس دیتا ہوگا۔

(۶) لڑکی مرد کے پاس کتنی عمر تک پڑھ سکتی ہے۔ لڑکی کی تعلیم کے بارے میں کوئی حد مقرر ہے اگر حد مقرر ہے تو پڑھانے والا جبکہ اجنبی ہو۔ خلاصۃ الکلام ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ امام بنایا جا سکتا ہے جس میں یہ صفات مذمومہ پائی جائیں۔ ایسے شخص پر پردہ ڈالنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہوگا۔ جس کا فعل شنیع اور افعال بد کا ورد وظیفہ بن چکا ہو۔

(۷) سابقہ مسجد سے اس موذن کے استاد نے، لاؤڈ سپیکر چرایا اور پکڑا گیا۔ تھانے میں پیٹا گیا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں استاد اور شاگرد کا وسیع کاروبار تھا۔

فتح محمد ولد حبیب قوم ارائیں سکنہ موضع مرید پور ضلع ملتان

﴿ج﴾

شرعی ثبوت کے بغیر کسی پر الزامات لگانا شرعاً گناہ ہے اور اس کے متعلق نفس شبہات کی بنا پر فتویٰ حاصل کرنا ناجائز ہے۔

صورت مسئولہ میں اگر واقعی یہ شخص بدفعلی کا مرتکب ہے۔ اجنبی بالغہ لڑکیوں کو خلوت یعنی علیحدہ جگہ میں

ٹیوشن پڑھاتا ہے تو اس کی امامت درست نہیں مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

البتہ اگر گواہ نہ ہوں تو اس شخص سے قسم لی جا سکتی ہے۔ قسم کے بعد اعتماد کرنا ہوگا۔

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۲ جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ

ڈاڑھی منڈے یا کتروانے والے کے پیچھے نماز کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مسجد جو کہ ہر وقت نماز اور جمعہ بھی پڑھاتا ہے۔ رمضان شریف کی تراویح بھی پڑھاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا حافظ ہے لیکن شرعی اعتبار سے اس کی ڈاڑھی کم ہے۔ کٹوایا کرتا ہے بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حد شرعی سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی نہ فرض نہ نفلیں یعنی تراویح نہیں ہوتی جو پڑھی گئی ہیں ان کو بھی پھر لوٹایا جاوے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا ڈاڑھی منڈے یا کتروانے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر نہیں ہوتی تو جو پڑھی گئی ہیں اس کا لوٹایا جانا ضروری ہے یا کہ نہیں۔ مدلل اور معتبر کتابوں کے حوالے دے کر بندہ کی تسلی فرمائیں۔

عطاء اللہ گلی صابن والی اندرون حرم گیٹ ملتان

﴿ج﴾

درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔ واما الاخذ منها وهي دون ذلك فلم يبحه احد (در مختار مطلب في الاخذ من اللحية ص ۴۱۸ ج ۲) اور نیز درمختار میں ہے۔ والسنة فيها القبضة الخ ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته (كتاب الحظر والاباحة ص ۴۰۷ ج ۶) لہٰذا جو شخص ڈاڑھی منڈوائے یا ایک مشت سے کم کتروائے وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ويكره امامة عبد الخ وفاسق (در المختار) بل مشى في شرح المنية ان كراهة تقديمه (اى الفاسق) كراهة تحريم (ردالمحتار باب ا الامامة ص ۶۰ ج ۱) اگرچہ بحکم صلوا خلف کل بر و فاجر اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں لیکن ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے نہ فرائض میں نہ تراویح وغیرہ میں لان في امامته تعظيمه و تعظيم الفاسق حرام (شامی ص ۶۰ ج ۱ باب الامامۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۷ شعبان ۱۳۹۱ھ

دانتوں پر سونے کے خول چڑھانا سونے کی تار سے باندھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) اگر کسی عورت کے دانت کیڑا لگنے سے خالی ہو گئے ہوں تو اس پر سونے کی خول چڑھ سکتی ہے یا نہیں۔ اگر دانت ہلتے ہوں تو اُن پر سونے کی تاریں یا سونے کی خول چڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مسجد اقصیٰ کے نام کے متعلق بھی فرمادیں۔

قاری حسین علی معرفت محمد عبداللہ جامع مسجد محمدیہ خواجہ کالونی نز دلکڑ منڈی ملتان

﴿ج﴾

(۱) دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے چاندی سونے کا تار باندھنا یا ضرورت کے لیے خول چڑھانا جائز ہے اور اس میں غسل صحیح ہے کیونکہ بوجہ ضرورت کے ہے۔ قال فی الخانیة اذا تحرکت ثنیة الرجل (الی ان قال) فشدها بذهب او فضة لا بأس به ولیس هذا کا لحلی (جلد ۳ ص ۴۱۳) الخ وقال فی بذل المجهود کتاب الخاتم باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذهب تحت حدیث عرفجة بن سعد حیث امره النبی صلی الله علیه وسلم باتخاذ الانف من الذهب وکذا حکم الاسنان فانه یثبت هذا الحکم فیها بالمقائسة سواء ربطها بخیط الذهب او صنعها بالذهب (بذل المجهود ص ۸۷ ج ۲)

(۲) اس کے متعلق کوئی جزئیہ نظر سے نہیں گزرا ہے دیگر اہل علم سے معلوم کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ رجب ۱۳۹۷ھ

یزید قاتل حسین رضی اللہ عنہ ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ یزید قاتل حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا مظالم کربلا اس کے حکم سے ہوئے ہیں یا نہیں اور وہ ان واقعات پر خوش ہوا یا نہیں۔ کیا یزید لائق و مستحق لعنت ہے یا نہیں اور اہل سنت والجماعت میں سے کس کس نے جواز لعن اور کس کس نے عدم جواز کا قول کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

یہ وقت ان مسائل میں پڑنے کا نہیں۔ اسلام کے خلاف اس وقت جو فتنے کھڑے کیے جا رہے ہیں ان کے حل سوچنے اور مقابلہ کرنے کا وقت ہے۔ فی الشامیة فصل فی مسائل شتی ص ۷۵۴ ج وینبغی ان لا یسئل الانسان مالا حاجة الیه کان یقول کیف هبط جبرئیل وعلی ای صورة راه النبی صلی الله علیه وسلم الخ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا، مروّجہ حیلہ اسقاط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بعض لوگ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد فوراً ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور پھر حیلہ اسقاط ادا کرنے کے بعد دوبارہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور وہ گول دائرہ جو لوگوں نے بنایا ہوتا ہے اُس کو ختم کرتے وقت پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں تو کیا شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔ جو حیلہ اسقاط مروجہ ہے کہ پہلے مولوی صاحبان ایک چھوٹا سا گول دائرہ بنا لیتے ہیں اور لوگ ایک لمبا چوڑا دائرہ بنا لیتے ہیں۔ پھر مولوی صاحبان کے چھوٹے دائرہ میں ایک چھابی لائی جاتی ہے جس میں قرآن مجید کچھ نمک کچھ گندم اور کچھ روپے پیسے تقسیم کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ یہ چھابی امام جنازہ کے سامنے رکھ دی جاتی ہے۔ پھر امام صاحب کچھ پڑھنے کے بعد دوسرے مولوی صاحب کو قبول کرنے کے لیے کہتا ہے تو دوسرا مولوی صاحب اُسے قبول کر کے اُسی امام کو ہبہ کر دیتا ہے۔ پھر امام صاحب کچھ پڑھنے کے بعد تیسرے مولوی صاحب کو قبول کرنے کے لیے کہتا ہے۔ غرض یہ کہ یہ سلسلہ کافی دیر ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بعد چھابی چھوٹے دائرہ سے نکال کر بڑے دائرے میں لائی جاتی ہے۔ تو یہ لوگ بھی اسی طرح قبول کر کے ہبہ کرتے ہیں۔ اگر یہ چھابی کوئی شخص قبول کر کے ہبہ نہ کرے یعنی قابض ہو جائے تو زور سے چھین لیتے ہیں۔ تو کیا قرآن مجید، گندم، نمک وغیرہ لے جانا جائز ہے یا نہ اور یہ حیلہ اسقاط ٹھیک ہے یا نہ اور حیلہ اسقاط شریعت نے کس کے لیے جائز قرار دیا ہے۔ نماز اور روزہ کے بدلے کتنا دینا چاہیے۔

مولوی تاج الدین صاحب قوم کاکاخیل ڈاکخانہ بھٹی نصرتی براستہ بنوں صوبہ سرحد

﴿ج﴾

حیلہ اسقاط یا دور بعض فقہاء کرام نے ایسے شخص کے لیے تجویز فرمایا تھا جس سے کچھ نماز اور روزے وغیرہ اتفاقاً فوت ہو گئے قضاء کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی لیکن اس کے ترکہ میں اتنا مال نہیں

جس سے تمام فوت شدہ نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کیا جا سکے۔ یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں جو مال موجود ہو اس کو تو وارث بانٹ کھائیں اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کر کے خدا و خلق کو فریب دیں۔ در مختار شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے اور ساتھ ہی اس حیلہ کی شرائط میں اس کی تصریحات واضح طور پر فرمائی ہیں کہ جو رقم کسی کو صدقہ کے طور پر دی جائے اس کو اس رقم کا حقیقی طور پر مالک و مختار بنا دیا جائے کہ جو چاہے کرے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں دینے کا محض ایک کھیل کھیلا جائے جیسا کہ عموماً آج کل اس حیلہ میں کیا جاتا ہے کہ نہ دینے والے کا یہ قصد ہوتا ہے کہ جس کو وہ دے رہے ہیں وہ صحیح معنی میں اس کا مالک و مختار ہے اور نہ لینے والے کو یہ تصور و خیال ہو سکتا ہے کہ جو رقم میرے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ میں اس کا مالک و مختار ہوں۔ رسائل ابن عابدین میں اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ منۃ الجلیل کے نام سے شامل ہے۔ اس میں تحریر ہے۔ ویجب الاحتراز من ان یدیر ھا اجنبی الا بو کالۃ کما ذکرنا او ان یکون الوصی او الوارث کما علمت ویجب الاحتراز من ان یلاحظ الرجل عند دفع الصرۃ للفقیر الھزل او الحیلۃ بل یجب ان یدفعھا عازما علی تملیکہ منہ حقیقۃ لا تحیلا ملاحظاً ان الفقیر اذا ابی عن ھبتھا الی الوصی کان لہ ذلک ولا یجبر علی الھبۃ (منۃ الجلیل فی اسقاط ما علی الذمۃ من القلیل والکثیر جزء لرسائل ابن عابدین رحمہ اللہ ص ۲۲۵ ج ۱)

الغرض اس حیلۂ اسقاط کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور قواعد شرعیہ کے موافق ہو لیکن جس طرح کا رواج اور التزام آج کل چل گیا ہے وہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل اور قابل ترک ہے۔ چند مفاسد اجمالی طور پر لکھے جاتے ہیں۔ بہت مواقع میں اس کے لیے جو قرآن مجید اور نقد رکھا جاتا ہے۔ وہ میت کے متروکہ مال میں سے ہوتا ہے اور اُس کے حقدار وارث بعض موجود نہیں ہوتے یا نابالغ ہوتے ہیں تو ان کے مشترکہ سرمایہ کو بغیر اُن کی اجازت کے اس کام میں استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے لا یحل مال امرأ مسلم الا بطیب نفس منہ اور نابالغ تو اگر اجازت بھی دے دے تو شرعاً نا معتبر ہے اور ولی نابالغ کو ایسے تبرعات میں اس کی طرف سے اجازت دینے کا اختیار نہیں۔

اگر بالفرض مال مشترک نہ ہو یا سب وارث بالغ ہوں اور سب سے اجازت بھی لی جائے تو یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ ان سب نے بطیب خاطر اجازت دی ہے یا برادری کے طعنوں کے خوف سے اجازت دی ہے اور اس قسم کی اجازت حسب تصریح حدیث مذکور کالعدم ہے۔

اس حیلہ میں تملیک اس طرح کی جاتی ہے جس سے تملیک متحقق نہیں ہوتی جیسا کہ اوپر تفصیل سے گزرا۔

مذکورہ صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس شخص کو مالک بنایا جائے وہ مصرف صدقہ ہو صاحب نصاب نہ ہو۔ مگر عام طور پر اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

اگر یہ سب چیزیں نہ ہوں تو پھر بھی اس حیلہ کا ہر میت کے لیے التزام کرنا اور واجب شرعی تجہیز و تکفین کی طرح اس کو اعتقاداً ضروری سمجھنا یا عملاً ضروری کے درجہ میں التزام کرنا یہی احداث فی الدین ہے۔ جس کو اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں۔ نیز اس حیلہ کے التزام سے عوام الناس اور جہلا کی یہ جرات بھی بڑھ سکتی ہے کہ تمام عمر نماز روزہ وغیرہ احکام کو چھوڑ دیں اور مرنے کے بعد چند پیسوں کے خرچ سے یہ سارے مفاد حاصل ہو جائیں گے۔ جو سارے دین کی بنیاد منہدم کر دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے راستے پر چلنے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ محرم ۱۳۹۶ھ

انجکشن کے ذریعہ روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا جبکہ یہ مفید للبدن ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ انجکشن کے ذریعہ دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے۔ یہ مفسد صوم ہے یا نہیں۔ ادلہ شرعیہ سے جواب عنایت فرما دیں کیونکہ ہمارے علاقہ میں اختلاف ہے۔ بعض قائل بالافساد ہیں اور بعض قائل بعدم الافساد ہیں اور جو قائل بعدم الافساد ہیں ان کے نزدیک حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی تحقیق ماخوذ ہے اور جو قائل بالافساد ہیں انھوں نے یہ تحقیق لی ہے۔

فقہاء مفطر را بہ سہ نوع بیان کردہ اند۔ اول مفطر صوری چنانچہ غیر غذائی چیز یا غیر دوائی چیز از گلو فرو کند بمثل حصاۃ یا خاک وغیرہ پس دریں صورت قضاء است کفارہ نیست۔ دوئم مفطر معنوی است کہ مصلح بدن اندر بدن داخل کند چنانچہ تیل یا دوائی در گوش بعد سزد کہ دماغ را فائدہ بآن برسد۔ پس دریں صورت قضاء است و کفارہ نیست۔ سوئم مفطر صوری و معنوی ہر دو ہست۔ چنانچہ غذا یا دوائی چیز از گلو فرو کند کہ دریں صورت اکل و شرب ہم موجود است و اصلاح بدن ہمہ بدن می شود۔ پس دریں صورت قضاء و کفارہ ہر دو لازم آید۔ اگر ممد باشد و صورت انجکشن در مفطر معنوی داخل است کہ مصلح بدن اندر بدن داخل کردہ مے شود۔ لہٰذا بہ انجکشن روزہ شکستہ می شود قضاء لازم است نہ کفارہ دلیل اول این ست کہ فقہاء کہ برائے مفطر وصول الی الجوف معتبر گردانیدہ است۔ مراد از جوف جوف بدن است نہ جوف بطن (برجندی)۔

قوله او وصل دواء الی جوفه ای الی داخل تنور البدن ص۳۷ونیز فقہا نوشتہ کہ اگر کسی درد بر چوب خشک داخل کند یا غائب کند و یا زن در فرج خود پنبہ خشک غائب کند روزہ او شکستہ شودہ باوجود یکہ در بطن ہیچ نمی رسیدہ است ۔قال فی البحر اما وجود فی القم فانه یفسد صومه لانه وصل الی جوف البدن ماهو مصلح للبدن فکان اکلاً معنی لکن لاتلزمه الکفارة لا نعدام الا کل صورة ص۲۷۹ج ۲ ـوالمعتبر وصول من منافذ سواء کانت اصلیة او عارضة کالجائفة والآمة ولا عبرة للوصول من المسام لعدم وجود المفطر. بدائع ـودر صورت انجکشن بذریعہ سوراخ ہست کہ بہ انجکشن ساختہ شدہ است نہ بذریعہ مسام چنانچہ ظاہر است پس تعجب کہ مولانا اشرف علی صاحب ومولوی محمد شفیع صاحب چہ گونہ وصول بذریعہ انجکشن را از قبیلہ وصول بذریعہ مسام شمردہ است وحکم بعدم افطار کردہ اند دیگر آنکہ اگر بالفرض مراد از جوف جوف بطن ارادہ شود پس وصول دواء بہ بطن بواسطہ انجکشن متعین است بسبب وجود مارة من الذائقه والریح فی الانف ونیز اطباء وقت بریں متفق اند کہ دواء بذریعہ انجکشن فوراً دوا ہر رگ وشرائن وجمیع بدن واجزاء بدن واصل می شود۔ دریں باب قول اطباء شرعاً مقبول است ۔کذا فی الفتح فقیر دریں صورت ترددد روصول نزد امام اعظمؒ روزہ شکستہ می شود ـواذا تردد فی الوصول فعند ابی حنیفةؒ یفطر لو کان الدواء رطباً للوصول عادة البحر الرائق ص۲۷۹ونیز اگر از انجکشن روزہ شکستہ نہ شود۔ حکمت روزہ کہ مقہوریت نفس است ـ اصلاً باطل گردد۔ زیرا کہ انجکشن برائے دفع جوع وعطش وغیرھم است پس برائے ہر یکے انجکشن زدہ شود حکمت صوم بالکل باطل شود۔هذا تحقیق علماء الذین یقولون بالافساد فالالتما س عنکم ان تظهروا ما عندکم و الترديد ما خلافکم ـاور اس بات کی بھی توضیح فرمادیں کہ اگر کان میں پانی ڈالے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کما صرح بہ فی الدر المختار والخلاصہ اور اگر کان میں دوائی یا تیل ڈالے تو روزہ فاسد ہوتا ہے۔ کما فی خلاصۃ الفتاوی ـتو کیا فرق ہے کہ پانی سے فاسد نہیں ہوتا اور دوا سے فاسد ہوتا ہے۔

﴿ج﴾

اولو اقطر فی احلیله ماء اودهنا الخ لم یفطر لان العلة من الجانبین الوصول الی الجوف وعدمه بناء علی وجود المنفذ وعدمه الخ ردالمحتار باب ما یفسد الصوم ص۳۹۹ ج۲ بداں ہر آں چیزے کہ بذریعہ منافذ اصلیہ یا منافذ عارضیہ (چنانچہ جراحت جائفہ وآمہ) بجوف بطن یا بجوف دماغ رسد۔ آں مفسد صوم است وآں چیزے کہ بذریعہ مسامات وہمچناں عروق اگرچہ بعینہ بجوف بطن یا جوف دماغ رسد مفسد صوم نیست ـ وانجکشن (سوزن زدن) ہم ازیں قبیلہ است چرا کہ دردر عضلہ یا زیر جلد یا درعروق دوا می گزارند ودوا بعد از اں بذریعہ مسامات وعروق شعریہ یا وریدھا بجوف بطن یا جوف دماغ می رسد۔

لہٰذا از اں روزہ فاسد نمی شود۔ چنانچہ سرمہ کردن اگرچہ اثر سرمہ یا عین سرمہ در حلق بیاید چرا کہ مابین چشم ودماغ منفذ نیست۔

کما قال فی الهدایه ص ۱۹۷ ج ۱ ولو اکتحل لم یفطر لانه لیس بین العین والدماغ منفذ والدمع یترشح کالعرق والداخل من المسام لاینافی کما لو اغتسل بالماء البارد. وقال فی الدر المختار شرح ص ۳۹۵ ج ۲. تحت قوله اوا دهن او اکتحل اواحتجم وان وجد طعمه فی حلقه. وفی المبسوط ص ٦٧ ج ۳ وان وصل عین الکحل الی باطنه فذلک من قبل المسام لامن قبل المسالک اذ لیس من العین الی الحلق مسلک فهو نظیر الصائم یشرع فی الماء فیجد برودة الماء فی کبده وذلک لا یضره وهکذا فی البر جندی شرح مختصر الوقایة ص۲۱۷ج۱ وفتح المعین علی ملامسکین ص۴۳۱ج۱ و جامع الرموز ص۳٦۱ج۱

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۸ جون ۱۳۹٦ھ

کسی انجمن کے زیر نگرانی چلنے والے ادارے کے مصارف پر زکوٰۃ خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک قومی تنظیم بنام ویلفیر نوجوان شیخ انجمن بنو عاقل خصوصاً اپنی قوم کی اصلاح کے لیے ایک دینی درسگاہ قائم کرنے کا تہیہ کرتی ہے۔ جس میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے شیخ قوم کی تخصیص نہ ہوگی۔ بلکہ ہر مسلمان تعلیم حاصل کرسکتا ہے۔ یہ ادارہ انجمن مذکورہ کے ماتحت ہوگا اور انتظامی امور میں کسی غیر شیخ کا دخل نہ ہوگا۔

فی الحال اس ادارہ میں کسی مسافر طالب کے رہنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ فقط ان بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو تعلیم دی جائے گی جو تاجر، مزدور یا ملازمت پیشہ ہوں گے یا دنیوی تعلیمی اداروں میں عصری فنون حاصل کرتے ہوں اور گھنٹہ آدھ گھنٹہ نکال کر ناظرہ قرآن شریف اور زندگی میں پیش آمدہ روزمرہ کے مسائل کی تعلیم حاصل کرسکیں گے۔ پڑھنے والوں میں سے زیادہ تر صاحب نصاب مرد یا صاحب نصاب مردوں کے چھوٹے بچے ہوں گے۔

اس کام کی تکمیل کے لیے ایک مدرس کی خدمت حاصل کی جائے گی۔ کیا اس صورت میں اس ادارے کے اخراجات مثلاً جگہ کا کرایہ، بجلی کا بل، خادم کی تنخواہ، قرآن شریف کی خریداری، ضروری فرنیچر چٹائی اور مولوی صاحب کا مشاہرہ وغیرہ پر شیخ قوم کے صاحب نصاب افراد سے زکوٰۃ وصول کر کے خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو برائے کرم اس سے آگاہ فرمادیں کہ جس طرح مروجہ مدارس میں زکوٰۃ تملیک کر کے استعمال کی جاتی ہے اسی طرح ہم بھی تملیک کر کے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں۔ البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہمارے مدرسہ میں تملیک کرانے کے لیے کوئی مستحق طالب علم نہیں ملے گا تو کسی دوسرے مدرسہ یا مسکین سے تملیک کرانا پڑے گی۔

معرفت ویلفیئر نوجوان شیخ انجمن پنوعاقل ضلع سکھر

﴿ج﴾

زکوٰۃ اور تمام صدقات واجبہ میں تملیک فقراء بغیر عوض شرط ہے بدون مالک بنانے فقراء کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ مدرس کو تنخواہ میں زکوٰۃ دینا اور مدرسہ کی دوسری ضروریات پر زکوٰۃ کا صرف جائز نہیں۔ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة کمامر. لایصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت. الدر المختار علی هامش ردالمختار باب المصرف ص ۶۸ ج ۲ ایسے مواقع کے لیے یہ حیلہ جواز کا ہے کہ مال زکوٰۃ اول کسی ایسے شخص کو ملک کر دیا جائے جو مالک نصاب نہ ہو پھر وہ اپنی طرف سے مہتمم مدرسہ کو ضروریات مدرسہ میں صرف کرنے کے لیے دے دے اور مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ تملیک حقیقی کی نیت سے دے کہ لینے والا اس میں مختار ہو۔ وحیلة التکفین بها التصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (ایضا کتاب الزکاۃ ص ۲۷۱) تملیک میں احسن طریقہ یہ ہے کہ اول کوئی مسکین کسی سے قرض لے کر چندہ میں دے دے پھر صدقہ یعنی زکوٰۃ دینے والا اپنی رقم اس کو بہ تملیک حقیقی دے دے۔ پھر وہ مسکین اس رقم سے اپنا قرض ادا کر دے تو اس طریقہ سے حیلہ کا ارتکاب کرنا نہیں پڑتا۔ قیمت چرم قربانی کا بھی یہی حکم ہے یعنی اس میں تملیک فقراء ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ محرم ۱۳۹۶ھ

نماز استسقاء چار رکعت پڑھنا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ صلوٰۃ استسقاء دو رکعت پڑھنا مسنون ہے یا چار رکعت۔ بعض لوگ

چار رکعت پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین دونوں کے قولوں پر عمل کرتے ہیں۔ بحوالہ کتب جواب تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کا اختلاف تعداد رکعات میں نہیں۔ سب کے نزدیک دو رکعت ہیں۔ امام عید کی نماز کی طرح بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت نماز استسقاء پڑھائے اور دونوں میں جہر سے قراءۃ پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ ق اور دوسری میں سورۃ القمر پڑھے یا پہلی میں الاعلیٰ اور دوسری میں الغاشیہ پڑھے۔ قال الشامی قال محمد یصلی الامام او نائبه رکعتین کما فی الجمعة ثم یخطب ای یسن له ذلک والاصح ان ابا یوسف مع محمد. نهر (ردالمحتار ص ۱۸۴ ج ۲) وقال فی الدر المختار وقالا تفعل کالعید. فی الشامیه (کالعید) ای بان یصلی بهم رکعتین یجهر فیهما بالقراۃ بلا اذان ولا اقامة ثم یخطب بعدها قائما علی الارض الخ. (شامی ص ۱۸۴ ج ۲) البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استسقاء میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت موکدہ نہیں ہے۔ البتہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ یہی صحیح ہے کیونکہ احادیث سے کبھی پڑھنا اور کبھی نہ پڑھنا اور صرف دعا و استغفار کرنا ثابت ہوتا ہے۔ جو دلیل مستحب کی ہے اور اس میں خطبہ بھی نہیں لیکن دعا و استغفار ہے اور صاحبین کے نزدیک جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔ کما فی الهدایه ص ۱۵۶ ج ۱ باب الاستسقاء قال ابوحنیفة رضی الله عنه لیس فی الاستسقاء صلوۃ مسنونة فی جماعة فان صلی الناس وحداناً جاز وانما الاستسقاء الدعاء والاستغفار (الی قوله) وقالا یصلی الامام رکعتین لماروی ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی فیه رکعتین کصلوۃ العید رواه ابن عباس۔

الحاصل نماز استسقاء دو رکعت پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۰ محرم ۱۳۹۶ھ

ایک مدرسے کا چندہ دوسرے مدرسہ پر خرچ نہیں ہوسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مدرسہ عرصہ ۱۰-۱۲ سال سے چند آدمی مل کر چلا رہے تھے یعنی کمیٹی بنی ہوئی تھی۔ استادوں کی تنخواہ اور باقی مدرسہ کا خرچہ یہی کمیٹی دیتی رہی اور جو مدرسہ تھا وہ صرف زمین ایک

آدمی کی تھی کسی اختلاف کی وجہ سے اس نے کمیٹی کو ختم کردیا اور مدرسہ کسی اور کو دے دیا اور اس کمیٹی نے اب اور مدرسہ بنالیا ہے اور جو چندہ اُن کے پاس جمع ہے وہ اور باقی مدرسہ کا سامان یہ کمیٹی ان سے لے سکتی ہے یا نہیں اور یہ فنڈ بھی اس مدرسہ پر لگا سکتے ہیں یا نہیں۔ مدرسہ میں مکمل تعلیم شروع ہے۔ تمام شہر کے بچے اس کمیٹی والے مدرسہ میں پڑھتے ہیں۔

محمد یوسف ضیاء مدرسہ عربیہ ڈاک خانہ نور شاہ تحصیل و ضلع ساہیوال

﴿ج﴾

اگر سابقہ مدرسہ میں (جس کے لیے لوگوں سے چندہ جمع کیا گیا ہے) باقاعدہ تعلیم درس و تدریس جاری ہے اور اس میں کسی قدر تعلیم کا سلسلہ باقی ہے تو اس کے لیے جمع شدہ چندہ اسی مدرسہ کی ضروریات پر صرف کرنا چاہیے۔ نئے مدرسہ میں لگانا درست نہیں۔ البتہ اگر کمیٹی کے ارکان کے پاس کوئی چندہ موجود ہے جس کو ابھی تک سابقہ مدرسہ کے فنڈ میں جمع نہیں کیا گیا تو چندہ دہندگان کی اجازت سے جدید مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۷ محرم ۱۳۹۶ھ

ڈاڑھی کتروانے والے حافظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو حافظ ڈاڑھی منڈواتا ہے۔ یعنی کترواتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں اور جس قمیض کے کالر ہوں اس قمیض سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ ہمیں یہ دونوں مسئلے بتادیں۔

﴿ج﴾

(۱) درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔ واما الاخذ منها وهي دون ذلك فلم يبحه احد الخ (الدر المختار شرح تنوير الابصار باب ما يفسد الصوم مطلب في الاخذ من اللحية ص ۱۲۳ ج ۲) اور نیز درمختار میں ہے۔ ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته در مختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ص ۴۰۷ ج ۶۔ اس سے پہلے ہے والسنة فيها القبضة پس جو مسلمان ڈاڑھی منڈواتا ہے یا ایک مشت سے کم کترواتا ہے وہ فاسق ہے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی

ہے۔ ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) وكراهة تقديمه كراهة تحريم۔ (رد المحتار باب الامامة ص ۵۶۰ ج ۱) ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔ لان في امامته تعظيم وتعظيم الفاسق حرام (ردالمحتار ص ۵۶۰ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کالر والی قمیض میں نماز ہو جاتی ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۱ محرم ۱۳۹۶ھ

جس زمین میں قبریں تھیں لیکن اب نشان باقی نہیں ہے وہاں نماز ادا کی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے گاؤں نے ہم لوگوں سے علیحدہ نماز عیدالاضحیٰ پڑھی اور نماز جہاں انھوں نے ادا کی ہے وہ پہلے قبرستان تھا مگر وہاں قبروں کے نشان نہیں ہیں۔ کیا ان کی نماز ہوئی یا نہیں۔

منیجر یونائیٹڈ ہوٹل ریلوے روڈ رحیم یار خان

﴿ج﴾

نماز ادا ہوگئی ہے اور قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ قبریں سامنے ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۱ محرم ۱۳۹۶ھ

جادو ٹونا کرنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی غلام رسول ولد محمد بخش قوم رہو جا جو کہ چک نمبر wb۳۹ اور چک نمبر w-b۱۳۱ و حلقہ شیداں باد کے مقامات پر رہتا ہے اور فراڈ کرتا رہتا ہے اور اپنے آپ کو عامل کہلاتا ہے۔ حالانکہ مطلق جاہل آدمی ہے اور جادوگری کا کام کرتا ہے جیسے کہ اُس نے نمبردار گل محمد چک نمبر w-b۱۳۱ کے متعلق میرے سامنے مذکور عامل کہہ گیا تھا کہ میں نے نمبردار مذکور اور اس کی بیوی کو عمل اور موکلوں اور جنات کے ذریعہ اور جادو وغیرہ کر کے چیلا بنایا ہوا ہے اور وہ میرے کڑے میں قید ہیں جس کا گل محمد بھی اقراری ہے۔ لہٰذا

مذکور عامل جو کہ شرع محمدی کے خلاف عمل کر کے مسلمانوں پر جادو کر کے ناجائز لوگوں کو فریب دے کر لوٹتا ہے۔
اس کے خلاف فتویٰ درکار ہے کہ ایسے عامل کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
گل محمد نمبردار چک نمبر ۱۳۱ w-b تحصیل میلسی ملتان

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ مولوی غلام رسول مذکور جادو وغیرہ کا عمل کر کے مسلمانوں کو اذیت پہنچاتا ہے تو یہ فاسق وفاجر ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اذان وکلمہ میں چند جملے بڑھانا

﴿س﴾

حضرات علماء کرام وزعماء ملت سے درخواست ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کے نصاب دینیات میں دو کلمے لا الٰــہ الا اللــہ محمد رسول اللہ رہنمائے اساتذہ ص ۱۲۷ اسلامیات جماعت نہم دہم وزارت تعلیم حکومت پاکستان اسلام آباد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل ایضاً۔ ہر ایک کو کلمہ اسلام کہا گیا ہے اور اقرار اسلام اور عہد ایمان کے لیے ہر ایک کو ضروری سمجھا گیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اقرار اسلام کے لیے یہ دونوں حکم برابر ہیں۔ انسان کو اختیار ہے کہ جسے وہ پڑھ لے اس کی نجات وفلاح کے لیے وہی کافی ہے۔ اس کے اسلام میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ خواہ وہ جس کلمے کو پڑھے وہ مسلمان ہی شمار ہوگا یا دونوں میں سے کسی ایک کی پابندی ضروری ہے۔ صرف اُسی کلمہ سے مسلمان ہو سکتا ہے اگر اُس کے بجائے وہ دوسرا کلمہ پڑھے تو وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔ اگر ایک ہی کلمہ کی پابندی ضروری ہے تو وہ کون سا کلمہ ہے۔ اور بجائے اس کے دوسرا کلمہ پڑھنے والے کا کیا حکم ہے۔
کیا ایسا صحیح نہیں کہ کلمہ نمبر ۲ کو اختیار کیا جائے اور اس کے ضمن میں کلمہ نمبر ۱ بھی آ جاتا ہے اور اس کے برعکس کرنے سے کلمہ نمبر ۲ کے تین اجزاء ساقط ہو جاتے ہیں اور کلمہ نمبر ۲ اختیار کرنے سے کلمہ نمبر ۱ میں کوئی خرابی لازم نہیں آئی اور امت کا اتحاد بھی برقرار رہتا ہے۔ بینوا توجروا
محمد توصیف الرحمٰن عزیز اللہ معرفت محمد شریف عامر جامع مسجد گنبد والی جہلم

﴿ج﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اس وقت تک اور قیامت تک کلمہ ایک ہے اور وہ کلمہ ہے۔ لا الٰــہ

الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اور دوسرا کلمہ شیعہ حضرات کا خود ساختہ ہے۔ اس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے اور نہ احادیث کے مجموعہ میں اور نہ ہی اس کا وجود زمانہ سلف صالحین میں تھا۔ لہٰذا جو حضرات نجات وفلاح کو اس زیادتی پر موقوف قرار دیتے ہیں یہ خود گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں ان تین اجزاء کا کلمہ سے ساقط کرنا لازم ہے۔ ان کے داخل کرنے سے امت میں افتراق وانتشار پیدا ہوگا نہ کہ اتحاد و یگانگت۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۱۴ محرم ۱۳۹۶ھ

جس لڑکے سے ملاقات کے دوران گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ملاقات کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی کی دوسرے سے دوستی ہے۔ محبت بہت زیادہ ہے ایک دوسرے کو دیکھے بغیر گزارہ بھی نہیں ہوتا اگر اس کو ملنے پر آدمی کی منی یا مذی خارج ہو جائے یا اس کو دیکھ کر ہی یا گلے ملنے سے بغیر کسی خیال کے ہی آ جائے فحش باتیں بھی نہ کرے تو اس صورت میں آدمی گناہ گار ہوگا۔ اگر یہ گناہ ہے تو اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔
محمد منیر احمد معرفت افضل ریڈیو سروس چونگی ملتان شہر

﴿ج﴾

جس لڑکے سے آپ کو محبت ہے کہ جس کو دیکھنے یا معانقہ کرنے سے آپ کی نوبت منی یا مذی خارج ہو جانے تک پہنچ جاتی ہے ایسے لڑکے کو آپ کے لیے دیکھنا یا معانقہ کرنا حرام ہے اور ایسے برے خیالات کا دل میں لانے سے احتراز کرنا لازم ہے اس سے بچیں پانچ وقتہ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔ ایک کتاب جس کا نام ہے مرنے کے بعد کیا ہوگا اس کا مطالعہ کریں۔ شب جمعہ میں ابدالی روڈ پر واقع تبلیغی مسجد میں جا کر اُن کے حلقہ وعظ ونصائح میں بیٹھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شیطان اور خواہشات نفسانی کے شر اور فتنہ سے محفوظ رکھے۔
حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۱۵ محرم ۱۳۹۶ھ

شیعوں کا سنیوں کی مسجد میں مجلس کرانا اور روپے خرچنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسجد جو کہ اہل سنت والجماعت ہی کی بنائی ہوئی ہے اور ہمیشہ سے سنیوں کے قبضہ میں ہے اور متولی بھی سنی ہے لیکن اب ایک سال کا عرصہ ہوا ہے کہ چند اہل تشیع نے اس مسجد میں ایک مرتبہ مجلس بھی پڑھائی تھی اور اپنے خرچہ سے اس مسجد میں فرش بھی لگوایا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ شیعہ کے خرچہ سے فرش لگوانے سے اب اس مسجد میں از روئے شرع شریف نماز پڑھنا اہل سنت کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

حافظ اللہ وسایا صاحب امام مسجد نیاریانوالی پاک گیٹ ملتان

﴿ج﴾

اہل سنت والجماعت کے لیے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے اور یہ مسجد اہل سنت والجماعت ہی کی ہے۔ ان پر لازم ہے کہ آئندہ کے لیے شیعہ حضرات کی امداد مسجد کے بارے میں قبول نہ کریں اور بہتر یہ ہے کہ فرش کا خرچہ شیعہ حضرات کو دے دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۹ محرم ۱۳۹۶ھ

خانہ کعبہ اور گنبد خضراء کی تصویروں کا چومنا اور زیارت کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تصاویر مثلاً کعبہ شریف روضہ اقدس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کرنی تبرکاً جائز ہے یا نہ؟ یعنی مقدس مقامات وروضہ جات کی تصویروں کو چومنا اور ان کی زیارت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ۔

المستفتی حبیب الرحمٰن متعلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

کعبہ شریف اور روضہ اقدس و دیگر مقامات مقدسہ کی تصویروں کو چومنا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور چومنے وغیرہ میں تصویر پرستی کی صورت ہے اس لیے نہ چوما جائے اگر کوئی غایت محبت وشوق میں چوم لے تو اس

پر عتاب وملامت نہ کی جائے۔ امداد الفتاویٰ جلد چہارم ص ۳۲۹ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک جواب کے بارے میں نقل کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت گنگوہی نے تصویر روضہ ونقشہ مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ واقعہ دلائل الخیرات کے باب میں جواب دیا ہے کہ بوسہ دادن وچشم مالیدن بر نقشہ ہا ثابت نیست واگر از غایت شوق سرزد ملامت وعتاب ہم بروے نباشد الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسجد کو دیا گیا چندہ واپس لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دو رشتے دار ایک جھگڑے کی بنا پر ضد میں چار چار سو روپیہ متولی مسجد کو مسجد کے لیے دیتے ہیں۔ اب ان کے گھروں میں جھگڑا پڑ گیا۔ کیا کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ جو روپے مسجد کو دیے گئے ہیں واپس لے سکیں۔ باحوالہ جواب عنایت فرما دیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

متولی مسجد نے اگر اس رقم کو ضروریات مسجد پر صرف نہیں کیا تو چندہ دہندہ اس رقم کو واپس لے سکتا ہے۔ کذا فی امداد الفتاوی ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی سے غیر فطری فعل قطعاً حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ رب کریم نے جہاں اور بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہاں بیوی بھی بڑی نعمت ہے کہ انسان اپنی جائز خواہشات نفسانی پوری کر سکے۔ نیز گناہوں سے بھی بچت ہے لیکن انسان خطا کا پتلا ہے۔ بسا اوقات اس سے ایسی مذموم حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جس پر انسانیت کو بھی شرم آتی ہے۔ بعض اوقات کچھ خاوند اپنی جنسی خواہشات سے مغلوب ہو کر اپنی بیویوں سے ایام ماہواری میں جائے مخصوصہ کی بجائے پاخانہ کے راستے سے مجامعت کرتے ہیں۔ یہی ناشائستہ حرکت بعض اوقات ایام حمل میں بھی کر بیٹھتے ہیں تاکہ اسقاط حمل کا خطرہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ براہ کرم قرآن حکیم اور حدیث کی روشنی میں یہ تحریر فرما دیں کہ یہ نازیبا حرکت کہاں تک مذموم ہے یا نکاح وغیرہ پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے یا کہ نہیں۔ نیز اگر ایسی حرکت سے تائب ہو جائے پھر کیا حد ہوگی۔

جناب مرزا عبدالغفار بیگ معرفت محمود عالم صاحب گورنمنٹ ٹریننگ کالج ابدالی روڈ ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ حالت حیض ونفاس میں اپنی بیوی سے مجامعت (ہم بستری) کرنا حرام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن (پ۲ رکوع ۱۱) اور تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہہ دے وہ گندگی ہے۔ سوتم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت اور نزدیک نہ ہوان کے جب تک پاک نہ ہوویں۔

لواطت تو ہر حال میں حرام ہے۔ چنانچہ لوط علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ہلاک کردیا اور لوط علیہ السلام کی تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قال انی لعملکم من القالین (پ۱۹ رکوع ۱۳) فرمایا میں تمھارے کام سے البتہ بیزار ہوں۔ اپنی عورت سے تو لواطت کی حرمت قرآن مجید کی اس آیت سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ (پ۲ رکوع ۱۲) پس جب حیض سے خوب پاک ہوجائیں تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا اللہ تعالیٰ نے تم کو"۔ اس آیت کی تشریح میں شیخ الہند رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ یعنی جس موقعہ سے مجامعت کی اجازت دی ہے یعنی آگے کی راہ سے جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا موقع یعنی لواطت حرام ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند) اسی طرح حدیث شریف میں ہے۔ ملعون من اتی امرأتہ دبرھا (الحدیث) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی عورت کے ساتھ پاخانہ کے راستہ سے لواطت کرتا ہے۔

الحاصل لواطت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب ملعون ہے۔ لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً توبہ تائب ہوجائے اور آئندہ کے لیے لواطت سے قطعاً احتراز کرے۔ اگرچہ لواطت سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔ حمل کی صورت میں مجامعت جائز ہے اور حمل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لیکن لواطت جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کافر ہندو کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہے۔ وہ کافر ہندو جو میت کو جلاتے ہیں اور بعض ان میں سے دفن بھی کرتے ہیں۔ وہ کافر ہندو جو بغیر ذبح کرنے کے مردار جانور کو کھاتے ہیں اور بعض کافر ان کے ہاتھ سے روٹی اور پانی کو نہیں لیتے اس کافر ہندو کا

مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو اس کافر ہندو مدفون کو نکال سکتے ہیں یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان کی حدود سے کتنا دور دفن کیا جاسکتا ہے۔ دلائل سے واضح فرمادیں۔

﴿ج﴾

غیر مسلم میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں۔ اگر دفن کیا گیا ہو تو اس کا نکال لینا درست ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ میت گل سڑ گیا ہوگا۔ تو اس تکلیف اور اختلاف سے بچنے کے لیے بہتر صورت یہ ہے کہ بجائے نکالنے کے اس قبر کے نشان کو مٹا کر زمین سے ہموار کرایا جائے اور آئندہ کے لیے کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

بلند آواز یا لاؤڈ سپیکر میں نمازوں کے بعد لا الہ الا اللہ پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے محلّہ کی مسجد میں امام صاحب جو ہیں وہ صبح کی نماز کے بعد بلند آواز میں لا الہ الا اللہ اور سلام حضور پاک پر پڑھتے ہیں۔ جماعت ہونے کے بعد بھی اکثر بہت سے لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ میں نے اعتراض کیا کہ ہلکی آواز میں اگر یہ کلمات پڑھ لیے جائیں یا دل میں پڑھ لیے جائیں تو کیا ایسا کرنے سے ثواب میں فرق پڑ جائے گا تو فرمانے لگے بلند آواز میں پڑھنا ہے۔ میں نے کہا اس طرح نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ جب امام قرأت پڑھ رہا ہوتا ہے کیا اس وقت لوگ سنت نہیں پڑھ رہے ہوں جبکہ قرآن شریف سننا فرض ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن شریف بھی اتنی بلند آواز میں نہیں پڑھنا چاہیے۔ جس سے سنت پڑھنے والوں میں خلل پیدا ہوا امام صاحب نے ہماری کوئی بات نہیں مانی۔ آپ اس کے متعلق فیصلہ ارشاد فرمادیں کہ اصل حکم کیا ہے۔ تاکہ ہمارے امام صاحب بھی سمجھ سکیں اور اگر ہم بھی غلطی پر ہوں تو ہم بھی سمجھ سکیں۔

اذان سے پہلے بلند آواز میں سلام حضور پاک پر پڑھا جاتا ہے جو کہ محلّہ والوں کو سنایا جاتا ہے بعد میں اذان دی جاتی ہے۔ اس کے متعلق شرع محمدی کا کیا حکم ہے۔

لاؤڈ سپیکر میں صبح کی نماز باجماعت ختم ہونے پر بلند آواز میں اللہ اللہ یا سلام حضور پر پڑھا جاتا ہے محلّہ والوں کی عورتیں جو کہ نماز پڑھ رہی ہوتی ہیں ان کی نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ کیا یہ امام صاحب کا فعل جائز ہے

یا جمعہ کے وقت امام صاحب لاؤڈ سپیکر میں بلند آواز میں تقریر کر رہے ہوتے ہیں۔ محلّہ کی عورتوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے کیا یہ امام صاحب کا فعل جائز ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

درود شریف پڑھنے یا آیت ان الله وملئكته الاية اور لا الہ الا اللہ پڑھنے میں بلاشبہ بڑا ثواب ہے مگر سراً پڑھنا افضل ہے۔ خصوصاً اس زمانے میں جبکہ جہراً پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہیں اب تو جہر کو ترک کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں جہراً پڑھنے میں مسبوقین وغیرہ کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ جہراً اور سراً دونوں طرح پڑھنے میں ثواب میں فرق نہیں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ یہ تمام اذکار دل میں پڑھا کریں۔ جمعہ کی سنتوں کے لیے بہتر صورت یہ ہے کہ تقریر کے بعد خطبہ سے پہلے سنتوں کے لیے وقت دیا جائے۔ جیسا کہ بہت سی جگہوں میں یہی معمول ہے۔ اب تمام سوالات کا جواب ہو گیا۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لاؤڈ سپیکر پر ذکر الٰہی جائز ہے۔

﴿ج﴾

فتاویٰ دار العلوم دیوبند جدید ص ۱۳۷ ج ۴ میں ہے۔ علماء آواز بلند کلمہ طیبہ کو بعد نماز بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ شعار اہل بدعت کا ہو گیا ہے اور اصل ایسے اذکار میں چونکہ آہستہ پڑھنا ہے جیسا کہ فرمان ہے۔ انكم لا تدعون اصم و لا غائبا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا۔ اس لیے اوروں کو جہر مفرط کرنے سے ایسے موقع پر روکا جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ تمام کلمہ آخر تک پڑھا جائے اور زیادہ بلند آواز نہ کی جائے۔ جس میں دیگر مصلین اور ذاکرین کو اذیت ہو۔ ويكره الاعطاء الخ ورفع صوت بذكر (درمختار) قال الشامی اضطرب كلام صاحب البزازية في ذلك فتارة قال انه حرام وتارة قال انه جائز الخ لانه حيث خيف الرياء او تاذى المصلين او النيام رد المحتار مطلب رفع الصوت بالذكر ص ۶۶۰ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دورانِ دعا ہاتھوں کی کیفیت کیا ہونی چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد ہاتھ بہت کھلے کر کے دعا مانگنی چاہیے یا سینے کے برابر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنی چاہیے کھلے ہاتھ ہوں یا ہاتھ ملا کر دعا مانگنی چاہیے۔

غوث بخش خان

﴿ج﴾

دعا مانگتے وقت رفع یدین میں اعتدال مسنون ہے نہ تو ہاتھ زیادہ لمبے کرنے چاہئیں اور نہ ہی بالکل سینے کے قریب ہونے چاہئیں بلکہ درمیانی صورت جو مروج بین الناس اور معتدل ہے اسی طریقہ سے دعا مانگنی چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی ابو محمد ابن العربی فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رفع یدین کس حد تک ہونا چاہیے۔ بعض نے فرمایا کہ سینہ تک اور بعض نے چہرہ تک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ دعا میں اس حد تک ہاتھ اُٹھاتے تھے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔ قال القاضي ابو محمد ابن العربي اختلفوا في الرفع الى اين يكون فقيل الى الصدر فقيل الى الوجه وجاء من النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه في الدعاء حتى يبدو بياض ابطيه (الجزء العاشر رسالة استحباب الدعوات عقيب الصلوة)

خزينة الاسرار میں ہے ويرفع يديه الى المنكبين لماروى عن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشرف على المدينة فرفع يديه حتى يرى عفرة ابطيه وعن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج الى ناحية المدينة وخرجت معه فاستقبل القبلة ورفع يديه حتى انى لارى بياض ما تحت منكبيه الخ

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

نمازوں کے بعد ذکر جہری کرنا

﴿س﴾

بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب زید مجدکم۔ سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ ہمارے ہاں مولوی محمد

قاسم مسودی نے بہت بدعات پھیلا رکھی ہیں۔ اس نے اپنی شریعت نکال رکھی ہے۔ باتیں تو بہت ہیں مگر فی الوقت بات یہ ہے کہ ان کی جماعت نماز ظہر، مغرب، عشاء کے فرض کے بعد اذکار بہت دیر تک کرتی ہے اور اتنی بلند آواز سے کرتی ہے کہ کوئی بھی نمازی سکون قلب سے نماز ادا نہیں کرسکتا ہے۔ حالانکہ یہ ممنوع ہے جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ سجدے میں اتنی دیر لگاتے ہیں کہ آدمی ۱۵ سے ۲۰ مرتبہ تسبیح پڑھ لیتا ہے اور یہ لوگ نہیں اُٹھتے۔ اب آپ مہربانی فرما کر اس کے بارے میں کھلے کھلے الفاظ میں فتویٰ صادر فرمائیں تاکہ ہم بھی سمجھیں اور ان کو بھی سمجھائیں۔

﴿ج﴾

قال فی ردالمحتار ص ۲۶۰ جلد ۱ وفی الفتاوی الخيرية من الكراهية والاستحسان جاء فی الحديث ما اقتضى طلب الجهر به نحو وان ذكرني فی ملاء ذكرته فی ملاء خير منهم. رواه الشيخان وهناک احاديث اقتضت طلب الاسرار و الجمع بينهما بان ذلک يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال كما جمع بذالک بين احاديث الجهر والاخفاء بالقراءة ولا يعارض ذلک حديث خير الذكر الخفي لانه حيث خيف الرياء او تاذی المصلين او النيام (الى ان قال) عن الامام الشعراني اجمع العلماء سلفا و خلفا على استحباب ذكر الجماعة فی المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصلی او قارئ الخ۔

پس ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں جہراذکار وادعیہ کا ممنوع ہے۔ کیونکہ تشویش نمازیوں کو ہوتی ہے۔ کذا فی فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۷ ج ۶ قدیم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ

اگر لوگ امام کو ذکر جہری پر مجبور کریں تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسجد میں ذکر بالجہر پڑھنا کسی نماز کے بعد۔ اگر مقتدی مسجد کے امام کو مجبور کریں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر ذکر کریں تو اگر امام مسجد ذکر کرنے سے انکار کرے تو کیا امام مسجد گنہگار ہوتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ اس چیز کو بدعت کہتا ہے۔ بعض حدیث پاک کے اندر ذکر مذکور ہے کہ ذکر بالجہر

کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ فضائل ذکر میں کچھ حدیثیں درج ہیں۔ مہربانی فرما کر ذکر بالجہر کے متعلق حدیث پاک سے آگاہ فرمائیں۔ فقہ حنفی میں حدیث پاک کی رو سے کہاں تک جائز ہے۔ عین نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

ذکر باری تعالیٰ کا ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ قال الله تعالىٰ فاذكروني اذكركم الآية اور حدیث پاک میں ارشاد ہے لا يزال لسانک رطبا بذكر الله متعدد آیات اور بے شمار حدیثیں ذکر کی فضیلت میں وارد ہیں۔ نماز کے بعد بھی روایات میں کثرت سے اذکار مروی ہیں لیکن اس کے ساتھ اجتماع اور دیگر قیدیں لگانا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ منفرداً اور اجتماعاً ہر طرح جائز ہے۔ اجتماعی حیثیت کو ضروری قرار دینا درست نہیں ہے۔ امام صاحب بھی شریک ہو کر اگر اجتماعی ذکر کرواتے ہیں اور اُسے ضروری نہیں سمجھا جاتا تو بھی جائز ہے اور اگر اکیلے اکیلے ذکر کیا جائے تب بھی جائز ہے۔ اجتماعی ذکر پر امام صاحب کو مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ اگر شریک ہوتا ہے ہو جایا کرے ورنہ نہیں۔ نیز اگر نمازیوں کی نماز میں جہر بالذکر سے خلل پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے تو جہر بھی جائز ہے اور اخفاء بہرحال بہتر ہے۔ قال فی الفتاوى عالمگيرية ص ۳۱۷ ج ۵ قوم يجتمعون ويقرؤن الفاتحة جهراً دعاء لايمنعون عادة والاولى المخافتة فی الخجندی امام يعتاد كل غداة مع جماعته قراءة اية الكرسی و آخر البقرة وشهدالله ونحوها جهراً لا بأس به والافضل الاخفاء كذا فی القنية۔ اور اسی طرح شامی ص ۴۲۳ ج ۶ پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رجب ۱۳۸۵ھ

حضرت علی کی جائے پیدائش سے متعلق، عدالتی تنسیخ سے نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں گیارہویں کو دودھ دینا اور لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) بقول کچھ مولوی اہل سنت کے اور اکثر مولوی اہل تشیع کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبۃ اللہ کے مکان کی چاردیواری کے اندر ہوئی یعنی کوٹھی بیت اللہ کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے اور ساتھ یہ بھی بات کرتے ہیں کہ بیت اللہ کی دیوار شق ہوگئی تھی۔ اگر اس مسئلہ کا ثبوت کسی ہماری معتبر کتاب حدیث سے ملتا ہے تو بندہ کو اطلاع سے مرقوم فرمادیں۔ کیونکہ بندہ کا جھگڑا ہو رہا ہے۔

(۲) آج کل جو تنسیخ عدالت کے ذریعہ سے ہو رہی ہے کیا اس طریقے کے ذریعہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور عورت اپنا نکاح اور جگہ کرا سکتی ہے یا نہ اگر نکاح ختم نہیں ہوا تو طلاق کی ضرورت ہے یا نہ۔ جو حکم شرعی ہو صادر فرمادیں۔

(۳) کیا کوئی ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ حاجیوں کی تعداد حج جو مشہور ہیں کہ نو لکھ نو ہزار نو سو ہے۔ یہ بات صحیح ہے یا نہ۔

(۴) گیارہویں کا دودھ پینا کیسا ہے اور فعل کرنے والا جس کا اعتقاد خراب ہو اس کو مشرک کہا جاتا ہے۔

﴿ج﴾

(۱) نہ یہ روایت نظر سے گزری ہے اور نہ صحیح ہے۔

(۲) اگر تنسیخ شرعی طریقہ سے ہوئی اور وجوہ تنسیخ بھی شرعاً درست ہوں تو موجودہ مسلمان حاکم کے حکم سے تنسیخ نکاح صحیح ہوگی اور حکم حاکم بالفسخ کے بعد طلاق کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اگر وجوہ شرعاً درست نہ ہوں یا طریقہ فسخ غیر شرعی ہو تو بغیر طلاق حاصل کیے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

(۳) یہ بات غلط ہے۔

(۴) گیارہویں کا دودھ اگر اس اعتقاد کے ساتھ دیتا ہو کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ متصرف ہیں اور نفع وضرر کے مالک ہیں یا ان کے نام کی منت مانی ہو تو اس کا پینا جائز نہیں اور اگر خیرات کردے خدا کے نام کی اور اس کا ثواب حضرت غوث اعظم کو بخش دے تو دودھ کا پینا جائز ہے لیکن اس کی صرف گیارہویں کو خیرات کرنا اور بلاوجہ شرعی اس دن کو مختص کرنا بدعت ہوگا پہلی صورت میں شدید گناہ ہے۔ شرک کا خطرہ ہے۔ بہرحال توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

اجرت پر قرآن کریم پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد والے رمضان المبارک میں چندہ یہ کہہ کر اکٹھا کرتے ہیں کہ یہ رقم تراویح میں قرآن سنانے والے امام مسجد اور خادم مسجد میں تقسیم کریں گے۔ ۸۰۰ روپیہ اکٹھا ہو جاتا ہے اب اس چندہ میں سے جو مسجد کے امام وغیرہ کے نام سے اکٹھا کیا گیا تھا مسجد کے منتظمین ۲۰۰ روپے بایں

نیت نکال لیتے ہیں کہ اس رقم سے مسجد میں سفیدی، مسجد کی زینت وغیرہ کی جائے گی۔ چہ جائیکہ بعض منتظمین کہتے ہیں کہ مسجد کی زینت کے لیے بھی ہم نے اس چندہ میں نیت کرلی تھی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کا امام وغیرہ چاہتے ہیں کہ یہ رقم چونکہ ہمارے نام سے اکٹھی کی گئی تھی اس لیے اس کو ہم میں تقسیم کیا جائے۔ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ آیا یہ رقم مسجد میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں یا امام وغیرہ میں تقسیم کی جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اجرت پر قرآن شریف پڑھ کر کچھ لینا دینا شرعاً ناجائز ہے اور اس میں تالی اور سامع دونوں ثواب سے محروم ہیں۔ وان القراۃ لشئ من الدنیا لا تجوز وان الآخذ والمعطی آثمان لان ذلک یشبہ الاستیجار علی القراۃ ونفس الاستیجار علیها لایجوز فکذا ما اشبهہ الخ ولا ضرورۃ فی جواز الاستیجار علی التلاوۃ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ۷۳ ج ۲ کذا فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۲۶۳ ج ۴)

پس صورت مسئولہ میں قرآن سنانے والے کو اجرت میں یہ رقم دینا جائز نہیں۔ چندہ دہندگان کی اجازت سے مسجد کی ضرورت میں خرچ کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کرانا، ایصال ثواب کے لیے ختم کا مروجہ طریقہ کیسا ہے

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ مسجد میں ایک جماعت ہوگئی۔ چند پکے پابند جماعتی جماعت سے رہ گئے۔ تو کیا وہ دوسری جماعت مصلی تبدیل کرکے کرواسکتے ہیں۔

(۲) ختم قرآن کے ثواب کا ایک مروجہ طریقہ یہ ہے کہ سب پڑھنے والے اپنے پڑھے ہوئے قرآن کا ثواب مولوی صاحب یا حافظ صاحب کی ملک کردیتے ہیں اور وہ جس کو بخشنا ہو بخش دیتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

﴿ج﴾

(۱) مسجد محلہ میں ثانیہ جماعت مکروہ ہے۔ شامی میں اس کی دلیل وہ حدیث لکھی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے بعد مسجد میں تشریف لائے۔ تو اپنی مسجد میں دوسری جماعت نہیں کی۔ بلکہ مکان پر آ کر کی۔ مصلی تبدیل کر کے ایک دوسرے کونے میں جماعت ثانیہ کراہت سے خالی نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ ج ۳)

(۲) حافظ صاحب کے ملک کرنے اور پھر اس کے بخش دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا جس قدر قرآن پاک تلاوت شدہ ہے کسی کے ملک کیے بغیر میت کے لیے بخش دے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا برش استعمال کرنے سے مسواک کی سنت پوری ہو جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل سوالات میں کہ (۱) مسواک کی جگہ برش استعمال کرنا جائز ہے یا نہ۔ (۲) اگر جائز ہے تو آج کل جو برش استعمال ہو رہے ہیں ان کو بحالت وضو استعمال کرنا درست ہے یا نہ۔ (۳) آج کل مسواک کی جگہ وضو کی حالت میں برش اور ٹوتھ پیسٹ (جو ایک خوشبودار سفید دوائی لیسدار بند بوتلوں میں برائے صفائی دانتوں کے ایجاد کی گئی ہے) برش پر لگا کر دانتوں کو صاف کرتے ہیں۔ آیا اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے یا نہ یا خلاف سنت ہے۔ (۴) برش ایک بند ڈبہ میں بازار میں بک رہا ہے اس پر لفظ مسواک لکھا ہوا ہوتا ہے۔ عوام اس کو بھی مسواک کہتے ہیں۔ آیا شرعاً اس کو مسواک کہنا درست ہے یا نہ۔ (۵) منافع مسواک جو فقہاء نے پینتیس چھتیس تحریر فرمائے ہیں اس کو بالتفصیل تحریر فرمائیں آیا یہ منافع برش کے استعمال کرنے سے حاصل ہوں گے۔

﴿ج﴾

مسواک اسم آلہ ہے جس کا معنی ہے وہ چیز جس سے دانتوں کو ملا جائے۔ لکڑی اور برش دونوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے۔ مگر صرف شریعت مقدسہ میں اس لکڑی کو کہتے ہیں جو ریشہ دار ہو مثلاً کھجور کی یا پیلو یا کیکر وغیرہ کی کہ اس سے دانت صاف کیے جائیں اس تمہید کے بعد اپنے سوالات کا جواب سنیں۔ (۱،۲) برش کا استعمال اگرچہ مسواک کی جگہ جواز کے درجہ میں آ جائے گا مگر سنت کی برکات سے محرومی رہے گی۔ (۳) ممکن ہے کہ اصل سنت بھی ادا ہو جائے لیکن مسواک لکڑی کا ہونا وغیرہ مستحبات فوت ہو جائیں گے۔ (۴) اگر کوئی برش استعمال کرنا چاہے تو داخل وضو کے بجائے خارج وضو میں استعمال کرے اور وضو میں مسواک لکڑی کا استعمال کرے۔ (۵) اُس کا جواب گزر چکا ہے۔ لغۃ مسواک ہے شرعی مسواک نہیں ہے۔ منافع مسواک کے بہت زیادہ ہیں۔ الصدیق رسالہ میں ایک مضمون مستقل اس بارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ مطالعہ فرمائیں۔

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے نوافل نہ پڑھ سکے اور قضاء نمازیں پڑھ سکے تو کیا افضل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی جو بہت مدت تمام نوافل تہجد، اشراق، اوابین اور قضاء نمازیں پڑھتا رہا۔ اب بڑھاپے کی وجہ سے تمام نوافل اور قضاء نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔ تو کیا اب اس کے لیے نوافل چھوڑنا جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی لازم ہے۔ نوافل ترک کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر پردہ کے غیر محرم عورتوں کو وعظ سنانا درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مولوی صاحب صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک ایک چار دیواری میں جہاں اور کسی کا گزر بھی نہیں ہے وعظ وتقریر کرتا ہے جس میں گاؤں کی عورتیں جوان بوڑھی کافی تعداد میں شریک ہوتی ہیں اور مولوی صاحب بلا پردہ سامنے بیٹھ کر دو تین گھنٹہ ان کو تقریر سناتا ہے۔ گاؤں کے چند لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ غیر محرمات کے سامنے بغیر پردہ ایک نوجوان مولوی کا تقریر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ دیہات میں پردہ نہیں ہے اور یہ عورتیں ویسے بھی تعویذ وغیرہ کے لیے ہم سے ملتی رہتی ہیں۔ لہٰذا دین کی چند باتیں سنانے کے لیے ان کو جمع کیا تو اس میں کیا خرابی ہے۔ تو کیا از روئے شرع مولوی صاحب کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں اور اس کی امامت جائز ہے یا نہ۔

محمد صادق صاحب سومرو ڈاک خانہ پنڈہ شریف

﴿ج﴾

غیر محرم عورتوں کے پاس بغیر پردہ بیٹھ کر وعظ سنانے کا طریقہ اختیار کرنا درست نہیں۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بکرے کی عمر سال بھر سے ۱۲/۱۳ دن زیادہ ہو تو قربانی جائز ہے یا نہیں، مذکور فی السوال شخص غارمین میں داخل ہے اور مستحق زکوٰۃ ہے، غنی شخص کے غریب بیٹوں کو زکوٰۃ دینا جبکہ وہ باپ کے ساتھ رہتے ہوں' زکوٰۃ وعشر کی رقم سے خریدے گئے تحفے شادی بیاہ کے موقع پر دینا' لڑکی پر رقم لینا اور بیوہ ہونے کے بعد شوہر کے رشتہ داروں کا جبراً اسے نکاح میں لینا، امام کی تقرری کے وقت اس سے زکوٰۃ وعشر مشاہرہ میں دینے کا وعدہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں چند مسائل مذکورہ ذیل ازراہ کرم بحوالہ کتاب جواب باصواب صادر فرماویں کیونکہ بعض اشخاص مطلق فتویٰ پہ اعتبار نہیں کرتے جب تک کہ حوالہ کتاب نہ ہو۔

(۱) گزشتہ سال ماہ ذیقعدہ کی ۲۷ تاریخ کو ایک بچہ بکری پیدا ہوا اس سال تاریخ مذکور کو سال ختم ہوا بقرعید کے آنے تک قریباً ۱۲/۱۳ دن سال سے زائد ہوتے ہیں تو کیا اس کی قربانی ہوسکتی ہے یا نہ۔

(۲) ایک شخص کی زمین ہے جس کی قیمت دس بارہ ہزار یا اس سے کم وبیش ہے۔ مگر آمد کے لحاظ سے اس کے سال کا بھی گزارہ نہیں ہوتا اور ساتھ ہی یہ تین چار ہزار کا مقروض ہے۔ تو کیا یہ شخص فقراء ومساکین یا غارمین کے تحت آسکتا ہے یا نہ اور مصرف عشر وزکوٰۃ بنتا ہے یا نہ۔

(۳) غنی کی بیوی، بیٹی، بیٹے، جبکہ بالغ ہوں، اس کے ساتھ گھر میں رہتے ہوں جو کہ باپ کے ساتھ اب امور دنیوی میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور اس کا نفع ونقصان باپ کو پہنچتا ہے۔ یعنی جو کچھ یہ کماتے ہیں باپ کو دیتے ہیں باپ سے جدا اور الگ نہیں ہوتے۔ تو کیا ان کو زکوٰۃ وعشر دی جاسکتی ہے یا نہ۔ فقہ میں جو مذکور ہے کہ غنی کی اولاد صغار کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے کیا یہ قید احترازی ہے یا اتفاقی۔ اگر عشر وزکوٰۃ ان کو دینا جائز ہے تو کس بنا پر اور اگر ناجائز ہے تو اس کی علت تحریر فرمادیں۔

بصورت جواز پھر تو سب اغنیاء ایک دوسرے کو دیں گے اور فقراء ومساکین منہ تکتے ہی رہ جائیں گے جیسا کہ یہاں اس علاقہ کا دستور ہے۔

(۴) نیز اس علاقے میں دستور ہے کہ جب بیٹے کی شادی کرتے ہیں یا بیٹا پیدا ہو جائے تو خویش و اقارب ومتعلقین کو خمار (بوچھنی) وغیرہ دینی پڑتی ہے۔ اگر نہ دیں تو ناراض ہوتے ہیں اور شکوہ وگلہ کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر کسی کے بیٹے کی شادی قریب ہو یا بیٹے کی پیدائش کی امیدواری ہو تو عشر یا زکوٰۃ کی رقم سے خمار وغیرہ خرید

کر رکھ دیتے ہیں۔ تو جب شادی ہو جائے یا بچہ پیدا ہو جائے تب وہ کپڑے تقسیم کرتے ہیں اگر پہلے تقسیم کردیں قبل از شادی یا ولادت تو دوبارہ دینی پڑتی ہے۔ اس صورت میں عشر وزکوٰۃ ادا ہوتے ہیں یا نہ۔

(۵) زکوٰۃ یا عشر دیتے وقت یہ جتلانا کہ یہ زکوٰۃ یا عشر ہے۔ صحت زکوٰۃ وعشر کے لیے ضروری ہے یا نہ۔

(۶) عام پٹھانوں کا رواج ہے جیسا کہ آپ صاحبان سے مخفی نہیں کہ بوقت خطبہ (منگنی) بہن بیٹی کی رقم لیتے ہیں۔ جسے پشتو میں ولور کہتے ہیں۔ اس وقت بھی اسی لفظ کا استعمال ہوتا ہے اور بعد میں بھی یہ عام ہے کہ فلاں نے اپنی بہن بیٹی اتنے ہزار پر بیچی ہے۔ تو رقم ساری یا بعض والد یا وارث کھا جاتے ہیں یا کچھ کپڑا وغیرہ حسب رواج ساتھ دے دیتے ہیں۔ مگر خاوند کے گھر میں بھی عورت کو اس کے بیچنے یا کسی کو دینے کی اجازت نہیں ہوتی اور بوقت نکاح اسی قدر حق مہر کا تعین کرتے ہیں جو ولور میں دی ہوتی ہے۔ مگر یہ تصریح نہیں کرتے کہ وہی ولور والی رقم حق مہر ہے تو کیا یہ ولور اور حق مہر ایک چیز ہے یا علیحدہ اور ولور لینا جائز یا ناجائز ہے۔ اگر خدانخواستہ خاوند فوت ہو جائے تو بیوہ کو جو شرعاً برضائے خود جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہو۔ مگر اس ولور کی وجہ سے یا تو ورثاء نکاح کریں گے یا کسی دوسری جگہ رقم لے کر نکاح کرادیں گے۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔

(۷) علاقہ بلوچستان میں رواج ہے کہ جب کوئی امام امامت کے لیے مقرر کرتے ہیں تو یہ طے ہوتا ہے عشر وزکوٰۃ کی تہائی یا چوتھائی جو سب بستی والوں کی آمدنی کا ہوگا۔ امامت کے عوض دیں گے تو اس شرط پر امامت درست ہے یا نہ اور عشر وزکوٰۃ ادا ہو جائے گا یا نہ۔ نیز یہاں کے بعض علماء کا قول ہے کہ اگر عالم اتنا غنی ہو کہ سونے سے تعمیر کیے ہوئے کمرہ میں سکونت پذیر ہو اور درس وتدریس کرتا ہو۔ تب بھی اس کو زکوٰۃ لینا اور دینا جائز ہے۔ کیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے۔ نیز یہ بھی شنید ہے کہ اگر امام کے ساتھ عوض امامت مقرر نہ ہو محلّہ یا بستی والے جو کچھ دیں اس پر گزراوقات ہو۔ اس عطیہ سے وہ خود صاحب نصاب ہو جائے تو اُسے عشر وزکوٰۃ لینا دینا جائز ہے اور اگر تنخواہ مقرر ہو تب ٹھیک نہیں یہ کس حد تک صحیح یا غلط ہے۔ بینوا بحوالة الکتاب توجروا عند الله یوم الحساب۔ فقط واللہ اعلم

حاجی ملا جان محمد' بلوچستان

﴿ج﴾

(۱) بکری سال بھر کی ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المختار ص ۳۲۲ ج ۲ وصح الثنی فصاعدا من الثلاثة (وهی الابل والبقر بنوعیه والشاة بنوعیه شامی) والثنی هو ابن خمس من الابل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاة الخ۔ سال سے مراد قمری سال ہے شمسی نہیں۔

(۲) یہ شخص غارمین میں داخل ہے اور اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ قال فی الهندیة ومن مصارف الزکوٰة الغارم وهو من لزمه دینا ولا یملک نصابا فاضلا عن دینه او کان له مال علی الناس لا یمکن اخذه (عالمگیریہ ج ا ص ۱۸۸) نیز جب زمین کی آمدنی سے سال کی ضرورت پوری نہیں ہوتی اور وہ صاحب نصاب نہیں ہے تو وہ زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ زمین کی مالیت سے وہ غنی نہیں ہوتا۔

(۳) غنی کی اولاد جبکہ بالغ ہوں اور وہ خود مالدار نہ ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ کتب فقہ میں جو صغیر کی قید لگائی ہے وہ احترازی ہے۔ چنانچہ نابالغ لڑکے باپ کے اگر باپ مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ولا الی ولد غنی اذا کان صغیر الانه یعد غنیاً بمال ابیه بخلاف ما اذا کان کبیرا فقیرا (ہدایہ ص ۱۸۶ ج ۱)

(۴) اگر یہ خمار کے عوض دیے جاتے ہیں مثلاً جس کو خمار دے رہا ہے اس سے پہلے اس نے بھی کسی ایسے موقع پر ان سے بھی خمار لیا تھا اور یہ اس کے عوض میں دے رہا ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور اگر بغیر کسی عوض کے شادی کے موقع پر دیے جاتے ہیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ بشرطیکہ وہ لینے والی مالدار نہ ہو۔ قال فی الهندیة الزکوٰة هی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالیٰ (عالمگیریہ ص ۱۷۰ ج ۱)۔

(۵) فقیر کو یہ جتلانا کہ یہ زکوٰۃ ہے ضروری نہیں بلکہ صرف نیت ہی کافی ہے۔ قال فی الهندیة واما شرط ادائها فنیة مقارنة للاداء او لعزل ما وجب هکذا فی الکنز (عالمگیری ص ۱۷۰ ج ۱)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(۶) ولور کو اگر وقت نکاح مہر بنا کر مقرر نہیں کیا جیسا کہ بعض علاقوں کا رواج ہے تو اس کا لینا دینا ناجائز اور حرام ہے اور اس کا واپس کرنا واجب ہے اور حق مہر عورت کا صرف وہ ہوگا جو نکاح میں مقرر کیا گیا ہے لیکن اگر ولور کی ساری رقم بوقت مہر قرار دے دی گئی تو لڑکی کے والد یا کسی قریب نے جو رقم عورت کی طرف سے وصول کی ہے اس سے حق مہر ادا ہو جائے گا۔ وہ فی الواقع لڑکی کے وکیل کی حیثیت سے وہ رقم مہر کی وصول کرتا ہے۔ اب لڑکی اس رقم کی مالک ہے اور اس شخص نے لڑکی کا حق جو تلف کیا ہے وہ لڑکی کو واپس کرنا ہوگا ورنہ آخرت میں مواخذہ ہوگا لیکن شوہر کے ذمہ اب کوئی حق مہر باقی نہیں رہا۔ عورت شوہر سے مطالبہ نہیں کر سکتی اور نہ شوہر کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ سے کر سکتی ہے۔ وہ مطالبہ اپنے والد سے کرے۔ باقی شوہر کے مر جانے کے بعد عورت شرعاً آزاد ہے۔ شوہر کے قریبی رشتہ دار اس کو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لاتحل لکم ان ترثوا النساء کرها الآیه۔

(۷) تہائی یا چوتھائی عشر کا عوض امامت میں مقرر کرنا اجارۃ فاسدہ ہے جو ناجائز ہے۔ اجر مثل واجب ہوگا۔ اس اجر مثل میں عشر اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ البتہ اگر اجر مثل کے علاوہ عشر وغیرہ دیں تو ادا ہو جائے گا جبکہ کوئی شرط نہیں لگائی اور عالم مسکین ہے۔ تو عشر دینا جائز ہے اور زکوٰۃ بھی۔ غنی کو دینا جائز نہیں یہ روایت کہ غنی مدرس کو جائز ہے۔ سخت ضعیف ہے قرآن کی آیت کے خلاف ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ صفر ۱۳۸۹ھ

کیا اسلام میں کسی کو متبنیٰ بنانے کی گنجائش ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا یعنی اظہر علی جو کہ عبدالواحد کا لڑکا ہے۔ نسب میں محمد صابر کا بھتیجا ہے محمد صابر نے اظہر علی کو متبنیٰ بنایا ہے۔ کیا مسلمان متبنیٰ لڑکا بنا سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ بینوا توجروا۔

عبدالواحد چک نمبر ۱۲۶ میاں چنوں تحصیل خانیوال

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شرعاً کسی لڑکے کو متبنیٰ بنانا درست ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ بنایا تھا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس پر تفسیر میں آیت واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه الآیہ سورۃ احزاب پارہ ۲۲ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔ (آخر ان کے والد، چچا اور بھائی حضرت کی خدمت میں پہنچے کہ آپ معاوضہ لے کر ہمارے حوالہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ معاوضہ کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے خوشی سے لے جاؤ۔ انہوں نے حضرت زید سے دریافت کیا۔ حضرت زید نے کہا کہ میں حضرت کے پاس سے جانا نہیں چاہتا۔ آپ مجھے اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔ حضرت نے ان کو آزاد کر دیا اور متبنیٰ بنا لیا ص ۵۴۵) لہٰذا اس پر اعتراض کرنے کی کوئی بات نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ محرم ۱۳۹۷ھ

جس بستی میں ۴۰ مکانات اور ۶۰ افراد کی نفری ہو وہاں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

گرامی قدر! کیا فرماتے ہیں علماء دین وحامیان شرع متین دریں مسئلہ کہ کالونی سدھنائی کینال جس کے

مکانات کی تعداد بمعہ دفاتر اور گودام کے چالیس ہیں اور تعداد نفری خورد وکلاں مرد وزن تقریباً ساٹھ ہیں۔اس مقام پر جمعہ قائم کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ایک فریق تضیع صلوٰۃ ظہر کا قول کرتا ہے فریق ثانی جائز قرار دیتا ہے۔صحیح اور درست مقام کا تعین فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔نیز اس مقام سے تقریباً تین فرلانگ پر ایک آبادی کوٹ اسلام ہے۔درمیان میں دربار واقع ہے اور ایک پختہ پل اور سڑک موجود ہے جہاں کی آبادی ہزاروں کی ہے۔تقریباً تین چار ہزار اور دکانیں اور آڑھتیں موجود ہیں یہ بستی ملتان جھنگ روڈ پر واقع ہے۔کیا اس کالونی کو اس بستی سے منسلک کیا جا سکتا ہے کہ جمعہ قائم کیا جا سکے۔

السائل عطاء اللہ امام مسجد کالونی سدھنائی تحصیل کبیر والا

﴿ج﴾

ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔کمافی الشامی "وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض الخ وقال قبیلہ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق ص ۱۳۸ ج ۲ الخ اس لیے اس کالونی کے رہنے والوں پر لازم ہے کہ کالونی میں ظہر کی نماز پڑھتے رہیں۔ورنہ ظہر کی نماز جمعہ کے پڑھنے سے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والد کا کرایا ہوا نکاح اگر عدالت قبل از رخصتی فسخ کرے تو نکاح ثانی جائز ہوگا یا نہیں

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ جانی نے اپنی لڑکی کا چھوٹی عمر میں نکاح عاشق علی سے کرادیا۔عاشق علی بدمعاش آدمی ہے۔لڑکی جب بالغ ہوئی تو اس نے عاشق علی کے گھر جانے سے انکار کر دیا۔نکاح ہو چکا تھا شادی نہیں ہوئی تھی۔لڑکی کے انکار کی وجہ سے جانی نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔لڑکی نے عدالت میں بیان دیا کہ میں عاشق علی کے گھر نہیں جانا چاہتی عدالت نے نکاح فسخ کر دیا۔لڑکی کا بیان عدالت میں بذریعہ مختار نامہ ہوا۔لڑکی نے وکیل کو مختار نامہ دیا اور مذکورہ بیان لڑکی کے وکیل نے ہی عدالت میں دیا۔عدالت کے فیصلے کے بعد جانی نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور شادی بھی کر دی۔لہٰذا وضاحت فرمائی جائے کہ مذکورہ عدالت کے فسخ کرنے سے شرعاً نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔اگر نہیں فسخ ہوا تو اب جانی کے ساتھ اور اُس کی لڑکی اور نئے داماد کے ساتھ برادری اور عامۃ المسلمین کیا برتاؤ کریں۔

(۲) شیرہ نامی ایک شخص بدمعاش چوری کرتا ہے دغا بازی سے پرہیز نہیں کرتا۔اکثر آمدنی اُس کی حرام کی

ہے۔لوگوں کا حق غصب کرتا ہے۔لہٰذا شیرہ کے ساتھ برتاؤ جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جو شخص سود کھاتا ہوا اُس کے ساتھ برتاؤ جائز ہے یا نہیں۔(۴) جو شخص اپنی بیوی کی ہمشیرہ سے زنا کرتا ہے اس شخص کے ساتھ برتنا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) ہم کچھ کے رہنے والے ہیں۔ابھی موسم میں کچھ کے علاقے میں قبر کھدوانے سے پانی آ جاتا ہے۔لحد میں بالشت بھر پانی آ جاتا ہے۔اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔

(۶) جو قبر سیلاب کی وجہ سے بیٹھ جائے اس کی میت نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا درست ہے یا نہیں۔

المستفتی خدا بخش تحصیل سکھر ضلع خانیوال

﴿ج﴾

(۱) عاشق علی کے بدمعاش ہونے کی وجہ سے تنسیخ نکاح درست نہیں۔شریعت میں زوج سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔لہٰذا لڑکی بدستور عاشق علی کے نکاح میں ہے۔دوسرا نکاح ناجائز ہے۔ان سے قطع تعلق کر کے توبہ پر مجبور کرنا برادری اور عامۃ المسلمین کا فرض ہے۔

(۲،۳،۴) شیرہ نامی بدمعاش چوری کرنے والے اور دغا بازی کرنے والے اور جو شخص سود کھاتا ہے اور جو شخص اپنی بیوی کی ہمشیرہ سے زنا کرتا ہے سب کو سمجھایا جائے۔اگر باوجود سمجھانے کے بھی وہ ان ناجائز حرکات سے باز نہیں آتے تو پھر برادری اور عامۃ المسلمین کا فرض ہے کہ وہ ان سے قطع تعلق کر کے ان کو توبہ پر مجبور کریں حتیٰ کہ یہ ان ناجائز افعال سے باز آ جائیں۔(۵) جن زمینوں میں تری اور نمی ہو یا مزید برآں قبر کھودنے سے لحد میں پانی پیدا ہو تو ان جگہوں میں لکڑی کا استعمال اور پکی اینٹوں کا استعمال کرنا جائز ہے۔یعنی میت کو اس زمین کی تری سے یا پانی سے بچانے اور میت کی حفاظت کے لیے لکڑی کا صندوق بنائیں یا قبر کو پکی اینٹوں سے بنائیں یہ جائز ہے۔مذکورہ زمین میں اگر آپ صندوق میں میت کو رکھیں یا لحد کو پختہ کر کے اس میں رکھیں تو سنت یہ ہے کہ میت کے نیچے مٹی بچھا دیں اور دائیں بائیں کچی اینٹ خفیف مقدار میں استعمال کریں کچی اینٹ اور قصب سے اس کا اوپر کا حصہ بند کریں۔شامی ص ۲۳۶ ج ۲ میں ہے ولو یحتج الی التابوت الاان کانت الارض ندیۃ یسرع فیہا بلا المیت وفی مقام اخر قولہ ولا بأس باتخاذ تابوت ای یرخص ذالک عند الحاجۃ الی ان قال لکن ینبغی ان یفرش فیہ التراب وتطین الطبقۃ العلیا ممایلی المیت ویجعل اللبن الخفیف علی یمین المیت ویسارہ لیصیر بمنزلۃ اللحد والمراد بقولہ ینبغی یسن وفی درالمختار ویسوی اللبن علیہ. والقصب لاالاجر المطبوخ والخشب ولو حولہ الی ان قال وجاز ذالک حولہ بارض رخوۃ کالتابوت۔

(۶) میت کو سیلاب کے خطرے سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا بھی جائز ہے۔عینی شرح بخاری جلد ۶ ص

۲۲۷ مطبوعہ دارالحدیث میں ہے (ذکر مایستفاد منہ) فیہ جواز اخراج المیت لعلة وقد ذکرنا مستوفی ومن العلة ان یکون بلا غسل او لحق والارض المدفون فیھا سیل او نداوة قالہ الماوردی فی احکامہ الی ان قال وقال ابو حنیفة واصحابہ اذا وضع فی اللحد ولم یغسل لا ینبغی ان ینبشوہ.

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص کے پاس چار اونٹ اور تیس بکریاں ہوں کیا اُس پر قربانی واجب ہے
غلطی سے اپنی بیٹی سے ملاعبت کرنا، عیدین کی نماز کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی ہے اس کے چار اونٹ اور تیس بکریاں اور چالیس روپیہ اور دس گائیں موجود ہیں۔ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے کہ ایسے شخص پر قربانی ہے یا نہ۔ (۲) ایک آدمی نے رات کی ظلمت کی وجہ سے بھول کر اپنی بیٹی کے بستر ہ میں گھس کر ملاعبت شروع کی۔ اس گمان پر کہ یہ میری عورت ہے لیکن جماع نہ کیا ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے۔ اس کی عورت کو طلاق ہوگی یا نہ۔ طلاق مغلظہ ہو یا رجعی پھر اس کے ساتھ نکاح کر سکے گا یا نہیں۔

(۳) عیدین کی نماز کے بعد متصل ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرنا سنت ہے یا بدعت حسنہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ پس بنابریں صورت مسئولہ میں اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔

(۲) صورت مسئولہ میں اگر بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے یعنی جس وقت ملاعبت کر رہا تھا اس وقت اس شخص کو شہوت تھی۔ تو حرمت مصاہرت ثابت ہے اور اس شخص کی منکوحہ جو اس لڑکی کی والدہ ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس شخص پر حرام ہو گئی ہے۔ اب دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنی منکوحہ سے متارکت کرے یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

(۳) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۱ پر لکھتے ہیں۔ معانقہ ومصافحہ بوجہ تخصیص کے کہ اس روز میں اس کو موجب سرور اور باعث مودت اور ایام سے زیادہ مثل ضروری کے جانتے ہیں۔ بدعت ہے اور مکروہ تحریمی اور علی الاطلاق ہر روز مصافحہ کرنا سنت ہے۔ ایسا ہی شرائط خود یوم العید کے ہے اور علی ہذا معانقہ جیسا بشرائط خود دیگر ایام میں ہے۔ ویسا ہی یوم عید کا ہے۔ کوئی تخصیص اپنی رائے سے کرنا بدعت اور ضلالت ہے۔ الحاصل عیدین میں مصافحہ ومعانقہ ضروری سمجھنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا مسجد میں اذان دینا جائز ہے اور جمعہ کے دن اذان ثانی کہاں ہونی چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اذان مسجد میں دی جا سکتی ہے یا نہیں اور خطبہ کی اذان خطیب کے قریب ہونی چاہیے یا بعید۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لیے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے۔ اگرچہ مسجد میں بھی جائز ہے۔ چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش ممبر ہونا اس کی دلیل کافی ہے۔ خطبہ کی اذان مسجد میں خطیب کے سامنے ہونی چاہیے۔ ممبر کے ساتھ متصل کھڑا ہونا ضروری ہے۔ وینبغی ان یوذن علی المئذنة. او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد. والسنة ان یوذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ولا یجھد نفسہ (عالمگیری مصر باب الاذان ۵۵ ج ۱) ولا یؤذن فی المسجد کا منشایہ ہے کہ اولی کے خلاف ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جائز نہیں۔ وفی الدر المختار ویوذن ثانیا بین یدی الخطیب (الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار باب الجمعة ص ۱۶۱ ج ۲) واذا جلس الامام علی المنبر اذان الموذنون بین یدیہ الاذان الثانی للمتوارث (غنیة المستملی ص ۵۳۰)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک مسجد کے پہلو میں دوسری مسجد تعمیر کرنا اور پہلی کو شہید کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسجد ہے مشترک جس میں اہل محلہ سب نماز پڑھتے ہیں۔

اب بعض اہل محلّہ مسجد سے تین یا پانچ صد گز انگریزی فاصلہ پر سکونت گزیں ہوئے ہیں۔صورت حال یہ ہے کہ اہل محلّہ اور جدید محلّہ کے عین وسط میں ایک مسجد غیر مستقل جس میں کوئی دیوار و بنا کسی وقت میں نہیں ہوتی ہے۔ البتہ گرمی کے موسم میں اہل محلّہ گھروں سے نکل کر وہاں جھونپڑیوں میں عارضی سکونت کے لیے دو تین مہینے گرمی میں اس مسجد غیر مستقلہ میں نماز پڑھتے ہیں۔اب جن لوگوں نے فاصلہ مذکورہ پر مستقل اقامت اختیار کی ہے کہتے ہیں کہ ہم اس عارضی مسجد کو مستقل طور پر آباد کریں گے۔ کیونکہ ہم کو اکثر اوقات جو جگہ دوسری اصلی مسجد کی اذان نہیں پہنچتی ہے اور سخت ٹھنڈ میں بارش وغیرہ میں ہم جماعت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(۱) کیا فریقین اگر متفق ہو جائیں تو عارضی مسجد کو مستقل آباد کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر کر سکتے ہیں تو اہل محلّہ شہید مسجد کا دروازہ اور کار آمد سامان جدید مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً اگر اہل محلّہ نہ چاہیں کہ اصل مسجد کو ترک کریں تو کیا جدید اہل محلّہ مل کر اس عارضی مسجد کو مستقل آباد کر دیں اور پرانی مسجد کو چھوڑ دیں یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) بعض اہل محلّہ مذکورہ ضرورت کے پیش نظر دوسری مسجد بنا سکتے ہیں۔اگر عارضی مسجد غیر مستقلہ کی زمین مالک زمین نے مسجد کے لیے وقف کی ہو اور اس جگہ اذان و جماعت وغیرہ ہوگی تو اگرچہ اس کی باقاعدہ تعمیر مستقلہ نہ ہو تو وہ جگہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہے گی۔اسے بدلا بھی نہیں جا سکتا ہے۔لہٰذا بعض اہل محلّہ اگر عارضی مسجد کی مذکورہ شکل ہو یا اگر وہ زمین مالک نے مسجد کے لیے وقف نہ کی ہو لیکن اب برضا و خوشی مسجد کے لیے دیتا ہو تو بلاشبہ اس جگہ باقاعدہ مسجد مستقل طور پر تعمیر کر سکتے ہیں۔

(۲) صورت مسئولہ میں اصلی مسجد مشترکہ کا شہید کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کا سامان لکڑی وغیرہ جدید مسجد میں یا کسی اور مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں۔ جب تک وہ سامان اس اصلی مسجد کے کام آ سکے اس کی صیانت و حفاظت دونوں فریق پر لازم ہے۔ بلکہ جمیع اہل اسلام خصوصاً قریب کے مسلمانوں پر جنہیں اس کا علم ہو۔اگرچہ اصلی اہل محلّہ اصلی مسجد کو ترک کرنا نہ چاہیں اور دوسری بعض مذکورہ اُس دوسری جگہ آباد ہونا ضرورت کے تحت کریں تو وہ دوسری مسجد بنا سکتے ہیں اور اصلی مسجد کو چھوڑنا بھی جائز ہوگا۔البتہ اگر بلا مشقت شدیدہ کے اصلی مسجد میں نماز باجماعت پڑھ سکتے ہوں تو ان کے لیے اولیٰ و بہتر تقویٰ و اجر ہے کہ ایسی اصلی مسجد ہی میں نماز ادا کریں اور دوسری تعمیر نہ کریں۔ کیونکہ پہلے حق اس کا ہے لیکن ان کے لیے دوسری مسجد کا بنانا ناجائز نہیں ہوگا۔الحاصل جن بعض اہل محلّہ کو ضرورت ہے مسجد بنانے کی تو وہ دوسری مسجد تعمیر کر سکتے ہیں اور اصلی کو چھوڑ کر دوسری جدید میں نماز پڑھنا ان کے لیے جائز ہے۔اصلی مسجد کے آباد کرنے والے اسی اصلی مسجد میں ہی نماز پڑھیں۔فقط واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سالی کا بہنوئی کے ساتھ تنہائی میں سفر کرنا، مذکورہ فی السوال صورت میں عدت گزرنے کے بعد نکاح درست اور شامل ہونے والے گناہگار ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً زید اپنی سالی ہندہ کو رات کے وقت سفر میں تقریباً نو دس میل اکیلا اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔کیا وہ ہندہ اس زید کی سالی ہونے کی وجہ سے اور بھانجہ کی بیوی ہونے کی وجہ سے اُس زید کی محرم ہو سکتی ہے اور وہ زید اس ہندہ کا محرم ہو سکتا ہے یا نہ اور دوسری صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ دو شخص مثلاً کوڑا اور مٹھا خالہ زاد بھائی ہیں کوڑا نے مٹھا کی بے عزتی یعنی اس کی بیوی کے مثلاً ہندہ کے ساتھ زنا کرتا رہتا تھا اور مٹھا بیماری اور کمزوری کی وجہ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ پھر مٹھا فوت ہو گیا۔ہندہ کا بھائی اور باپ چند دفعہ اس ہندہ کو لینے کے لیے آتے رہے اور ہندہ کے والد اور بھائی کو کوڑا کی خیانت کا بھی اچھی طرح علم تھا اس لیے ان کا ارادہ تھا کہ ہندہ یہاں اکیلی بغیر محرم کے نہ رہے بلکہ عدت کے دن اپنے باپ کے گھر گزارے۔

ہندہ نے اپنے باپ کے گھر جانے سے جواب دے دیا اور کہا کہ میں یہاں اکیلی رہوں گی پھر اس کا باپ بھتیجے کو جو ملازم سرکاری تھا ساتھ لے کر پھر آیا۔اس کے بھتیجے نے یہاں آ کر ہندہ کو بھی نصیحت کی اور کوڑا اور اس کے ماموں مثلاً زید کو بھی یہ کہا کہ آپ ناجائز طریقہ سے میرے چچا کے ساتھ برتاؤ نہ کریں اور بعد عدت کے جائز طریقہ سے اگر تم کو ہندہ کی ضرورت ہوگی تو میرا چچا انشاء اللہ انکار نہیں کرے گا۔ وہ زید اور کوڑا کا ماموں اور کوڑا نے پہلے بھی اس ہندہ کے باپ کو کہا تھا کہ اپنی لڑکی اگر تمہارے ساتھ جاتی ہے تو بے شک لے جاؤ۔ ہماری کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور اندرونی طور پر ہندہ کو منع کرتے تھے اور ہندہ کے چچا زاد بھائی کو بھی یہی کہا کہ اگر تمہارے ساتھ جائے تو لے جاؤ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہمیں ضرورت ہے۔ پھر ہندہ کے والد اور چچا زاد بھائی نے اس کو اور اس کے چھوٹے بچے کو جو دو تین ماہ کا تھا اُن کے وارثوں کی رضامندی کے ساتھ لے کر اپنے گھر چلے گئے۔ بعد ایک دو رات کے ہندہ اپنے باپ اور بھائی کو ساتھ لے کر اپنے بہنوئی زید کے گھر واپس آ گئی کسی عذر بہانہ کے ساتھ وہاں ایک مکر کیا وہ یہ کہ ہندہ نے اپنے بہنوئی زید کے گھر سے جاتے وقت اپنا جوتا اور چنی وہاں دے دی اور ان کا جوتا اور چنی لے گئی ایک دو دن کے بعد زید اس کا جوتا اور چنی لے کر گھوڑی پر سوار ہو کر ان کے طرف روانہ ہو گیا۔راستہ میں تقریباً ایک میل پہلے ہندہ کے باپ کے گھر سے ہندہ کے بہنوئی کا گھر تھا۔ جب زید وہاں پہنچا تو بعد میں ہندہ بھی وہاں آ گئی۔وہاں سے زید نے ہندہ کو رات کے وقت گھوڑی پر سوار کر لے آیا اور اس نے زانی کوڑا کے سپرد کر دی اور کہا کہ میں تو لے آیا ہوں اب آپ قابو کریں صبح کو اس ہندہ کا

باپ زید کے گھر آیا اور اُس سے پوچھا کہ میری لڑکی ہندہ کو کسی نے چرالیا ہے۔ کیا آپ کو اس کا علم ہے لیکن وہ صاف منکر گیا۔ گو چرا کر وہی لایا تھا پھر ہندہ کا باپ چلا گیا۔ پھر ایک مولوی جو زید کا اپنا بٹھایا ہوا تھا اور کچھ نہ کچھ اس کی فی سبیل اللہ امداد بھی کرتا تھا۔ اس مولوی کو اس معاملہ کا پتہ چلا۔ مولوی نے کوڑا کے کنویں پر جا کر کوڑا کی تلاش کی انہوں نے کہا کہ کوڑا وغیرہ گامن شاہ کے مزار پر دیگ چڑھانے گئے ہیں۔ مولوی نے باقی مردوں اور عورتوں کو بہت نصیحت کی کہ اس ہندہ کے عدت کے تین ماہ دس دن گزرے ہیں اور ایک ماہ ابھی باقی ہے۔ یہ کوڑے نے برا کیا ہے اور شریعت شریف کے خلاف کیا ہے۔ میں نے پہلے کوڑا کو کہا تھا کہ اس عورت کی عدت شرعاً چار مہینے دس دن ہے۔ وہ کوڑا کہتا تھا کہ مولوی صاحب پہلے تو میرا اس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ نہیں کیونکہ میری شادی حسب منشاء ہو چکی ہے۔ اب مجھے دوسری عورت کی ضرورت نہیں ہے لیکن لوگ مجھے کہتے ہیں کہ بہتے تھنوں والی یعنی قریب ولادت کی ہوئی عورت کی عدت نہیں۔ مولوی نے کہا کہ نہیں نہیں لوگ غلط کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں عدت ہے اگر میری بات نہیں مانتے تو کسی اور مولوی سے دریافت کر لیں۔ مولوی صاحب نے کوڑا کے کہنے سے یہ عدت کی بات زید کو بھی سنائی تھی جو چرا کر لایا تھا لیکن زید بھی یہ کہتا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ بہتے تھنوں والی عورت کی عدت نہیں۔ پھر وہ مولوی کوڑا کے کنویں سے واپس آ کر اس زید عورت چرانے والے کو بلایا اور بہت نصیحت کی کہ تم نے مسلمانوں کی بے آبروئی کی کیونکہ اس کا بازو چرالیا اور قرآن شریف کے خلاف کیا کہ عدت کے اندر آپ نے کوڑا کا نکاح ہندہ سے کرا دیا ہے۔ کسی اور مولوی سے عدت کی تحقیق کرا لیتے اگر مجھ پر اعتماد نہیں تھا زید نے کہا کہ مجھ پر کیا گناہ ہے۔ میں نے تو ہندہ اور کوڑا سے عدت پوچھی تو ان دونوں نے کہا کہ عدت گزر چکی ہے اور نکاح میں بھی شریک نہ ہوا مولوی نے کہا کہ اس زانی اور مزنیہ کو عدت کی کیا خبر ہے۔ کیا تم نے یہ گناہ نہیں کیا ہے کہ ایک مسلمان کی لڑکی عدت کے اندر چرا کر زانی کے سپرد کر دی تا کہ وہ اس کے ساتھ شادی کر لیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ میں تو لے آیا ہوں اب آپ قابو کریں اور اس لڑکی کے باپ کو صاف جھوٹ مار کر جواب دے دیا کہ مجھے تو آپ کے لڑکی کا کوئی علم نہیں ہے۔ پھر مولوی نے کہا اگر اس کے نکاح کی درستی کسی عالم کے فتویٰ کے موافق کر لو تو تمہارے ساتھ برتاؤ کروں گا۔ ورنہ ہم جدا ہیں بعد میں اکثر حصہ ماہ اس ہندہ کو کوڑا نے اجنبی لوگوں کے پاس جدا رکھا اور تھوڑا حصہ ماہ کا اپنے ساتھ رکھا اور جدائی کے وقت بھی کبھی کبھی کوڑا ہندہ کے پاس آتا جاتا تھا۔ بعد گزرنے ایک ماہ کے کوڑا تین آدمی لے کر ایک شیعہ مولوی سے مسئلے پوچھنے گیا کہ اب تو عدت گزر چکی ہے۔ نکاح درست ہے اس مولوی نے فرمایا کہ شیعہ کے مذہب میں زانی ومزنیہ کا نکاح بالکل ناجائز ہے۔ گو سو عدت بھی گزر جائے پھر واپس لوٹے اس کوڑا کو ساتھی کہنے لگے کہ تم شیعہ ہو اس لیے کہ نکاح فاسد کے وقت کہا گیا کہ تمہارا نکاح سنی والا یا شیعہ والا تم نے شیعہ والا پسند کیا۔ اب پہلا مسئلہ بھی آپ نے شیعہ مولوی صاحب سے دریافت کیا۔ اس نے تم پر عورت حرام کر دی۔ کوڑا کہنے لگا کہ نہیں نہیں ہم تو

سنی ہیں اور بابا دادا بھی سنی تھا اور میں نے تو سہولت کے لیے شیعہ مذہب کا نکاح اختیار کیا۔ انہوں نے کہا عورت کے لیے اپنا مذہب چھوڑتے ہو۔ افسوس ہے بعد میں زید جو کوڑا کا ماموں تھا عورت چرا لینے والا اور کوڑا کا بڑا بھائی دونوں نے جا کر ایک مولوی صاحب سنی مذہب دیوبندی کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس مولوی صاحب نے فرمایا چونکہ پہلے بہت بے حیائی کی گئی یعنی زنا کیا گیا اور ایک مسلمان کی لڑکی چرائی گئی اور عدت کے اندر نکاح کیا گیا اس لیے اس زانی مزنیہ کو کچھ نہ کچھ تعزیر لگائی جائے اور توبہ کرائی جائے پھر ان کا نکاح سنی مذہب میں درست ہے۔ اگر کوئی اور نہ نکاح کرے تو اس شرط پر ہم نکاح کر دیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے اس مولوی سے کہا جو زید کے پاس رہتا تھا کہ تم شرعی نکاح کر دو۔ مولوی نے کہا تم نے شیعہ اور سنی کا فتویٰ پوچھا۔ اگر شیعہ ہو تو شیعہ مذہب پر چلو۔ عورت کو مذہب سے عزیز نہ سمجھو اگر تم سنی ہو تھوڑا بہت تعزیر شرعی سے اور توبہ کرنے سے نہ گھبراؤ اور جس عالم سنی سے فتویٰ پوچھا ہے اور اُس نے فرمایا ہے کہ تعزیر اور توبہ کرنی شرط ہے پھر نکاح درست ہے۔ بعد میں ایک جاہل ملاں نے کہا کہ اگر مجھے اچھا انعام دو تو میں بغیر توبہ کے نکاح کر دوں گا۔ کوڑا کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تم کو انعام دے کر راضی کر دیں گے لیکن ہمارے ساتھی کوڑا کا نکاح کر دو پھر جاہل ملاں نے شرعی فتویٰ کو چھوڑ کر بغیر توبہ نکاح کر دیا اور قسم کر کے کہہ دیا کہ اگر کوئی جرم گناہ تم پر ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ کیا اس زید عورت چرانے والے جو دس میل رات کے وقت غیر محرم عورت کو چرا کر مسلمان کی بے آبروئی کی، کے لیے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زید اپنی سالی اور بھانجے کی بیوی کے ساتھ خلوت اور اکیلے سفر نہیں کر سکتا۔ شرعاً ناجائز ہے وہ اس عورت کا محرم نہیں بلکہ اجنبی ہے۔

اگرچہ بعد عدت گزرنے کے نکاح کوڑا کا ہندہ کے ساتھ جائز اور صحیح ہے اور مولوی مذکور کا کیا ہوا نکاح لازم ہے لیکن یہ لوگ بوجہ تمام واقعات مذکورہ کے فاسق ہیں ان سے پرہیز اور ان کی صحبت سے اجتناب لازم ہے۔ باقی شرعی سزا تو حکومت کے اختیار میں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر منگنی کے وقت ایجاب وقبول ہو گیا تو یہی نکاح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو لڑکیاں لینے دینے کا وعدہ کیا مگر کچھ مدت بعد ایک نے بوجہ اپنی چند مجبوریوں کے لینے اور دینے سے انکار کر دیا۔ ایسے

شخص کے لڑکے یا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جبکہ وہاں دیہات میں نماز پڑھانے والا کوئی نہ ہو اور اس کے ساتھ ترک موالات کیسی ہے۔ بینوا توجروا

السائل محمد زمان موضع لاہانہ تحصیل لیہ

﴿ج﴾

اگر اس منگنی میں ایجاب وقبول کے الفاظ استعمال کر کے گواہوں کے سامنے اقرار طرفین ہو چکا ہے تو یہی نکاح ہے۔ جب کہ بعض علاقوں میں یہی رواج ہے اور اگر صرف وعدہ نکاح ہے تب بھی وعدہ خلافی کرنا اخلاقی گراوٹ ہے۔ جو کسی پیش امام کے لیے قطعاً غیر مناسب ہے۔ اُسے دیکھ کر لوگوں میں بھی اس قسم کے اخلاق و عادات پھیلیں گے۔ اس لیے ایسے شخص کو پیش امام مستقل تو رکھنا غیر انسب ہے۔ البتہ صرف اسی بنا پر اگر کوئی دوسری خرابی اس میں نہ ہو ترک موالات نہیں کی جا سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

امامت سے متعلق متعدد مسائل

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) بالغ ہونے کی کیا شرائط ہیں اور لڑکا کتنی عمر میں بالغ ہوتا ہے۔

(۲) نابالغ لڑکا اگلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر لڑکا بالغ ہے اور ڈاڑھی ابھی نہیں آئی ہے تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(۳) ایسا پیش امام جو صاحب زکوٰۃ نہ ہو وہ قربانی کی کھال اور صدقہ عید الفطر اور زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں اور جب کہ اس امام کی مسجد سے کوئی تنخواہ بھی مقرر نہ ہو اور کمانے کے واسطے کوئی اولاد بھی نہ ہو اور ہو بھی ضعیف العمر ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے۔ وہ قربانی کی کھال زکوٰۃ، صدقۂ فطر لے سکتا ہے۔

(۴) ڈاڑھی منڈانے والا شخص ڈاڑھی والے شخص کی موجودگی میں فرض نماز یا تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) کیا امام ٹوپی پہن کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ اگر پڑھائے تو نماز میں کوئی فرق تو نہیں آتا۔

(۶) جس امام کے گھر پردہ نہ ہو کیا وہ امامت کر سکتا ہے۔ اگر کرے تو نماز میں فرق تو نہیں آتا۔

(۷) ایک لڑکا جس کی عمر ہندوستان سے ہجرت کے وقت چھ سال کی تھی اور دس سال اب یہاں ہو گئے۔ یوں تقریباً اب اس کی عمر ۱۶ سال کی ہے۔ وہ نماز پڑھانے کھڑا ہو جاتا ہے ڈاڑھی ابھی نہیں نکلی ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کو نماز نہیں پڑھانی چاہیے۔ آپ براہ کرم آگاہ کریں کہ اس کو نماز پڑھانی چاہیے یا نہیں۔

سائل مستری عبدالرحیم خان قاسم بیلہ

﴿ج﴾

(۱) لڑکے کے بلوغ کے لیے پندرہ سال کی عمر یا احتلام یا جماع کے وقت میں انزال ضروری ہے۔ ان امور کے بغیر بلوغ کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

(۲) اگر ایک نابالغ ہے تو کھڑا ہو سکتا ہے۔ اگر دو یا دو سے زائد ہیں تو پیچھے اپنے صف الگ بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ بے ریش بالغ کے پیچھے نماز جائز ہے۔ البتہ اگر اس سے اعلم یا افضل موجود ہو تو اس کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے۔

(۳) لے سکتا ہے۔

(۴) مکروہ تحریمی ہے اس لیے نہیں پڑھا سکتا۔

(۵) کوئی فرق نہیں آتا۔ پڑھا سکتا ہے۔

(۶) ایسے بے مروت وبے غیرت شخص کی امامت مکروہ ہے۔ جس کی عورت بے پردہ پھرتی ہو۔

(۷) جواب نمبر۲ کے ضمن میں اس کا جواب آ چکا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ

تاش کھیلنا، پکی قبریں بنانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) تاش کھیلنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو کہاں سے ثابت ہے۔ بحوالہ صفحہ تحریر کریں۔

(۲) قبروں کے اوپر سیمنٹ ڈالنا اور پکی قبریں بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو کہاں سے ثابت ہے۔

صوفی منشاء احمد

﴿ج﴾

(۱) تاش کے ساتھ اگر جوا کھیلا جائے تو اس کی حرمت قرآن پاک سے ثابت ہے اور اگر بدون جوا کے کھیلی جائے تو بھی بوجہ لہوولہب ہونے کے مکروہ تحریمی ہے۔

كما فی العالمگیریة ص ۳۵۴ ج ۵ ویکره اللعب بالشطرنج و النرد و ثلاثة عشر واربعة عشر و كل لهو ما سوى الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب به حرام عند نا الخ وجاء فی الحدیث لهو المومن باطل الافی ثلاث آه (مشکوٰۃ)

(۲) ناجائز ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۸ پر حدیث میں اس سے نہی آئی ہے۔ **وعن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه رواه مسلم**

فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزار کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دینا اور مزار پر جھومر مارنا
سید گدی نشین جو کہ ڈاڑھی منڈا ہے کو مستقل امام بنانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک عالم دین سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ولی اللہ کے مزار کو سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس نے جواب دیا **وسع كرسيه السموات والارض** نہ خدا زمین میں سماتا ہے نہ آسمان میں سماتا ہے۔ خدا مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔ بس جب خدا مومن کے دل میں سما جاتا ہے تو دل کے مزار کو سجدہ کرتا ہے۔ **سبحان ربی الاعلیٰ** نہیں پڑھتا تو یہ سجدہ خدا کا نہیں یہ ولی کی تعظیم ہے۔ جس طرح خدا کے دربار میں جھکنا جائز ہے اسی طرح ولی اللہ کے مزار کو سجدہ کرنا جائز ہے۔ کیا اس سوال کے مطابق یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔

(۲) ایک سید آل رسول ہے گدی نشین ہے۔ نیک ہے ڈاڑھی مونڈ۔ یہ ہمیشہ کے لیے امام بن سکتا ہے۔

(۳) ولی اللہ کے مزار پر کھڑے ہو کر عورتوں کو جھومر مارنا جائز ہے یا نہیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ ہمارے آباؤ اجداد کی رسم ہے وہ شریعت کی رو سے مجرم ہے یا نہیں۔

حاجی محمد نواز بستی براراں ملتان

﴿ج﴾

(۱) مذکورہ جواب دین سے ناواقفیت اور جہالت پر مبنی ہے اور ایسے شخص کو عالم دین کہنا بھی جہالت ہے۔ عزیز الفتاویٰ ج ۱ ص ۹ میں ہے۔ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام و دیگر صلحاء عظام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً یہ سب عادات نصاریٰ و طریق پرستش کفار کا ہے۔ ہرگز ہرگز جائز نہیں حرام ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو عزیز الفتاویٰ ج ۱ ص ۹

(۲) داڑھی قبضہ سے کم کرنا ناجائز ہے۔ لہٰذا داڑھی کٹوانے اور منڈوانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔ **والسنة فیها القبضة الخ ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته (درمختار کتاب الخطر والاباحة)**

(۳) قبر پر عورتوں کا جھومر مارنا ہرگز جائز نہیں گناہ ہے۔ یہ اُس شخص کے آباء واجداد کی رسم تو ہو سکتی ہے لیکن اس کا شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ جہالت سے بچائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ رذی قعدہ ۱۳۹۴ھ

جمعرات کے دن دفن ہونے والے کے پاس غروب آفتاب تک بیٹھنا چہ حکم دارد

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بعض لوگ (عالم) اس طرح کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جمعرات کے دن دفن کر دیا جائے تو جمعرات کے دن کا سورج غروب ہونے تک کوئی آدمی وہاں پر قبر پر بیٹھا رہے تاکہ اس میت کو جمعہ کی شب کو مرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ کیا یہ درست ہے یا غلط۔

﴿ج﴾

شریعت میں اس بیٹھنے کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ایک رسم ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ **ومن ادعى خلاف ذلک فعلیه البیان**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ریڈیو پر رؤیت حلال کا اعلان کرنا

﴿س﴾

ریڈیو سے یہ خبر نشر ہو کہ فلاں جگہ چاند نظر آ گیا یا ریڈیو سے ہلال کمیٹی کی طرف سے یہ خبر نشر کریں کہ

ہمارے سامنے شہادت گزری کہ یہ چاند نظر آ گیا ہے تو کیا اس خبر کو شہادت کے قائم مقام کر سکتے ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

نور احمد ضلع اٹک

﴿ج﴾

جب رؤیت ہلال کے متعلق ۱۶ ستمبر ۱۹۵۳ء کو مدرسہ قاسم العلوم میں ایک اجتماع علماء پاکستان کا ہو گا اس کے بعد جو فیصلہ ہو گا وہ بعد میں دریافت فرمائیں۔

عبداللہ عفی عنہ

مسجد کے سپیکر پر گم شدہ چیز کا اعلان کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ مسجد میں لاؤڈ سپیکر پر اعلان گم شدگی یا جنازہ وغیرہ یا نکاح یا قل خوانی وغیرہ جائز ہے یا نہیں کیا حکم ہے؟

محمد امان اللہ شہر میلسی ضلع ملتان

﴿ج﴾

مسجد سے باہر گم شدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جنازہ، قل خوانی کے اعلانات سے بھی احتراز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲رصفر ۱۳۹۲ھ

خاوند کے منع کرنے کے باوجود عورت کو شرعی پردہ کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) شرعی پردہ جو عورت کو دیا جاتا ہے اس کے لیے خاوند کی اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲) کیا وہ عورت ماں باپ اور خاوند کی اجازت کے بغیر شرعی پردہ رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

(۳) اس کو والدین اور خاوند شرعی پردہ کرنے سے روکتے ہیں لیکن وہ ضد کر کے شرعی پردہ کر لیتی ہے۔ اس کے لیے کیا حکم ہے۔

(۴) وہ شرعی پردہ کرنے کے بعد سب رشتہ داروں سے پردہ کرتی ہے لیکن خاوند کے بھائیوں سے نہیں کرتی۔ اس کے لیے کیا حکم ہے۔ نیز اس کے خاوند کے بھائی جو اچھے خاصے پڑھے لکھے ہیں انہوں نے یہ مسئلہ بتایا ہے کہ اگر کوئی مجبوری ہو تو خاوند کے بھائیوں سے پردہ نہیں کرنا چاہیے۔ مجبوری یہ ہے کہ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو ان کے کھانے پکانے کے لیے اور کوئی نہیں اور کوئی مجبوری نہیں۔ اب آپ برائے مہربانی اس کا صحیح حل تحریر فرمائیں۔ خاوند نے اس کو کہا ہے کہ تو شرعی پردہ کرتی ہے تو بے شک کر لیکن پہلے بھائیوں سے پردہ کر لیکن وہ مرد کے بھائیوں کے کہنے پر باقی تمام رشتہ داروں سے پردہ کرتی ہے لیکن اس کے بھائیوں سے نہیں کرتی۔

﴿ج﴾

شرعی پردہ عورت پر خود فرض ہے۔ خاوند کے روکنے کے باوجود وہ شرعی پردہ ضرور کرے۔ وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن الآیہ۔ باقی یہ بات اس کو ضرور مان لینی چاہیے کہ اس کے بھائیوں سے بھی پردہ کرے۔ خاوند کے بھائیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ بالخصوص جبکہ خاوند بھی حکم کرے۔ غرض یہ کہ غیر محرم لوگ خواہ وہ رشتہ دار ہوں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عیدگاہ کی وقف زمین پر مدرسہ قائم کرنا

﴿س﴾

ایک خطہ زمین کا واقف نے عیدگاہ کے لیے وقف کر دیا تھا جو کہ قبلہ کے رخ سے قدرے ٹیڑا تھا۔ قبلہ کی طرف سے ایک طرف ایک صف کے برابر اور دوسری طرف سے دو صفوں کے برابر یا کچھ اوپر وہ ٹیڑا حصہ روز اول سے آج تک عید کی نماز کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ واقف وفات پا چکا ہے۔ ان کا ایک لڑکا دیندار موجود ہے وہ چاہتا ہے کہ اس ٹیڑھے حصے میں جو کہ قبلہ کی طرف سے ہے۔ مدرسہ کی عمارت ڈال کر مدرسہ قائم کرے۔ کیا یہ حصہ مدرسہ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایک دفعہ ایک زمین جو عیدگاہ کے لیے وقف کر دی گئی ہے تو وہ زمین صرف عیدگاہ کے لیے مختص ہے۔ اس کے کسی حصہ کو مدرسہ میں شامل کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسجد میں مختلف اعلانات سے متعلق سوال وجواب

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسجد سے باہر گمشدہ چیز کا اعلان کرکیسا ہے؟

(۲) گائے بکری بھیڑ وغیرہ کے اعلان اور بچہ بچی کے اعلان میں کیا کوئی فرق ہے؟

(۳) کسی مسجد میں اعلان کرنے کی عادت نہ ہو تو اس میں اعلان شروع کرنا چاہیے یا نہ۔

(۴) اور اگر کسی مسجد میں اعلان ہوتا رہتا ہے۔ اس کو جاری رکھا جائے یا بند کردیا جائے۔

(۵) گمشدہ چیز کے علاوہ دوسرے اعلان مثلاً نماز جنازہ کا اعلان یا جلسہ کا اعلان یا کسی کار خیر اور دینی کام کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے اعلان کا کیا حکم ہے۔ ہر جزئی کا حکم تفصیل کے ساتھ تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) جائز ہے۔ (۲) کوئی فرق نہیں۔ (۳) نہیں کرنا چاہیے۔

(۴) بند کردیا جائے۔

(۵) بہتر یہ ہے کہ مسجد میں کسی قسم کا اعلان نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ شعبان ۱۳۹۷ھ

زکوٰۃ وعشر سے متعلق متعدد سوالات وجوابات

﴿س﴾

زکوٰۃ کے متعلق مندرجہ ذیل چیزوں کے لیے مشورہ سے مستفید فرمائیں نوازش ہوگی۔

(۲) تجارتی سامان پر زکوٰۃ کس حساب سے دینی چاہیے۔

(۲) گھریلو سامان مثلاً زیورات وکپڑا اور برتن وغیرہ میں سے کس کس چیز پر زکوٰۃ دینی لازمی ہے اور کس حساب سے۔

(۳) زرعی زمین کی پیداوار پر کس حساب سے زکوٰۃ دینی ہے۔ زرعی پیداوار بعض مرتبہ ایک زمین میں سال میں ۳ مرتبہ ہوتی ہے۔

(۴) زرعی کام کے لیے پالنے والے جانور مثلاً بیل، بھینس، گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری وغیرہ کی زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جائے۔

(۵) کیا جانوروں کے دودھ اور اون پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر ہے تو کس حساب سے۔

(۶) زکوٰۃ نکالنے اور دینے کے لیے کوئی خاص مہینہ مقرر ہے یا کسی وقت بھی نکالی جاسکتی ہے۔

(۷) کیا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کا پیسہ تھوڑا تھوڑا زیادہ آدمیوں میں تقسیم کیا جائے۔ اگر کسی ضرورت مند ایک ہی شخص کو دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اہم مسائل سے متعلق اگر کوئی واضح کتاب آئی ہو تو اس کا نام بھی تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

(۱) جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ یعنی سو روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس روپے میں ایک روپیہ۔

(۲) سونے چاندی کے زیور اور برتن جو مقدار نصاب ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کو پہنچتی ہو سب میں زکوٰۃ (یعنی چالیسواں حصہ) واجب ہے۔ چاہے استعمال میں لائے یا نہ لائے۔ گھریلو ظروف مستعملہ اور کپڑے حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ ان میں زکوٰۃ نہیں۔

(۳) زرعی زمین اگر بارانی ہے تو اس میں عشر ۱/۱۰ ہے اور آب پاشی چاہ وتالاب والی میں نصف عشر (۱/۲۰) اور جس زمین کی آبپاشی دونوں طرح ہو تو اس میں غالب کا اعتبار ہے اور اگر دونوں برابر ہوں تو نصف پیداوار میں عشر اور نصف میں نصف عشر (یعنی کل پیداوار کا ۳/۴۰ واجب ہوگا) سال میں جتنی مرتبہ بھی پیداوار ہو جائے ہر دفعہ مذکورہ طریقہ پر عشر واجب ہے۔

(۴) زرعی کام مثلاً بار برداری میں سواری یا کاشتکاری کے لیے پالنے والے جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں اسی طرح بھیڑ بکری اگر نصاب سے کم ہوں اور دودھ گوشت کے استعمال کے لیے ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سائمہ ہوں یعنی اکثر سال مثلاً ۶ ماہ سے زیادہ جنگل میں مفت کے گھاس پر اکتفا کرتی ہیں اور قیمت کا چارہ گھر کھڑے ہوکر نہ کھاتی ہوں اور نصاب بھی پورا ہو جائے یعنی ۴۰ ہو جائیں تو زکوٰۃ ان کی واجب ہے۔

(۵) دودھ، اون وغیرہ اگر اپنے استعمال کے لیے ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں۔ اگر فروخت کرلیا تو ان سے جو آمدنی ہوگی اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(۶) زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کوئی خاص مہینہ یا وقت مقرر نہیں جس وقت بھی دے دے جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سال گزرنے کے بعد فوراً زکوٰۃ ادا کردے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں۔ شاید اچانک موت آ جائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔

(۷) اختیار ہے۔ تھوڑا تھوڑا کرکے کئی غریبوں کو دے دے یا ایک ہی کو سب دے دے لیکن بہتر یہ ہے کہ

ایک غریب کو کم از کم اتنا دے دے کہ اس دن کے لیے کافی ہو جائے۔ کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔ البتہ ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ مکروہ ہے لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(۸) زکوٰۃ دینے کے وقت زکوٰۃ کا نام لینا اور بتلانا ضروری نہیں۔ بلکہ دینے کے وقت صرف دل میں زکوٰۃ کی نیت کرنا یا زکوٰۃ کا مال علیحدہ کرنے کے وقت یہ نیت کرنا کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے کافی ہے۔

روزمرہ پیش ہونے والے مسائل کے لیے مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب بہشتی زیور کا مطالعہ کیجیے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا ناخن پالش کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل ہو جاتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ناخن پالش ناخنوں پر ہوتے ہوئے وضو اور غسل ہو جاتا ہے یا نہیں۔
امیر احمد قاضی ناظم دار العلوم اشاعت القرآن جامع مسجد حنفیہ گوجر خان، ضلع راولپنڈی

﴿ج﴾

ناخن پالش سے اگر ناخن پر اس طرح تہہ بن جائے کہ پانی ناخن تک نہ پہنچے تو وضو وغیرہ نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

تراویح کی دوسری رکعت کے بعد قعدہ بھول گیا اور چار رکعتیں پڑھ لیں تو کیا حکم ہے، مسبوق کو اپنی فوت شدہ رکعت میں ثنا پڑھنی چاہیے یا نہیں، ایک شخص نے بہو کے ساتھ جماع کے سوا سب کچھ کیا اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں، گائے وغیرہا کے پیٹ سے بعد ذبح کے جو زندہ بچہ نکلے اُس کا کیا حکم ہے، آئندہ فصل دینے کے وعدہ پر قرض لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کے بارے میں کہ:
(۱) صلوٰۃ الیل یعنی تراویح میں اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرنا بھول گیا اور چار رکعت پوری کر کے سلام

پھیرا تو تراویح کی کتنی رکعتیں ادا ہوں گی۔ نیز اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔ اسی طرح ظہر کی چار سنتوں کو دو دو رکعت کر کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر پڑھ لیں تو ادا ہو گئیں یا نہیں۔

(۲) مسبوق جب اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو تو اس کو ثنا پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ہر مسبوق کا یہی حکم ہے۔ خواہ ایک رکعت چھوٹی ہو یا دو رکعت یا تین رکعت یا چار رکعت یا رکعتوں کے اعتبار سے کچھ فرق ہے۔

(۳) ایک عورت کے سسر نے اس کو زیورات وغیرہ کا لالچ دے کر اس سے زنا کرنا چاہا اور عورت بھی اس پر آمادہ ہوگئی۔ جماع کے علاوہ باقی سب کچھ ہوا۔ کیا اس کا نکاح باقی رہا یا فاسد ہو گیا۔

نیز بہشتی زیور حصہ چہارم ص ۴۴ زیر عنوان جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے مسئلہ نمبر ۲ میں جو ہاتھ پڑنے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے۔ یہ جماع سے کنایہ تو نہیں ہے۔ مفصلاً تحریر فرمائیں۔

(۴) مذبوحہ گائے وغیرہ کے پیٹ میں سے جو بچہ نکلے اس کو کیا کرنا چاہیے کیا اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

(۵) آج کل بولی کرنے کا عام رواج ہے صورت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنی ضرورت کی بنا پر کسی شخص سے قرضہ مانگتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ تو مجھے فصل آنے پر اتنی کپاس یا گندم وغیرہ (دس من مثلاً) اسی بھاؤ (دس روپے مثلاً) سے دے۔ بازار کا بھاؤ چاہے کتنا ہی چڑھا ہوا یا گرا ہوا ہو مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں ہوگا۔ قرض خواہ اپنی ضرورت کے پیش نظر مجبور ہو کر (اپنے آئندہ نقصان کو سمجھتے ہوئے) اس سے وعدہ کر لیتا ہے کیا اس طرح قرض لینا اور بیع شراء کرنا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

(۱) اگر دوسری رکعت کا قعدہ کر چکا ہے لیکن سلام نہیں پھیرا اور چار رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر چکا ہے تو اس سے چار رکعت تراویح ادا ہو گئی اور اگر دوسری رکعت کا قعدہ نہیں کر چکا ہے تب یہ چار رکعتیں صرف دو شمار ہوں گی۔ کما قال فی العالمگیریة ص ۱۱۸ ج ۱ فی الفتاویٰ ولو صلی اربعاً بتسلیمة. ولم یقعد فی الثانیة ففی الاستحسان لاتفسد وهو اظهر الروایتین عن ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالیٰ واذا لم تفسد قال محمد بن الفضل تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح کذا فی السراج الوهاج وهکذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

وفیها بعد اسطر. ولو صلّی ست رکعات او ثمانی رکعات او عشر رکعات بتسلیمة واحدة وقعد فی کل رکعتین فعلی قول العامة یجوز کل رکعتین عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح هکذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

ظہر کی چار رکعتوں کو دو دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی سنت ادا نہیں ہوتی ان چار رکعتوں کو ایک ہی نیت سے ادا کرنا سنت ہے۔ کما فی العالگیریة ص ۱۱۲ ج ۱ والا ربع بتسلیمة واحدة عندنا حتی لو صلاها بتسلمتین لا یعتد به عن السنة.

(۲) ہر مسبوق کا حکم یہی ہے کہ جب نمازی اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے تو وہ ثنا اعوذ باللہ اور تسمیہ کہہ لیا کرے یہ سنت ہے۔ کیونکہ مسبوق قضاء کی رکعتوں میں منفرد ہوا کرتا ہے اور قراءت کے اعتبار سے یہ اس کی پہلی رکعت شمار ہوتی ہے اور منفرد کے لیے پہلی رکعت میں ثناء، اعوذ باللہ اور تسمیہ مسنون ہیں لہٰذا مسبوق کے لیے بھی مسنون ہیں۔

کما قال فی الدر المختار مع شرحه رد المحتار ص ۵۹۲ ج ۱ (والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد) حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ وان قرأ مع الامام لعدم الاعتداد بها ولكراهتها (فیما یقضیه) ای بعد متابعته لامامه فلو قبلها فالاظهر الفساد ویقضی اول صلاته فی حق قراءة وآخرها فی حق تشهد.

وفی التنویر و قرأة سبحانک اللهم مقتصرا علیه الا اذا کان مسبوقا وامامه یجهر بالقرأة فلا یاتی به وتعوذ مر القراءة فیأتی به المسبوق عند قیامه لقضاء مافاته لا المقتدی۔

(۳) صورت مسئولہ میں اگر جماع نہ بھی کر چکا ہو تب بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور اس عورت کا نکاح فاسد ہو گیا ہے بشرطیکہ مس بدن کے کسی حصہ کا بغیر حائل قوی شہوت کے ساتھ ہو چکا ہو اور انزال نہ ہوا ہو اور اگر انزال ہو گیا ہے اور جماع نہیں کر چکا ہے۔ تب حرمت ثابت نہ ہوگی۔

کما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۳۳ ج ۳ هذا اذا لم ینزل فلو انزل مع مس اونظر فلا حرمة به یفتی ابن کمال وغیره۔

بہشتی زیور میں ہاتھ پڑنے سے مراد جماع نہیں ہے بلکہ ہاتھ لگنا محض شہوت کے ساتھ حرمت مصاہرت کے لیے موجب ہے۔

(۴) ذبح کر کے اس کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ وہ بچہ زندہ نکل آئے اور پھر اس کو ذبح کر لیا جائے اور اگر مردہ نکل آئے تب اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۵) یہ صورت بیع سلم کی ہے اور یہ جائز ہے جبکہ اس کی تمام شرائط ذکر کر دی جائیں۔ فقہ کی کتابوں میں وہ شرائط دیکھ لیں۔

''فصل آنے پر'' کی شرط فاسد ہے چونکہ اجل مجہول ہے اس لیے اس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے یوں کہنا

چاہیے کہ فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو دوں گا۔ تب ٹھیک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ محرم ۱۳۸۶ھ

میت کے گھر سے تین دن کے اندر کھانا کھانا اور میت کو بلاضرورت دوسری جگہ منتقل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آدمی مرجائے اس مردہ کے گھر میں تین دن تک لوگوں کے لیے بہ نیت خیرات ذبح کرے یا نہ۔ اگر کوئی جانور ذبح کرے تو لوگوں کو کھانا جائز ہے یا نہ اور وہ مردہ لاش کو اور مقبرہ پر لے جائے مثلاً یہاں سے باہو سلطان کے مزار پر لے جا کر دفن کیا اور یہاں بھی مقبرہ ہو یہاں دفن نہیں کرتے۔

﴿ج﴾

مرنے والے کے گھر سے تین دن کے اندر کھانا کھانا مکروہ ہے۔ ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة (رد المحتار باب صلوة الجنائز ص ۲۴۰ ج ۲) قبل دفن کے میت کے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز اور مکروہ اور ظاہر مراد ان کی مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے اور صاحب نہر نے اس کو ترجیح دی ہے۔ والتفصیل فی شرح المنیة الکبیر و ردالمحتار باب الجنائز فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک امام مسجد کا دوسری مسجد پر ''مسجد ضرار'' کا حکم لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ایک عالم آدمی ہے اس نے زمین کا ایک ٹکڑا اپنے خرچہ سے خرید کر اس پر اپنی ذاتی رقم خرچ کر کے اس پر ایک مسجد بناتا ہے اور یہ مسجد قدیم مسجد سے تقریباً دو سو یا اس سے زائد کچھ فاصلہ پر ہے اور وقف اس شرط سے کرتا ہے کہ اس مسجد کی تولیت میں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں یا جس کو میں تولیت کے لیے موزوں سمجھتا ہوں اس کو متولی بناؤں گا۔ خدائے ذات پاک کی یہ قسم کہ بانی کے اس مسجد بنانے سے دینوی کوئی مقصد نہیں نہ فخر وریا نہ سمعہ ونمود۔ نہ مسجد قدیم کا اضرار بلکہ صرف انما یعمر مساجد الله من آمن بالله الآیه ومن بنی لله مسجدا بنی الله له بیتا فی الجنة الحدیث۔ کی بشارت عظیم

غنیمت سمجھتا ہوا بیس پچیس ہزار عظیم جائیداد وقف کر کے خدا کا گھر آباد کرتا ہے۔ اب مسجد قدیم کے امام صاحب اس پر مسجد ضرار کا حکم لگا کر بندش کے در پے ہے اور کچھ لوگ اور اُٹھے ہیں یہ بہانہ بنا کر کہتے ہیں کہ مسجد گھروں کے بیچ میں ہے اس سے محلّہ کو بے ستری و بے پردگی کا خطرہ ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ ہم مسجد بنانے کو نہیں چھوڑتے ہاں محلّہ کی کمیٹی بنا کر اس کے اختیار میں دے دیں تو بانی کو بھی کمیٹی کا ممبر بنائیں گے۔ ہم شخصی مسجد نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ ہم نے علماء سے دریافت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ شخصی مسجد جائز نہیں یعنی ایک شخص اگر چہ ذاتی جائیداد وقف کر کے مسجد نہیں بنا سکتا تاوقتیکہ محلّہ کے اختیار میں مسجد کی بنا و تولیت نہ دے۔ تیسرا اس وجہ سے کہ بانی علماء سے کچھ مسائل میں اختلاف رکھتا ہے مثلاً مسئلہ اسقاط و دعا بعد السنن و جنازہ و مصافحہ وغیرہ۔ علماء وقت اس کو وہابی یا پنج پیری تصور کر کے کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ کیا یہ مسجد ضرار کے حکم میں آ سکتی ہے یا نہ۔ مساجد کے درمیان شرعاً کتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ اس سے کم ہو تو جائز نہیں اور مسجد بنا کر وقف اسلام ہر شخص کر سکتا ہے یا بشرط تولیت اپنے لیے یا کمیٹی محلّہ ضروری ہے اور حنفی المذہب پنج پیری کہ مولانا محمد طاہر بستی پنج پیر سے تفسیر پڑھا ہو وہ امامت کے قابل ہے یا نہ۔ اگر باسند عالم اور قاری بھی ہو مگر پنج پیری ہو امام بن سکتا ہے۔

حکیم مولوی عماد الدین قریشی شربت خان روڈ

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ یہ مسجد مسجد ضرار کے حکم میں نہیں ہے۔ نیز ان لوگوں کا یہ کہنا کہ شخصی مسجد جائز نہیں بلکہ اہل محلّہ کی تولیت و اختیار میں دے دینا ضروری ہے، درست نہیں اور جو وجوہات وہ اس مسجد کے بارے میں بیان کرتے ہیں تمام کی تمام خود ساختہ ہیں ان وجوہ کی وجہ سے اس مسجد کو گرانا وغیرہ جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

بشرط صحت سوال اس مسجد پر مسجد ضرار کے احکام جاری نہیں ہو سکتے اور اس کے تمام احکام مسجد ہی کے احکام ہیں اور جو شخص اس میں نماز پڑھے اسکو مسجد ہی کا ثواب ملے گا۔ واقف اگر یہ شرط لگا دے کہ اس کا متولی میں خود ہوں گا یا جس کو میں مقرر کروں وہی متولی ہوگا یہ شرط لگانا جائز ہے اور واقف صحیح ہوگا۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۴ محرم ۱۳۹۶ھ

قبرستان کے قریب دیگیں پکوا کر لوگوں پر تقسیم کرنا

عیدگاہ میں امام کے پیچھے صف میں مکوڑوں کی وجہ سے تین چار آدمیوں کی جگہ خالی چھوڑنا

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک زمیندار قبرستان کے حدود کے باہر طعام پکوا کر لوگوں کو فی سبیل اللہ طعام کھلاتا ہے۔ کیا لوگوں کو قبرستان کی حدود کے باہر طعام کا کھانا جائز ہے یا نہ۔ حالانکہ کچھ قبریں کچھ فاصلہ پر نظر آرہی ہیں۔

(۲) عیدگاہ میں امام کے پیچھے تین چار صفوں میں دو چار گز تقریباً مکوڑے ہیں۔ اگر امام کے پیچھے محراب کے ساتھ دس بارہ آدمی کھڑے ہو جائیں اور تین چار صف بوجہ مکوڑوں کے جگہ خالی چھوڑ دیں۔ باقی لوگ پیچھے صف بنا کر نماز ادا کریں اور درمیان میں خالی جگہ چھوڑ دیں۔ شرعاً نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

واضح رہے کہ چونکہ کنوئیں پر جگہ تھوڑی تھی اور مجمع بہت کثیر تھا قبرستان کے نزدیک میدان فراخ تھا۔ اس لیے وہاں دیگیں پکوا کر لوگوں میں تقسیم کر دی۔ خیرات محض فی سبیل اللہ کے ارادہ سے کی گئی۔

سجاد احمد چاون تغلق روڈ ملتان

﴿ج﴾

(۱) اگر طعام فی سبیل اللہ خیرات کے طور پر پکوا کر تقسیم کرتا ہے۔ اہل قبور کے نام نذر و نیاز اور بدعات سے احتراز کرتا ہے تو طعام فراخی کی بنا پر قبرستان کے قریب پکوانا اور کھلانا جائز ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔

(۲) محراب کے ساتھ کھڑے ہونے والے لوگوں کی نماز جبکہ وہ امام سے کچھ پیچھے ہوں جائز ہے۔ بوجہ ضرورت یعنی کیڑوں مکوڑوں کی وجہ سے درمیان میں کچھ صف چھوڑ کر اقتدا کرنا درست ہے لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ محرم ۱۳۹۶ھ

مسجد کے پرانے سامان سے متعلق ایک مفصل فتویٰ، چرم ہائے قربانی کی قیمت کو مسجد پر صرف کرنا

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک گاؤں میں کافی مدت سے ایک مسجد تھی بہت سے نیک دل

لوگوں کا خیال ہوا کہ مسجد کو گرا کر جدید عمارت تعمیر کی جائے۔ چنانچہ مسجد کو منہدم کر کے نئے سرے سے جدید مسجد تیار کی گئی۔ پرانی مسجد کا شکستہ سامان (از قسم لکڑی، شہتیر، گڑی) جو نا قابل استعمال بلکہ ماسوائے جلانے کے بیکار ہے اب ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ اس شکستہ سامان کو فروخت کر کے اس کی قیمت اسی مسجد کے میناروں پر لگائی جائے تو جائز ہے۔ دوسرے مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ مسجد کے سامان کو فروخت کر کے گھر میں نہ استعمال کیا جا سکتا ہے نہ آگ میں جلایا جا سکتا ہے۔ جبکہ سامان گھر میں رکھا جائے گا تو گھر میں بچوں اور کتوں کے پیشاب کرنے کا احتمال بھی ہو سکتا ہے اس طرح مسجد کے سامان کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

(۲) مسجد کے زائد سامان کو فروخت کرنے کے بعد گھروں کے مکانوں پر استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہ، کیا دوسری مسجد میں جواز کی صورت ہو سکتی ہے یا نہ اور ایسے شکستہ سامان کو اگر مسجد میں جلایا جائے گناہ تو نہیں ہے۔ زائد سامان مسجد کے استعمال سے بچ گیا ہے۔

(۳) قربانی کی کھالوں اور چمڑوں کی قیمت مسجد پر لگائی جا سکتی ہے یا نہ۔ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ چمڑوں اور کھالوں کی قیمت ایک آدمی کو دے دی جائے اور اس کو کہہ دیا جائے کہ تم مسجد پر خرچ کر دو۔ جس کو بطور حیلہ رقم دی گئی ہے وہ نہ غریب ہے نہ مستحق ہے۔ بلکہ صاحب نصاب ہے۔ ایسے فتویٰ دینے والے کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے۔ کیا حلالہ کے ساتھ مسجد کی تعمیر کی جا سکتی ہے یا نہ۔ مندرجہ بالا صورتوں میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

قاضی غلام مصطفیٰ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خاں

﴿ج﴾

مسجد سے نکلے ہوئے شہتیر، گڑی، لکڑی وغیرہ اگر بعینہ مسجد میں کام نہیں آ سکتے تو جماعۃ المسلمین کے اتفاق سے انہیں فروخت کر کے رقم مسجد پر خرچ کرنا جائز ہے اور فروخت کے بعد یہ اشیاء مشتری کی ملکیت ہوں گی مسجد کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ اس لیے اس کو مشتری کے لیے کام میں لانا اور جلانا جائز ہوگا۔

لما فی الهندية اهل المسجد لوباعوا غلة المسجد او نقض المسجد بغير اذن القاضي الاصح انه لايجوز كذا فی السراجية (عالمگيريه ص ۴۶۳ ج ۲) قلت فعلم انه يصح باذن القاضي وقال فی الشامية ص ۳۶۰ ج ۴ ناقلا عن فتاویٰ النسفی سئل شيخ الاسلام عن اهل قرية رحلوا وتداعی مسجدها الی الخراب وبعض المتغلبة يستولون علی خشبه وينقلونه الی دورهم هل لواحد لاهل المحلة ان يبيع الخشب بامر القاضي ويمسک الثمن ليصرفه الی بعض المساجد او الی هذا المسجد قال نعم وقال قبيل هذا لا

سيما فی زماننا فان المسجد وغيره من رباط او حوض يأخذ انقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد (كتاب الوقت) قلت فی زماننا جماعة المسلمين بمنزلة القاضي لان ولايته مستفاد عنه فكانه هم وكانهم هو فان حكام زماننا لا يعباؤن بمثل هذه الامور الدينية

(۳) قیمت چرم قربانی کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے یعنی فقراء و مساکین کو ملک کرنا ضروری ہے۔ بغیر تملیک کے مسجد پر خرچ کرنا جائز نہیں۔ صاحب نصاب کو دینے سے صدقہ واجبہ ادا نہیں ہوتا۔ قیمت چرم قربانی کا تصدق واجب ہے کسی مسکین کو دینے کے بعد اگر وہ برضامندی بطور عطیہ واپس مسجد کے لیے دے دے تو مسجد پر صرف کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

قبر پر اذان دینے سے متعلق مفصل تحقیق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قبر پر اذان دینا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو کیا مستحب ہے یا غیر مستحب۔ سنت ہے یا غیر سنت۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یا نہ یا حدیث معتبر سے ثابت ہے یا نہ۔ ازراہ کرم حدیث و سنت کی روشنی سے ثابت کر کے مطمئن فرما دیں۔

خطیب جامع مسجد قاری محمد انور دین نظامی تحصیل و ضلع ملتان

﴿ج﴾

قبر پر اذان کہنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے اور احداث فی الدین ہے۔ جیسا کہ تصریحات فقہاء سے ثابت ہے۔ شامی ص ۲۳۵ ج ۲ میں تنبيه فی الاقتصار علی ما ذكر من الوارد اشارة الی انه لايسن الاذان عند ادخال الميت فی قبره كما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاويه بانه بدعة وقال من ظن انه سنة قياسا علی ندبها للمولود الحاقا لخاتمة الامر بابتدائه فلم يصح وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وما ذلک الا لكونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها فی توهم العوام بانها سنة فيه ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوة الرغائب التی احدثها بعض المتعبدين لانها لم تؤثر علی هذه الكيفية فی تلک الليالی المخصوصة وان كانت الصلوٰة

خیر موضوع. انتھٰی (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب دفن المیت یکرہ عند القبر مالم یعھد من السنة والمعھود ھنا لیس الا زیارته والدعاء عندہ قائما کذا فی فتح القدیر والبحر الرائق والنھر الفائق والفتاویٰ العالمگیریة ۔درالبحار میں لکھا ہے من البدع التی شاعت فی بلاد الھند الاذان علی القبر بعد الدفن انتھٰی اور توشیح شرح تنقیح محمود البلخی میں مذکور ہے۔ما فی الاثور من الاذان علی القبر ولیس بشی انتھی اور مولانا عبداللہ میرغنی مفتی مکہ مکرمہ زاداللہ شرفاوتعظیما کے فتاویٰ ہدیۃ المکۃ میں ھل یجوز الاذان عند المعتبر بعد دفن المیت کے سوال کے جواب میں مرقوم ہے۔الحمدلله رب العالمین رب زدنی علما ذکر فی البحر الرائق مانصه ویکرہ عند القبر کل مالم یعھد من السنه المعھود منھا لیس الازیارتھا والدعا عندھا قائما کما کان یفعل صلی الله علیه وسلم فی الخروج للبقیع انتھی ومنه یعلم الجواب اھ۔

بے شک اذان ذکر اور سبب رحمت ہے لیکن جس ذکر کے لیے جو مواقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازمی ہے ورنہ یہ تعدی عن حدوداللہ ہوگا۔ومن یتعد حدود الله فاولئک ھم الظالمون مشکوۃ المصابیح باب العطاس والتثائوب فصل ثالث ص ۴۰۶ میں نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمدلله والسلام علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن عمر وانا اقول الحمدلله والسلام علی رسول الله ولیس ھکذا علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نقول الحمدلله علی کل حال. صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں قوله لیس ھکذا ای لکن لیس المسنون فی ھذہ الحال ھذا القول وانما الذی علمنا فیه انْ نقول الحمدلله علی کل حال فقط من غیر زیادۃ السلام فیه (الی ان قال) فالزیادۃ فی مثله نقصان فی الحقیقة کمال یزاد فی الاذان بعد التھلیل محمد رسول الله وامثال ذلک کثیرۃ انتھٰی یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تحقیقات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو موقعہ میں معمول بہ بنانا۔قال علیه السلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد ۔یعنی جو امر دین میں ایسی چیز پیدا کرے جو ہمارے دین میں سے نہیں پس وہ مردود (بدعت) ہے۔وقال ابن حجر فی بیانھا (ای البدعة) وشرعا ما احدث علی خلاف امر الشارع پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اذان علی القبر کو ضروری اور ثواب سمجھنا احداث فی الدین اور بدعت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی ہے۔قال علیه السلام ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلھا من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۱)وعن ابراھیم بن میسرۃ قال قال رسول الله

صلی الله علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرسلا (مشکوۃ ص ۳۱) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الثانیہ ۱۳۹۱ھ

سنن غیر موکدہ کی تیسری رکعت میں ثنا پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ

(۱) سنن غیر موکدہ اربع کی تیسری رکعت کی ابتداء میں ثنا پڑھنی چاہیے یا نہیں۔ بمعہ حوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمادیں۔

(۲) بسم اللہ الخ ہر رکعت میں پڑھنی چاہیے یا صرف پہلی رکعت میں ہی پڑھنی چاہیے اور باقی رکعات میں نہیں پڑھنی چاہیے۔ بینواتوجروا

جمیل احمد

﴿ج﴾

(۱) تیسری رکعت کی ابتداء میں ثناء پڑھنی چاہیے۔ کذافی الشامیة۔

(۲) ہر رکعت کے ابتداء میں پڑھنی چاہیے۔ کما ذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورۃ فی کل رکعة (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۳۹۱ھ

کیا رگ میں لگنے والے اور عام ٹیکہ میں روزہ دار کے لیے کچھ فرق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رمضان المبارک میں روزہ داروں کو ٹیکہ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کہ نہیں اور اگر رگ کے ٹیکہ اور گوشت کے ٹیکہ میں کوئی فرق ہو تو بھی مابہ الفرق کو واضح فرمایا جائے تا کہ پوچھنے والوں پر شک کرنے والوں کو ہدایت ہو جائے۔

مستفتی محراب شاہ چترال

﴿ج﴾

ڈاکٹروں سے تحقیق کرنے سے نیز تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شرائین میں اس کا سریان ہوتا ہے۔ جوف دماغ یا جوف بطن میں منفذ سے دوا نہیں پہنچتی اور فساد صوم کے لیے مفطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں منفذ پہنچنا ضروری ہے۔ مطلق کسی عضو کے جوف میں یا عروق کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں۔ لہٰذا ٹیکے کے ذریعہ سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے، مفسد صوم نہیں رگ کے ٹیکے اور گوشت کے ٹیکے میں کوئی فرق نہیں۔

والتفصیل فی امداد الفتاویٰ من شاء التفصیل فلیراجع ثمہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عام لوگوں کے لیے مقررشدہ راشن میں کسی مستحق کو مفت راشن دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حکومت کی طرف سے فوج میں جو راشن آتا ہے وہ نفری اور تعداد کے حساب سے آتا ہے۔ چند سو آدمیوں کے ذمہ دار افسر مولوی کو امداد دینا چاہتے ہیں۔ سینکڑوں آدمیوں میں مسلم غیر مسلم ہر فرقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ ذمہ دار افسر تمام لوگوں سے پوچھ بھی لیتے ہیں کہ ہم مولوی کو مفت راشن کی امداد دینا چاہتے ہیں۔ لوگ طوعاً وکرہاً رضا بھی ظاہر کر دیتے ہیں اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سینکڑوں آدمیوں کے راشن سے اگر ایک آدمی کا راشن چلا جائے تو کیا حرج ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۱) کیا لوگوں کے راشن سے ذمہ دار افسر مولوی کو راشن کی امداد دے سکتے ہیں۔

(۲) کیا مولوی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس راشن کو لے کر استعمال کرے اور پھر مذہبی رہبری بھی کرے۔ بینوا توجروا۔

مولوی عبدالجبار مدرسہ مہر العلوم

﴿ج﴾

حکومت کی طرف سے فوج کو جو راشن ملتا ہے اس کا استعمال صرف ان لوگوں کے لیے جائز ہے جن کے لیے حکومت کی طرف سے اجازت ہے۔ کسی ذمہ دار افسر کو از خود یا دیگر راشن سے متعلق افراد سے اجازت لے کر

بھی کسی غیر متعلق شخص کو اس راشن سے کچھ دینا جائز نہیں۔ اس لیے حکومت کی کی طرف سے فوج کے لیے اس راشن کے استعمال کی اباحت ہوتی ہے۔ تملیک نہیں ہوتی کہ دوسرے لوگوں کو بھی وہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ صفر ۱۳۹۱ھ

جمعہ کے دن سنن مؤکدہ کتنی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جمعہ کے بعد کتنی سنت مؤکدہ ہیں۔ ائمہ اربعہ کا اس میں کوئی اختلاف ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان میں کیا عمل رہا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

فقہاء حنفیہ جمعہ کے بعد چار سنت مؤکدہ لکھتے ہیں اور دوسری روایات میں چھ رکعات آتی ہیں۔ لہٰذا بہتر اور احتیاط یہ ہے کہ چھ رکعات پڑھیں ورنہ چار ضرور پڑھیں۔ وسن قبل الظهر والجمعة وبعدها الاربعة بتسليمة (شرح وقایہ باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۱۷۱ وفی الدر المختار ص ۱۲ ج ۲ وسن مؤكدًا اربع قبل الظهر و اربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسلمية اه وذكر فی الاصل واربع قبل الجمعة و اربع بعدها الخ وذكر الطحاوی عن ابی یوسف انه قال یصلی بعدها ست الخ ینبغی ان یصلی اربعاثم ركعتین بدائع صنائع ج ا ص ۲۸۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ صفر ۱۳۹۱ھ

جس مسجد کے پڑوس سے تمام مسلمان ہجرت کر جائیں صرف غیر مسلم وہاں آباد ہوں اب کیا کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں نے ایک بستی آباد کی مسجد بھی تعمیر کی جس پر تقریباً ۵۴ ہزار روپے لگے مگر کچھ عرصہ بعد مسلمان وہاں سے کوچ کر کے کسی اور جگہ منتقل ہو جاتے ہیں اور مسجد والی سابقہ جگہ پر صرف غیر مسلم ہندو وغیرہ آباد ہیں اور قدرے قبرستان بھی بنتا جا رہا ہے اور گردونواح میں مسلم آبادی بھی نہیں۔

اس کے بعد ہوسکتا ہے کہ غیر مسلم کسی وقت مسجد کی توہین کریں۔ کیونکہ موجودہ وقت میں وہ غیر آباد اور ویران پڑی ہوئی ہے اور ۵۴ ہزار کی لاگت ہے اس لیے ڈر ہے کہ غیر مسلم آبادی اس کا سامان نکال کر لے جائے اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد کی تعمیر کی تھی اب اس چیز کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسجد کو منتقل کر دیں۔ یعنی وہ سامان جو وہاں اس کی عمارت کی تعمیر میں آ چکا ہے وہ لا کر جو نئی بستی انہوں نے تعمیر کی وہاں سابقہ مسجد کا سامان لا کر دوسری مسجد بنائیں۔ کیا وہ سابقہ مسجد کا سامان لا کر جدید مسجد بنا سکتے ہیں۔ اول الذکر صورت حال کو مدنظر رکھ کر قرآن و حدیث و آثار فقہ سے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

فی ردالمحتار ص ۳۵۹ تا ۳۶۰ ج ۴ وفی جامع الفتاویٰ لهم تحويل المسجد الى مكان آخر ان تركوه بحيث لايصلى فيه ولهم بيع مسجد عتيق لم يعرف بانيه وصرف ثمنه الى مسجد آخر اه . (الى قوله) ولكن علمت ان المفتى به قول ابى يوسف انه لا يجوز نقله و نقل ماله الى مسجد آخر كمامر عن الحاوى. (الى ان قال) قلت لكن الفرق غير ظاهر فليتأمل. والذى ينبغى متابعة المشائخ المذكورين فى جواز النقل بلا فرق بين مسجد اوحوض كما افتى به الامام ابو شجاع والامام الحلوانى وكفى بها قدوة ولا سيما فى زماننا فان المسجد او غيره من رباط او حوض اذا لم ينقل ياخذ انقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد وكذلك اوقافه يا كلها النظار او غيرهم ويلزم من عدم النقل خراب المسجد الآخر المحتاج الى النقل اليه وقد وقعت حادثة سئلت عنها فى امير اراد ان ينقل بعض احجار مسجد خراب فى سفح قاسيون بدمشق ليبلط بها صحن الجامع الاموى فافتيت بعدم الجواز متابعة للشرنبلالى ثم بلغنى ان بعض المتغلبين اخذ تلك الاحجار لنفسه فندمت على ما افتيت به. ثم رأيت الآن فى الذخيرة قال وفى فتاوىٰ النسفى سئل شيخ الاسلام عن اهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها الى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه الى دورهم هل لواحد لاهل المحلة ان يبيع الخشب بامر القاضى ويمسك الثمن ليصرفه الى بعض المساجد اوالى هذا المسجد قال نعم. وحكى انه وقع فى زمن سيدنا الامام الاجل فى رباط فى بعض الطرق حرب ولا ينتفع المارة به وله اوقاف عامرة فسئل هل يجوز نقله الى رباط آخر ينتفع الناس به قال نعم لان الواقف غرضه انتفاع المارة ويحصل ذلك بالثانى اه ان روایات سے معلوم ہوا کہ اصل اور راجح تو عدم جواز نقل ہے۔ مگر بعض

علماء ضرورت میں جواز کے قائل ہوئے ہیں۔

پس مسئولہ صورت میں اگر اس مسجد کے حفاظت کا کسی قسم کا بھی انتظام ہو سکے تو اس مسجد کو منتقل کرنا جائز نہیں لیکن اگر حفاظت کا کوئی انتظام نہ ہو سکتا ہو اور اس کی تضییع اور بے حرمتی کا یقین ہو تو ایسی ضرورت شدیدہ میں منتقل کرنے کی گنجائش ہے۔ مسئلہ بہت اہم ہے لہٰذا اور معتمد علیہ صاحب نظر علماء سے مشورہ اور استصواب کرایا جائے۔ ممکن ہے کہ حفاظت کی کوئی صورت نکل آئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ صفر ۱۳۹۱ھ

حضرات شیخین کو ظالم کہنے والے شیعہ کی نماز جنازہ میں شریک ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک امام نے (جو اہل قریہ کا دینی مقتدا بھی شمار ہوتا ہے) ایک شیعہ کا جنازہ پڑھایا ہے وہ شیعہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خصوصاً اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو عموماً سب (گالی) کیا کرتا تھا۔ ہر وقت ایسا نہیں کرتا تھا۔ کبھی کسی مجلس میں بحث ہوتی تو اس کی زبان سے تبرا سنا گیا اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی ظالم تک کے الفاظ کہہ دیتا تھا۔ اگر اس امام نے اُسے مسلمان سمجھا اور اس کے جنازے کو جائز سمجھ کر پڑھایا تو کیا حکم ہے اور اگر محض کسی دباؤ یا دنیاوی غرض سے پڑھایا ہے تو کیا حکم ہے۔ آیا یہ فاسق ہے یا نہیں اگر فاسق ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ مزید برآں توبہ کی کیا صورت ہے۔ اعلانیہ توبہ ضروری ہے یا مخفی توبہ کافی ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جو شیعہ کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا صحبت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت (قذف) لگاتا ہو یا سبِ صحابہ کو جائز اور کار خیر سمجھتا ہو تو یہ کافر ہے اور اس کا نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

قال ابن عابدين فى رد المحتار باب المحرمات ج ۳ ص ۴۶ وبهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الالوهية فى على اوان جبريل غلط فى الوحى او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين

بالضرورة اھ ۔اور اگر اسلام کے کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری نہ ہو تو وہ مسلمان ہے اور اس کا نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔قال فی ردالمحتار بخلاف ما اذا کان یفضل علیا ویسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر الخ

مسئولہ صورت میں اگر یہ شیعہ پہلی قسم کا تھا تو اس کا نماز جنازہ پڑھنا ناجائز تھا اور دوسری قسم کا جائز۔ باقی یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ مولوی صاحب نے جس شیعہ کا جنازہ پڑھا ہے وہ کس قسم کا تھا اور مولوی صاحب نے کس بنا پر جنازہ پڑھا تحقیق سے پتہ چل سکتا ہے۔لہذا سوال میں مختلف قسم کی صورتوں کے بارے میں علیحدہ حکم کا تعین تحقیق کے بعد ظاہر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۹۱ھ

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ مسجد شریف میں نماز جنازہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو عرب میں حج کے موقعہ پر کیوں مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ بینواتوجروا

﴿ج﴾

قال فی الدر المختار وكرهت تحريما وقيل تنزيها فی مسجد جماعة هو ای الميت فيه وحده او مع القوم واختلف فی الخارج عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا بناء على ان المسجد انما بنی للمكتوبة وتوابعها الخ. وهو الموافق لاطلاق حديث ابی داؤد من صلى على ميت فی المسجد فلا صلوة له قال فی ردالمحتار قوله فلا صلوة له هذه رواية ابن ابی شيبة ورواية احمد وابی داؤد فلا شئ له الخ ۔وفيه قبيله من صلى على ميت فی مسجد يقتضی كون المصلی فی المسجد سواء كان الميت فيه اولا فيكره ذلك اخذا منه منطوق الحديث ويدهٔ ما ذكره العلامة قاسم فی رسالته من انه روى ان النبی صلى الله عليه وسلم لما نعى النجاشی الى اصحابه خرج فصلى عليه فی المصلی قال ولو جازت فی المسجد لم يكن للخروج معنا اه مع ان الميت كان المسجد شامی ج ۲ ص ۲۲۴ تا ۲۲۶ باب صلوة الجنائز۔

ان روایات سے واضح ہے کہ عندالحنفیہ مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔حاشیہ مشکوۃ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تنزیہی کو ترجیح ہے۔ويظهر ان

الاولى كونها تنزيها اذالحديث ليس هونصا غير مصروف ولا قرن الفعل بوعيد (حاشیہ مشکوۃ شریف ص ۱۴۵)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پرانی مسجد شہید کر کے ساتھ ہی دوسری مسجد تعمیر کی گئی
کیا سابقہ مسجد کی جگہ امام کا مکان یا درس گاہ بنائی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک مسجد کو گرا کر اس کے متصل ایک نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اب سابقہ مسجد والی جگہ پر امام مسجد کا مکان یا درس گاہ یا مسجد کی دوکانیں تعمیر ہوسکتی ہیں یا نہیں۔ بینواتوجروا

﴿ج﴾

جو زمین ایک دفعہ مسجد میں داخل ہو چکی ہے وہ قیامت تک کے لیے مسجد ہی رہے گی۔ کسی بھی ضرورت کے لیے اسے مسجد سے خارج نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس زمین پر امام مسجد کے لیے مکان یا درس گاہ وغیرہ تعمیر کرنی جائز ہیں۔ بلکہ یہ حصہ مسجد ہی رہے گا۔اس پرانی مسجد کو نئی مسجد کے صحن میں شامل کر دیا جائے۔خلاصہ یہ کہ جس قدر زمین پرانی مسجد کی سمجھی جاتی ہے۔اس کا کوئی جز وخارج مسجد کی شکل بنانا درست نہیں۔قال فی شرح التنوير ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الامام والثانی ابدا الى قيام الساعة وبه يفتی وفی الشامية (قوله ولو خرب ماحوله) ای ولو مع بقائه عامرا و كذا لو خرب وليس ما يعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر (ردالمحتار ج ۴ ص ۳۵۸)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

مدرسہ کے لیے وقف قرآن کریم اور غلاف مسجد میں رکھنا یا لوگوں کو دینا
مسجد کی تعمیر میں غیر مسلم کی رقم لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مدرسہ میں عوام الناس قرآن پاک کے نسخے دیتے ہیں لیکن نسخے ویسے پڑے رہتے ہیں۔کیا وہ نسخے

مسجد میں رکھے جاسکتے ہیں۔ نیز کیا وہ نسخے غریب عوام الناس کو پڑھنے کے لیے بھی دیے جاسکتے ہیں۔

(۲) مدرسہ میں عوام الناس قرآن پاک کے لیے غلاف دیتے ہیں۔ وہ بھی اکثر زائد پڑے رہتے ہیں۔ کیا وہ غلاف طلباء یا غریب لوگوں کو دیے جاسکتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے ذاتی استعمال میں لائیں۔ یعنی قمیص وغیرہ بنائیں۔

(۳) ایک مسجد کی مرمت کے لیے ایک غیر مسلم نے رقم دی ہے تو کیا وہ رقم مسجد پر صرف ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوسکتی تو اس رقم کو کس مد میں لایا جائے۔

عبدالرحمٰن المعروف پیرخان تحصیل خانیوال ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) اگر واقف نے خاص اسی مدرسہ کے لیے قرآن پاک کے نسخے وقف کیے ہیں۔ تو دوسری جگہ منتقل کرنا یا فروخت کرنا جائز نہیں۔ کما قال فی ردالمحتار ج ۴ ص ۳۶۵ لکن فی القنیة سبل مصحفا فی مسجد بعینه للقرآة لیس له ذلک ان یدفعه الی آخر من غیر اهل تلک المحلة للقرأة وهذا یوافق القول الاول لا ما ذکر فی موضع آخر اه

وفی الدر المختار مع شرحه رد المحتار ایضاً فان وقفها علی مستحق وقفه لم یجز نقلها وان علی طلبة العلم وجعل مقرها فی خزانة التی فی مکان کذا ففی جواز النقل تردد هم شامی نے اس کے تحت نقل کرنے کی عدم جواز کی تائید ذکر کی ہے۔ فلینظر

(۲) غلاف کا بھی یہی حکم ہے۔

(۳) کافر اگر قربت کی نیت سے تعمیر مسجد کے لیے چندہ دے تو فی نفسہ جائز ہے لیکن کافر کے چندہ لینے میں ان کا اہل اسلام پر احسان ہوتا ہے اور مسلمان اپنے شعائر کے تعمیر وغیرہ میں ان کے ممنون ہوں گے۔ اس وجہ سے کافر کا چندہ لینا جائز نہیں۔ کافر کا چندہ جو لیا ہے واپس کردے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو امام قرءت میں درج ذیل غلطیاں کرتا ہو اُس کو فوراً معزول کیا جائے

اگر کسی شخص کو عشر وزکوٰۃ صرف کرنے کا وکیل بنایا گیا ہو کیا وہ خود رکھ سکتا ہے

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک امام مسجد جو فن قرأت سے ناواقف اور علم صرف ونحو سے عاری ہے۔ بعض دفعہ غلطیاں کرتا ہے۔ مثلاً مِمَّا رَزَقْنٰهُم کی بجائے مِمَّ رَزَقْنٰهُم اور فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ کی بجائے

فَعَزْزْنَ بِثَالِثٍ اور لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ کی بجائے لَوْ اَنْزَلْنَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ پڑھتا رہتا ہے۔ یعنی صرف ونحو کی ناواقفیت کی بنا پر صیغہ جمع متکلم کو صیغہ جمع مونث غائب پڑھتا ہے اور اس طرح سے رب العالمین الرحمن الرحیم کی بجائے رب العالَمِنَّ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے۔ یعنی رب العالمین میں ی کو نہیں پڑھتا اور ن بالتشدید پڑھتا ہے۔ زید ان وجوہ کی بنا پر امام موصوف کی اقتدا نماز میں نہیں کرتا ہے۔ اگر کہیں اقتدا کرنی پڑ جائے تو نماز کا اعادہ کر دیتا ہے اور بوجہ فساد امت کے اس کا اظہار بھی نہیں کرتا۔ براہ کرم مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔ جس میں مقتدا اور مقتدی دونوں کے لیے حکم ہو۔

(۲) زید کو کسی نے اپنی زکوٰۃ وعشر کا وکیل بنایا۔ کیا زید بحالت وکالت اس زکوٰۃ وعشر کو اپنے مصرف میں لا سکتا ہے یا اپنے لڑکے کے مصرف میں جو علم دین سیکھ رہا ہے لاسکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئولہ میں جن غلطیوں کا ذکر کیا ہے یہ غلطیاں مفسد معنی ہیں اس میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اس امام کو فوراً امامت سے الگ کر دیا جائے۔ اس لیے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس امام پر پردہ ڈالنا اور لوگوں کو نماز کے فساد سے مطلع نہ کرنا گناہ ہے۔

(۲) وکیل کو مؤکل کی زکوٰۃ وعشر اپنے مصرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں۔ مگر جبکہ اس نے یہ کہہ دیا ہو کہ جہاں چاہے صرف کر۔ وکیل مؤکل کی زکوٰۃ وعشر کو موکل کے اصول وفروع کو نہیں دے سکتا اور اپنے اصول وفروع فقراء کو دے سکتا ہے۔ کما فی الدر المختار وللوکیل ان یدفع لولده الفقیر وزوجته لا لنفسه الا اذا قال ربها حیث شئت اه باب المصرف جلد۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نماز میں لاؤڈ سپیکر استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لاؤڈ سپیکر پر اگر جماعت کرائی جائے تو از روئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہوتی ہے تو مکروہ ہوتی ہے یا نہیں۔ نیز بیت اللہ شریف میں امام نماز لاؤڈ سپیکر پر پڑھاتا ہے۔ وہاں پر ہی گورنمنٹ نے ریڈیو سٹیشن کا لاؤڈ سپیکر بھی رکھا ہوا ہے جو کہ تمام ریڈیو اسٹیشنوں پر اس نماز کو نشر کرتا ہے اور جو مکانات ودکانات بیت اللہ شریف سے متصل ہیں مثلاً دار ارقم وغیرہ اور شیخ صالح فراز کا دفتر جو دار ارقم کے اوپر ہے جب حجاج کی بھیڑ ہو جاتی ہے اور اندر کے لاؤڈ سپیکروں کی آواز نہیں آتی

تو یہ لوگ اپنے ریڈیو کھول دیتے ہیں اب اس ریڈیو کی آواز پر نماز کی اقتدا جائز ہے یا نہیں جبکہ صفوف مسترہ ہوں۔ ریڈیو یا لاؤڈ سپیکر جس آواز کو نشر کرتا ہے ان دونوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ یعنی ریڈیو کی آواز اصل ہے یا لاؤڈ سپیکر کی۔ ریڈیو پر جو تلاوت ہوتی ہے یا لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت ہو رہی ہو اور سجدہ تلاوت آ جائے یہ سجدہ سامعین پر لازم ہے یا نہیں۔

حافظ محمد زکریا معرفت فرنٹیر چپل سٹور مانسہرہ ایبٹ آباد روڈ ضلع ہزارہ

﴿ج﴾

نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال درست نہیں لیکن اس کے باوجود اگر کسی نے اقتدا کر لی تو نماز اس کی صحیح ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

اگر ماں حج پر جانے کی اجازت نہ دے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے حج کی درخواست گزاری خوش قسمتی سے اس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا ہے اور اب وہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تاریخ اور جہاز کے نمبر کا منتظر ہے۔

اس کی دو بیویاں ہیں۔ دونوں سے اولاد ہے لیکن چھوٹی بیوی عرصہ قریباً سات ماہ ہوئے اپنے تینوں بچوں کو شوہر کے پاس چھوڑ کر میکے چلی گئی۔ چھوٹی بچی شیر خوار ہے اور اس کے جانے کی وجوہات ساس کے ساتھ (جس کی وہ حقیقی بھانجی ہے) جھگڑا اور خرچ شوہر سے لینا اور ساس کے ساتھ نہ رہنا اور کم خرچ کا جھگڑا وغیرہ ہیں۔ تینوں بچے ان کے پاس اپنی پہلی بیوی کے زیر اثر پرورش پا رہے ہیں اور تندرست ہیں۔ حالانکہ بچوں کی والدہ کے جانے کے وقت چھوٹی بچی قریب المرگ تھی۔ بیوی کو طلاق دینے کو تل گیا ہے لیکن شوہر کی ماں (جو اپنی بھانجی کے ڈھنگ کی سی ہے) اب مصر ہے کہ بیوی کو واپس لائے۔ وہ اسے واپس لانا اپنی بے عزتی اور بے غیرتی سمجھتا ہے۔ والدہ دریں سبب ناراض ہے۔

اب وہ طلاق دے کر حج پر جائے تو جھگڑا طول کھینچتا ہے اور ماں کی ناراضگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیا وہ شخص ماں کی صلح کے بغیر جو اس کے حق میں نہ کبھی خوش ہوتی ہے نہ ہوگی حج کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ مفتی دین اس معاملہ میں وضاحت حکم صادر فرما دیں۔

شخص مذکور والدین کے حقوق کو بخوبی سمجھتا ہے اور احترام کرتا ہے۔ کبھی ماں کے سامنے اُف تک نہیں کرتا اگرچہ اُسے والدہ سے تکالیف کا سامنا بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ واقعہ کو خود ہی بھگانے والی اور پھر خود ہی واپس لانے کا مطالبہ وغیرہ۔

﴿ج﴾

اس شخص پر لازم ہے کہ وہ صلح وصفائی کی ہر ممکن کوشش کریں۔ والدہ کی رضامندی اور اس کو مطمئن کرنے کی انتہائی کوشش کریں لیکن اگر اس کے باوجود بھی رضامندی نہ ہو سکے تو اس کے لیے حج کی ادائیگی کو موقوف نہ کریں۔ بلکہ حج فرض ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ رمضان ۱۳۹۱ھ

عیدگاہ کی زمین پر مسجد بنانا جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسجد کی عمارت تقریباً پچاس برس کی ہے یا اوپر ہوگی۔ اس مسجد شریف کے اندر کی لمبائی ۳۱ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ اور اس کی جو دیوار ہے اس کی چوڑائی ۲ فٹ۔ اس کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اگر اس کو دائیں ہاتھ لمبا یا مشرق کی طرف چوڑا بڑھائیں تو دونوں طرف بڑھ سکتی ہے۔ مگر اس مسجد کو شہید کرنا چاہتے ہیں اور اس مسجد شریف کے محراب کے پیچھے ۴ فٹ چھوڑ کر نئی چاردیواری تیار کر رہے ہیں۔ جو اس مسجد کے پہلے دن کے خدمت گزار متولی ہیں تو وہ شہید کرنا نہیں چاہتے۔ تو کیا عندالشریعت اس مسجد شریف کو شہید کر کے صحن بنانا اور چاردیواری نئی تیار کر کے نماز گزارنا عندالشریعت جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو دلیل مدلل جو حضور انور کا فرمان عالیہ یا صحابہ یا تبع تابعین یا ائمہ مجتہدین کے حکم کے مطابق ہو تو واضح فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ ثانیاً عرض یہ ہے کہ جہاں نئی مسجد شریف تیار کر رہے ہیں تو وہ عیدگاہ ہے۔ اس میں سایہ کے لیے کئی درخت سایہ دار ہیں۔ ان کو بھی کٹوانا چاہتے ہیں۔ جو متولی ہے وہ کہتا ہے کہ اس مسجد شریف کو شہید کرنا یا درختوں کو کاٹنا اور عیدگاہ کے صحن کو مٹانا مجھے قتل کرنا درست ہے۔ اس کو مٹانا یا مسجد کو شہید کر کے صحن بنانا یہ درست ہے یا نہیں۔ اگر اس کام کے کرنے والے یہ کام کریں اگر شریعت میں کوئی وعید ہو تو واضح فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

عیدگاہ کی زمین میں مسجد بنانا جائز نہیں۔ شرط الواقف کنص الشارع لہٰذا عیدگاہ کی زمین میں اس مسجد کی توسیع نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ رمضان ۱۳۹۱ھ

کیاروزہ اورعیدین کے لیے تار کی خبر پر اعتماد کیا جاسکتا ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم علاقہ نچکوسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جوکہ ضلع بہاول نگر سے تعلق رکھتا ہے چونکہ ہمارے ہاں ہلال عید نہیں ہوا۔ بنابریں ہم نے بروز سینچر روزہ رکھا اور اتوار کو عید پڑھی لیکن بہاول نگر سے ہم نے ایک عالم دین سے رابطہ پیدا کیا انہوں نے بذریعہ ریڈیو (تار) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کراچی کا حوالہ دیا کہ انہوں نے چاند ہونے کی تصدیق کردی ہے۔ بذریعہ تار لیکن ہم نے اس اطلاع کو غیر مصدقہ تصور کرتے ہوئے رد کردیا۔ کیا اس صورت میں ہمارا سینچر کا روزہ اور اتوار کی عید درست ہے کہ نہیں۔ شریعت کی رو سے جواب دے کر ممنون فرمادیں۔ بینواتوجروا

﴿ج﴾

تار برقی کی خبر رویت ہلال کے بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے۔ شامی میں طریق موجب جس سے دوسروں پر رویت لازم ہوجائے یہ تحریر فرمایا ہے کہ دو معتبر مرد شہادت کے متحمل ہوں۔ یا حکم قاضی کی گواہی دیں یا خبر متواتر ہوجائے اور ظاہر ہے کہ تنہا تار میں ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ قال فی الشامية تحت قولهم (اذا ثبت عندهم روية اولئک بطريق موجب) كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدان على حكم القاضي او يستفيض الخبر (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۳۹۴)۔

لیکن اگر تار کے ساتھ بہت سی خبریں پہنچ کر مفید علم ظنی ہوجائیں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے۔ نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخرى لزمهم على الصحيح من المذهب. مجتبیٰ وغیرہ (درمختار) معنى الاستفاضة ان تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن رؤية لامجرد الشيوع (ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۳۹۰)

پس صورت مسئولہ میں صرف تار کو کافی نہ سمجھتے ہوئے ہفتہ کو روزہ رکھنا صحیح اور اتوار کو عید منانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۹۱ھ

بحالت روزہ عورت کے لیے استنجا کرنے کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت رمضان شریف میں جب استنجا کرتی ہے تو اپنی انگلیوں

کو فرج کے اندر کسی قدر داخل کرکے صفائی کرتی ہے۔ کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں سنا گیا ہے کہ اکثر عورتیں ایسا ہی کرتی ہیں۔ کیا اندر ہی میں کوئی حد ہے کہ اس حد سے آگے پانی پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔ بینواتوجروا

﴿ج﴾

قال فی الدرالمختار او ادخل اصبعه اليابسة فيه اى فى دبره وفرجها ولو مبتلة فسد الخ ولو بالغ فى الاستنجاء حتى بلغ موضع الحقنة فسد وفى الشامية تحت (قوله ولو مبتلة فسد) لبقاء شئ من البلة فى الداخل او ادخل الاصبع الى موضع الحقنة (رد المختار باب مايفسد الصوم وما لا يفسد ج ۲ ص ۳۹۷) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اگر پانی اس حد تک اندر پہنچ جائے جہاں سے معدہ اسے جذب کرلیتا ہے یا وہ خود معدہ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہوجائے گا ورنہ نہ۔ مگر احتیاط بہتر ہے۔ اس لیے کہ اس کا لحاظ وخیال ہر کسی کے لیے ممکن نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

نماز کے بعد دعا، ایصال ثواب اور گیارہویں وغیرہ سے متعلق متعدد مسائل

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) نماز فجر کے بعد تین دعائیں مانگتے ہیں۔ پہلی دعا کے بعد بآواز بلند ذکر کرتے ہیں۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

(۲) بغیر داڑھی یا منڈی داڑھی والے کے پیچھے داڑھی والے کی نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہ۔ داڑھی منڈوانے والے کی نماز کیسے ہوگی۔

(۳) قل خوانی کا مسئلہ کس طرح ہے اگر ناجائز ہے تو کس طرح یہ رواج چھوڑا جائے منکر کو کافر تک کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تارک رسوم کی زندگی تلخ گزرتی ہے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد عوام الناس اور مداہن قسم کے ملا ہاتھ اٹھا کر کلام بخشتے ہیں۔ دومرتبہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(۴) گیارہویں کو فرض سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے والے کو وہابی کہتے ہیں۔

(۵) نابالغ کی اذان جائز ہے یا نہ کتنی عمر تک اذان دی جائے۔

(۶) پگڑی مسجد میں بیٹھ کر باندھنا چاہیے یا کھڑے ہوکر۔

(۷) نابالغ لڑکے پہلی صف میں دائیں یا بائیں کھڑے ہوسکتے ہیں یا نہ۔

﴿ج﴾

(۱) یہ التزام بدعت ہے۔

(۲) درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔ واما الاخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة فلم یبحه احد مطلب فی الاخذ من اللحیة کتاب الصوم ص ۴۱۸ ج ۲ اور نیز درمختار میں ہے۔ ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته (کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ص ۴۰۷ ج ۶) پس منڈی داڑھی والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر پیدائشی داڑھی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز خلاف اولیٰ ہے۔

(۳) میت کو ثواب صدقہ وخیرات وتلاوت قرآن شریف وغیرہ کا پہنچتا ہے۔ اہل سنت و جماعت اصل ایصال ثواب میں متفق ہیں اور تیسرے روز اور دہم و چہلم کی قیود کو اڑا دینا چاہیے۔ شرعاً یہ تخصیصات ایصال ثواب کے لیے وارد نہیں۔ لہٰذا بدعت وحرام ہیں۔ بلا قید کسی تاریخ کے اور دن کے جب چاہے ایصال ثواب کر دیں۔ عوام کو حکمت عملی کے ساتھ آہستہ آہستہ سمجھایا جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین وائمہ دین کے تعامل سے جو کچھ ثابت ہے وہ کافی ہے۔ اس پر زیادتی درست نہیں۔ ولکم فی رسول الله اسوة حسنة دفن میت کے بعد دعا مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ دو دفعہ ضروری نہیں۔ ایک دفعہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔

(۴) شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ بدعت سیئہ ہے۔

(۵) لڑکا نابالغ اگر قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت جائز ہے۔

(۶) اس سے متعلق فوری طور پر کوئی جزئیہ نہ مل سکا۔

(۷) نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کے برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔ درمختار میں ہے۔ ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحد ادخل الصف وهکذا فی الشامی باب الامامة ص ۵۷۱ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

مسجد کی دکان کا حق کرایہ متولی معاف نہیں کرسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نادار ہے۔ مسکین درویش ہے۔ قابل امداد خیرات؛ صدقہ اور زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے۔

سوال یہ کہ اس شخص نے مسجد کی ایک دکان کرایہ پر لی ہوئی ہے اور اس میں کاروبار کرتا ہے اور اس کی آمدنی اتنی نہیں ہے کہ اپنا گزارا کر سکے اور دکان کا کرایہ ادا کر سکے مسجد کی اور دکانیں بھی ہیں جو کہ مسجد کے اخراجات کے لیے کافی ہیں۔ کیا شرعاً اس دکان کا کرایہ اس کو معاف کرنا جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

دکان کا کرایہ معاف کرنے کا حق متولی کو حاصل نہیں۔ اس لیے کرایہ معاف کرنا شرعاً جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

کیا شیعہ کی نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سنی امام جو کہ کم تعلیم رکھتا ہے اس کو اہل سنت والجماعت کے چند آدمیوں نے کہا کہ شیعہ کا جنازہ سنی امام پڑھا سکتا ہے۔ اس امام کو اس مسئلہ میں تحقیق نہیں تھی تو سنی امام نے سنی مقتدیوں کے ساتھ شیعہ کا جنازہ پڑھایا اس جنازہ میں شیعہ شریک نہیں تھا۔ تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے والے اور پڑھانے والے کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں اور اس امام کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ نہ یہ امام کسی کا نکاح پڑھا سکتا ہے۔ جب تک کہ اپنا نکاح دوبارہ نہ کرائے اس امام نے شیعہ کے جنازہ پڑھانے کے بعد امامت بھی کرائی ہے اور نکاح بھی پڑھائے ہیں۔ شرع میں کیا حکم ہے۔ بحوالہ ثبوت فرمادیں۔

﴿ج﴾

شیعہ اگر امور دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو تو وہ کافر ہے اور ایسے شیعہ کا نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں گناہ ہے لیکن جنازہ پڑھانے سے یا جنازہ میں شریک ہونے کے ساتھ کسی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ سب کے نکاح بدستور باقی ہیں۔ امام نے لاعلمی میں ایسا کیا ہے اس کو توبہ تائب ہو جانا چاہیے۔ اس کی امامت جائز ہے۔ بہرحال نکاح سب کے باقی ہیں کوئی شبہ نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

دین موَجل مانع زکوٰۃ نہیں ہے

اگر مشتری بقیہ موَجل رقم کے ساتھ کچھ اضافی رقم مانگ رہا ہو تو دینا چاہیے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک قطعہ زمین امیرومنٹ ٹرسٹ سے ہم نے خرید کی تھی۔ اس زمین کی رقم کا ۱/۴ حصہ اسی وقت موقع پر ادا کر دیا تھا۔ باقی رقم کل کا ۳/۴ حصہ چار قسطوں میں ادا کرنے کی سہولت انہوں نے ہمیں دی تھی اور عرصہ دو سال کے اندر ادا کرنا طے پایا تھا۔ اب ہمارے سامنے دو مسائل درپیش ہیں۔ پہلا مسئلہ تو زکوٰۃ ہے۔ میں لوہے کا کاروبار کرتا ہوں اور صاحب زکوٰۃ ہوں۔ اب جب سے میں نے زکوٰۃ ادا کرنی ہے تو زمین کی قیمت کا ۳/۴ حصہ جو مجھ پر ابھی واجب الادا ہے اس کی زکوٰۃ دینی ہے یا وہ رقم اپنے سرمایہ سے جو اس وقت کاروبار میں لگا ہوا ہے نفی کر کے بقایا رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ کیونکہ وہ رقم مجھ پر ابھی قرض ہے۔ یہ تو ہوگئی زکوٰۃ کی بات اب تقریباً ۹ ماہ گزر رہے ہیں اور ہمیں اب امیرومنٹ کی جانب سے ایک نوٹس ملا ہے جو رقم ہمارے ذمہ بقایا ہے اس کا یعنی زمین کا کل قیمت کا ۳/۴ حصہ جو ہم نے ان کو دو سال میں ادا کرنی ہے اس کے ساتھ ۹٪ زائد ادا کرنا ہوگا۔ اب جبکہ ان کو دوسری قسط ادا کرنی تھی تو انہوں نے ۹٪ کے حساب سے ہم سے زائد رقم وصول کر لی ہے اور آئندہ بھی اسی طرح سے مانگ رہے ہیں۔ آپ کو یاد رہے کہ جب ہم نے زمین لی تھی اور اس کا ۱/۴ حصہ ادا کیا تھا تو انہوں نے اس شرط کی کوئی وضاحت نہیں کی تھی۔ بلکہ اس قسم کی کوئی شرط بتائی بھی نہیں تھی۔ اب میں نے زمین کی تقریباً ۱/۲ حصہ رقم ادا کر دی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ ۹٪ جو زائد مانگ رہے ہیں وہ سود تو تصور نہیں ہوتا اور شروع میں حساب جائز ہے اور یہ بات مزید یاد رہے کہ انکاری صورت میں جو رقم ہم نے ابھی تک اس سلسلہ میں ادا کی ہے۔ (کل رقم کا ۱/۲ حصہ) وہ پھر واپس نہیں ہوتی۔ اگر ہم نے ان سے واپسی کا مطالبہ کیا تو بقایا رقم ہی ادا کرنی ہوگی اور دی ہوئی رقم ہرگز واپس نہیں ہوگی۔ مہربانی فرما کر ان مسائل کے متعلق جواب کو وضاحت سے لکھیں۔

﴿ج﴾

صحیح یہ ہے کہ دین موجل مانع زکوٰۃ سے نہیں۔ کما فی الشامی تحت قوله او موجلاً والصحیح انه غیر مانع (شامی ج ۲ ص ۲۶۱) لہٰذا زمین کی ۳/۴ حصہ کی قیمت نفی کیے بغیر تمام مال کی زکوٰۃ سال گزرنے کے بعد لازم ہے۔

مسئولہ صورت میں نو فیصد زائد رقم ادا کرنا آپ کے لیے شرعاً جائز ہے تا کہ ادا کردہ رقم ضائع نہ ہو جائے اور ابتداء عقد میں اگر اس کا ذکر نہیں کیا گیا تو امپرومنٹ ٹرسٹ والوں کو لینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا کسی صحیح روایت یا کسی مستند بزرگ سے ''اغثنا یا محمد'' کے الفاظ منقول ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کبھی چار یار یا ائمہ کرام نے کبھی اپنی عمر میں اغثنا یا محمد۔ یا محمد المدد کیا ہے۔ تفصیلی طور پر احادیث کا حوالہ فرما دیں۔

﴿ج﴾

کسی صحیح روایت میں صحابہ تابعین اور ائمہ دین سے اغثنا یا محمد۔ یا محمد المدد ثابت نہیں بلکہ ان الفاظ کا استعمال جائز نہیں اگر عقیدہ حاضر ناظر کے ساتھ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حجام کا پیشہ اپنانا جس میں داڑھیاں مونڈنا شامل ہے

جس شخص نے حجام کی دکان بنوائی ہو اب کیا اُس کو کرایہ پر دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید حجام (حجامت بنانے والا) کا کام کرتا ہے۔ جس میں لوگوں کی داڑھیاں بھی مونڈنی پڑتی ہیں۔ اس پر زید کو شبہ ہے کہ شاید میری روزی کہیں حرام تو نہیں کیونکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیشے میں محو کرتا ہے اور اس پر بہت فکر کرتا ہے۔ بنابریں برائے مہربانی شریعت مطہرہ کا حکم فقہ حنفی کی روشنی میں تحریر فرمادیں کہ آیا یہ پیشہ چھوڑ دے یا اس میں کچھ گنجائش ہے۔

جو اس نے حمام بنایا ہے اس پر اس نے کافی خرچہ کیا ہے۔ آیا اس کو ٹھیکے پر دیا جا سکتا ہے یا اس کو توڑ پھوڑ کر دے۔ اب اس کو بہت فکر ہے۔ زید اس کے علاوہ ہنر بھی نہیں جانتا۔ بینوا توجروا

منصف علی نفیس گرم حمام میاں چنوں

﴿ج﴾

داڑھی مونڈوانا یا ایک مشت سے کم کتروانا یا کسی اور کی داڑھی مونڈنا فعل حرام ہیں اور ان کا مرتکب فاسق ہے۔ لہٰذا داڑھی منڈنے والے کے پیشہ کو ترک کرنا ضروری اور لازم ہے شامی میں ہے کہ ولا یکرہ دهن شارب ولا کحل اذا لم یقصد الزینة او تطویل اللحیة اذا کانت بقدر المسنون وهو القبضة

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند و مجوس الاعاجم (الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم قبيل مطلب في الاخذ من اللحية ج۲ص۴۱۸) نیز درمختار میں ہے۔ولا بأس بتلف الشيب واخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة الخ۔ولذا قال يحرم على الرجل قطع لحيته كتاب الحظر والاباحة ج ۲ ص ۴۰۷)

لہٰذا یہ شخص کسی کی داڑھی نہ مونڈنے نہ کترنے البتہ شرعی طریقہ سے سر کے بال بنانے، ناخن کاٹنے، حمام میں غسل کی اجرت لینے کا پیشہ کرلیا کریں یہ جائز ہے۔یعنی شرعی طریقہ سے حجامت کا پیشہ کرتا رہے۔حمام کا کرایہ پر دینا بھی جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

کسی کی منکوحہ کے اغوا کنندہ کے ساتھ تعاون وتعلقات رکھنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کسی غریب آدمی کی شادی شدہ عورت اور دو لڑکیاں نابالغ لے کر فرار ہوگیا اور اب وہ شخص اس عورت کے ساتھ عیش وعشرت کرتا ہے اور ناجائز فعل کر رہا ہے۔ایسے شخص کے ساتھ دوسرے لوگ برادری والے ہیں جو اس کے ساتھ مل کر اس کی امداد کریں اور غریب کا ساتھ نہ دیں تو ایسے اشخاص جو اس کا ساتھ دیں اس کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے۔کیا ایسے اشخاص کے ساتھ کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا اور سلام کرنا جائز ہے یا نہیں شرعی فتویٰ عطا فرمایا جائے۔

محمد ابراہیم ولد چاند قوم شیخ انصار ملتان

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال ایسے شخص کے ساتھ جس نے منکوحہ غیر کو اغوا کیا ہے تعلقات رکھنا ناجائز ہے۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کے ساتھ برادری کے ہر قسم کے تعلقات ختم کردیں اور اس کا بائیکاٹ کرکے اس کو عورت واپس کرنے پر مجبور کریں۔ایسے شخص کی امداد کرنا سخت گناہ اور تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (الآية) کی خلاف ورزی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ شوال ۱۳۹۱ھ

۱۵ سال عمر والے لڑکے کی اگر داڑھی نہ ہو تو امامت کرسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حافظ صاحب کی عمر قمری لحاظ سے پندرہ سال ہے۔اس کی داڑھی وغیرہ ابھی نہیں آئی ہے اور زیر ناف کے بال بھی اتارتا رہتا ہے کیا وہ امامت کراسکتا ہے یا نہیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے جواب دے کر مطلع فرمائیں۔

حاجی بہاء الحق

﴿ج﴾

پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ ہے اور بالغ مرد کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔درمختار ص ۵۶۲ ج ۱ میں ہے۔وكذا تكره خلف امرد و سفيه الخ اور شامی میں ہے الظاهر انها تنزيهية الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ شعبان ۱۳۹۱ھ

لاؤڈ سپیکر پر سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھنے سے کن لوگوں پر سجدہ واجب ہوگا

﴿س﴾

نماز تراویح پر قرآن پاک کی تلاوت کے لیے لاؤڈ سپیکر استعمال کیا جاتا ہے۔اگر سجدۂ تلاوت آجائے تو کیا ہر سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے یا نہیں، چاہے وہ مسجد میں ہو یا گھر میں یا باہر۔

﴿ج﴾

لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے۔سننے والے چاہے مسجد میں ہوں یا گھر میں ہوں۔سجدہ لازم ہوجاتا ہے۔وذكر في المجتبى ان الموجب للسجدة احد ثلاثة. التلاوة والسماع والائتمام (رد المحتار باب سجود التلاوة ج ۲ ص ۱۰۴)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ختم قران کے وقت ''هُمُ الْمُفْلِحُوْن'' تک پڑھنا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ختم قرآن پاک کہاں تک پڑھنا جائز ہے؟ کیا مفلحون تک یا اس کے آگے۔ برائے کرم نوازی اس مسئلہ کو وضاحت سے نوٹ فرمادیں۔ نیز ایک فرقہ کے نزدیک ان رحمت الله قریب یعنی اس کے آگے بھی پڑھتے ہیں۔

شیخ نبی بخش ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الم سے شروع کر کے چند آیات مثل مفلحون تک پڑھ دیا جائے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے۔ ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا الا اذا ختم فيقرأ من البقرة (درمختار) قال فی شرح المنية وفی الولواجية من يختم القرآن فی الصلوة اذا فرغ من المعوذتين فی الركعة الاولیٰ يركع ثم يقرأ فی الثانية بالفاتحة وشیٔ من سورة البقره لان النبی صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتح (رد المحتار فصل فی القرأة ص ۵۴۷ ج ۱) اس کے علاوہ دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفاء کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ رمضان ۱۳۹۱ھ

کلمہ اور نماز سے نابلد شخص کا نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا بیس سال کا اور لڑکی دس سال عمر کی دونوں کا عقد نکاح شرعی طور پر طے پایا اگر نکاح کے وقت لڑکے کو شرعی طور پر کلمہ طیبہ سے بھی غیر واقف پایا۔ نیز نماز سے بھی اب مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ نکاح کیسا ہوا۔ ہوا یا کہ نہ۔ اگر نہیں ہوا تو دوبارہ ہو سکتا ہے۔ جب لڑکا ان چیزوں سے واقف ہو جائے یا کہ یہی نکاح کافی سمجھا جائے گا۔

احمد بخش دیناپور تحصیل لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر یہ شخص دین اسلام کے امور ضروریہ کو مانتا ہے۔ یعنی اگر اس سے پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک

نہیں تو وہ اس کو مانتا ہے کہ واقعی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس طرح عقائد کی ہر بات کے استفسار کرنے پر صحیح بتلائے تو وہ شخص مسلمان ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ جہالت کی وجہ سے آج کل بہت سے مسلمان اسلامی عقائد سے کما حقہ واقف نہیں لیکن اسلامی عقائد سے وہ منکر بھی نہیں۔ اس لیے اس شخص کو بھی مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کا نکاح صحیح ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

فرقہ ناجیہ کے تمام افراد جنت میں جائیں گے بعض اوّلاً اور بعض آخراً

﴿س﴾

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ان میں ایک بہشتی ہوگا باقی جہنمی اگر صحیح ہے تو کیا ایک فرقہ کل کا کل جس میں نیک بھی ہوں گے اور بد بھی پھر بھی بہشتی ہوگا یا ہر ایک فرقہ سے نیک اعمال والے علیحدہ کر لیے جائیں باقی جو بچیں گے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

﴿ج﴾

فرقہ ناجیہ کے تمام لوگ اولاً یا آخراً جنت میں جائیں گے یعنی بد اعمال کی وجہ سے جو لوگ سزا پا لیں گے وہ بھی آخر کار جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ

۲۴ جمادی الثانیہ ۱۳۹۱ھ

فضائل اعمال میں ''اسی حقب'' والی حدیث غیر ثابت ہے
مقتدیوں کے یاد کرانے پر سجدہ سہو کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فضائل نماز میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے جان بوجھ کر پھر اگرچہ اس نماز کو قضا بھی پڑھ لے تب بھی وہ اسی حقب جہنم میں جلے گا۔ تو یہ امر قابل دریافت ہے کہ جب اس نے وہ نماز قضا کر لی۔ تو گویا اس نے اس گناہ سے نادم ہو کر عملی طور پر توبہ کی ہے۔ تو پھر وہ اتنی بھاری سزا کا کیوں مستحق ہے۔

(۲) امام مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں جلسہ کیے بغیر کھڑا ہوگیا۔ پھر تیسری رکعت میں بغیر سجدہ سہو کیے ہوئے دونوں طرف سلام پھیرا ہی تھا کہ مقتدیوں میں سے دو آدمی بول پڑے کہ سجدہ سہو آپ نے نہیں کیا تو امام نے ان کی آواز سنتے ہی سجدہ سہو کرلیا تو کیا لوگوں کی نماز ہوگئی یا نہیں اور جو لوگ بول پڑے تھے ان کی بھی ہوئی ہے یا نہیں۔

(۳) موٹر میں بیٹھ کر نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر کرسکتا ہے تو اس کی کیا صورت ہے اور اس گاڑی میں بیٹھ کر ادا کرسکتا ہے یا کھڑے ہو کر ادا کرنا ضروری ہے۔ نیز آدمی صاحب نصاب کب بنتا ہے موجودہ کرنسی کے اعتبار سے تحریر فرمائیں۔ یعنی کتنے روپے ہوں تو آدمی صاحب نصاب بن جاتا ہے۔ بینوا توجروا

محمد عبدالمجید معرفت خالد کتاب گھر ڈیرہ غازی خان شہر

﴿ج﴾

(۱) اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد خود مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ **لم اجدہ فیما عندی من کتب الحدیث** کہ مجالس الابرار میں یہ روایت موجود ہے لیکن میرے پاس حدیث کی جو کتابیں موجود ہیں ان میں یہ روایت مجھے نہیں ملی۔

(۲) اگر مقتدیوں کے یاد دلانے سے اس نے سجدہ سہو کیا تو پھر اعادۂ صلوٰۃ واجب ہے اور اگر مقتدیوں کے یاد دلانے کے وقت معاً خود امام کو بھی سجدہ سہو یاد آگیا تھا اور ان کے یاد دلانے کی بنا پر اس نے سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز صحیح ہے جو لوگ بول پڑے ان کو اعادۂ صلوٰۃ واجب ہے۔

(۳) ریل میں قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے لیکن اگر کھڑا نہیں رہ سکتا اور گرنے کا یقین ہو تو بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ریل میں نماز پڑھنے میں استقبال قبلہ ضروری ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرے۔ اگر ریل رُخ بدل جائے اور یہ جانتا ہے کہ ریل کا رُخ بدل گیا تو یہ بھی قبلہ کی طرف کو پھر جائے۔ ریل میں بعض آدمی اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ریل کے ایک تختہ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ کرسی پر بیٹھتے ہیں اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتے ہیں یہ جائز نہیں۔ ایسا کرنے سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو قیام ترک ہوا اور قیام فرض تھا اور دوسرے یہ کہ سجدہ میں گھٹنوں کا زمین پر ٹکنا ضروری تھا وہ بھی ترک ہوا۔

ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی جس کے پاس ہو وہ صاحب نصاب ہے یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر کسی کے پاس موجودہ کرنسی ہو تو وہ بھی صاحب نصاب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ محرم ۱۳۹۲ھ

نماز جمعہ کا آخری وقت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جمعہ کی نماز کا آخری وقت گرمی کے موسم میں کس وقت تک جائز ہے۔ یعنی کتنے بجے تک جائز ہے اور سردی کے موسم میں آخری وقت جمعہ کی نماز کا کس وقت تک جائز ہے۔ یعنی کتنے بجے تک جائز ہے؟

﴿ج﴾

جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے۔ زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے۔ باقی مختلف موسموں میں آخری اوقات مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے گھنٹوں کے حساب سے آخری وقت ایک نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رمضان ۱۳۹۱ھ

دو دُنبوں کے برابر قیمت والے تین دنبے بیچ کر رقم زکوٰۃ میں دینا

﴿س﴾

ایک شخص کے کچھ دنبہ بکری وغیرہ تھے۔ جن سے دو نصاب پورے ہوسکتے تھے اور ان میں کچھ چھوٹے بڑے دو دنبے زکوٰۃ میں دے دیتے تھے۔ مگر اس نے دو درمیانی دنبہ متعین کرنے کے بغیر دو بڑوں کی قیمت کا کر فقیروں کی حاجت براری کے لیے تین چھوٹے بیچ دیے۔ آیا اس آدمی کا اس طرح کرنا جائز ہے اور زکوٰۃ اس کے ذمہ سے ادا ہوجائے گی یا نہ۔

محمد عبداللہ

﴿ج﴾

اس طرح زکوٰۃ کا ادا کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

مرزائی کو مسجد کی بجلی سے کنکشن دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خود مسجد کا متولی (برضامندی مقتدیوں کے) قریبی ایک مرزائی

قادیانی دکاندار سے تعاون بایں معنی کرتا ہے کہ مسجد سے مرزائی مذکور کی دکان کو بجلی کا کنکشن دیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں چند مقتدیوں کے اس مرزائی سے دوستانہ تعلقات بھی ہیں۔ کیا ایسی حالت میں اس مسجد میں نماز پڑھنے سے کوئی اعتقادی خلل یا اُن مقتدیوں کے اس مرزائی قادیانی سے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے ان سے علیک سلیک اوران کے مذکورہ بالا تعاون میں رضامندی کی وجہ سے کوئی شرعی عذر یا عدم جواز اور جرم تو نہیں واقع ہوگا۔ ایسی حالت میں اس دکاندار سے سوداوغیرہ خرید کرنے اور مسجد کے متولی سے روابط قائم رکھنا صحیح ہوگا یا نہیں۔

فضل احمد ہاشمی

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال متولی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسجد کی بجلی سے کسی مرزائی کو کنکشن دے۔ لہٰذا متولی پر لازم ہے کہ وہ مرزائی کی دکان سے بجلی کا کنکشن منقطع کردے۔ باقی اس مسجد میں نماز جائز ہے۔ نماز میں حرج نہیں آتا نیز مرزائیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنا جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ **نخلع ونترک من یفجرک** پر عمل کرتے ہوئے مرزائی سے دوستانہ تعلقات منقطع کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ شعبان ۱۳۹۱ھ

جو امام خود اپنے آپ کو مرزائی کہتا ہو اس کے پیچھے نماز کا حکم

مسجد میں حرام مال صرف کرنا، جس مسجد میں نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس میں جمعہ پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک امام مسجد جس نے گزشتہ دنوں اپنے مقتدیوں کے سامنے اعلان کیا کہ میں مرزائی ہوگیا ہوں۔ میرا مسلک وہی ہے جو مرزائیوں کا ہے اب امامت بھی کررہا ہے اور نہ توبہ نامہ تحریری یا زبانی کسی عالم کے پاس جا کر تائب ہونے کا اس کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔ شرعاً وہ امام مسلمان ہے۔

(۲) شیعہ حضرات میں سے کسی نے صف مسجد بنوا کر سنیوں کی مسجد میں ڈال دی۔ کچھ لوگ اعتراض کررہے ہیں کہ شیعہ حضرات صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اس لیے ان لوگوں کا ہماری مسجد پر پیسہ لگانا ناجائز ہے۔ سنیوں کی مسجد پر پیسہ خرچ کرنے والا کہتا ہے کہ میں صحابہ کو گالیاں نہیں دیتا ہوں جبکہ صحابہ کی تعریف کرتا ہوں اور مدح کا قائل ہوں۔ دلائل سے روشنی ڈالیں۔

(۳) کنجر جس کی آمدنی قطعی طور پر حرام ہے۔ وہ رقم مسجد پر لگ سکتی ہے۔ دلائل سے واضح فرمائیں۔

(۴) جس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس مسجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

غلام مصطفیٰ صاحب چوہدری سکنہ دائرہ بستی ملتان

﴿ج﴾

(۱) اس امام کے بارے میں تحقیق کی جائے اگر واقعی اس نے مرزائیوں والے عقیدے اختیار کرلیے ہوں تو جب تک وہ توبہ تائب نہ ہو اس کی امامت جائز نہیں۔

(۲) اگر واقعی یہ شیعہ سنیوں جیسے عقیدے رکھتا ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہتا ہو جیسے کہ وہ کہتا ہے تو اس کی خرید کردہ صف پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مال حلال سے خرید کیا ہو۔

(۳) حرام مال مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں۔ **لحدیث ان الله طيب لا يقبل الا طيباً**۔

(۴) ایسی مسجد میں نماز جمعہ جائز ہے۔ بشرطیکہ جمعہ کی دیگر شرائط پائے جائیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس مسجد کو پانچ وقتہ نماز کے ساتھ آباد کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ شعبان ۱۳۹۱ھ

اُستانی کے ساتھ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی استانی کے ساتھ شادی کرلی ہے اور اس بیوہ کا کوئی سہارا نہیں تھا۔ تو اس طالب علم نے اپنی استانی کے ساتھ عقد نکاح کرلیا تو اب لوگ کہتے ہیں کہ اس کا نکاح نہیں ہوا کیونکہ اس نے ماں کے ساتھ شادی کی ہے اور حرام کھا رہا ہے۔ لہٰذا کوئی نکاح نہیں ہے۔ کیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں۔

حاجی محمد صالح بستی گھوٹا ملتان

﴿ج﴾

شرعاً یہ نکاح بلاشک شبہ جائز ہے۔ استانی حقیقی ماں نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ رجب ۱۳۹۱ھ

جھوٹے اور سود خور شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے جنت کا نکاح بکر کے ساتھ پڑھا اور درج رجسٹر بھی کیا۔ جنت کے ورثا نے جنت کے نکاح کے متعلق زید سے دریافت کیا۔ زید اس وقت بعد نماز فجر مسجد میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ زید نے کہا میں تلاوت قرآن پاک کر رہا ہوں نہ میں نے جنت کا نکاح پڑھا ہے اور نہ مجھے کوئی علم ہے۔ زید نے حلف اُٹھا کر صریحاً جھوٹ بولا۔ کیا ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں اور عند الشرع ایسے شخص کی شہادت معتبر اور مقبول ہے یا نہ۔

زید غاصب اور سود خور بھی ہے۔ غاصب اور سود خور کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہ۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے اگر زید نے واقعی جھوٹ بولا ہو اور وہ غاصب وسود خور بھی ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائے۔ توبہ تائب ہونے کے بعد اس کی امامت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ رجب ۱۳۹۱ھ

شادی کے سامان کی نمائش کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو لڑکی کی شادی کے وقت نکاح کا جوڑا دیا جاتا ہے بری کا اس کے مطابق لڑکی والے کہتے ہیں اس بری کو عام کھول کر دکھایا جائے اور نمائش کی جائے۔ جس کو عام وخاص سب لوگ دیکھیں۔ لڑکے والے کہتے ہیں کہ اس کی نمائش ہم نہیں کرنا چاہتے۔ ہم نے اس بارے میں معلوم کیا ہے کہ یہ خلاف شرع وممنوع ہے۔ ہم اس کو کھول کر دینا نہیں چاہتے ہیں۔ اس میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بری جو درحقیقت زوج یا اہل زوج کی طرف سے زوجہ یا اہل زوجہ کو ہدیہ اول اور صلہ رحمی ہے اور فی نفسہ امر مباح بلکہ مستحسن ہے۔ مگر جس طرح سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہوگئی ہیں۔ جس کا

خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا نہ صلہ رحمی بلکہ ناموری اور شہرت اور پابندئ رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ بری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلف سے دی جاتی ہے اس میں اشیاء بھی معین ہیں۔ اس میں عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے۔ تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں۔ ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور فہرست بنا کر سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ فرمائیے کہ پوری ریا نہیں تو اور کیا ہے۔ علاوہ ازیں زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔ دینے والے کی نیت میں ریا وسمعت ہوتی ہے اور شہرت وسمعت کی نیت سے جائز فعل بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ **عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس ثوب شهرة في الدنيا البسه الله ثوب مذلة يوم القيامة رواه احمد وابو داؤد (مشکوٰۃ ص ۳۷۵) وعن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لبس ثوب شهرة اعرض الله عنه حتى يصفه متى وضعه وعن ابن عمر رضي الله عنه يرفعه قال من لبس ثوب شهرة البسه الله اياه يوم القيامة ثم الهب فيه النار ذكره رزين في جامعه (الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۷۸)** بہرحال اس مروجہ رسم کے گناہ میں اور عدم جواز میں تو کچھ کلام نہیں۔ بلاشک یہ التزام اور معاملہ نادرست اور موجب معصیت ومصیبت ہے اور اس کو مستحسن سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا شدید تر ہے۔ پس مسلمان پر لازم وواجب ہے کہ وہ اس رسم کو بلکہ تمام رسوم کو خیر باد کہے۔ بری کا نظارہ اور نام ونمود چھوڑ دے اور بمقتضائے ایمان وعقل دنیاوی نام وبدنامی پر نظر نہ کرے۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت ونیک نامی ہوتی ہے۔ برادری کنبہ کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے روبرو کچھ کام نہ آئے گی۔ واللہ الموفق

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ رجب ۱۳۹۱ھ

کفن دفن سے متعلق متعدد مسائل

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) بالغ اور نابالغ کے کفن میں کوئی فرق ہے یا کہ یکساں ہے۔ ہمارے یہاں معصوم بچے کو صرف ایک کپڑا دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(۲) کفنانے اور نماز جنازہ کے بعد میت کا منہ دیکھنا کیسا ہے۔ اگر کوئی منہ دیکھنے سے رہ جائے تو قبر میں منہ دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(۳) قبر میں ہر آدمی مٹی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا یہ فعل سنت ہے۔

(۴) امام بالغ باقی سب مقتدی نابالغ تو کیا نماز جماعت میں کوئی فرق آتا ہے۔

(۵) اور نابالغ بالغ کے پاس جماعت میں کھڑا ہو جائے تو کہتے ہیں کہ بالغ کی نماز نہیں ہوتی کیا یہ صحیح ہے۔

﴿ج﴾

(۱) نابالغ کا کفن بالغ کے موافق ہو تو بہتر ہے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک یا دو کپڑا ہو۔ **والمراهق كالبالغ ومن لم يراهق ان كفن في واحد جاز (در المختار) اقول قوله فحسن اشارة انه لو كفن بكفن البالغ يكون احسن (رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۴)**

(۲) اس میت کا چہرہ دیکھنا درست ہے قبر میں منہ نہ دیکھنا چاہیے۔

(۳) اس طرح تین تین مٹھی مٹی قبر میں ڈالنا تمام حاضرین کو مستحب ہے۔ **ويستحب لمن شهد دفن الميت ان يحثو في قبره ثلث حثيات من التراب بيديه جميعاً ويكون من قبل راس الميت ويقول في الحثية الاولى منها خلقناكم وفي الثانية وفيها نعيدكم وفي الثالثة ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ كذا في الجوهرة النيرة (عالمگیری باب صلوة الجنائز فصل سادس ج ۱ ص ۱۶۶)**

(۴) اگر مقتدی بالغ نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

وتحصل فضيلة الجماعة بصلوته مع واحد (اى من الصبيان) الا في الجمعة فلا تصح بثلاثة منهم (الاشباه والنظائر احكام الصبيان ص ۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(۵) بالغ کی نماز صحیح ہے بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا چاہیے۔ اگر ایک بچہ ہو تو بڑوں کی جماعت میں کھڑا کر لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

معذور شخص کا نماز پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان عظیم اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی ہے جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں

بلکہ بائیں جانب ساری بالکل کمزور ہے۔ جس کی وجہ سے پیشاب اور پاخانہ کی نجاست سے احتیاط نہیں ہو سکتی بالکل مجبوری ہے۔ دمہ کی بیماری نے بھی بہت تنگ کر رکھا ہے۔ پیشاب و پاخانہ کھڑے ہو کر کرتا ہے۔ بیماری کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ریل سے ہوا ہے۔ جیپ پر سوار تھا اس کی وجہ سے بہت مجبور ہے دمہ وغیرہ نے بھی خراب کر رکھا ہے۔ کیا یہ حاجی صاحب نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں کپڑا ابھی پاک نہیں ہو سکتا ہے۔

﴿ج﴾

اگر دیندار ڈاکٹر یا حکیم یہ کہہ دے کہ شخص مذکور کو وضو وغیرہ کے لیے پانی کا استعمال کرنا مضر ہو تو پھر یہ شخص تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ رہا کپڑے کے بارے میں وہ اس طرح کرے کہ پاک جوڑا ساتھ رکھے اور نماز کے وقت تبدیل کرتا رہے تو اس سے کپڑے بھی ناپاک نہیں ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عیدین پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مشائخ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جہاں نماز جمعہ کی اقامت کی شرائط نہ پائی جائیں یعنی کہ دیہات اور بادیہ ہو وہاں جمعہ بھی علی حسب الاستقرار ادا نہ کیا جاتا ہو کیا ایسی جگہ عید کی نماز ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں۔

اگر ایسی جگہ ہو کہ جہاں جمعہ بھی ادا نہیں کیا جاتا تو وہاں ایک شخص ایسی جگہ کو چھوڑ کے نماز عید پڑھانے کے لیے آتا ہو جہاں جمعہ جائز بھی ہو اور ہمیشہ کے لیے ادا بھی ہوتا ہو کیا ایسے شخص کو جمعہ کے اقامت والی جگہ کو چھوڑ کر اس جگہ عید پڑھانا جائز ہے جہاں جمعہ بھی جائز نہ ہو۔ بحوالہ کتب معتبرہ تشفی فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

ایسے موضع میں (جہاں جمعہ کی شرائط موجود نہ ہوں) عیدین کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔ شامی ۱۶۷ ج ۲ میں ہے **وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي فيها قاضي و منبر الخ** شخص مذکورہ پر لازم ہے کہ جمعہ و عیدین کی اقامت کرنے کی جگہ کو نہ چھوڑے کیونکہ جمعہ کی نماز ظہر کا بدل ہے۔ شامی میں ہے **لان فرض الوقت عندنا الظهر لا الجمعة**۔ لہٰذا دیہات میں جمعہ پڑھنے سے فرض نماز ظہر کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غسل دیتے وقت میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کرنا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میت کے پاؤں گورستان جاتے وقت اور غسل دیتے وقت بیت اللہ شریف کی طرف کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گورستان مشرق کو ہے اور میت کو مغرب کی طرف لانا پڑتا ہے۔ میت کو اُٹھاتے وقت سر مشرق کی طرف اور پاؤں مغرب کی طرف ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کے سوا دوسری صورت ہو نہیں سکتی۔ اگر اُلٹا کر دیں تو پاؤں آگے اور سر پیچھے ہوتا ہے جو کہ ممنوع ہے۔

اسی طرح غسل دینے کے وقت پردہ وغیرہ کی سہولت کی وجہ سے پاؤں قبلہ کی طرف ہو جاتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔

عبدالمالک عفی عنہ خطیب بکھری احمد خان لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

شامی ج ۲ ص ۱۹۵ میں ہے۔ ویوضع کمامات کما تیسر فی الاصح وقیل یوضع الی القبلة طویلا وقیل عرضا کما فی القبر۔ میت کے غسل کے وقت جس طرح سہولت ہو میت کو رکھیں ہر طرح درست ہے۔ خواہ سر قبلہ کی طرف ہو یا پیر یا شمال کو یا جنوب کو۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو مانند قبر میں لٹانے کے اور قبرستان خواہ کسی طرف ہو سرہانہ چارپائی کے آگے کی طرف ہونا چاہیے۔ یعنی میت کا سر آگے ہونا چاہیے۔ عالمگیری میں ہے ج ۱ ص ۱۶۲ وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس کذا فی المضمرات۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ہوالمصوب﴾

میت کو غسل دیتے وقت۔ روبقبلہ ہونے کے لیے قبلہ کی طرف میت کے پاؤں کر کے لٹانا یا شمال جنوب کو دونوں طرح درست ہے اور دونوں طریق موافق شریعت کے ہیں جو طریق آسان اور سہل ہو ویسا کریں لیکن روبقبلہ ہوں اس کو نزاعی مسئلہ بنانا جہالت ہے۔ بعض فقہاء نے روبقبلہ مانند قبر کے بہتر لکھا ہے۔ لیکن تمام فقہاء و ائمہ کے نزدیک دونوں طریقے بلا کراہت درست ہیں اور دونوں طریقے فقہاء کا معمول ہیں۔ جب ائمہ اور فقہاء کے نزدیک دونوں صورتیں جائز ہیں تو پھر اس میں اختلاف کرنا اور جھگڑا کرنا شرعاً کسی طرح درست نہیں۔

تعجب ہے کہ جو مسئلہ شریعت میں نزاعی نہیں اس کو نزاعی بنایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جہالت سے محفوظ

رکھے۔ میت کو قبرستان لے جاتے وقت میت کا سر آگے ہونا چاہیے چاہے قبرستان کی طرف ہی ہے۔ والجواب صحیح

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

میت کی وفات کے بعد تین دن کے اندر ایصال ثواب کے لیے خیرات کرنا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے تو تین دنوں میں خیرات کرنا جائز ہے یا نہ۔ اگر یہ تین دنوں میں خیرات کرے تو کس طریقے سے کرے اور اگر چھوٹا نابالغ بچہ مر جائے تو کیا حکم ہے۔ برائے مہربانی جواب بحوالہ کتاب دیا جائے یا اس کے گھر میں تین دن میں کھانا جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

شامی ج ۲ ص ۲۴۰ میں ہے کہ ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور هی بدعة مستقبحة وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ میت کے گھر تین دنوں تک دعوت کرنا بدعت ہے البتہ اگر میت کو ایصال ثواب کے لیے فقراء اور مساکین کو کھانا دے دیا جائے اور اس میں ریا اور شہرت مقصود نہ ہو اور میت کے ورثاء میں کوئی وارث نابالغ یا غائب نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ شامی میں ہے وفیها عن کتاب الاستحسان وان اتخذ للفقراء کان حسناً فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ ذوالحج ۱۳۹۵ھ

رمضان کی ۲۳ ویں شب لوگوں کو سورۂ عنکبوت وروم سنانا

عید کی نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے علاقے میں ۲۳ و ۲۷ رمضان کی رات تراویح ختم کر کے امام سورۂ عنکبوت یا سورۂ روم وغیرہ مقتدیوں کے سامنے پڑھتے ہیں اور کار ثواب سمجھتے ہیں اور لوگ امام صاحب کو گھر لے جاتے ہیں وہاں چھوٹوں بڑوں کو سناتے ہیں۔ کیا یہ فعل بدعت ہے یا کار ثواب ہے۔ کسی حدیث صحیح میں یہ ثابت ہے یا کسی امام نے یہ فعل کیا ہے یا کہ منع فرمایا ہے۔ آپ حوالہ جات سے بالتفصیل اپنے فتوے کو مزین فرمائیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں عید کے دن جب امام دو رکعت ادا کر لے تو سارے مقتدی بمعہ امام کے ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ اور بغلگیری کرتے ہیں اور دنوں میں یہ مصافحہ نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص اس فعل کو منع کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ پہلے سے ہمارے باپ دادا نے یہ کام کیا ہے۔ کیا یہ حجت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مفصل جواب سے مطلع فرمائیں۔

ضلع سبی تحصیل برنائی ڈاک خانہ کھوسٹ معرفت عبدالحق

﴿ج﴾

قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور سننا بے شک کار ثواب اور باعث خیر و برکت ہے لیکن اوقات کا تعین کرنا اور معین سورتوں کو لازم سمجھنا اور نہ پڑھنے والوں پر نکیر کرنا زیادت فی الدین اور بدعت ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

مطلق مصافحہ کرنا مسنون ہے لیکن یہاں وقت کی تخصیص کرنا اور مصافحہ نہ کرنے والے کو برا سمجھنا زیادت فی الدین ہے۔ لہٰذا اس کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ (والتفصیل فی الشامیہ ج ۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۹۲ھ

فوجی یونٹ کی مدت اقامت کا تعین کس طرح کیا جائے

﴿س﴾

معروض الخدمت اینکہ جنگ بندی کے بعد اب جبکہ ہم کہیں سفر کی حالت میں رہ رہے ہیں فاصلے کے لحاظ سے بھی نماز سفری ہے رہنے کے لیے ہمیں کوئی علم نہیں کہ کب تک رہنا ہے۔ پندرہ دن سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اگر ہمیں چھوٹی فارمیشن سے اجازت مل جائے کہ پندرہ دن سے زیادہ رہنا ہے تو کیا ہم نماز پوری پڑھیں یا جب تک کسی بڑی فارمیشن سے معلوم نہ ہو جائے تو آپ حضرات کیا فرماتے ہیں۔

اگر نماز سفری ہو تو نماز عید کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ پڑھنا ضروری ہے یا قابل معافی ہو سکتی ہے۔

کیا کوئی مولوی صاحب یکے بعد دیگرے دو یا تین عیدین کی نمازیں پڑھا سکتا ہے۔

لانس نائک محمد ولایت ۷۱/۷/۵ میڈیم رجمنٹ ملٹری

﴿ج﴾

آپ کا یونٹ جس افسر کے ماتحت ہے اس سے معلوم کیا جائے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ایک ہی جگہ رہنا ہے تو پوری نماز پڑھ لیا کریں اور اگر پندرہ دن سے کم رہنا معلوم ہو جائے تو قصر کریں

یعنی نماز سفر پڑھا کریں لیکن اگر متعلقہ افسر نہ بتلائے تو پھر آپ جس حالت میں ہوں اس کا اعتبار نہ ہوگا یعنی اگر سفر ہو تو قصر کریں اور اگر اقامت ہو تو پوری پڑھا کریں۔ اس طرح اگر قرائن سے یہ یقین ہو جائے کہ ہمیں پندرہ دن ایک ہی جگہ رہنا ہے پھر پوری نماز پڑھا کریں۔

والمعتبر نية المتبوع لانه الاصل لا التابع كامرأة الخ وعبد وجندي من الامير او بيت المال واجير واسير وغيرهم (الدر المختار مع شرحه رد المحتار باب صلوة المسافر ج۲ ص ۱۳۳)

سفر میں نماز عید مسافر پر نہیں ہے۔ اگر کسی شہر میں مسافر نے عید یا جمعہ کی نماز ادا کی تو صحیح ہے لیکن جمعہ یا عید کی نماز اس پر واجب نہیں۔

ایک شخص ایک دن میں عید کی کئی جماعتوں کی امامت نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حضور کے لیے لفظ ''جنبی'' اور ازواج مطہرات کے لیے لفظ ''بحالت حیض و نفاس'' استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک صاحب علم نے بعض ایسی روایات و عبارات ائمہ اہل سنت کا مضمون و مفہوم اردو ترجمہ میں لکھا ہے جن میں ضمنی طور پر ازواج مطہرات و سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن کے متعلق لفظ ''بحالت حیض'' اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت عائشہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ''بحالت جنابت'' بھی لکھا گیا ہے۔ اب الفاظ ''بحالت حیض و بحالت جنابت'' کی وجہ سے اُس مصنف صاحب علم پر ایک شخص اعتراض کرتا ہے اور شدید طعن و تشنیع کرتا رہتا ہے کہ یہ الفاظ اُن مقدس حضرات کی طرف منسوب کرنا نہایت بے ادبی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان مقدس حضرات کے حق میں مذکورہ الفاظ احادیث صحیحہ میں ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو اس معترض کا کیا حکم ہے۔ جو ان الفاظ کا وجود و ثبوت احادیث میں نہیں مانتا۔ کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ کیا وہ سچا ہے یا غلطی پر ہے۔

كمافي صحيح البخاري ج ۱ ص ۴۴ كلانا جنب وايضاً فيه ج ۱ ص ۴۴ عن جابر حاضت عائشة عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھا کرتی تھی۔ (سنن دارمی اردو مطبوعہ محمد سعید کراچی ص ۱۸۳) عطاء رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۱ مترجم اردو مطبوعہ کراچی) وغیرہا۔

عبدالعزیز رحمانی معرفت عبدالرحمٰن صاحب الفرید ریڈیو سروس جدید بس اڈا احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

﴿ج﴾

بخاری شریف ج اص ۴۴ میں ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو حائضہ اور نفاس والی ہونے کے الفاظ موجود ہیں اور جنبی کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان الفاظ کو بے ادبی اور توہین پر محمول کرنا سخت غلطی ہے اور قائل پر طعن و تشنیع کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اس لیے معترض پر لازم ہے کہ وہ صدق دل سے توبہ تائب ہو جائے اور آئندہ کے لیے طعن و تشنیع بالکل نہ کرے۔ اگر وہ صدق دل سے توبہ تائب ہوا تو اس کی امامت درست ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ترجمہ کرتے وقت مترجم نے وہی الفاظ دہرائے ہیں جو حدیث میں موجود ہیں اور اردو میں اس معنی کے لیے یہی الفاظ مستعمل ہیں۔ عرفاً اور شرعاً یہ توہین نہیں اور نہ مترجم کا ارادہ توہین کا ہے۔ اس لیے اس کو توہین پر حمل کرنا جہالت ہے۔

البتہ اگر کسی مترجم نے ترجمہ کرتے وقت ان الفاظ کو غلط رنگ میں پیش کیا ہو تو اس کا جواب ان عبارات کو مدنظر رکھ کر دیا جا سکتا ہے۔ سوال میں چونکہ وہ عبارات درج نہیں اس لیے ان کے متعلق کوئی فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جرمانہ کی رقم سے خریدی گئی دیگ کو رفاہ عام کے لیے استعمال کرنا
منکوحہ غیر کو بھائی کے عقد میں دے کر توبہ تائب ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ برادری میں آپس میں تنازعات ہوئے۔ برادری نے بصورت پنچائیت فیصلہ کرنے کے لیے چھ افراد ثالث مقرر کیے۔ انہوں نے بصورت پنچائیت کئی افراد پر جرم قرار دیتے ہوئے جرمانے لگائے اور وصول کیے۔ ایک شخص پر تمام برادری کی دعوت کا بھی جرمانہ کیا تھا۔ وہ دعوت بھی برادری نے کھائی۔ انہوں نے پھر برادری اکٹھی کی اور سب سے پوچھا کہ جرمانہ کی رقم کا کیا کیا جائے۔ سب نے کہا اس کے برتن اور دیگ خرید لاؤ تا کہ شادی وغیرہ میں کام آتے رہیں۔ ثالثوں نے کہا یہ رقم تھوڑی ہے۔ جس پر حیثیت کے مطابق لوگوں نے چندہ دیا۔ جن لوگوں پر جرمانہ ہوا تھا انہوں نے بھی چندہ دیا۔ ثالث اس تمام رقم سے برتن خرید لائے۔ جب برادری میں شادی ہوتی ہے تو ان دیگوں میں کھانا پکاتے ہیں۔ بہت سے لوگ نہیں کھاتے اور کہتے ہیں کہ ان برتنوں میں کھانا پکا ہوا تو حرام ہے اور جن لوگوں نے جرمانہ کی دعوت کھائی

ہے انہوں نے بھی حرام کھایا ہے۔ شریعت کیا حکم صادر کرتی ہے اگر ثالثوں نے یہ کام غلط کر دیا ہے تو اب وہ اس کا کیا تدارک کریں۔ اگر درست کیا تو فرما دیں۔

عبدالغفور کے برادر عبدالرحمٰن کی بیوی فوت ہوگئی تھی۔ عبدالغفور نے دیدہ دانستہ ایک منکوحہ عورت سے اس کے باپ کو لالچ دے کر اپنے برادر عبدالرحمٰن کا نکاح کر دیا۔ اس واقعہ کو تقریباً دس سال سے زائد ہو چکے ہیں۔ اس معاملہ میں برادری کے پنچائیت ہوتی رہی۔ مگر عبدالغفور نے کسی کو راستہ نہ دیا۔ مدعی غریب تھے۔ پھر جب بھکر میں ثالث برادری مقرر ہوئے یہ معاملہ پھر دوبارہ زندہ ہوا۔ برادری نے عبدالغفور اور اس کے برادر عبدالرحمٰن کو بلایا مگر چونکہ عبدالغفور اپنے برادر کا سرپرست اور ولی ہر طرح کا تھا عبدالغفور پنچائیت میں آتا رہا اور ضد کرتا رہا کہ ہم نے تو طلاق لی ہوئی ہے۔ کبھی کہتا کہ اُس کے مرد نے دوسرا نکاح کیا تھا۔ اُس وقت اس نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ مگر کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا۔ چونکہ سب جھوٹ تھا۔ ایک مرتبہ پنچائیت میں برادری نے عبدالغفور پر زور دیا اور کہا کہ عبدالغفور اگر تو اپنے بھائی کی بیوی منکوحہ کی طلاق حاصل نہیں کر سکتا تو برادری میں کھڑا ہو کر کہہ دے کہ بھائیو یہ میرے قبضہ کا کام نہیں ہے۔ برادری خود طلاق حاصل کرے گی۔ عبدالغفور نے برادری میں یہ کہنا بھی پسند نہ فرمایا۔ اس وقت عبدالغفور کے ماموں زاد بھائی نے کہا کہ جاؤ جو برادری ہمارا کرے کرے، ہم تو بے طلاق رکھیں گے بے طلاق رکھنا جانتے ہیں۔ پہلے بھی رکھی ہے تم سب کو پتہ ہے۔ یہ بات اس نے ٹھیک کہی تھی۔ چونکہ عبدالغفور اپنے برادر کا ہر طرح کا ذمہ دار تھا اور جو کچھ کیا عبدالغفور نے کیا۔

جتنی پنچائیت برادری میں ہوتی رہیں ان میں سوال و جواب عبدالغفور دیتا رہا اور اپنے برادر کو آنے بھی نہ دیتا تھا۔ ایک مرتبہ برادری میں عبدالغفور نے قرآن کی قسم کھائی کہ مجھے علم نہ تھا کہ یہ عورت منکوحہ ہے۔ مگر لڑکی کے بھائی نے ساتھ ہی تصدیق کر دی کہ میں نے اس کو نکاح سے پہلے بتا دیا تھا کہ میری بہن کا نکاح ہوا ہے جس پر برادری نے جھوٹی قسم کا کفارہ جرمانہ یک صدروپے کیا وہ بھی عبدالغفور نے ادا نہ کیا تھا۔

جب عبدالغفور کا برادر بھکر میں موجود تھا عبدالغفور نے برادری پنچائیت سے کبھی نہ کہا کہ تم جانو اور میرا بھائی جانے میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں جو چاہو علاج کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں اس کو گھر سے علیحدہ کروں گا اور بول چال بند کر دوں گا۔ عبدالغفور نے برادری پنچائیت میں وعدہ کیا تھا کہ میں ایک ماہ میں طلاق حاصل کرلوں گا مگر حاصل نہ کر سکا۔ برادری نے تقریباً دس سال جدوجہد کی کہ عبدالغفور طلاق حاصل کر کے اپنے بھائی کا دوبارہ نکاح شرعی جائز کر لے مگر نہیں کیا۔ عبدالغفور اور عبدالرحمٰن کا آپس میں تقسیم جائیداد اور حساب کتاب میں جھگڑا ہوا اور عبدالرحمٰن ناراض ہو کر بھکر چھوڑ کر تقریباً دو سال سے زائد ہوئے کراچی چلا گیا ہے۔

عاشق علی برادری میں اقتدار چاہتا تھا کہ ثالثوں میں میرا بھی نام ہو مگر برادری اس کو نہیں چاہتی تھی۔ اس نے حربہ استعمال کیا۔ ایک مقابلہ میں دوسری انجمن بنالی اور رجسٹرڈ کرا دی اور اُس میں وہ لوگ شریک کیے جو برادری اور شریعت کے چور تھے جن پر برادری نے جرمانے کیے تھے اور عبدالغفور کو جس کے برادر کے گھر میں

منکوحہ عورت تھی اور برادری میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ اس عبدالغفور کو نائب صدر بنا دیا جس پر عاشق علی کو لوگوں نے برا بھلا کہا۔ پھر ان لوگوں نے غلط بیان دے کر جو کہ ان ہی لوگوں کی آپس میں مخالفت سے معلوم ہوا فتویٰ منگوالیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ عبدالغفور نے دیدہ دانستہ منکوحہ عورت سے برادر کا نکاح کر دیا تھا اور پھر بھائی کو کہا کہ اس کی طلاق حاصل کرا اور عدت پوری کرا اور پھر نکاح کر۔ بھائی نے سب باتوں سے جواب دے دیا۔ عبدالغفور نے اس بنا پر اپنے برادر کو گھر سے نکال دیا۔ حالانکہ اس طرح انہوں نے غلط لکھا ہے۔ کیونکہ وہ تقسیم جائیداد اور گھریلو جھگڑے پر خود کراچی گیا ہے۔ اس پر عاشق علی صدر انجمن نے عبدالغفور سے توبہ تائب کرا دی اور عبدالغفور کا دوبارہ نکاح کرایا اپنی بیوی سے اور جو اصل مقصد تھا کہ وہ اپنے برادر منکوحہ بیوی کی طلاق حاصل کرے اور اس کی عدت کرا کر بھائی کا نکاح کرائے یعنی کتا کنواں میں پڑا ہے پانی کے ڈول نکال لائے کیا پانی پاک ہوسکتا ہے۔ عاشق علی کہتا ہے کہ اب عبدالغفور پاک ہوگیا ہے اور اس کا بھائی یہاں سے کراچی چلا گیا ہے۔ اب ہمارا اُس سے کیا واسطہ۔ اگر وہ آیا ہم اس کو گھر میں گھسنے نہ دیں گے اور نہ کلام کریں گے۔ اب ہم علماء دین سے عرض کرتے ہیں کیا اس طرح کرنے سے عبدالغفور پاک ہوگیا ہے یا عبدالغفور کی ذمہ داری اور سرپرستی جو کہ دس بارہ سال سے کر رہا تھا ختم ہوگئی ہے یا نہیں ہوئی ہے اور اس کا بھائی جو زنا کرتا رہے گا کیا اس کا عذاب عبدالغفور پر بھی ہوگا یا نہیں۔

اگر عبدالغفور پاک ہوگیا ہے تو خیر اگر شرعی حکم اس پر کچھ اور صادر ہے تو جو لوگ عبدالغفور کے ساتھ تعلقات اور بول چال اور کھانا پینا رکھتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

مقام بھکر ضلع میانوالی ڈاک خانہ خاص مستری کریم الدین

﴿ج﴾

اگر عبدالغفور نے سچے دل سے توبہ تائب ہوکر اپنا نکاح بھی دوبارہ کرالیا ہے تو بنا بر حدیث **التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ** عبدالغفور پاک صاف ہوگیا ہے۔ آئندہ گناہوں کی ذمہ داری اس کے بھائی عبدالرحمٰن پر ہوگی۔ اس لیے عبدالغفور کے ساتھ تعلقات کو بحال کرنا چاہیے۔ البتہ اگر عبدالغفور کے اختیار میں یہ ہے کہ اپنے بھائی سے اس کی بیوی علیحدہ کرائے اور طلاق لے کر تجدید نکاح کرائے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے اختیارات کے تحت اس منکر کو دور کرے۔ ورنہ گنہگار ہوگا۔

جن لوگوں سے مالی جرمانہ وصول کیا گیا ہے ان کو اس قدر روپیہ واپس کر دیا جائے۔ پھر ان دیگوں کو استعمال میں لانا درست ہوگا۔ جو لوگ ان دیگوں کے استعمال کو حرام بتاتے ہیں وہ درست کہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

قرضہ کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسمی عبدالحمید کھیر فروش سے انور نامی ایک شخص نے مبلغ دس روپے کا کھیر وغیرہ اُدھار لیا۔ چھ ماہ کی طویل مدت میں حمید کے بار بار مانگنے پر بھی انور نے رقم ادا نہیں کی بلکہ اُلٹا انور نے حمید کو رقم مانگنے پر دھمکیاں دے کر گالیاں دیں اور مارا پیٹا اور بے عزتی کی۔ بعد میں لوگوں کی لعن طعن سے رقم ادا کر دی تو کیا اس صورت میں انور ظالم ہے یا نہیں اور اس کی کیا سزا ہے اور حمید کا بار بار کہنا اس کو رقم کے متعلق جائز ہے یا نہیں۔

حاجی جمیل احمد اور حاجی فاروق

﴿ج﴾

محمد انور اگر اپنے پاس رقم رکھتا تھا اور تنگ کرنے کی بنا پر عبدالحمید کو اس کی رقم ادا نہیں کرتا تھا تو یہ اس کے لیے حدیث پاک (**مطل الغنی ظلم**) کے تحت جائز نہیں تھا لیکن قرض خواہ کے لیے بھی رقم وصول کرنے کے لیے دھمکیوں کا سہارا لینا کسی طرح درست نہیں اور اب جبکہ قرضہ ادا ہو چکا ہے۔ فریقین کو صلح وصفائی سے رہنا ضروری ہے اور ایک دوسرے کو معاف کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امام مسجد کو ایسی فضول وقبیح باتوں سے توبہ کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے موضع راہڑی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے جنوبی محلے میں امام مسجد کے متعلق تحریری فتویٰ درکار ہے کہ آیا اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔ امام مسجد سکول ماسٹر کے پاس جا کر بیٹھتا ہے وہاں اخبار پڑی ہوتی ہے جس پر مسز اندرا گاندھی کی تصویر ہے۔ مولوی صاحب سوال کرتا ہے ماسٹر صاحب سنا ہے کہ اندرا گاندھی تمام ہندوستان میں سے خوبصورت عورت ہے۔ ماسٹر کہتا ہے پتہ نہیں مولوی صاحب ہم تو تصویریں دیکھتے ہیں تصویر دیکھ کر کوئی خاص علم نہیں لگتا ہے۔ ماسٹر نے پوچھا مولوی صاحب خوبصورت عورت کسے کہتے ہیں؟ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ کہتے ہیں ہمارے محلے میں جو فلاں عورت ہے وہ خوبصورت ہے۔ ہاں اگر اس کے ایک دو بچے پیدا ہوگئے تو وہ بے کار ہو جائے گی۔ ماسٹر کہتا ہے افسوس ہے مولوی صاحب محلے کی عورتیں مائیں بہنیں ہوتی ہیں اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔

مولوی صاحب نے کہا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مولوی صاحب پر اس عورت کے متعلق الزام بھی لگ چکا ہے۔ اگرچہ کسی آدمی نے نہیں دیکھا لیکن عورت نے خود کہا ہے لیکن بعد میں بدنامی کی وجہ سے خاموش ہونا پڑا۔ یہ دونوں باتیں مولوی صاحب خود بھی تسلیم کرتا ہے کہ واقعی میں نے کہا ہے کہ فلاں عورت خوبصورت ہے اور الزام بھی لگ چکا ہے لیکن الزام غلط ہے۔ اب اسی مولوی کو چند آدمی اُٹھانا چاہتے ہیں اور چند آدمی اس کے حمایتی ہیں جس سے شرارت کا خطرہ ہے آپ سے تحریری فتویٰ درکار ہے کہ آیا اس طرح امامت میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا جو باتیں اوپر درج کی گئی ہیں۔ براہ کرم فتویٰ لکھ کر جلد روانہ کریں۔

محمد شفیق ہیڈ ماسٹر راہراری معرفت ملک احمد نواز تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

امام مسجد مذکور پر لازم ہے کہ اس قسم کی فضول باتوں پر صدق دل سے توبہ تائب ہو پھر امامت اس کی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب محمد انور شاہ غفرلہ

امام مسجد کا عورتوں کی پٹی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں ایک امام صاحب ہے جو حکمت اور ڈاکٹری بھی کرتا ہے جس کا علاج کرتا ہے پوری کوشش کرتا ہے۔ دوا اور غذا اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے۔ صبح و شام اس کے پاس جا کر دیکھتا ہے۔ زخم پر پٹی لگانی ہو تو خود لگاتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک کو وہ اپنے ہاتھ سے سب کچھ تیار کر کے دیتا ہے۔ تو کسی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کی امامت اس وجہ سے درست نہیں کہ وہ علاج کے وقت غیر محرم عورتوں کو ہاتھ لگاتا ہے اور دیکھتا ہے حالانکہ یہ حرام ہے۔ تو کیا اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

ضلع ڈیرہ غازی خان تحصیل تونسہ معرفت مولانا عبدالرشید صاحب

﴿ج﴾

اجنبی عورت کا سارا بدن سر سے پاؤں تک دیکھنا منع ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق عورت کے لیے اپنا بدن دکھلانا درست ہے۔ مثلاً کہیں زخم ہے تو صرف زخم کی جگہ کا کھولنا اور دیکھنا درست ہے۔ کسی اور کے لیے دیکھنا جائز نہیں۔ حکیم صاحب کے لیے ضرورت کے مطابق دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ علاج کی صورت میں جو امور محرم آدمی بھی احسن طریقہ سے کر سکتا ہے مثلاً دوائی پلانا، غذا

کھلانا وغیرہ ایسے امور خود محرم کو کرنا چاہیے۔ پوری تفصیل بہشتی زیور حصہ سوم لباس اور پردے کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ حکیم صاحب کے لیے احتیاط لازم ہے۔ اس کی پابندی کرے اور امامت اس کی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بحالت روزہ منہ میں نسوار رکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید کو روزہ ہے مگر وہ نسوار (بیڑہ) جو تمباکو اور چونا سے مرکب ہوتا ہے جس کو عام طور پر پٹھان بھی منہ میں رکھتے ہیں اور وہ نسوار (بیڑہ) کا عادی ہے اگر وہ بحالت روزہ نسوار بیڑہ نچلے دانتوں اور ہونٹ کے درمیان تقریباً ۳ یا ۴ منٹ رکھ لیتا ہے اور اس کو یقین کامل ہے کہ نسوار (بیڑہ) حلق کے اندر نہیں جانے دوں گا۔ فی الواقع اندر نہیں جانے دیتا بلکہ اگر تھوک کا خیال آتا ہے تو وہ فوراً تھوک باہر پھینک دیتا ہے اور تھوک کو اندر حلق میں داخل نہیں ہونے دیتا۔ آیا اب زید کا روزہ ٹوٹ گیا یا مکروہ ہے۔ اگر مکروہ ہے تو کون سی قسم ہے تحریمی یا تنزیہی۔

مولانا محمد یوسف ناظم مدرسہ رشیدیہ تعلیم القرآن چوک صادق آباد ضلع رحیم یار خان

﴿ج﴾

رمضان شریف کے مہینہ میں بحالت روزہ نسوار و بیڑہ منہ میں رکھنا جائز نہیں۔ اس سے روزہ ٹوٹ جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ کما فی فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۴۲۸۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر غنی مہتمم کا صدقات بنیت تملیک وصول کر کے پھر مدرسہ پر صرف کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان دریں مسئلہ کہ زید مہتمم مدرسہ عربیہ ہے۔ غریب صاحب نصاب نہیں ہے جو روپیہ سامان غلہ وغیرہ صدقہ فطر و زکوٰۃ کا مدرسہ میں لوگ دیتے ہیں تو زید مہتمم مدرسہ خود اس نیت سے کہ میں خود غریب ہوں روپیہ سامان غلہ وغیرہ لے لیتا ہے۔ پھر فوراً قبضہ کرنے کے بعد وہ روپیہ سامان غلہ وغیرہ ملا کر اپنی طرف سے دے دیتا ہے اور مدرسہ عربیہ کی رسید کاٹ کر دے دیتا ہے تو آیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔ پھر بھی تملیک کرنے کی ضرورت پڑے گی یا نہیں۔

جناب مولوی فرزند علی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نواں جنڈ اوالہ ضلع میانوالی تحصیل بھکر

﴿ج﴾

واضح رہے کہ مہتمم مدرسہ اصحاب زکوٰۃ مالداروں کے وکیل ہے ان کی طرف سے مال زکوٰۃ مصرف پر لگانے کا ان کو اختیار دیا گیا ہے اور وکیل کو موکل کی زکوٰۃ اپنے صرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے۔ اس لیے مہتمم کو زکوٰۃ دینے کے بعد بھی زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک یہ اس مال کو مصرف پر خرچ نہ کردیں ان کا قبضہ ایسا ہی ہے جیسا زکوٰۃ کی رقم خود اپنے پاس رکھی ہو۔ البتہ اگر اصحاب زکوٰۃ خود اس مہتمم کو دیں طلبہ اور مدرسہ کے لیے نہ دیں پھر اس کا قبضہ صحیح ہے یا اس سے کہہ دیا ہو کہ جہاں چاہے صرف کر۔ پھر اس پر خود قبضہ کرنا اس کے لیے جائز ہوگا لیکن عرف میں مہتمم صرف وکیل ہے زکوٰۃ لوگ مدرسہ کے لیے دیتے ہیں اس کو نہیں دیتے اس لیے صورت مسئولہ میں یہ درست نہیں۔ تملیک ضروری ہے قال فی الدر المختار والوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربہا ضع حیث شئت. الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار (کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ مدرسہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سونا چاندی پر بازار کے ریٹ کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین کہ زید کے پاس ۹۸/۹۷ تولہ چاندی ہے اور ۲ تولہ سونا ہے اس کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا چاندی کا نرخ لگایا جائے گا مثلاً عام نرخ خرید ۱۴/۱۵ روپیہ فی تولہ چل رہا ہے۔ اگر اس کو سنار کی دکان پر تڑوایا جائے تو وہ ۱۰/۰۰ روپے فی تولہ دیتا ہے۔ زکوٰۃ اب -/۱۰ روپے کے حساب سے یا ۱۴/۱۵ روپے فی تولہ کے حساب سے نکالی جائے گی اور سونا کی قیمت بھی چاندی میں شامل کی جائے گی یا نہ۔ چونکہ سونا نصاب زکوٰۃ سے کم ہے۔ سونا کا نرخ بھی خرید کا ہوگا یا فروختگی کا۔ جواب سے سرفراز فرمائیں عین مہربانی ہوگی۔

﴿ج﴾

آپ کے پاس جو سونا یا چاندی ہے بازار میں ایسے سونے اور چاندی کا جو نرخ ہے یعنی جس قیمت پر دکاندار فروخت کرتے ہیں وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دے۔ سونے کا نصاب زکوٰۃ ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ۔ اگر کسی کے پاس سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ چاندی کی زکوٰۃ کا حساب کرکے الگ دیں اور سونے کی زکوٰۃ کا حساب کرکے علیحدہ دیں۔

اگر سونے اور چاندی ہر ایک کی علیحدہ مقدار نصاب کے برابر نہیں پھر ہر ایک کی قیمت لگائیں گے تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوجائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسجد کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں ہے

عورتوں کو ہر رنگ کا لباس درست ہے لیکن تشبہ بالرجال نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کافی عرصہ سے تعمیر ہے۔ اب اس مسجد کو میں شہید کرکے اپنے مکان کے پاس بنوانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ مسجد کچی چار دیواری کی ہے اور اس جگہ مٹی ریتلی ہے۔ کئی دفعہ مرمت کروا چکے ہیں دیواریں نہیں ٹھہرتیں اور پہلے اس جگہ آبادی نہیں تھی صرف کنواں پر بنی ہوئی تھی اب میں نے اس کنواں پر آبادی کرلی ہے۔ میرے مکان سے یہ مسجد ۵۰ کرم پر واقع ہے۔ اب اس مسجد کو شہید کرکے مکان کے پاس پکی مسجد تعمیر کرنا چاہتا ہوں۔ بنوا سکتا ہوں یا نہیں۔

کیا عورتیں سفید قمیص مردوں کے وضع پر سلوا سکتی ہیں یا باریک ویل یا ململ وغیرہ کی قمیص پہننا جیب لگوانا درست ہے یا نہیں اور وہ عورتیں دیہات میں کھیتوں میں بھی جاتی ہیں۔ علماء دین کا اس بارے میں کیا فیصلہ ہے۔

﴿ج﴾

جو جگہ مسجد بن گئی ہے اب وہ قیامت تک مسجد رہے گی۔ لہٰذا اس کو آباد کرنے اور پکی بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس کو شہید کرنا اور اس کی جگہ کو دوسرے کام میں لانا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ کذا فی الشامیة وغیرها من کتب الفقه المعتبرة.

عورتوں کے لیے ہر رنگ کا کپڑا پہننا درست ہے البتہ اس کی سلائی مردوں کی شکل کی نہیں ہونی چاہیے۔ تشبہ بالرجال کی وجہ سے یہ وضع ممنوع ہے۔ امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۰۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے لیے تصویر کھنچوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تصویر کھنچوانا جائز ہے یا نہیں۔ شناختی کارڈ، ایڈنٹی کارڈ، پاسپورٹ و

دیگر ایسی ہر ضرورت کے لیے جن میں حکومت مجبور کرتی ہو۔ آیا اس قسم کے فوٹو کھنچوانا جائز ہے اور اخبارات و رسائل میں جو فوٹو بزرگان دین کے بھی ہوتے ہیں انہیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے اور فوٹو کھینچنے والوں کو روکا جائے یا نہ۔ العلماء ورثة الانبیاء۔ بینوا توجروا

حافظ محمد عبداللہ متعلم مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد حنفیہ کالونی خانیوال ضلع ملتان

﴿ج﴾

جاندار کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ایسا ہی حرام ہے اور ناجائز ہے جیسا کہ دستی تصویر بنانا ممنوع اور حرام ہے۔ بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اشد الناس عذاباً عند الله المصورون۔ مشکوٰۃ ص ۳۸۵۔

اخبارات وغیرہ میں جو بزرگان دین کے فوٹو آتے ہیں بزرگان نے کبھی اُس پر خوشی کا اظہار نہیں کیا اور نہ اس کو مستحسن سمجھا ہے بلکہ اس سے روکا ہے اور حتی الوسع اس کو روکنا چاہیے۔ پاسپورٹ یا شناختی کارڈ جس کو حکومت نے لازم کر دیا ہے تو اس کی ضرورت کے لیے فوٹو کھینچنے کی گنجائش بایں معنی ہے کہ اپنے آپ کو گنہگار سمجھے اور توبہ استغفار کرے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ضرورت کی بنا پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

اپنی بیوی کو سوتیلے سسر کے گھر جانے نہ دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری عورت کا والد فوت ہو چکا ہے ان کے دو بھائی بھی ہیں اور پھر میری ساس نے کسی اور جگہ شادی کر لی جس کی عمر تقریباً پچاس سال کے قریب ہے اور خاوند کی عمر تیس سال ہے جو کہ میری عورت کا سوتیلہ باپ لگتا ہے۔ میری بیگم پر بری نگاہ رکھتا ہے اور خود مجھ سے بھی طلاق لینے کا مطالبہ کر چکا ہے جب مجھے شک ہوا تو بیگم کو ان کے گھر جانے سے روک لیا۔ عورت کے بھائی ان کے پاس رہائش پذیر ہیں اور ان لڑکوں کو مجبور کرتا ہے کہ جاؤ اور اپنی بہن لے آؤ۔ مگر میں نے ان کو بھی جواب دیا کہ باپ کے گھر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس عورت سے میرے دو بچے ہیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ نہ طلاق دینا چاہتا ہوں کیا بیوی کو باپ کے گھر جانے سے منع کرنے پر قطع رحمی لازم نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے جو قلمبند ہے بالکل ٹھیک ہے اور میں گناہگار تو نہیں ہوں گا۔

﴿ج﴾

اندریں حالات آپ اپنی بیوی کو ان کے گھر جانے سے روک سکتے ہیں۔ اس لیے کہ سوتیلا باپ تو اس کا نسبی باپ نہیں ہے اور نہ اس کے باپ والے حقوق ہیں بلکہ سوتیلے باپ سے تو فتنہ کے وقت پردہ کرا لینا ضروری ہے۔ باقی آپ کی ساس چونکہ آپ کی بیوی کی والدہ ہے اسی طرح اس کے بھائی بھی وہاں ہیں اور یہ سب اس کے نسبی رشتہ دار ہیں اور اگرچہ عام حالات میں ماں کی زیارت کی خاطر وہاں جا سکتی ہے لیکن خوف فتنہ کی صورت میں آپ اپنی بیوی کو والدہ کی زیارت کے لیے بھی وہاں جانے سے روک سکتے ہیں۔ ہاں اگر اس کی والدہ ہفتہ میں ایک بار اسی طرح اس کے بھائی سال میں ایک دفعہ آپ کی بیوی کو ملنے کے لیے آپ کے گھر آئیں تو آپ ان کو نہیں روک سکتے ورنہ قطع رحمی کا گناہ لازم آئے گا۔ ہاں آپ ایسی صورت میں نگرانی ضرور کر سکتے ہیں۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ج ۳ ص ۲۰۲۰ (ولا يمنعها من الخروج الى الوالدين) فی کل جمعة ان لم يقدر اعلی اتيانها علی ما اختاره فی الاختيار ولو ابوها زمنا مثلاً فاحتاجها فعليها تعاهده ولو كافر او ان ابى الزوج فتح (ولا يمنعهما من الدخول عليها فی کل جمعة وفی غيرهما من المحارم فی كل سنة) لها الخروج ولهم الدخول زيلعی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر کی منکوحہ کے ہاں جو ناجائز بچے پیدا ہوئے وہ اس عورت کے شوہر کے شمار ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک شخص فوج میں ملازم تھا ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۶ء تقریباً چار پانچ سال تک گھر سے باہر فوج میں رہا اور اس کی بیوی گھر میں تھی لیکن اس کے پیچھے اس کی طرف سے کسی قسم کی طلاق وغیرہ کے بغیر اس کی بیوی کا نکاح اس کے چھوٹے بھائی سے کر دیا گیا جب فوج سے آیا تو اس نے دوسری شادی کر لی اور اس کی سابقہ بیوی اس کے چھوٹے بھائی کے پاس بدستور رہی اور زید مذکور نے آنے کے بعد بھی کوئی طلاق نہ دی۔ چھوٹے بھائی صاحب اس کی سابقہ بیوی سے صاحب اولاد تھے اور زید کی بھی اولاد ہو گئی۔ اس کے بعد اپنی نابالغہ ایک لڑکی کا نکاح اپنے چھوٹے بھائی کے نابالغ لڑکے سے کر دیا چنانچہ ابھی تک یہ دونوں نابالغ ہیں۔ اب کسی کے کہنے سے شبہ پیدا ہو گیا ہے تو آپ شریعت کی رو سے بتائیں کہ نکاح مذکور شرعاً ہو گیا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

حاضر حسین ولد کلن حسین اندرون حرم گیٹ ملتان

﴿ج﴾

اگر فی الواقع شخص مذکور فوج کی ملازمت کے دوران مفقود الخبر نہ تھا اور نہ اس نے اس پہلی بیوی کو طلاق دی ہے تب وہ عورت بدستور اسی کی منکوحہ ہے اور اس عورت کے بطن سے اس کے چھوٹے بھائی کے نطفہ سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ سب کی سب زید مذکور کی اولاد کے بھائی، بہن ہی شمار ہوں گے حدیث شریف میں ہے۔ **الولد للفراش وللعاهر الحجر الحديث۔**

لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح مذکور شرعاً نہیں ہوا ہے اور ان کے مابین ازدواجی تعلقات قائم کرنے کسی طرح جائز نہیں ہیں اس لڑکی کا نکاح اندریں صورت دوسری جگہ ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ محرم ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح خلاف تقویٰ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں کہ زید اور خالدہ کے درمیان بڑے عرصہ تک ناجائز تعلقات قائم رہے جبکہ خالدہ کی متعدد اولادیں بھی اسی دوران میں ہوئیں۔ کافی عرصہ کے بعد زید کی نومنکوحہ نوراں بیوی اور خالدہ کے نوجوان بیٹے عمر کے درمیان ناجائز تعلقات کا سلسلہ قائم ہوا۔ (اغلب ہے کہ شاید ابھی تک وہ سلسلہ بدستور قائم ہو) اور اسی دوران میں زید کی اس بیوی سے مولود متعدد اولادوں سے ایک لڑکی حامدہ بھی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ازروئے شریعت اسلامیہ خالدہ کے سب سے چھوٹے بیٹے قمر (جو کہ زید اور خالدہ کے تعلقات کے دوران یا اس کے بعد پیدا ہوا) اور زید کی لڑکی حامدہ (جو کہ یقیناً عمر اور زید کی بیوی کے ناجائز تعلقات کے دوران پیدا ہوئی) کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

ضلع ڈیرہ غازی خاں تحصیل تونسہ شریف مولوی حسین احمد

﴿ج﴾

چونکہ خالدہ منکوحہ غیر ہے اس لیے اس کی ساری اولاد جو نکاح کے دوران پیدا ہوئی ہے۔ وہ سب کی سب اس کی شرعی خاوند سے ثابت النسب شمار ہوگی۔ اگرچہ زید مذکور بھی اس سے ناجائز تعلقات رکھتا رہا ہو۔ **لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر** ۔ اسی طرح زید کی منکوحہ بیوی کے بطن سے خالدہ کے بڑے

بیٹے عمر کے ناجائز تعلقات کے دوران جو اولاد پیدا ہوئی ہے۔ وہ سب کی سب زید کی ثابت النسب اولاد شمار ہوگی۔ لہٰذا قمر مذکور خالدہ کے خاوند کا بیٹا شمار ہوگا اور حامدہ زید کی لڑکی شمار ہوگی۔ لہٰذا شرعاً قمر اور حامدہ کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے۔ اگرچہ تقویٰ یہی ہے کہ ایسے نکاح سے پرہیز کیا جائے۔ **كما قال في ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹ (قوله ولو من زنا) اى بان يزنى الزانى ببكر ويمسكها حتى تلد بنتاً بحر عن الفتح قال الحانوتى ولا يتصور كونها ابنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه ام لا اه اى لانه لو لم يمسكها يحتمل ان غيره زنى بها لعدم الفراش الباقى لذلك الاحتمال الخ**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالتی تنسیخ کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے اور لڑکی کا نکاح ان کے بچپن میں ان کے باپ نے کر دیا تھا۔ اب دونوں بالغ ہوگئے ہیں لیکن اب پتہ چلا ہے کہ لڑکا ہجڑا ہے۔ یعنی اس کا آلہ مرد کی طرح ہے لیکن بہت چھوٹا ہے جو صحبت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا شرعاً اس لڑکی کی رہائی کی کوئی صورت ہے۔

﴿ج﴾

ہجڑا شریعت میں اس کو کہتے ہیں جس کے چھوٹے پیشاب کے راستے دو ہوں یعنی مرد کا آلہ بھی ہو اور فرج بھی ہو۔ صورت مسئولہ میں شخص مذکور مرد ہی شمار ہوگا۔ عورت کی رہائی کی صورت تب ہوسکتی ہے کہ عورت کو پتہ چلنے کے بعد اس نے رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو۔ وہ صورت یہ ہے کہ عورت عدالت میں دعویٰ دائر کر دے بدیں مضمون کہ میرا نکاح فلاں شخص کے ساتھ ہوا جب ہم دونوں بچے تھے۔ ہمارے والدین نے کر دیا تھا۔ اب ہم دونوں بالغ ہیں لیکن میرا شوہر کام کا نہیں ہے۔ اس کا آلہ بہت چھوٹا ہے لہٰذا میرے نکاح کو فسخ کر دیا جائے۔ تب عدالت اس مرد کو بلا کر اس سے دریافت کرے اگر وہ تسلیم کرے کہ میرا آلہ بالکل نہیں ہے یا بالکل چھوٹا ہے اتنا چھوٹا کہ داخل فرج تک نہیں پہنچ سکتا۔ تب عدالت عورت کو اختیار دے دے اگر عورت فرقت کو اختیار کرے تو عدالت تنسیخ نکاح کا حکم صادر فرمائے۔ اگر وہ اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری ہو اور وہ یہ کہے کہ میرا آلہ بڑا ہے تب عدالت کسی آدمی کو کہے کہ آپ اس کی تحقیق کر لیں تو اگر کپڑے کے اوپر ہاتھ پھیرنے سے اس کو پتہ چل

سکے تو کپڑا دور کرنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ کشف عورت کرے وہ شخص ملاحظہ کرے اور پھر عدالت کو بیان دے دے۔ اگر اس نے کہا کہ آلہ بالکل نہیں رکھتا یا بالکل ہی چھوٹا ہے کہ اس سے داخل فرج تک وصول کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ تب عدالت عورت کو اختیار دے دے اور اگر اُسی مجلس میں عورت فرقت اختیار کرے تو عدالت تنسیخ نکاح کا حکم صادر فرمائے اور اگر تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ آلہ تناسل انتشار رکھتا ہے جس سے وصول ہوسکتا ہے تب اگر عورت اس کے نامرد ہونے کا دعویٰ کرے تو عورت کو اس کے پاس آباد ہونے کا حکم دے کر مرد کو ایک سال کے لیے علاج معالجہ کی مہلت دے دے اور تب سال کے اندر اگر صحبت کے قابل بن گیا اور عورت نے بھی اقرار کرلیا تو تنسیخ نہیں ہوسکتی اور قابل وصول نہ بنا تو عورت عدالت میں سال کے بعد دعویٰ دائر کرے اور عدالت کی تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ وصول نہیں ہوسکا تو مرد نے اقرار کرلیا یا مرد انکاری تھا لیکن عورت کے معائنہ کرنے سے کہ ابھی عورت باکرہ ہے تب عدالت عورت کو اختیار دے دے اگر اس مجلس میں علیحدگی اختیار کرے تو عدالت تنسیخ نکاح کردے اور اگر اس کی بکارت زائل ہوگئی تھی لیکن عورت صحبت کرنے سے انکاری ہے تو ایسی صورت میں مرد کو حلف دیا جائے گا۔ اگر وہ حلف اٹھائے کہ میرا وصول ہوگیا ہے یعنی جماع اس نے کرچکا ہوں تب تنسیخ نہیں ہو سکتی اور اگر حلف اُٹھانے سے انکار کرے تب عورت کو اختیار دے دے۔ اگر عورت علیحدگی کو پسند کرے تو عدالت تنسیخ کردے۔ اگر عدالت اس طرح تنسیخ نہ کرے تب کسی دوسرے حاکم یا کسی ثالث کے پاس دعویٰ دائر کیا جائے اور وہ تحقیق کرکے تفصیل بالا کے مطابق تنسیخ کرے۔ کما قال فی العالمگیریة ص ۵۳۵ ج ۱ لو وجدت المرءة زوجها مجبوبا خیرها القاضی للحال ولا یؤجل کذا فی فتاویٰ قاضی خان. ویلحق بالمجبوب من کان ذکره صغیراً جداً کالذر لدمن کانت قیصره لایمکن ادخلها داخلة فرج کذا فی البحر الرائق ان قالت وجدته مجبوباً فقال الزوج ما انا بمجبوب وقد وصلت فالقاضی یریه رجلا فان علم بالمس والحبس من وراء الثوب من وراء الثوب من غیر کشف العورة لا یکشف عورته وان لم یمکن الا بالکشف والنظر امر غیره ان ینظر الضرورة وان وصل الیها ثم جب ذکره فلاخیار لها کذا فی غایة السروجی وفی البحر ص ۱۲۳ ج ۴ وظاهره انه اذا کان لا یمکن ادخالها اصلا فانه کالمجبوب لتقییده بالداخل۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نصف صاع کی مقدار کیا ہے

﴿س﴾

نصف صاع کی مقدار کیا ہے۔ صدقۃ الفطر کس حساب سے نکالا جائے۔

﴿ج﴾

تین مختلف قسم کے حساب سے نصف صاع کی مقدار یہ ہے۔ (۱) بذریعہ مثقال نصف صاع ۱۳۵ تولہ۔ (۲) بذریعہ دراھم نصف صاع ۱۳۶ تولہ چھ ماشہ۔ (۳) بذریعہ مد نصف صاع ۱۴۰ تولہ تین ماشہ۔ گندم سے صدقۃ الفطر کی مقدار واجب نصف صاع ہے اور نصف صاع پہلے حساب سے اسی تولہ کے سیر سے ڈیڑھ سیر تین چھٹانک کا ہوا اور دوسرے حساب سے ڈیڑھ سیر تین چھٹانک ڈیڑھ تولہ اور تیسرے حساب سے پونے دو سیر تین ماشہ ہوا جن میں زائد سے زائد سوا پانچ تولہ کی زیادتی ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اسی تولہ کے سیر سے پونے دو سیر گندم ایک صدقۃ الفطر میں نکالے جائیں۔ کذا فی ارجح الاقاویل فی اصح الموازین والمکاییل ص ۱۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

منکوحہ غیر کو پاس رکھنے، بے نمازی کے ساتھ برتاؤ کا حکم، جو عورت شوہر کا گھر چھوڑ کر میکے بیٹھ گئی ہو اس کے اخراجات کا حکم، جب بیوی کی طلاق کو منکوحہ غیر کے لوٹانے سے معلق کیا ہو تو اب کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک آدمی جس کا نام محمد حیات ولد اصغر خان ہے اور ارکان خمسہ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ طیبہ کو نہیں کرتا اور حرام کا مرتکب یہاں تک کہ تین سال سے ایک عورت نکاح والی مسماۃ امیراں بی بی کو گھر میں بسا رہا ہے اور دو بچے بھی ہوگئے ہیں اور عقائد میں بھی مشرک ہے۔ ایسے آدمی کی کسی حال میں امداد یا کوئی تعلق رکھنا ازروئے شریعت کیسا ہے اور جو آدمی ایسے آدمی کے ساتھ تعلق یا امداد کرے اس کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے۔ ایسے آدمی کے ساتھ حق شرع والا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں اور اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا ہے۔

(۲) جنت بی بی دختر اکبر خان تین سال سے اکبر خان یعنی باپ کے گھر میں ہے۔ بمعہ دو لڑکیاں، نان و نفقہ اور سکنی محمد حیات خان ولد اصغر خان کے نکاح میں ہے۔ اس سے یعنی محمد حیات خان سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں اور محمد حیات خان ولد اصغر خان کافی مالدار ہے اور جنت بی بی اور دونوں لڑکیوں کا کم از کم سو روپیہ ماہوار خرچہ ہے۔ باپ کے گھر میں اور محمد حیات خان کے گھر میں تو سو روپیہ سے بھی زیادہ تھا۔ شریعت محمدیہ میں جنت بی بی کے خرچہ کے لیے کیا حکم ہے۔

(۳) زید کی ایک عورت ہے اس کے بعد ایک دوسری عورت اغوا کرتا ہے جس کا نکاح بھی موجود ہے اور اغواشدہ عورت کو کہتا ہے کہ اگر میں تجھ کو واپس کردوں تو مجھ پر اپنی عورت طلاق ہے۔ اب اس کو واپس کردیا اور وہ عورت اغواشدہ اپنے خاوند کے پاس رہی اور پھر اغوا کر کے لایا پھر واپس کردی پھر اغوا کر کے دوبارہ اُسے لے آیا۔ اب اس کی طلاق دینے کے تین چار گواہ موجود ہیں۔ کیا اس کی پہلی بیوی کا نکاح شرعاً موجود رہتا ہے۔ بینوا توجروا

محمد اکبر خان محمود والا

﴿ج﴾

(۱) اسلام کے ارکان خمسہ کے تارک کے ساتھ میل جول اور تعلقات سے اجتناب ضروری ہے۔ خصوصاً اگر اس کے عقائد شرکیہ ہوں تو اس کے ساتھ ترک موالات ضروری ہے ان کے ساتھ تعلق رکھنے سے برے اثرات کا اندیشہ ہے لیکن ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے کا نکاح ختم نہیں ہوتا لیکن بہرحال ان کے تعلقات سے اجتناب ضروری ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بنی اسرائیل معاصی میں واقع ہوئے۔ عالموں نے منع کیا وہ باز نہ آئے۔ پس ان کے پاس بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے پس ان کے دلوں کا اثر بڑھ گیا۔ پس لعنت کی ان پر زبان داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اُٹھ بیٹھے فرمایا کبھی تم کو نجات نہ ہوگی جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کروگے۔ (رواہ الترمذی ابوداؤد وبحوالہ امداد الفتاویٰ)

(۲) بلا رضا خاوند والدین کے گھر پر رہ کر شوہر سے نان ونفقہ نہیں لے سکتی جب تک کہ خاوند کے گھر نہ جائے۔ **وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله (هدايه ج ۲ ص ۴۱۸)**

اور اگر شوہر کی طرف سے ظلم کی وجہ سے والدین کے گھر بیٹھی ہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ نان ونفقہ واجب ہوگا۔ **لان المعتبر فى سقوط نفقتها فوات الاحتباس لامن جهة الزوج رد المحتار ص ۵۷۲ ج ۳۔**

(۳) یہ طلاق اغوا کردہ عورت کی واپسی سے معلق تھی۔ جب اس نے پہلی اس عورت کو واپس کردیا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ جب کہ عدت کے اندر قولاً یا فعلاً رجوع کرسکتا ہے۔ عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر کی وفات کے ڈھائی سال بعد جو بچہ پیدا ہو وہ ثابت النسب نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص غلام سرور نامی اس کی بیوی کو چھ سات ماہ کا حمل تھا کہ وہ شخص مذکور فوت ہوگیا۔ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کی بیوی نے اعلان کروایا کہ مجھے حمل تھا۔ لوگوں کو آگاہ ہوجائے بعد میں مجھ پر کوئی بدگمانی وغیرہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ کئی دن کے بعد وہ عورت بیمار ہوگئی یعنی خون جاری ہوگیا۔ خون جاری ہونے کے بعد جو بچہ پیٹ میں تھا وہ خشک ہوگیا۔ بعد میں علاج کراتے کراتے اڑھائی سال کے بعد بچہ بڑا ہوکر پیدا ہوا۔ اس مسئلہ مذکور کے گواہ بھی موجود ہیں۔ جو تصدیق کرتے ہیں کہ یہ معاملہ بالکل صحیح ہے۔ اب مسئلہ درکار ہے کہ یہ بچہ حلالی ہے یا حرامی یہ بچہ اپنے باپ کی وراثت کا حقدار بن سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شوہر کے مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوجائے تو وہ حرامی نہیں بلکہ اس شوہر کا لڑکا ہے اور اگر مرنے کے دو سال بعد بچہ پیدا ہوا ہے چاہے ایک دن بھی زیادہ کیوں نہ گزر گیا ہو پہلے شوہر سے نسب ثابت نہیں اور نہ یہ لڑکا اس مرے ہوئے شوہر کی وراثت کا حقدار ہے۔ **کما فی الهداية ص ۴۱۱ ويثبت نسب ولد المتوفى عنها زوجها ما بين الوفاة بين سنتين۔** واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شوہر کی وفات کے بعد تیسرے روز عورت کے ہاں بیٹا ہوا تو عدت تام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک حاملہ عورت کا خاوند فوت ہوگیا۔ بعد ازیں دوسرے تیسرے روز اس کا بچہ پیدا ہوگیا کیا وہ اس کے بعد نکاح بیاہ کرسکتی ہے یا اس کے علاوہ مزید عدت گزارنی ہوگی۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اس عورت کا عدت وضع حمل تھا۔ وضع حمل ہوتے ہی اس کی عدت گزر گئی۔ مزید عدت

شرعاً واجب نہیں۔ لقوله تعالیٰ و اولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن الآیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب زمین عیدگاہ، قبرستان اور مسجد کے نام وقف کی گئی تو وہاں مسجد بنانا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ جنڈوالہ میں عیدگاہ اور قبرستان کی اشد ضرورت تھی۔ ایک عورت نے اپنی زمین جو جنڈوالہ سے نو دس میل دور تھی وقف کی اور کہا کہ شہر کے قریب کسی آدمی سے تبادلہ کرلو۔ چنانچہ اس کے برادر حقیقی نے وہ زمین لے لی اور شہر کے قرب جو جگہ تھی وہ دے دی۔ تبادلے کا انتقال بھی ہوگیا۔ متولیان نے اس زمین کے حصہ میں عیدگاہ تعمیر کرالی اور دوسرا حصہ قبرستان کے لیے مختص کر دیا۔ اس وقت قبرستان کے پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ اب اس وقت بہت آبادی ہو چکی ہے اور ان لوگوں کو مسجد کی اشد ضرورت ہے۔ عیدگاہ آبادی سے دور ہے علاوہ ازیں نو آبادی کے تمام لوگ دیوبند مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور آبادی کے قریب ہی کچھ فاصلے پر بریلوی مسلک والا مدرسہ ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر یہاں مسجد نہ بنائی گئی اور بچوں کی تعلیم کا کام شروع نہ کیا گیا تو ہمارے بچے بریلویوں کے مدرسہ میں جائیں گے اور ان کے عقائد خراب ہوں گے۔ اس وجہ سے یہاں مسجد کی اشد ضرورت تھی تو لوگوں نے ایک مولانا سے مسئلہ پوچھا اور بیان کیا کہ وقف کنندہ عورت نے وقف کرتے وقت تینوں چیزوں کا نام یعنی عیدگاہ، قبرستان اور مسجد کا نام لے کر زمین وقف کی تھی۔ اس بنا پر مولانا صاحب نے مسئلہ بتایا کہ جب ان تینوں چیزوں کا نام لیا تو اب فارغ زمین میں تم مسجد بنا سکتے ہو۔ اس اجازت پر انہوں نے قبرستان کی فارغ زمین میں سے مسجد کے لیے ایک جگہ متعین کر لی۔ دراصل قبرستان کی اس فارغ زمین اور دوسری زمین میں جس میں مردے دفن ہوتے ہیں کے درمیان سے سرکاری راستہ گزرتا ہے۔ تو اس الگ حصہ میں سے ایک کنال مسجد کے لیے متعین کی گئی اور رمضان میں نماز تراویح بھی پڑھی گئی۔ اب اس مسجد میں اختلاف ہوا۔ شروع میں جس مرد کے سامنے اس عورت نے زمین وقف کی تھی اس کا بیان یہ ہے کہ اس وقت چونکہ فقط عیدگاہ اور قبرستان کی ہی ضرورت تھی اس لیے عورت نے قبرستان اور عیدگاہ کا نام لے کر ہی زمین وقف کی تھی مسجد کا نام نہیں لیا گیا اور اس وقت وہ عورت کہتی ہے وہ بیانوں سے پھر گئی ہیں اور چند لوگوں نے خود وقف کنندہ عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے کسی چیز کا نام نہیں لیا تھا۔ فقط میں نے یہ کہا تھا کہ میں نے زمین فی سبیل اللہ دے دی اس پر جو کچھ چاہو بناؤ۔ تو اب شرعاً تفصیل سے مطلع کریں کہ قبرستان کی اس زمین میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں۔

گواہوں کے نام یہ ہیں۔ حاجی محمد یعقوب، عبدالرشید، عبدالغفور، جینو ولد اللہ دتہ۔ غلام رسول ولد رحمت۔ نیاز محمد ولد برکت علی۔ عورت کا بیان بھی ہے کہ میں مسماۃ شریفن زوجہ عبدالعزیز ولد اسماعیل باہوش وحواس اپنی یادداشت کے مطابق بیان کرتی ہوں کہ میں اپنی زمین جو شاہیانوالہ میں تھی وقف کرتے وقت فقط یہ کہا تھا کہ میں نے وہ زمین فی سبیل اللہ دے دی۔ اس میں جو کچھ چاہو بناؤ۔ میں نے کسی چیز کا نام نہیں لیا تھا۔

﴿ج﴾

اگر وقف کرنے والی عورت کا بیان یہی ہے تو پھر اس جگہ پر بنیاد مسجد درست ہے اور جب اس جگہ پر نمازیں بھی پڑھی گئی ہیں اور مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے اس لیے تعمیر مسجد کے بارے میں رکاوٹ کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کنویں میں کتا گر جائے تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کنویں کے اندر کتا گر گیا اور مر گیا اور چوبیس گھنٹے کے اندر اس کو نکالا گیا تو اب اس کنویں کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

درمختار ص ۲۱۵ ج ۱ میں ہے کہ فان اخرج الحیوان غیر منتفخ ولا متفسخ ولا متمعط فان کان کآدمی الخ اور شامی میں ہے (قوله کآدمی) ای مما عادله فی الجثة کالشاة والکلب کما فی البحر۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ کنواں ناپاک ہوگیا اس کے پاک کرنے کے لیے اس کا تمام پانی نکالنا پڑے گا۔ اگر یہ کنواں چشمہ دار ہے۔ تمام پانی نہیں نکالا جا سکتا تو اس کے پاک کرنے کے لیے یہ صورت ہے کہ اس کنویں کا پانی ناپ لیا جائے اور پھر اس کا پانی نکالا جائے اور کچھ دیر نکالنے کے بعد پھر ناپا جائے۔ جس قدر گر گیا ہو تو پھر اس حساب سے تمام پانی نکالا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر کل پانی چار گز تھا اور ایک گھنٹہ تک نکالنے میں پانی کا ایک گز گر گیا تو چار گھنٹے تک نکالنے سے تمام پانی خارج سمجھا جائے گا۔ هکذا فی کتب الفقه فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اس طریقہ سے پانی نکالنا مشکل ہو تو دو سو سے تین سو تک ڈول نکال لیے جائیں۔ اس علاقہ کے کنوؤں پر عام طور پر استعمال ہونے والے دلو (ڈول) میں سے جو درمیانہ قسم کا دلو ہو۔ اس سے یہ مقدار پانی نکال لیے جائیں۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

ٹیلی ویژن کے ذریعہ دینی باتوں کی تبلیغ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے سامنے ایک شخص یہ موقف پیش کرتا ہے کہ ٹیلیویژن کے ذریعے اگر مخرب اخلاق پروگرام پیش نہ کیا جائے اور اس کے ذریعے صرف قرآن اور حدیث کی تبلیغ کی جائے تو شرعاً جائز ہے۔

بیگ محمد شاہ کبیر تحصیل لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

ٹیلیویژن پر جو پروگرام بھی پیش کیا جائے شرعاً وہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ٹیلیویژن پر تصویریں دکھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ جاندار کی تصویر کھینچنا یا کھچوانا مطلقاً ناجائز ہے۔ خواہ قلم سے کھینچی جائے یا کیمرے سے لی جائے یا لوہے پتھر سے بنائی جائے۔ مسلم اور بخاری نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم احيوا ماخلقتم بخاری میں ہے۔ اشد الناس عذابا یوم القيامة الذين يصاهئون بخلق الله ۔ مسلم اور بخاری میں ایک اور روایت ہے کہ اشد الناس عذابا عند الله المصورون مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۵۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی خادم دارالافتاء مدرسہ انوار العلوم ملتان

﴿ھوالمصوب﴾

نفس ٹیلیویژن اور ریڈیو میں کوئی قباحت نہیں اور اس کی مشینری سے جواز یا عدم جواز متعلق نہیں۔ بلکہ دارومدار اس کے استعمال پر ہے اور اگر ٹیلیویژن پر ناجائز اور ممنوع تصاویر اور پروگرام پیش کیے جاتے ہیں تو اس کا دیکھنا سننا استعمال کرنا درست نہیں۔ اگر اس میں ممنوع تصاویر نہ دکھائی جائیں بلکہ اصلاحی اور دینی مضامین، ترقیاتی پروگرام اور خبریں پیش کی جائیں تو اس کا دیکھنا سننا درست ہے۔ یعنی قباحت اور عدم قباحت کا تعلق استعمال سے ہے۔ جیسے لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہے۔ وعظ ونصائح کے لیے استعمال کرنا درست ہے۔ گانے بجانے اور ناجائز امور کے لیے استعمال کرنا درست نہیں۔ باقی جاندار کی تصویر کا کھینچنا حرام ہے۔ ٹیلیویژن پر عورتوں کا یا دیگر ممنوع تصاویر کا دیکھنا حرام ہے۔ جیسا کہ ریڈیو پر ناجائز گانا بجانا سننا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

مزنیہ سے نکاح کرنا' غلہ سے کھاد وغیرہ کے اخراجات کب منہا کیے جائیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے عورت سے زنا کیا اور عورت کو حمل نہیں ہوا۔ کیا اس عورت کو زید اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے یا نہیں یعنی زید اس عورت کے ساتھ جس کے ساتھ زنا کیا ہے نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں۔

(۲) ایک شخص زمین کاشت کرتا ہے۔ اس کو اس زمین سے دس من گندم آتی ہے لیکن گندم کی قیمت سے اس کا خرچہ زیادہ ہے۔ مثلاً اس نے گندم کو کھاد دی۔ اب گندم کی قیمت سے اس کھاد کی قیمت زیادہ ہے۔ کیا وہ اس گندم سے عشر نکالے یا نہ۔ مہربانی فرما کر ان کا جواب دیں۔

﴿ج﴾

(۱) زید کا نکاح عورت مذکورہ سے درست ہے۔ درمختار ص ۴۹ ج ۳ میں ہے وصح نكاح حبلى من زنا الى ان قال لو نكحها الزانی حل له وطؤها والولد له ولزمه النفقة اور اس صورت میں اگر وضع حمل نکاح کے چھ ماہ بعد ہوا تو اس بچے کا نسب اس خاوند سے ہوگا۔

(۲) عشر ہر صورت میں واجب ہے البتہ اگر یہ زمین نہری یا چاہی ہے تو نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) ادا کرنا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

موذن اگر اذان دے کر چلا جایا کرے اور تکبیر اس کی اجازت کے بغیر دوسرا شخص کہا کرے تو کیا حکم ہے اذان کے بعد کسی دینی یا دنیوی کام کے لیے باہر جانا' مسجد کے اندر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) زید عرصہ تقریباً ۱۸/۱۹ سال سے متواتر صبح کی نماز کا موذن چلا آ رہا ہے۔ اب چونکہ عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے موجودہ امام اور زید موذن کے عقیدہ میں اختلاف ہے۔ جس کے باعث زید (موذن) اکیلے نماز پڑھ کر جماعت ہونے سے پہلے فارغ ہو کر چلا جاتا ہے۔ ڈیڑھ سال کے بعد امام مسجد اور دیگر چند آدمیوں نے زید کو اذان کہنے سے منع کر دیا ہے۔ اعتراض یہ ٹھہرایا ہے کہ بوقت نماز جماعت موذن کو تکبیر کہنی پڑتی ہے۔ اگر دوسرا آدمی تکبیر کہے تو موذن سے اجازت حاصل کرے۔ زید تو اذان کہہ کر نماز اکیلے پڑھ کر چلا جاتا ہے نہ تو بوقت نماز تکبیر کہتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی اجازت حاصل کر سکتا ہے۔ اس لیے اسے اذان کہنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

کیا یہ جائز ہے کہ زید ۱۸/۱۹ سال سے متواتر موذن چلا آ رہا ہے اور اب اُسے اس ثواب سے محروم کر دیا جائے۔ اگر موذن کی اجازت کے بغیر دوسرا آدمی تکبیر کہہ دے تو نماز جماعت میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا کہ نہیں۔

(۲) اذان کے بعد نماز فرض ادا کرنے سے مسجد سے باہر اپنے کسی ذاتی کاروبار کی خاطر یا کسی کو گھر سے نماز پڑھنے کی خاطر بلانے کے لیے جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔

(۳) مسجد کے اندر اذان کہنا درست ہے۔ جس طرح کہ آج کل لاؤڈ سپیکر پر مسجد کے اندر محراب کے ساتھ ہی اذان کہنے کا رواج ہے۔ بعض کتابوں میں پڑھا گیا ہے کہ اذان مسجد سے باہر صحن کے ایک کونے پر ممبر بنا ہوا ہو اس پر اذان کہی جائے۔ ہاں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ میں امام کے سامنے کہہ دی جائے۔ تو درست ہے اس کے متعلق بھی روشنی ڈالیں ضروری ہے۔

غلام قاسم مدرسہ نقشبندی کراڑی کوٹ براستہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

(۱) امام اور موذن کے عقائد واضح لکھ کر جواب حاصل کریں۔

(۲) یہ اچھا نہیں۔ الا بضرورت کبھی ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔

(۳) سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لیے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے۔ اگرچہ مسجد میں بھی جائز ہے۔ چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش ممبر ہونا اس کی کافی دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ رجب ۱۳۹۱ھ

امام مسجد کا آیت کا مفہوم غلط بیان کر کے پھر توبہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ چک ۳۵۹ کے امام مسجد نے جمعہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے تاش وشطرنج ونرد وشراب کی مذمت بیان کی اور اس میں یہ کہا کہ جو شخص تاش کھیلے وہ اس طریقہ سے ہے کہ اپنی والدہ سے برائی کرتا ہے۔ یہ مسئلہ حدیث میں ہے جب بعد میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی غلطی کا مقر ہوں کیونکہ میرے ذہن میں حدیث ربوا کا مضمون موجود تھا غلطی سے تاش کے بارے میں بیان ہو گئی ہے کیا اس امام مسجد کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے اور تاش وشطرنج ونرد وشراب علانیہ پیتے ہیں پلاتے ہیں شرعاً ان کا کیا حکم ہے۔

عبدالخالق ولد فضل احمد ڈاک خانہ دنیاپور تحصیل لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

جب مولوی صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا ہے اور لوگوں کو صحیح مسئلہ سے آگاہ کیا تو مولوی صاحب پر اب کوئی ملامت نہیں اور اس کی امامت جائز ہے۔ شطرنج ونرد کھیلنا ناجائز ہے شراب پینا حرام ہے اور پینے والے پر حد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

سالی سے اگر غلط تعلقات ہوں تو نکاح کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا ہوا ہے اور اس ہندہ سے اس کے بچے بھی ہیں اور ہندہ اس کے گھر میں آباد ہے۔ مگر اس کے باوجود زید نے ہندہ کی چھوٹی بہن زینب سے برے تعلقات قائم کر رکھے ہیں اور بہت سے لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ واقعی زید ہندہ کی چھوٹی بہن سے زنا کرتا ہے۔ کیا اس شخص مذکورہ کا نکاح ہندہ سے باقی رہ سکتا ہے یا نہ۔ اگر رہ سکتا ہے تو اس شخص مذکور زید سے کیا سلوک کیا جائے۔ بینوا توجروا

مقام وڈاک خانہ جھمٹ شمال براستہ دربان تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

قال فی البحر ۹۶ ج ۳ لو وطی اخت امرأة بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة وفی الدراية عن الكامل ولوزنی باحد الاختين لايقرب الاخرى حتى تحيض الاخرى حيضة وفی الخلاصة ص ۷ ج ۲ ولو وطی اخت امرأته لاتحرم عليه امرأته. قال فی الشامية فالمعنى لاتحرم حرمة مؤبدة والافتحرم الى انقضاء عدة الموطوءة شامی ص ۱۴۱ ج ۳.

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی منکوحہ اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوتی۔ البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آ چکے اس وقت تک اس منکوحہ بی بی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ باقی اس شخص کو سمجھایا جائے کہ وہ اس فعل سے باز آ جائے اور اگر باز نہیں آتا تو اس سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ اس فعل سے باز آ جائے۔ اس وقت یہی ممکن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خلاصۂ مرزائیوں کی بنائی ہوئی مسجد اُن کے غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد کیا حکم رکھتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین وشرع شریف در بارہ دینی مسئلہ مختلفہ بین المسلمین ایک مسجد مرزائیوں نے بنائی اوراس میں کافی عرصہ سے نماز بھی پڑھتے رہے۔ اس پر مال مصروفہ بھی ان کی ملکیت تامہ تھا۔ اس میں مسلمانوں کا اشتراک بھی نہیں۔ ہمارے ایک عالم صاحب نے ابتدا میں اس کو مسجد ضرار کہہ کر عوام کو روکا اس میں نماز پڑھنے سے۔ بعدازاں جبکہ وہ فرقہ اقلیت میں ہو چکا اوران پر کفر کا حکم سرکاری طور پر ہوا تو اب اس مسجد میں نماز پڑھنے کی اس شخص نے اجازت دے دی جو کہ پہلے روکتا تھا۔ اس بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی سے وضاحت فرمادیں اور پوری طرح دلائل سے مسئلہ کو واضح کریں کہ مرزائیوں کی مسجد میں نماز ہوسکتی ہے یا کہ نہیں۔

محمد انور شاہ بنوی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم

﴿ج﴾

مسلمانوں کا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اگرچہ اس مسجد کو شرعی مسجد کا حکم حاصل نہیں ہے۔ البتہ اگراس کا امام وہی سابقہ مرزائی ہے۔ تو اس کی اقتداء درست نہیں۔ ہاں اگر وہ امام مرزائیت سے توبہ تائب ہوں اوراسلام کو صدق دل سے قبول کرلیں تو ان کی اقتداء درست ہوگی اور یہ مسجد شرعی مسجد بن جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قریبی رشتہ داروں کا اہل میت کے لیے کھانے کا انتظام کرنا مستحسن ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ زید کے گھر فوتگی ہوگئی ہے۔ رشتہ دار دور یا قرب و جوار کے جو کہ سوگواروں میں جمع ہوئے رات کا کھانا بھی نہ کھایا تو جملہ رشتہ داران نے مل کر کھانا پکایا اور مل کر تمام نے کھایا جس سے اصل سوگواروں کے گھر سے کچھ نہیں لیا تو اس صورت میں علماء دین کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ نیز اس کی شرعی صورت کیا ہے کہ تین دن کھانا دینا کیا حکم رکھتا ہے۔

عبدالحمید حسین

﴿ج﴾

میت کے گھر والوں کے لیے جوار قرباء میں سے جو کھانا آئے اس کا کھانا اہل میت کو درست ہے۔ اقرباء کا اہل میت کے لیے کھانے کا انتظام کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ تین دن تک دینا ضروری نہیں بلکہ حسب وسعت بلا

کسی تعین کے اوررسم وقیود کے کھلا دینا چاہیے۔ قال فی الفتح و یستحب لجیران اھل المیت والاقرباء الاباعد تھیئة طعام لھم یشبعمھم یومھم ولیتھم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد جاء ھم ما یشغلم حسنہ الترمذی وصححہ الحاکم ولانہ بر معروف الخ وقال ایضاً ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور و ھی بدعة مستقبحة ردالمحتار باب الصلوٰة الجنائز ص ۲۴۰ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ صفر ۱۳۹۴ھ

اگر لڑکے کی مرضی بچی کے رشتے کی ایک جگہ اور والدہ کی دوسری جگہ ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم تین بھائی ہیں۔ ہمارے والد صاحب فوت ہو چکے ہیں اور والدہ صاحبہ زندہ ہیں۔ ہمارے بڑے بھائی اپنی لڑکی کا رشتہ ایسی جگہ کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم چھوٹے دو بھائی اور والدہ صاحبہ اور زیادہ رشتہ دار برادری ناخوش ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جس آدمی کو میرا بھائی اپنی لڑکی کا رشتہ دے رہا ہے اُس نے میری بہن کے ساتھ زیادتیاں کی ہوئی ہیں۔ اس کی بابت میرے بڑے بھائی کو بھی معلوم ہے لیکن وہ یہ رشتہ ضد کی بنا پر اس لیے اپنی بہن کے دشمن کو دے رہا ہے کہ اس کی اپنی بہن نے یہ رشتہ اپنے بیٹے کی نالائقی سے ٹھکرا دیا تھا۔ بعد میں جب اس شخص نے اپنی لڑکی کا رشتہ اپنی بہن کے دشمن کے ساتھ قرآن کو گواہ بنا کر زبانی کر دیا تو بہن اور بھائیوں کو ناگوار گزرا۔ انہوں نے تمام برادری کو اکٹھا کیا اوراپنے بڑے بھائی کے پاس لے گئے اوراپنی غلطی کی تلافی چاہی لیکن اس نے تمام کو ٹھکرا دیا۔ پھر دوبارہ برادری کے معزز آدمی اوراس کے بھائی اور بہنیں اور ماں اس کے پاس لے گئے لیکن اُس نے کسی کی نہ مانی۔ اب میرا اور میری بہن کا یہ موقف تھا کہ یہ رشتہ مجھے دے خدا کے لیے اپنی اس بہن کو دے ہم سب تیار ہیں لیکن یہ قدم نہ اُٹھا لیکن نہ اُس نے ماں کی نہ بھائیوں کی نہ بہنوں کی نہ برادری کی کسی کی نہ مانی اور یہ کہا کہ اب میں قرآن کو گواہ بنا کر زبان دے چکا ہوں اب میں کچھ نہیں کرسکتا۔ آخر کار اس کی ماں نے اپنے دودھ کا واسطہ دیا۔ مختصراً اس کی ماں نے قرآن اُٹھا کر اس کی جھولی میں ڈال کر کہا کہ اس قرآن کا واسطہ ہے میں تیری ماں ہوں تو یہ رشتہ ایک اس آدمی کو نہ دو جو ہمارا دشمن ہے۔ باقی جہاں تمہاری مرضی آئے وہاں کردو۔ تمہاری بہن کا لڑکا ہے۔ انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کرلی ہے۔ اب وہ اپنی غلطی کی تلافی چاہتے ہیں۔ اگر تم وہاں نہیں کرنا چاہتے تو چھوٹے بھائیوں کو یہ رشتہ دے دو۔ کسی اور جگہ کردو میں راضی ہوں۔ اگر تم مجھے راضی کرنا چاہتے ہو تو خدا کے لیے ایک اس جگہ رشتہ نہ کرو اور جہاں تمہاری

مرضی آئے۔ وہاں کر دو وگرنہ میں ناراض ہونے کے علاوہ اپنا دودھ بھی نہیں بخشوں گی۔ یہ سن کر اُس نے کہا کہ اب یہ ایک مسئلہ۔ ایک طرف میری زبان ہے دوسری طرف قرآن حکیم۔ والدہ اور بہن بھائیوں کے علاوہ برادری ہے۔ میں کسی عالم دین سے فتویٰ پوچھوں گا۔ مجھے شریعت جو راستہ دکھائے گی میں وہی راستہ اختیار کروں گا۔ خواہ مجھے ماں کے علاوہ ساری دنیا ہی کیوں نہ چھوڑنی پڑے۔ اب مہربانی فرما کر آپ یہ لکھ دیں کہ آیا وہ ماں اور قرآن حکیم کو ٹھکرا کر یہ رشتہ کرسکتا ہے یا شرعی رو سے وہ ماں کا کہنا اور قرآن حکیم کے واسطے وہ ماں کا کہنا مان سکتا۔ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات شرعی لحاظ سے وہ کرسکتا ہے۔ میں نے یہ تحریر سن سمجھ کر روبرو گواہان تسلیم کرلی۔

﴿ج﴾

بلاوجہ شرعی وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے اور رشتہ دیندار شخص کو ترجیح دینے کا حکم حدیث شریف میں موجود ہے اور قرآن مجید کا احترام اور والدہ کی اطاعت بھی بحکم قرآن ثابت ہے۔

پس صورت مسئولہ میں قرآن مجید کا احترام اور والدہ کی رضامندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی دیندار شخص سے رشتہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

جس عورت سے زنا یا لمس بالشہوت کیا گیا ہو زانی کا اس کی لڑکی سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد ولد پیر محمد قوم بلوچ سکنہ لوہارانوالہ ضلع جھنگ کو مسماۃ حلیمہ زوجہ محمود نے بلوچ سکنہ لوہارانوالہ ضلع جھنگ کے ساتھ تین گواہوں نے بچشم خود زنا کرتے دیکھا اور مولوی عبدالحق صاحب ولد میاں احمد یار امام مسجد کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ پندرہ یوم کے بعد باوجود باخبر ہونے کے مولوی مذکور نے احمد مذکور کا نکاح حلیمہ مزنیہ کی لڑکی مسماۃ مقبول بی بی کے ساتھ بغیر سرمیل کر دیا ہے۔ کیا شرعاً نکاح جائز ہے یا نہ اگر نہیں تو اب طلاق کی ضرورت ہے یا نہ کیا مولوی مذکور مجرم ہے یا نہ اگر مجرم ہے تو شرعاً کس سزا کا مستحق ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ جواب بحوالہ کتب درکار ہے۔

﴿ج﴾

اگر واقعہ صحیح ہے اور دو گواہ بھی معتبر قسم کے کہہ دیں کہ اس شخص نے حلیمہ سے زنا یا لمس بالشہوت کیا ہے تو

اس کا نکاح اس کی لڑکی سے حرام ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔ مولوی مذکور نے اگر لاعلمی کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو استغفار کرے اور اگر جان بوجھ کر کیا ہے تو علی الاعلان توبہ کرے اور جب تک تائب نہ ہوگا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

لڑکے والوں سے روپے لے کر بچی کے رشتہ کے وقت برادری کو کھانا کھلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں ایک بہت غریب آدمی ہوں۔ مجھے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا ہے اور برادری کو کھانا کھلانا ہے۔ کیونکہ میں ہمیشہ کھانا کھاتا رہتا ہوں برادری کا میرے پاس خرچ کرنے کے لیے بالکل پیسہ نہیں ہے۔ کیا میں اس مجبوری میں لڑکے والوں سے کوئی رقم لے سکتا ہوں اور رقم لے کر برادری کو کھانا کھلا سکتا ہوں یا نہیں۔ لڑکے والوں سے پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اور برادری کو اس پیسے سے کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

برادری کو کھانا کھلانا کوئی نکاح کی ضروریات میں سے شرعاً نہیں ہے۔ اگر استطاعت نہ ہو اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تب ایسی خوشی کے موقع پر کھانا کھلانا کوئی ممنوع نہیں ہے لیکن لڑکے والوں سے رقم لینا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے خوشی کے ساتھ دینا چاہیں تب بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص نے شادی شدہ عورت کو پاس رکھا ہو مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی برادری کی ایک شادی شدہ عورت کو اغوا کیا اور اپنے گھر میں رکھا۔ برادری کی پنچائیت منعقدہ بہاولپور نے اس عورت کو اس کے خاوند کے گھر واپس پہنچا دیا اور اس شخص اور اس کے دو بھائیوں کو برادری سے خارج کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اس شخص نے ایک دوسرے شخص کے ذریعہ جو کہ اس عورت کا رشتہ میں بھائی تھا ایک درخواست عدالت عالیہ لاہور میں دلائی کہ میری بہن کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو عدالت طلب کرے اس درخواست پر اس عورت کو عدالت میں طلب کیا گیا

اور یہ عورت دوبارہ پھر اس شخص جس نے اس کو اغوا کیا تھا کے قبضہ میں چلی گئی اسی دوران منٹگمری میں ایک پنچائیت برادری کے کچھ لوگوں نے بلائی اور اس شخص کے دو بھائیوں جن کو بہاولپور پنچائیت نے خارج کیا تھا برادری میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کے خلاف اور دوبارہ اس عورت کے اس شخص کے پاس چلے جانے کی وجہ سے بہاولپور میں ایک جنرل پنچائیت منعقد ہوئی۔ اس پنچایت نے دوبارہ اس شخص اور اس کے دونوں بھائیوں سے متعلق سابقہ فیصلہ بحال رکھا اور مزید برادری کے چھ افراد جنہوں نے اس شخص کی اس فعل میں حمایت کی۔ برادری سے خارج قرار دے دیا اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ آئندہ جو بھی برادری کا فرد ایسے انسان سے میل جول رکھے گا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا۔ تقریباً دس گیارہ ماہ کے بعد برادری کے کچھ لوگوں نے بہاولپور پنچائیت کے خلاف ایک الگ پنچایت حیدر آباد میں منعقد کی۔ جس میں برادری کے وہ لوگ جو کہ بہاولپور پنچائیت میں شریک نہیں ہوئے حیدر آباد میں ان لوگوں نے ان خارج شدہ چھ افراد اور اس شخص کے دونوں بھائیوں سے اس جرم کی معافی منگوائی کہ انہوں نے برادری میں اشتہار بازی کی اور جو ان پر برادری کا اصل الزام یعنی شادی شدہ عورت کو اغوا کرنے والے شخص کی حمایت کرنے کا تھا۔ اس کی معافی نہیں منگوائی اور ان کو برادری میں شامل کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اس فیصلہ کے بعد پوری برادری میں ایک بہت بڑا انتشار پیدا ہو گیا کیونکہ بہاولپور پنچایت نے ان لوگوں کو اس شخص کے اس فعل میں حمایت کرنے اور ساتھ دینے کی وجہ سے خارج کیا تا کہ برائی کو روکا جا سکے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حیدر آباد کے اس فیصلہ کے بعد اس شخص کے دونوں بھائی اس سے میل جول اور یہ چھ افراد بھی اس سے تعلق قائم کیے ہوئے ہیں اور یہ عورت اب بھی اس کے گھر موجود ہے ان حالات میں برادری نے ہر ممکن کوشش کی کہ یہ برائی ختم ہو اور جو لوگ اس کی حمایت کر رہے ہیں وہ اس سے باز آئیں لیکن یہ گروہ اپنی ضد پر قائم ہے۔ لہٰذا برادری نے آخر کار مجبوراً ان تمام لوگوں سے جو کہ اس شخص کے اس فعل میں آج بھی ان دونوں بھائیوں اور چھ افراد کے ذریعہ کسی نہ کسی طرح شریک تھے۔ ہر قسم کا تعلق ختم کر دیا اور برادری اس پر عمل کر رہی ہے۔

ان حالات میں کیا از روئے شریعت اس شخص اور اس کے دو بھائیوں اور چھ افراد اور جو ان کی حمایت کریں تعلقات' بول چال' لین دین' کھانا پینا' شادی غمی میں اس وقت تک ختم کرنا جب تک یہ برائی سے الگ ہونے کا برادری کو یقین نہ دلا دیں اور ایمانداری سے اس پر عمل نہ کریں جائز ہے یا کہ نہیں۔

السائل محمد حسن جنرل سیکرٹری انجمن کپور راجپوتان افغانان پاکستان ضلع سانگھڑ

﴿ج﴾

اگر فی الواقعہ وہ شخص شادی شدہ عورت کو اغوا کر چکا ہے اور ابھی تک وہ غیر کی منکوحہ اس کے پاس ہے تو پھر

جو شخص بھی اس کے اس فعل پر رضا مند ہو گا یا اس کے ساتھ اس معاملہ میں اس کی معاونت کرے گا تو وہ شخص بھی بڑا گنہگار ہے اور اس سے قطع تعلق کرنی چاہیے اور اگر یہ اشخاص اس کے ساتھ معاون نہیں ہیں یا معاونت سے تائب ہو گئے ہیں تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب له فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

پاگل تنگ دست سے بیوی کی جدائی کی کیا صورت ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) سندھ کے علاقہ میں عام طور پر بالغہ لڑکی کا نکاح صغیر کے ساتھ کرنے کا دستور ہے۔ جس کی وجہ سے بسا اوقات لڑکی زنا میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں لڑکے اور لڑکی کے اولیاء دونوں یہ چاہتے ہیں کہ لڑکی کسی طریقہ سے صغیر کے نکاح سے رہا ہو کر دوسری جگہ نکاح کر لے۔ اس میں ابتلاء عام ہے اور اس کے حل کی ضرورت شدیدہ ہے۔ لہٰذا ایسی ضرورت شدیدہ میں امام احمد رحمہ اللہ کا مسلک اختیار کر کے صبی مراہق کی طلاق کے جواز کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔

(۲) حیلہ ناجزہ میں بوقت ضرورت شدیدہ تفریق من المجنون المعسر کی صورت تحریر فرمائی ہے تو کیا صبی معسر کو اس پر قیاس کرتے ہوئے ایسی تفریق بشرائط المعتبرہ کی گنجائش ہے۔

(۳) صبی اگر موسر ہو تو کیا تفریق کے لیے یہ حیلہ صحیح ہو گا کہ صبی نفقہ دینے سے انکار کر دے پس حاکم اس کے تعنت کی وجہ سے تفریق کر دے۔ بینوا توجروا

(۴) اجرت پر کتب دینیہ پڑھانے والا مدرس مسجد کے اندر بیٹھ کر درس دے سکتا ہے یا نہیں اور شامی کی عبارات ذیل کا کیا مطلب ہے۔ (قوله غلق باب المسجد) قال فی البحر وانما کره لانه یشبه المنع من الصلوة قال تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه. ومن هنا یعلم جهل بعض مدرسی زماننا من منعهم من یدرس فی مسجد تقرر فی تدریسه وتمامه فیه ردالمحتار ص ۶۵۲ ج ۱ باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها۔

قال فی الدر المختار ویفسق معتاد المرور بجامع. ومن علم الاطفال فیه ویوزر وقال العلامه الشامی قلت بل فی التتار خانية عن العیون جلس معلم او وراق فی المسجد فان کان یعلم او یکتب باجر یکره الاالضرورة وفی الخلاصة یعلم الصبیان فی المسجد لا بأس

بہ ردالمختار ص ۴۲۸ ج ۶ کتاب الحظر والاباحة. کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے مفہوم متعین نہیں ہوسکا۔ اس کے اصل ماخذ ملاحظہ فرما کر تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

گزارش ہے کہ ہمیں طلاق صبی کے صحیح و نافذ بنانے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی اور نہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی ضرورت شدیدہ محسوس کرتے ہیں۔ بچند وجوہ اولاً اس لیے کہ جب لڑکی بالغہ ہے اور اسے سب کچھ کی سمجھ ہے۔ تو کیونکر اپنی مرضی سے جان بوجھ کر ایک بہت چھوٹے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنے پر آمادہ ہوتی ہے۔ کیا ضرورت اس کی پڑی ہوئی ہے اگر کرتی ہے تو پھر اب اس کے بلوغ تک بھی اسے انتظار کرنا پڑے گا۔ یہ بات یا عیب کوئی ایسا تو نہیں ہے کہ بوقت عقد لڑکی پر مخفی رہا ہو۔ ثانیاً امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی ممیز یا مراہق کی ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ اس سے قبل تو ان کے مذہب میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی اور ممیز و مراہق تو وہی ہوتا ہے جو قریب البلوغ ہوتا ہے۔ تو جب لڑکی بالغہ اس کے مراہق ہونے تک بیٹھی رہی ہے اس وقت تک تو خلاصی کی کوئی صورت امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی نہیں ہے۔ تو مزید ایک دو تین سال تک انتظار کرنا چنداں دشوار نہ ہوگا۔ جس کی بنا پر غیر کے مذہب پر فتویٰ کی گنجائش نکالی جائے۔ جبکہ ہمارے مذہب میں کوئی روایت ضعیف تک بھی اس کی جواز کی نہیں ملتی۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں بارہ سال کی عمر ادنیٰ مدت بلوغ ہے اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ سال ہے۔

مجنون معسر پر قیاس کرنے کی بھی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ عسار زوج سے ہمارے ہاں نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ہمارے مذہب میں تو یسار و تعنت زوج سے بھی زوجہ کو حق تنسیخ نکاح نہیں پہنچتا۔ گو ہمارے اکابر علماء نے حیلہ ناجزہ کے اندر بوجہ ضرورت اس کی اجازت دی ہے۔ ویسے مجنوں کے اندر تو دو عیب جنوں و عسار پائے گئے ہیں اور ساتھ حیلہ ناجزہ ص ۹۸ پر فرماتے ہیں لیکن اس کامل تدبر سے کام لے کر مذہب مالکیہ کی تمام شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عدم نفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح کا علم نہ ہو۔ ورنہ اگر ناداری کا علم ہوتے ہوئے عقد نکاح کیا گیا ہے تو بوجہ عدم نفقہ اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہ ہوگا۔ لہٰذا اتنی شرائط کا اعتبار کرنا بڑا مشکل نظر آتا ہے۔ جبکہ ایک دو سال کے انتظار سے اس مشکل سے نجات مل سکتی ہے۔ بخلاف صورت مجنون کے کہ وہاں تو عاقل ہونے کا عادۃً کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

متعنت بنا کر نکاح فسخ کرنے کا حیلہ بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ تعنت تو سرکشی و زیادتی کو کہتے ہیں جو باوجود قدرت علی اداء النفقہ نفقہ ادا نہیں کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے نہ خلع کرتا ہے ایسے ظالم شخص کے پنجے سے بیچاری مظلوم کو نجات دلانے کی خاطر علماء کرام نے بوجہ شدت مجبوری قاضی شرعی کو فسخ کرنے کی اجازت دی

ہے۔ بخلاف صورت صبی کے کہ اس کے اندر باوجود اس قسم کا تعنت موجود نہیں ہوسکتا کہ نہ تو وہ نفقہ دے، نہ طلاق دے، نہ خلع کرے۔ کیونکہ وہ طلاق دینے، خلع کرنے کا اہل ہی نہیں ہے اور ہمارے خیال میں صبی کے اس قسم کے رویہ کو تعنت شرعاً نہیں کہا جاتا ہوگا۔ نیز وہ تو مال میں تصرف بھی نہیں کرسکتا وہ تو مجور ہوتا ہے ولی کی طرف سے یہ ماذون بن سکتا ہے۔ باقی ولی کا انکار از ادائے نفقہ وغیرہ صبی کی بیوی کے نکاح کے فسخ کے لیے سبب نہیں بن سکتا۔ کما ھو ظاہر فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

لڑکی کی پرورش ۹ سال تک نانی کرے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک بچی جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے اور اس کے والدین وفات پا چکے ہیں۔ والدہ پیچھے فوت ہوئی ہے اور والد پہلے وفات پا چکا تھا اور اس کے والد نے نکاح ثانی کیا تھا۔ خاوند کے ساتھ اپنے میکہ گھر میں دو سال آباد رہے اور بچی بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہی اور نانی حقیقی کی زیر پرورش رہی۔ اب اس کی والدہ بھی فوت ہو چکی ہے جس کو عرصہ دس سال قریباً گزر گیا ہے۔ اب بچی نانی کے پاس بدستور سابق زیر پرورش ہے۔ حقیقی چچا کا تقاضا ہے کہ بچی مجھے دی جائے لیکن نانی اس کو دینے پر رضامند نہیں۔ آیا نانی حقیقی نابلوغت پرورش کی حقدار ہے یا کہ چچا حالانکہ دادی بھی زندہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں حق حضانت لڑکی کا یعنی حق پرورش لڑکی کا نو سال تک اس کی نانی کو حاصل ہے۔
درالمختار بھامش ردالمختار ص ۶۹۵ ج ۲ والام والجدة لام اولاب احق بھا ای بالصغیرہ حتی تحیض الی ان قال فیه وغیرھا احق بھما حتی تشتھی وقدر بتسع وبه یفتی وفیه ایضا وعن محمد ان الحکم فی الام والجدة کذلک وبه یفتی لکثرة الفساد الخ
لہٰذا چچا حقیقی نو سال تک لڑکی کو نانی سے نہیں لے سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب عورت کا پہلا نکاح اس کی مرضی سے گواہوں کی موجودگی میں کیا گیا ہے وہ درست اور دوسرا غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اور تین گواہوں کے پڑھا گیا۔ گواہ ایک مرد تھا جس کی عمر تقریباً ۲۹ سال اور ایک عورت تھی جس کے بطن سے سات بچے پیدا ہوئے اور ایک لڑکا جس کی عمر پندرہ سال ہے۔ یہ تین اسامیاں گواہاں ہیں جس شخص کا نکاح ایک عورت سے پڑھایا گیا اس شخص کے گواہ جو تھے وہ دولہا کے قریبی رشتہ دار تھے۔ یعنی جو عورت گواہ تھی وہ عورت دولہا کی ماسی تھی اور لڑکا جو تھا وہ دولہا کی خالہ کا لڑکا تھا۔ ۲۵ سال کی عمر والا مرد (گواہ) دولہا کی پھوپھی کی لڑکی کا لڑکا تھا ان تینوں گواہوں کے روبرو نکاح شریعت پڑھا گیا۔ دلہن نے اپنی مرضی کے مطابق شوہر کو بحق شریعت کے قبول کیا۔ (شوہر کے ساتھ نکاح کیا) دلہن کی عمر تقریباً ۲۵ سال تھی۔ دلہن بیوہ عورت تھی دو بچوں کی ماں تھی۔ نکاح کے وقت مہر کی رقم ادا کرنے کے لیے اس شوہر کو بھول گیا یادنہیں آیا بعد شوہر نے ارادہ کیا تھا کہ مہر کی رقم مقرر کریں گے اور میں ادا کروں گا۔ چار پانچ دن ہمیں فرصت نہیں ملی بعد میں دلہن کے وارثوں نے مارکوٹ کر کے دلہن کو دوسری جگہ کسی اور مرد سے نکاح کر دیا اور جبراً دلہن کا انگوٹھا رجسٹر پر مار کر کسی اور مرد کو دے دیا (نکاح کر دیا) دلہن کے وارثوں کو اور دوسرے مرد کو اطلاع ہوگئی تھی کہ دلہن کا نکاح شرعی پہلے فلاں مرد کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ تم رجسٹر پر درج کر دو۔ رجسٹرار کو پہلے مرد نے بھی کہا کہ میرا نکاح شرعی پہلے دلہن کے ساتھ پڑھا گیا ہے تم رجسٹر دو ہم درج کریں گے۔ رجسٹر پر درج کرنے کے لیے رجسٹرار نے کہا کہ میں کسی کو رجسٹر نہیں دیتا اور نہ میرے پاس اس وقت رجسٹر ہے۔ بعد میں وارثوں نے ہماری اطلاع کو کچھ نہیں سمجھا۔ دلہن کہتی ہے کہ میرا شرعی نکاح پہلے مرد سے ہوا ہے جس کے ساتھ پڑھا گیا مجھے منظور وہی مرد ہے۔ اس کے وارثوں نے دلہن پر ظلم کر کے دوسری جگہ نکاح کر دیا اور رجسٹر پر بھروسہ کیا ہوا ہے۔ وہ رجسٹر شدہ مرد شرعی نکاح شدہ مرد سے زبردست ہے۔ زبردستی کے ساتھ اس کی عورت کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر اس تفصیل کے مطابق شریعت کا فتویٰ روانہ فرمادیں۔ اگر پہلے مرد کا نکاح درست ہے تو وہ مقدمہ کرے اور اگر دوسرے مرد کا نکاح درست ہے تو پہلا مرد مقدمہ نہ کرے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں سابقہ مرد کا نکاح ان مذکورہ گواہوں کے سامنے شرعاً درست ہے۔ بشرطیکہ عورت کی رضامندی سے ایجاب وقبول کر کے نکاح کیا ہو اور اگر چہ مہر نکاح کے وقت مقرر نہیں کیا نکاح شرعاً صحیح ہے اور مہر خاوند کے ذمے اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتوں جتنا واجب ہے۔ یعنی باپ کی قوم کی عورتیں مثلاً پھوپھیاں

اور بڑی بہنیں وغیرہ جتنے مہر سے نکاح کرتی ہوں اتنا مہر اس عورت کے لیے خاوند پر واجب ہے اور جبکہ پہلا نکاح شرعاً صحیح ہے تو دوسرا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہے۔ بلکہ دوسرا نکاح نکاح پر نکاح ہوگا جبکہ جانتے ہوئے فسق و کبیرہ گناہ ہے۔ لہٰذا اس صورت میں عورت کے وارثوں اور دوسرے عامۃ المسلمین پر شرعاً یہ لازم ہے کہ عورت کو پہلے خاوند کے حوالہ کریں۔

دوسرے خاوند کے ساتھ عورت کا آباد ہونا بغیر طلاق لیے خاوند اول سے حرام کاری ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

وضع حمل کے بعد فوراً نکاح کرانا درست ہے دودھ پلانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مطلقہ حاملہ کا نکاح وضع حمل کے فوراً بعد ہو سکتا ہے یا عدت نفاس گزر جانے کے بعد۔ بعض کہتے ہیں کہ وضع حمل کے بعد بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے نکاح کرلیا جائے۔ تفصیل سے جواب دے کر مشکور فرمادیں۔

﴿ج﴾

مطلقہ حاملہ کا نکاح حمل کے فوراً بعد ہو سکتا ہے۔ بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے اور دودھ پلانے کے بعد ہر دو صورت میں نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ رجب ۱۳۹۰ھ

سونا مردوں کے لیے کیوں حرام ہے، خیراتی ادارے میں زکوٰۃ صرف کرنا، کن کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے

﴿س﴾

درج ذیل مسائل پر تفصیلاً روشنی ڈال کر خادم دین ہونے کا ثبوت دیں خداوند عز وجل اجر دیں گے۔

شریعت میں سونا مرد کے لیے کیوں ممنوع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں پلاٹینم جو سونے سے کئی گنہ دھات ہے۔ اس کے پہننے کے لیے شرع محمدی کا کیا حکم اور لباس قیمتی سے قیمتی پہن سکتا ہے۔ جس میں ریشمی اونی سوتی وغیرہ کی تمیز کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شرعی حکم بتائیں۔

(۲) زکوٰۃ کا مسئلہ، صاحب نصاب کی تعریف، زکوٰۃ لینے کے مستحق کی تعریف، خیرات اور زکوٰۃ میں فرق۔ میرا ارادہ ایک خیراتی ہسپتال کھولنے کا ہے۔ اس میں کیا زکوٰۃ کی رقم صرف کر سکتا ہوں۔ یہ خیرات اور زکوٰۃ میں سے ہے۔

(۳) والدین یا عزیز واقارب میں زکوٰۃ تقسیم ہو سکتی ہے یا نہیں۔ سید زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے یا نہیں اور اسی طرح خیرات کا بھی مستحق ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر سراج الدین

﴿ج﴾

حدیث میں آتا ہے۔ الذهب والحرير لاناث امتی وحرم علی ذكورها۔ یعنی سونا اور ریشمی کپڑا میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں کو حرام کیا گیا۔ نیز ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص آگ کے انگاروں کا ارادہ کر کے اس کو اپنے ہاتھ میں کر لیتا ہے اور لباس کے متعلق فرمایا من لبس الحرير في الدنيا لم يلبس في يوم القيمة الحديث جس نے دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے تو وہ قیامت کے دن اس کو نہ پہنے گا۔ غرض سونے اور ریشم کے کپڑے کا استعمال مردوں کے لیے ممنوع ہونے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ ایک چیز کو اللہ تعالیٰ کے جائز و ناجائز فرمانے کے بعد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بعد یہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔ ایک مومن ومسلمان کے لیے اس میں کیوں کہنا نازیبا معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جیسی حکیم وعلیم ذات کے اوامر ونواہی یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمان بغیر مصلحت وحکمت کیسے ہو سکتے ہیں۔ شریعت کے جمیع اوامر ونواہی محاسن وخوبیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ فہم وعقل سلیم والے اس کو پا لیتے ہیں۔ علماء کاملین ربانیین ان کی حکمتوں اور مصلحتوں کے اسرار بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ فی اسرار علوم الدین اسی فن میں ہے۔ اس کے اُردو ترجمہ آیات اللہ الکاملۃ سے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجم کی عادات ولذائذ دنیاوی کے اندر منہمک ہونے میں ان کے تکلفات پر نظر ڈالی تو اُن میں جو سب کی جڑ اور سب کی اصل ہیں ان کو حرام کیا اور جو ان سے کم درجہ کے تکلفات ہیں ان کو مکروہ کیا۔ اس لیے کہ آپ جانتے تھے کہ یہ چیزیں دار آخرت کی بھلانے والی اور طلب دنیا کی کثرت سے مستلزم ہیں۔ منجملہ ان اصول کے لباس فاخرہ ہے۔ چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں از انجملہ نہایت نادر اور نازک قسم کے کپڑے یا ایسے رنگ سے رنگا ہوا جس سے سرور وفخر پیدا ہوتا ہو اور اس میں دکھاوا پایا جاتا ہو جیسے زعفرانی اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا جس نے شہرت کے لیے دُنیا میں کپڑا پہنا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اسے ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔ کیونکہ شارع علیہ السلام کو صفات مذمومہ کبر وعجب وفخر وغیرہ کو ترک کرانا اور صفات حمیدہ (تواضع وصبر وقناعت وجود و

ایثار وغیرہ) پیدا کرنا مطلوب تھا۔ مذموم تکلفات اور دکھلاوے کے لیے کپڑا پہننا اور کپڑوں سے باہم فخر کرنا اور فقراء کی دل شکنی کرنا۔ سونے کے استعمال میں بھی یہ باتیں پیدا ہونا ظاہر اور واضح ہے۔ علاوہ ازیں اگر ان قیمتی اشیاء سونا اور ریشم کا کپڑا وغیرہ کی مردوں کو استعمال کی اجازت ہوتی تو کثرت سے طلب دنیا کی ضرورت پڑتی جو کہ مقصود سے یعنی آخرت کی فکر وزندگی ہٹانے والی چیز ہے اور اس کے حصول میں ایک دوسرے کو مزید باعث ایذا بناتی۔ چاندی میں بھی مرد کو چار ماشہ سے کم انگوٹھی کا استعمال جائز ہے اور ریشم کا کپڑا جس چار انگشت سے چوڑائی کم ہو استعمال جائز ہے۔ اگر کپڑے کا بانا ریشم کا نہ ہو تو اس کپڑے کا بھی شریعت نے استعمال جائز کیا ہے اور عورتوں میں چونکہ عرب وعجم میں آراستگی وزینت کا رواج اور ضرورت ہے۔ تاکہ مردوں وخاوندوں کو ان میں رغبت ہو۔ شریعت نے ان کو ان چیزوں کے استعمال کی عام اجازت دے دی ہے۔

(۲) زکوٰۃ کے لیے نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا پاس موجود ہو یا کہ اس میں کسی ایک کی مالیت جتنا سوداگری مال پاس موجود ہو یا کچھ سونا وچاندی۔ چالیسواں حصہ اس مال کا واجب ہوگا۔ سال کے اول میں نصاب موجود ہو۔ اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ گھر کے سامان اور اسباب کھانے پینے کے برتن رہنے سہنے کا مکان اور پہنے کے کپڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ صاحب نصاب نہ ہو یا واجب زکوٰۃ کے علاوہ صاحب نصاب اللہ تعالیٰ کے نام پر دے یا عشر واجب سے زیادہ دے تو یہ خیرات ہے۔ زکوٰۃ میں چونکہ شرعاً تملیک فقراء ومساکین (یعنی جو لوگ صاحب نصاب نہ ہوں) کی شرط ہے۔ اس لیے خیراتی ہسپتال میں اگر دوائی ان لوگوں پر صرف ہو جو کہ صاحب نصاب نہ ہوں اور مصرف ہوں زکوٰۃ کے تو ایسے ہسپتال میں زکوٰۃ کا پیسہ خرچ ہو سکتا ہے لیکن چونکہ غنی ومسکین دونوں پر خرچ ہوتا ہے تو جتنی مقدار اغنیاء پر صرف ہوگی اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(۳) باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اور ان کے باپ دادوں کو، اسی طرح اولاد پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں۔ نیز خاوند بیوی کا ایک دوسرے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں پر صرف کرنا جائز ہے۔ البتہ خیرات وصدقات نفلیہ سب رشتہ داروں پر اور سید کو دینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفی اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

حصولِ تعلیم کے لیے اپنے کو فارغ کر دینے کی نسبت سے بیوی کو طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک آدمی کو والدین نے میٹرک کی تعلیم دلوائی۔ جب اس سے فارغ ہوا تو سائل کو تعلیم عربی کا پورا شوق تھا اور والدین کو مجبور کر کے عربی حاصل کرنے کے لیے درس قریبی میں چلا گیا۔

وہاں سے کچھ عرصہ کے بعد والدین نے شادی خانہ آبادی کر دی اور سائل کے ساتھ گھریلو تنازعات کی دھوم دھام ہوگئی۔ ان کی وجہ سے سائل نے تعلیم چھوڑ کر گزر اوقات شروع کر دی۔ کچھ عرصہ کے بعد والدہ صاحبہ نے مجبور کر کے اور تنازعات کا ڈھیر ہفتے تک مجھ پر پھر ڈال دیا اور بلاوجہ اور بلاقصور بدگمانیوں اور بے جا تنازعوں کی زیادتی بڑھتی گئی۔ آخر کار سائل نے ۲ ماہ تک برداشت کر کے بعد میں ان کی کمی کا مطالبہ کیا کیونکہ تعلیمی خلل کو سائل برداشت نہیں کرتا ہے جو کام میں ہو وہی مصروفیت ہو آخر والدین سے یہ جواب ملا کہ اگر تو ہمارے ہاں رہنا چاہے تو یہ تنازعات یوں رہیں گے منظور ہو تو رہو ورنہ تمہاری مرضی۔ پھر سائل نے یہ کہا کہ میں گھر والی کو طلاق دیتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ دے دے ہمیں کیا ضرورت ہے۔ آخر کار بندہ نے طلاق دینے کی ٹھان لی مگر میری زوجہ کا قابل طلاق قصور بالکل نہیں۔ صرف تعلیم کی رکاوٹ کی وجہ ہے کہ آزاد ہو کر تعلیم حاصل کروں گا۔ پھر ایک دوست سے مشورہ لیا تو انہوں نے فرمایا کہ تجھ پر گزر اوقات کی تلاش کرنا فرض اور بلاقصور طلاق دینا گناہ ہے اور اب علم حاصل کرنا افضل ہے کیونکہ تیری سمجھ کو جو کچھ پڑھ لیا ہے کافی ہے۔ آپ درج ذیل پر اپنا فتویٰ اور مشورہ تحریر فرمائیں کیونکہ میں ایک طرف ہو کر کام کروں جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے وہ کتب حاشیہ پر ہیں۔ (۱) قرآن کا ترجمہ گیارہ پارے (۲) فارسی کی درسی کتب کریما سے مالا بد تک (۳) علم النحو، نحومیر، ابواب الصرف۔ یہ دردمندانہ اپیل ہے غور کر کے جلدی جوابی لفافہ میں روانہ کریں۔

ضلع مظفر گڑھ تحصیل علی پور بمقام خاص جتوئی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی آپ کی زوجہ تنازعات میں بے قصور ہے تو اسے بلاوجہ طلاق دینا گناہ ہے اور جائز نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ مباحات یعنی جائز چیزوں میں مبغوض یعنی ناپسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کو طلاق ہے۔ کیونکہ نکاح میں جو کہ دوستی کا سبب ہے اور غیروں کو رشتہ دار بناتا ہے اور بہت سے فائدے ہیں لیکن طلاق سے اپنے دشمن بن جاتے ہیں۔ افتراق و دشمنی کا سبب ہے اور بہت سے نقصانات کو مستلزم ہے۔ نیز اس بات کا بھی ضرور خیال رکھے کہ اگر باوجود گناہ کے طلاق دینے پر آمادہ ہو اور بوجہ تعلق اس عورت سے طلاق دینے کے بعد ندامت نہ ہو اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو ورنہ طلاق دینا جائز نہ ہوگا۔ گناہ اور بھی زیادہ ہوگا۔ لہٰذا جب تک عورت قصوروار نہ ہو اور نیز آپ کی طبیعت میں استقلال نہ ہو طلاق نہ دیں اور قصوروار ہونا بیوی کا اس میں بھی دھوکہ نہ کھائیے۔ بسا اوقات بوجہ تعلق و محبت کے قصور نظر نہیں آتے۔ اپنے رشتہ داروں میں جن کا اثر ہو ان سے بھی مشورہ لیں جو کہ سمجھدار اور دیندار ہوں اور تنازعات جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اس پر صبر کریں نیز بیوی کو چونکہ والدین کے بہت زیادہ حقوق ہیں اس لیے باوجود زوجہ کے قصووار نہ ہونے کے بہتر طریقہ سے سمجھائے کہ میرے والدین آپ کے بھی والدین ہیں ان کو راضی رکھنا اور خدمت کرنا آپ کا بھی فرض ہے۔ ان

سے جو تکلیف آپ کو ہوتی ہو اس پر صبر کریں کہ اس میں آپ کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں۔ ان کتابوں کا پڑھنا کافی نہیں کیونکہ ان میں مسائل و دینیات کی ایک بھی کتاب نہیں۔

مسائل کے لیے اور کتابوں کو بھی پڑھنا ہوگا اور مطالعہ بھی شروع کر لیں۔

بندہ احمد عفی اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کا بیٹوں کا مال اور ماموں کا بھانجے کا مال ناحق استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ والدین اگر اپنے بچوں کا حق چوری کر کے کھائیں یا بیٹے اپنے والدین کا مال چوری چھپے استعمال کریں جبکہ بیٹوں اور والدین کا مال وغیرہ جدا جدا ہوں۔ تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔

اگر بھانجے کا مال اس کا ماموں ناجائز طور پر کھائے یعنی بھانجے کا مال خود استعمال کرے یا بھانجا اپنے ماموں کا حصہ اپنے استعمال میں لاتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ تفصیل سے جواب لکھیے۔

﴿ج﴾

والد اگر محتاج ہو تو وہ بقدر حاجت بیٹے کے مال سے بغیر اس کی اجازت کے لے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بیٹا باپ کے مال سے یا بھانجا ماموں کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتا۔ اگر چپکے چوری کوئی مال لے گا تو وہ مال اس کے لیے حرام اور وہ گنہگار رہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کا اپنے لڑکے اور بہو کا ذاتی سامان قبضہ میں لینا

﴿س﴾

امام بخش نے اپنے بیٹے احمد بخش کا ذاتی سامان اور اس کی زوجہ کا ذاتی سامان اپنے نرغہ میں بے بنیاد طریقے سے لے رکھا ہے اور وہ دینا نہیں چاہتا اور امام بخش کا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ میرے بیٹے احمد بخش کا گھر ویران ہو جائے اور وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے۔ حالانکہ اس احمد بخش کی زوجہ اپنے خاوند کے والد امام بخش کی تابع دار ہے اور دونوں کی خدمت گزار ہے۔ تو از روئے شریعت احمد بخش اپنے والد امام بخش سے اپنا ذاتی سامان اور اپنی زوجہ کا ذاتی سامان لے سکتا ہے یا نہیں اور احمد بخش کا والد امام بخش صاحب نصاب اور دولت مند ہے۔ اس کے اپنے کارخانے بھی ہیں۔ واضح رہے کہ باپ بیٹا دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

﴿ج﴾

احمد بخش کا اپنا ذاتی سامان اس کی ملکیت ہے اور اس کی زوجہ کا سامان اس کی زوجہ کی ملکیت ہے اور احمد بخش کے والد امام بخش کو اپنے بیٹے یا بہو کے مال کو ناجائز طور پر قبضہ کرنا جائز نہیں ۔لقولہ تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیہ۔ امام بخش پر لازم ہے کہ وہ تمام مال بیٹے اور بہو کو واپس کر دے ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

والدین خواہ کتنے بھی قصوروار ہوں لیکن اولاد کو اُن سے حسن سلوک بول چال رکھنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق واپسی جواب ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں کہ میری والدہ بیوہ نے بغیر رضامندی برادری و بغیر اجازت پسران اپنا نکاح دوسری جگہ غیر برادری میں اپنی مرضی پر کیا ہے ۔اس نکاح میں نہ اولاد میں سے کوئی شریک تھا نہ اُس کے ورثاء میں سے کوئی شامل ہوا۔ لہٰذا اولاد کے متعلق کیا حکم ہے کہ وہ اپنی ایسی والدہ کے ساتھ بول چال رکھیں یا اس کو اپنے اپنے گھروں میں آنے کی اجازت دیں ۔اگر اجازت آنے جانے کی نہ دیں اور اس کو منہ نہ لگائیں تو شرعاً اس اولاد پر کیا سزا ہوگی ۔

مقام کہروڑ پکا منظور احمد عارفی معرفت الطاف سائیکل سروس بازار

﴿ج﴾

واضح رہے کہ والدین چاہے جتنے بھی قصوروار ہوں اُن کے ساتھ بول چال بند کرنا یا ان کو کسی قسم کی تکلیف دینا جائز نہیں ۔لہٰذا اولاد کو اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے ۔لقولہ تعالیٰ ولا تقل لهما اُف ولا تنهر هما الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۸۹ھ

جہیز اور پارچہ جات سے متعلق ایک مفتی صاحب کا فیصلہ اور شرع کے موافق اس مال کی تقسیم
بچے کی پرورش کا حق نانی کو ہے بشرطیکہ اس کی جان مال کو اندیشہ نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ

(۱) ظفر کی بیوی فوت ہوگئی ۔بچہ ۴ دن کا رہ گیا بچہ سسرال والوں نے ظفر کے حوالہ کر دیا۔ ظفر کی بیوی کا جتنا زیور پارچہ جات نقدی، گھریلو سامان وغیرہ ہے وہ تمام سسر صاحب نے قبضہ میں کر لیا کیونکہ ظفر گھر داماد کی حیثیت سے سسر صاحب کے ساتھ رہتا تھا۔ ظفر اور بچہ کو گھر سے نکال دیا گیا۔ اب ظفر کا مطالبہ یہ ہے کہ مرحومہ کی تمام ملکیت کا فیصلہ قرآن و حدیث کے مطابق کیا جائے ۔مرحومہ کی والدہ، والد صاحب، خاوند، بچہ یہ چار وارث ہیں ۔تمام سامان کی رقم چھ ہزار بنتی ہے ۔یہ تقسیم کس طرح ہوگی ۔

یہ جھگڑا ایک مفتی صاحب کے پاس پیش ہوا۔ ظفر کے سسر مولوی عبدالقیوم صاحب نے یہ بیان دیا کہ ظفر کی مرحومہ بیوی نے مرنے سے چھ ماہ پہلے تمام سامان زیورات وغیرہ مجھ مولوی عبدالقیوم کو ہبہ کر دیا تھا۔ اے باپ یہ تمام سامان میں آپ کو ہبہ کرتی ہوں ۔مفتی صاحب نے گواہ طلب کیے بغیر مولوی عبدالقیوم صاحب سے قسم لے لی ۔زیورات پارچہ جات نقدی وغیرہ تو پہلے ہی مولوی عبدالقیوم کے گھر میں موجود تھی باقی گھریلو سامان جو ظفر کے قبضہ میں تھا مفتی صاحب نے ظفر سے لے کر مولوی عبدالقیوم کے حوالہ کر دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ فیصلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہوگیا۔

بچہ چونکہ زندہ ہے ابتداء میں سسرال والوں نے نہ رکھا۔ اب جبکہ تمام سامان پر قبضہ کر لیا اب عدالت میں دعویٰ کر دیا کہ بچہ ظفر سے لے کر نانی کو واپس دیا جائے ۔جبکہ ظفر کے تعلقات ان کے ساتھ نہایت کشیدہ بلکہ اس کی جان لینے کو وہ تیار ہیں ۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ مولوی عبدالقیوم صاحب کا دعویٰ ہبہ تب ثابت ہوگا کہ وہ دو گواہ جو شرعاً معتبر ہوں پیش کر دے کہ مرحومہ نے ان کو تمام مال ہبہ کر دیا تھا اور اسی وقت قبضہ بھی دلا دیا تھا۔ اگر ہبہ کر دیا ہو اور قبضہ اسی وقت نہ دیا ہو تو صرف ہبہ کرنے سے مولوی عبدالقیوم کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر مولوی عبدالقیوم صاحب کے پاس گواہ نہیں تو مولوی عبدالقیوم کو قسم نہیں دی جائے گی اور نہ اس صورت میں اس کا حلف معتبر ہے ۔بلکہ قسم مدعا علیہ یعنی خاوند وغیرہ کو دی جائے گی ۔حدیث شریف میں ہے کہ البينة على المدعي واليمين على من انكر (الحدیث) پس اگر خاوند نے قسم اُٹھائی کہ مرحومہ نے ان کو ہبہ نہیں کیا تو مولوی عبدالقیوم ہبہ کے ساتھ قبضہ کا بھی دعویٰ کرے ۔اگر اس کا دعویٰ صرف ہبہ کا ہے اور قبضہ زندگی میں زیورات وغیرہ کا نہیں دیا۔ تو پھر منکرین کو حلف نہیں دیا جائے گا اس لیے کہ صرف ہبہ کے دعویٰ سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی ۔بنا بریں اس مفتی صاحب کا فیصلہ شرعاً درست نہیں ۔دعویٰ ثابت نہ ہونے کی صورت میں تمام جائیداد مرحومہ کی شرعی حصص کے مطابق تمام ورثاء میں تقسیم ہوگی ۔یعنی کل مال کو بارہ حصص کر کے تین حصے خاوند کو دو حصے والدہ کو دو حصے والد کو اور پانچ حصے لڑکے کو ملیں گے ۔

حق حضانت یعنی پرورش نانی کو حاصل ہے لیکن اگر نانی کے پاس بچے کے مال یا جان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتو نانی کے حوالہ نہیں کیا جائے گا۔ کما فی البدائع حتی لو کانت الاخوة والاعمام غیر مامومنین علی نفسها او مالها لا تسلم الیهم وینظر القاضی امرأة ثقة عدلة امینة فلیسلمها الیها الی ان تبلغ (رد المحتار ص ۵۶۴ ج ۳) وایضا فی الشامیة ص ۵۶۳ ج ۳ نقلا عن البحر اولم تکن (ای الام) اهلا للحضانة فانه یدخل مالو کانت فاجرة او غیر مامونة شامی ص ۶۹۲ ج ۳.

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵صفر ۱۳۹۰ھ

جس کی بیٹی نے مرضی سے شادی کی ہو اُس کے داماد کا دوسرے بچوں کو اغوا کر کے اُن پر تشدد کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص (زید) جو کہ ایک عبادت گزار متقی اور پرہیز گار ہے۔ اس کی لڑکی جو کہ عاقلہ اور بالغہ ہے، اس نے اپنی آزاد مرضی سے اپنے والدین کی عدم رضامندی کی بنا پر اپنے پسند کے ایک مرد (بکر) سے نکاح کر لیا۔ زید نے اپنے چند دیگر عزیزوں کے ذریعہ بکر کی پہلی بیوی اس کی ضعیف والدہ اور اس کی نابالغہ معصوم بچی کو زبردستی جبر و تشدد کے ذریعہ اغوا کر لیا اور انہیں اپنے آدمیوں کی زیرنگرانی حراست میں رکھا۔ دوران حراست مغویان جو کہ محض عورتیں تھیں اور بے بس و مجبور تھیں۔ ان کے ساتھ زید کے چند آدمیوں نے زنا کیا۔ کچھ عرصہ بعد چند شرفاء کی ذاتی کوشش اور مداخلت سے مغویان کو واپس کر دیا گیا۔ اس انتقامی کارروائی کے باوجود بھی اور زید اپنے داماد اور اپنی لڑکی سے لاتعلق ہے اور لڑکی کی والدہ کو بھی اپنی لڑکی سے نہیں ملنے دیا۔ چنانچہ شرعی نقطہ نگاہ سے دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا دین و شریعت کی رو سے زید کا جو کہ متقی و عبادت گزار ہے یہ خیال کہ اُس نے انتقاماً بکر کی عورتوں کو اغوا کر لیا درست ہے۔

زید نے غیر محرم مردوں کے ذریعہ مستورات کو جبراً اغوا کر لیا۔ جنہوں نے خود اور زید نے بھی ان کی بے پردگی کی ان پر تشدد کیا اور انہیں باندھ کر گھسیٹ کر کاروں میں ڈالا گیا۔ دین و شریعت کی رو سے زید اور اس کے ہمراہیوں کا یہ فعل درست ہے۔

زید کی زیر حراست و زیرنگرانی زید کے آدمیوں نے مجبور و بے کس عورتوں کی عصمت دری کی۔ کیا دین و شریعت کی رو سے زید اس گناہ کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہے۔

کیا اس قدر انتقامی کارروائی کے باوجود زید کا اپنی لڑکی اور اپنے داماد سے لاتعلق رہنا اپنی لڑکی کے حقوق کی

ادائیگی نہ کرنا اور لڑکی کی والدہ کو اپنی لڑکی سے نہ ملنے دینا کیا زید کا یہ سب طرز عمل دین و شریعت کی رو سے جائز و درست ہے۔

اگر دین و شریعت کی رو سے مندرجہ بالا واقعات و حقائق کی روشنی میں زید گناہ کا مرتکب ہوا ہے تو اس کے کفارہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

﴿ج﴾

زید جوان کبائر کا مرتکب ہوا ہے اس کو متقی اور پرہیز گار کہنا جہالت ہے ان کبائر کا مرتکب متقی اور پرہیز گار نہیں کہلاتا بلکہ فاسق اور عاصی کہلایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ بالغہ عاقلہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔

اس صورت مسئولہ میں جس عورت نے اپنی مرضی سے کسی شخص سے نکاح کیا ہے جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ نکاح اپنے کفو میں ہو اور اس کے والد کو فسخ نکاح وغیرہ کا اختیار باقی نہیں۔ بس زید کا انتقامی کاروائی کر کے داماد کی بیوی والدہ اور معصوم بچی کو اغوا کرنا ناجائز اور حرام کا ارتکاب ہے اور اس معاملہ میں زید کے ساتھ امداد کرنا صریح حکم خداوندی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. الآیہ کی خلاف ورزی ہے اور پھر ان کے ساتھ زنا کرنا تو غضب الٰہی اور قہر خداوندی کو دعوت دینا ہے۔ العیاذ باللہ

لہٰذا زید اور اس کے ساتھ اس سلسلہ میں اعانت کرنے والے تمام افراد پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں زار و قطار رو کر توبہ تائب ہو جائیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں اور ہمیشہ کے لیے استغفار کرتے رہیں اور جن لوگوں پر انہوں نے ظلم کیا ہے ان کو راضی کریں۔

داماد وغیرہ رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ لڑکی اور اس کی والدہ کے درمیان تعلقات ختم نہ کریں اور صلہ رحمی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے ملنے دیں۔ لڑکی اور داماد بھی اس مسئلہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اس بیان میں آپ کے تمام سوالوں کا جواب آ گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷محرم ۱۳۹۰ھ

بغیر نکاح کے عورت کو گھر میں رکھنا' کیا عدالتی ڈگری طلاق ہے، عدالتی ڈگری لینے کے بعد دوسری جگہ نکاح اور اس میں شامل ہونے والوں کا حکم

﴿س﴾

(۱) اگر کسی کے گھر بغیر نکاح کے عورت ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔ کیا اس کا نماز جنازہ پڑھا جائے یا

نہیں اور اس کے ساتھ بولنا یا چیز لینے دینے کا کیا حکم ہے۔

(۲) اگر کسی لڑکی کا نکاح ہو گیا ہو کچھ دن اپنے شوہر کے گھر آباد رہی ہو لیکن پھر کچھ دن بعد اس لڑکی کے ماں باپ کے دل میں فرق آجاتا ہے اور لڑکی کی طلاق لینا چاہتے ہیں اور لڑکی کا شوہر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے۔ والدین لڑکی کو گھر لا کر گورنمنٹ میں اس لڑکے اور اس کے وارثین کے خلاف مقدمہ دائر کر دیتے ہیں۔ عدالت کی طرف سے لڑکے کے نام نوٹس جاری ہو جاتا ہے لیکن لڑکا نوٹس پر انکار لکھ دیتا ہے۔ کیا یہ طلاق ہو گئی ہے یا نہیں۔

(۳) تین نوٹس کے بعد گورنمنٹ (عدالت عالیہ) نے دوسرے نکاح کی اجازت دی۔ چک (گاؤں) کا نمبردار جس نے یہ مقدمہ دائر کروایا تھا اس لڑکی کے ساتھ برا کام (بداخلاقی برافعل) کرتا رہا۔ شاید برے کام کی وجہ سے لڑکی کو حمل ہو گیا ہو اور نکاح ثانی سے کچھ عرصہ قبل حمل گرا کر دوسرا نکاح کرا دیا۔ کیا یہ نکاح ہو گیا یا نہیں۔

نکاح کا طریقہ کار بھی کچھ عجیب نوعیت کا تھا۔ وہ اس طرح کہ چک (گاؤں) کے مولوی صاحب نے نکاح سے پہلے فتویٰ مانگا۔ لیکن نمبردار چک مذکور کے کہنے پر لڑکی کے والد نے فتویٰ دینے کی بجائے دوسرے چک سے مولوی لے کر نکاح پڑھا دیا۔ حکومت کا مقرر کردہ رجسٹر جو کہ اس گاؤں کے امام کے پاس تھا وہ لینے کی کوشش کی لیکن امام صاحب نے صاف طور پر انکار کر دیا۔ اس کے بعد نمبردار مذکور اور معدودے چند لوگ جو کہ اس کارروائی میں نمبردار اور لڑکی کے والدین کے ساتھ ہر طرح سے شامل تھے۔ یونین کونسل کے سیکرٹری کے پاس پہنچ گئے۔ پہلے تو سیکرٹری نے بھی فارم دینے سے انکار کر دیا لیکن ان مخصوص آدمیوں اور نمبردار کی بنا پر آخر اس کو اپنا فیصلہ تبدیل کرنا پڑا اور فارم ان کو دے دیا۔

(۴) ان سب کے لیے کیا حکم ہے۔

(۵) جو لوگ اس نکاح ثانی میں شامل تھے کیا ان کے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ ان کے بارے میں کیا احکامات ہیں۔

(۶) چونکہ رشتہ طرفین لڑکی اور لڑکے کے والدین نے برادری کے رسم و رواج کے مطابق کیا تھا یعنی لڑکی کے بھائی کا نکاح لڑکی کے شوہر کی بھتیجی سے ہوا تھا (سانواں سٹہ) لڑکی کے بھائی سے نمبردار مذکور نے زبردستی طلاق دلائی تھی۔ حالانکہ لڑکی (وہ جس کے ساتھ نمبردار نے برافعل کیا تھا) کے بھائی والدین اپنی لڑکی کی طلاق نہیں لے رہے تھے۔ محض نمبردار اور ان مخصوص آدمیوں کے ٹولے نے یہ طلاق بھی زبردستی دلا دی۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

جناب محمد صدیق ابن نبی بخش چک نمبر ۲۰ گھگھ ڈاک خانہ گلی نو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ



(۱) جنازہ پڑھا جائے گا۔ اس کے ساتھ تعلقات رکھنے درست نہیں۔

(۲) بشرط صحت سوال یہ طلاق واقع نہیں ہوئی بشرطیکہ خاوند آباد کرنے اور نان و نفقہ دینے کو پہلے سے تیار تھا۔

(۳) جب پہلا نکاح باقی ہے تو دوسرا نکاح نہیں ہوا۔

(۴) بشرط صحت سوال یہ لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں سب کو توبہ کرنی چاہیے ان کے اپنے نکاح بدستور قائم ہیں فسخ نہیں ہوئے۔

(۵) ان لوگوں کے اپنے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ البتہ گنہگار بن گئے ہیں۔ فوراً توبہ تائب ہو جائیں۔

(۶) زبردستی طلاق دلوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ زبردستی کرنے والا گنہگار ہوگا۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی کے والدین نے مہر کے علاوہ چھ صد روپے شوہر سے لیا ہو تو خلع صرف مہر پر ہوگی اور اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ ہوا ہو تو خلع کس چیز پر ہوگی، موجودہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں یا مشرک ہیں، کھیتوں میں خودرو گھاس کا مالک کون ہے، مس بالشہوۃ کی پہچان کیا ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا مہر مقرر کر کے علاوہ چھ صد روپیہ زیادہ بھی وصول کیا۔ اب بکر خلع کرنا چاہتا ہے تو اب خلع کی رقم میں وہ مہر کے علاوہ چھ صد روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) اگر لڑکی منکوحہ نابالغہ ہے یا بالغہ ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور بوقت نکاح مہر بھی مقرر نہیں کیا گیا۔ اب زوجہ جو کہ بالغ ہے خلع کرنا چاہتی ہے تو خلع واقع ہو سکتا ہے یا نہ۔ اگر خلع واقع ہو سکتا ہے تو کتنی مقدار پر کیونکہ مہر مقرر نہیں ہوا تھا۔

(۳) موجودہ یہودی یا عیسائی یہ اہل کتاب ہیں یا مشرک ہیں ان کا ذبیحہ یا ان کے ساتھ مناکحت وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔

(۴) جو گھاس کھیتی کے اندر خود بخود ہو جاتی ہے کیا وہ مالک زمین کی ملک ہے یا ہر کوئی اُسے کاٹ سکتا ہے کیونکہ پانی تو صرف کھیتی کو دیا جاتا ہے۔

(۵) شہوت کی صحیح نشانی کیا ہے جو کتب فقہ میں آئی ہے کہ غیر محرم کو نظر شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔

جناب محمد اقبال صاحب محمود کوٹ شہر ضلع مظفر گڑھ



(۱) خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمہ ہے۔ اس کے عوض میں خلع کرنا

بڑا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کا اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہے تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہیے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لیوے اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بیجا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔ وکرہ اخذہ ان نشز هو واخذ الفضل ان نشزت (شرح وقایہ ص ۱۰۷)

اگر مرد نے خوشی سے چھ صد روپیہ مہر بڑھایا ہے تو یہ سب مہر میں شمار ہوگا اور بغیر خوشی یا مہر میں اضافہ کے علاوہ ایسے ہی چھ صد روپیہ زیادہ وصول کیے ہیں تو ان کا ادا کرنا واجب ہے۔

(۲) خلع ہو سکتا ہے صورت مسئولہ میں مہر مثل واجب ہے خلع بھی مہر مثل پر ہوگا۔

(۳) موجودہ زمانے میں جو یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں وہ نحوی حیثیت سے عیسائی یا یہودی کہلاتے ہیں مذہبی حیثیت سے محض دہری وسائنس پرست ہیں۔ ان کا ذبیحہ ناجائز اور ان سے مناکحت حرام ہے۔

(۴) درمختار میں ہے۔ وحکم الکلاء کحکم الماء فیقال للمالک اما ان تقطع وتدفع الیه والا تترکه لیاخذ قدر مایرید. وقال الشامی فالناس شرکاء فی الرعی والاحتشاش منه الی ان قال وهو کذلک الا ان لرب الارض المنع من الدخول فی ارضه ص ۴۴۰ ج ۶

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ کوئی شخص زمین کی خود رو گھاس کو روک نہیں سکتا کیونکہ از روئے حدیث شریف الناس شرکاء فی ثلاث اس گھاس میں سب کا حق ہے۔

(۵) کتب فقہ میں جو آتا ہے کہ غیر محرم کو بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی نظر جس سے دل میں اضطراب اور بے چینی کی حالت و کیفیت پیدا ہو وہ حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سسرال والوں کے ساتھ شرائط باندھتے وقت اگر لڑکے نے سالوں کو طلاق دینے کا مشروط اختیار دیا ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

منکہ مسمی غلام حسین ولد جمعہ قوم بھٹی ساکن محلہ رسول پور شہر میلسی وارڈ نمبر ۲ ضلع ملتان کا ہوں بلا جبر واکراہ اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل ہر ایک شرط کا پورہ پورا پابند رہوں گا۔ بصورت عدم پابندی ہر ایک شرط میرے سسر اللہ وسایا یا برادران زوج ام یا زوجہ ام کو طلاق بائنہ واقعہ کرنے کا پورا پورا اختیار ہوگا۔ بغیر بیان زوج ام قبول اور تسلیم فیصلہ عدالت ہوگا۔ شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) بعد از ازدواج پردہ کا شرعی طور پر اہتمام کروں گا۔

(۲) نان ونفقہ اور دیگر ضروریات وغیرہ زندگی کا رزق کمائی حلال کا ضامن رہوں گا۔

(۳) دینی امور مثل صوم وصلوٰۃ وغیرہ کا حتی المقدور پابند رہوں گا۔ چوری چاری ہر طرح کے گناہ سے دور رہوں گا۔

(۴) اور زوجہ ام کو حسن اخلاق وسلوک سے گزر کروں گا مار پٹائی نہیں کروں گا۔

(۵) اور ہمیشہ اپنے سسرال کے جوار و پڑوس میں مکان اپنا بنا کر رہائش پذیر ہوں گا اور سوا جوار و پڑوس سسرال زوجہ ام کو غیر جگہ سے جانے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۶) روٹھی اپنی زوجہ ام کو صلح سلوک سے لے آؤں گا ورنہ فی ماہ کے حساب سے مبلغ پچاس روپیہ نان ونفقہ خرچ واسطے ادا کرتا رہوں گا ورنہ خرچہ وصولی کا ذمہ دار رہوں گا۔

(۷) اور سسرال وغیرہ کا خدمت گزار اطاعت شعار رہوں گا اور صلہ رحمی کروں گا۔

(۸) میرے باپ و برادران کو میرے گھر سے خوف شرارت یا خوف نقصان مالیت سے سسرال کو روکنے کا اختیار ہوگا۔ بصورت عدم پابندی مذکورہ بالا ہر ایک شرط میں یا کسی شرط میں منکوحہ زوجہ ام کو یا باپ زوجہ یا برادران زوجہ ام کو طلاق بائنہ واقعہ کرنے کا پورا پورا اختیار ہوگا یہ تمام شرائط پڑھ سن کر رو برو گواہان دستخط کیے ہیں۔

گواہ شد: میاں خدا بخش ولد میاں محمد رمضان سکنہ محلہ رسول پورہ
اقرار کنندہ: غلام حسین ولد میاں جمعہ قوم بھٹی سکنہ رسول پورہ میلسی ضلع ملتان
گواہ شد: میاں اللہ دتہ ولد فیض بخش قوم کھوکھر سکنہ گہوی پور۔
مولوی فیض رسول ولد نور محمد قوم بھٹی سکنہ شجاع آباد

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نکاح کے تقریباً دو ڈھائی مہینے بعد جو اقرار نامہ سفید کاغذ پر مورخہ ۱۵/۴/۷۰ کو لکھا گیا ہے۔ وہ شرعاً صحیح اور درست ہے اور اس اقرار نامہ کی رو سے اگر زوج ایک شرط کے بھی خلاف کرے گا تو زوجہ کو اور اس کے باپ بھائیوں میں سے ہر ایک کو اس عورت پر طلاق بائنہ واقع کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر کسی نے طلاق بائنہ واقع کر دی تو عورت مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔ کذا فی الحیلة الناجزة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

۲۰ سال کے لیے قید ہونے والے کی بیوی کا عدالت سے فیصلہ کروا کر عقد ثانی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کا خاوند بیس سال قید ہو چکا ہے۔ اب اس عورت نے اپنی خواہشات پر قابو نہ پانے کی وجہ سے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا اور عدالت نے عورت کے حق میں فیصلہ کر کے عورت کو نکاح ثانی کرنے کی اجازت دے دی تو کیا شرعاً عقلاً اصلاحاً عورت عقد ثانی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں۔

اگر قاضی عدالتی تنسیخ شدہ عورت کا عقد ثانی کر دے تو کیا عنداللہ مجرم ہوگا یا نہیں اور شرعاً عدالت تنسیخ طلاق کا حق رکھتی ہے یا نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔

حافظ عبدالغفور صاحب خطیب جامع مسجد چک نمبر ۲۳ تحصیل وہاڑی ضلع ملتان

﴿ج﴾

ایسی عورت کی رہائی کے واسطے جو صورت باتفاق ائمہ صحیح ہے وہ تو یہ ہے کہ اس خاوند کو خلع پر راضی کیا جائے۔ اگر وہ خلع پر بھی راضی نہ ہو تو پھر اگر یہ عورت صبر کر کے اپنا زمانہ عفت میں گزار سکے تو بہتر ورنہ جب گزارہ اور نان ونفقہ کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو سخت مجبوری میں یہ بھی گنجائش ہے کہ وہ قاضی کے پاس مقدمہ پیش کر کے گواہوں سے اس خاوند کے ساتھ نکاح ثابت کرے۔ پھر یہ ثابت کرے کہ وہ مجھ کو نفقہ دے کر نہیں گیا اور نہ وہاں سے اس نے میرا نفقہ بھیجا نہ یہاں کوئی انتظام کیا اور نہ میں نے نفقہ معاف کیا۔ غرض نفقہ کا وجوب بھی اس کے ذمہ ثابت کر دے اور یہ بھی کہ وہ اس واجب میں کوتاہی کر رہا ہے اور ان سب باتوں پر حلف بھی کرے۔ اس کے بعد اگر کوئی عزیز قریب یا اجنبی اس کے نفقہ کی کفالت کرے تو خیر ورنہ قاضی اس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کر دو یا اس کو بلا لو یا وہیں سے کوئی انتظام کرو۔ ورنہ اس کو طلاق دے دو اور اگر تم نے ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی تو پھر ہم خود تم دونوں میں تفریق کر دیں گے۔ اس پر بھی اگر خاوند کوئی صورت قبول نہ کرے تو قاضی ایک مہینے کے مزید انتظار کا حکم دے۔ اس مدت میں بھی اگر اس کی شکایت رفع نہ ہوئی تو اس عورت کو اس خاوند کی زوجیت سے الگ کر دے۔ نیز تفریق کے لیے عورت کی طرف سے مطالبہ ضروری ہے۔ پس اگر اس غائب خاوند کے جواب آنے کے بعد عورت مطالبہ ترک کر دے تو پھر تفریق نہ کی جائے گی۔ قاضی جو خاوند کے پاس حکم بھیجے تو بذریعہ ڈاک وغیرہ بھیجنا کافی نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم نامہ دو ثقہ آدمیوں کو سنا کر ان کے حوالہ کر دے کہ اس غائب کے پاس لے جاؤ اور یہ دونوں شخص غائب کو حکم نامہ

پہنچا کر اس کا جواب طلب کریں اور جو کچھ جواب تحریری یا زبانی نفی یا اثبات میں دے اس کو خود محفوظ رکھیں اور اگر وہ کچھ جواب نہ دیں تو اس کی شہادت دے دیں۔ حاکم کے تنسیخ کے بعد عورت عدت شرعی (تین حیض) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ہکذا فی الحیلۃ الناجزۃ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حکم غائب غیر مفقود کا ہے۔ طویل عمر کا قیدی اسی کے حکم میں ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی شخص کا اپنی بہن کو ماں کے گھر سے روکنا اور معاملات زندگی میں دخل اندازی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ نے اپنی اہلیہ وشاگردن کو اس کی بیباکانہ حاضر جوابی پر دو تھپڑ مارے جس پر اس نے بندہ سے تین شب تو علیحدگی رکھی پھر از خود مجھ کو راضی کیا اور باہمی مناقشات سازگار روز افزوں ہونے لگے۔ بندہ کے سالہ مسمی عبدالقدوس کو ہماری چپقلش کی اطلاع ہوئی تو وہ اچانک ۱۲ بجے رات کو آیا اس وقت ہم خوش وخرم تھے۔ بندہ سے تحقیق حال کیے بغیر اور اجازت لیے بغیر بدزبانی کرتے ہوئے اور دھمکی دیتے ہوئے اپنی ہمشیرہ کو لے گیا۔ پھر بندہ نے تفصیل حال اور اہلیہ کی چند باتیں بطور حکایت واستصلاح ان کو لکھیں۔ احادیث پر مشتمل ایک رقعہ بھیجا پھر یکے بعد دیگرے کئی خطوط لکھے اور غالباً سب کے آخر میں لکھ دیا کہ اگر خاموشی سے بھیج دو تو ان شاء اللہ باہم خوش رہیں گے مگر باہم آئندہ تمہیں ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ شاید انہوں نے ہر خط کو دیدۂ انکار سے دیکھا کہ تین ماہ مکمل ہو گئے نہ میری اہلیہ اور ننھے بچہ کو بھیجا اور نہ ہی کسی خط کا جواب دیا۔ سنا ہے کہ عبدالقدوس کہتا ہے کہ ہمارے پاؤں میں پڑ کر معافی مانگے تب اجازت دیں گے۔ بندہ نے معاملہ خدا کے سپرد کیا اور انہیں لکھ دیا۔ افوض امری الی اللہ۔ مطلب یہ ہے کہ جو حکم شرعی ہو بندہ کو بطیب خاطر منظور ہے۔ جناب سے قابل دریافت یہ امور ہیں کہ:

عبدالقدوس کے لیے بندہ سے اجازت لیے بغیر اہلیہ و بچہ کو لے جانا شرعاً کسی طرح جائز تھا یا نہ۔

ہمارے ازدواجی معاملات و مناقشات میں اب یا آئندہ کسی طرح عبدالقدوس کو شرعاً مداخلت کا حق حاصل ہوگا یا نہ۔

بصورت صحت خبر ہمارے پاؤں میں پڑ کر معافی مانگے۔ عبدالقدوس کا اس طرح کہنا شرعاً جائز ہے یا نہ۔

اور جب عبدالقدوس میری اہلیہ و بچہ کو میری اجازت کے بغیر لے گیا ہے تو اسی کو واپس پہنچانا لازم ہے یا مجھ پر وہاں سے لانا شرعاً واجب۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں عبدالقدوس کا بدزبانی کرنا یا اپنی ہمشیرہ کو بغیر اجازت لے جا کر واپس نہ کرنا درست نہیں۔ میاں بیوی کے آپس میں معاملات اگر زوجین خود راست کر سکتے ہیں تو کسی کو خواہ مخواہ مداخلت کرنا درست نہیں۔ اگر زوجین آپس میں راضی ہیں تو عبدالقدوس کا اپنی ہمشیرہ کو روکنا اور خاوند کے گھر نہ بھیجنا شرعاً جائز نہیں اور بغیر کسی جرم کے خاوند کو معافی پر مجبور کرنا درست نہیں۔ عبدالقدوس اور زوجین تینوں پر لازم ہے کہ اس معاملہ کو ختم کریں اور راضی ہو کر زوجہ کو خاوند کے حوالہ کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدۃ حمل اور اطوار حمل کے متعلق مفصل تحقیق

﴿س﴾

محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ حمل کے مختلف ادوار تحریر فرمادیں۔ ڈھائی ماہ تک کیا عضو بنتے ہیں اور اس کے بعد کیا عضو اور روح کس وقت پھونکی جاتی ہے۔

﴿ج﴾

شیخ داؤد انطاکی نے ''تذکرہ کی بحث الحمل'' میں لکھا ہے کہ حمل کے اطوار و ادوار سات ہیں۔

طور اول ماء خالص صاف اور رقیق پانی (ایک ہفتہ تک)۔

طور دوم نطفہ شخینہ ایک ہفتہ کے بعد خالص پانی کا بیرونی و اندرونی پردہ اور جھاگ مجتمع و ملتئم (اکٹھا اور جمع اور منظم وغلیظ) ہو کر ایک گاڑھی قسم کا قطرہ اور نطفہ بن جاتا ہے۔

طور سوم علقہ حمراء (خون کا سرخ لوتھڑا) یعنی دوسرے دور کے بعد اس خاص قسم کے گاڑھے قطرہ میں دراز خطوط اور لمبی لکیریں سی کھنچ جاتی ہیں جس سے وہ سرخ لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ کارروائی سولہ دن تک پوری ہو جاتی ہے۔

طور چہارم مضغہ (چبنی ہڈی) یعنی چبانے کے قابل گوشت کا ٹکڑا۔

طور پنجم عظام یعنی مضغہ (چبنی ہڈی) کے بعد اس کے وسطانی حصہ میں قلب پر دماغ کی شکل کے نقوش کھینچ دیے جاتے ہیں۔ ۲۷ دن تک پھر یہ ٹکڑا متمائز اور دھاری دار ہڈیوں کی صورت میں متشکل ہو جاتا ہے۔ یہ کارروائی ۳۲ روز تک پوری ہو جاتی ہے اور بچوں میں یہ پانچوں ادوار واحوال کم از کم ۳۲ اور زائد سے زائد ۵۰ روز میں پورے ہوتے ہیں۔

طور ششم غذا و التحام و ترکیب پانچویں طور کے بعد وہ ہڈیاں غذا کو جذب کرتی ہیں اور ان کو گوشت کا لباس پہنا دیتی ہے۔ یہ عمل ۷۵ روز تک پورا ہو جاتا ہے۔

طور ہفتم روح طبیعیہ یعنی چھٹے درجہ کے بعد وہ گوشت ایک ایسی خلقت کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو مندرجہ بالا تمام اطوار کے مخالف ہوتی ہے اور اس طور میں گوشت کے تمام اندرونی کھوکھلے حصے قوت غزیزیہ (جبلہ۔ ذی حرارت جسمانیہ) کے ذریعہ پر ہو جاتے ہیں اور اس گوشت میں قوت غاذیہ (جو تغذیہ کو پیدا کرتی ہے بلکہ قوت نامیہ طبیعیہ (جو نشوونما کو پیدا کرتی ہے) بھی ظاہر ہو جاتی ہے اور اب یہ حمل بوٹی کے مرتبہ میں ہو جاتا ہے۔ تقریباً یک صد روز تک پھر وہ سونے والے حیوان کے مانند ہو جاتا ہے۔ (قریباً ایک سو بیس دن تک) پھر اس میں حقیقی و اصلی روح پھونکی جاتی ہے۔ اس بیان سے فلاسفہ اور شارع علیہ السلام کے دو قولوں میں جو ظاہراً تخالف و تضاد ہے وہ مرتفع ہو جاتا ہے کیونکہ فلاسفہ یہ حکم لگاتے ہیں کہ نفخ روح ستر دنوں پر ہوتا ہے اور شارع علیہ السلام کا فرمان یہ ہے کہ نفخ روح ایک سو بیس دن (چار ماہ) کے بعد ہوتا ہے اور اختلاف کے ارتفاع کی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کے قول میں روح سے طبعی روح مراد ہے جو نباتات کو بھی حاصل ہے اور شارع علیہ السلام کے ارشاد عالی میں روح سے حقیقی روح مقصود ہے۔ جس سے انسانیت کا مستقلاً وواقعۃً وجود حاصل ہوتا ہے۔

ذكر الشيخ دائود الانطاكي في التذكرة في بحث الحبل ان اطوار الحمل سبعة الاول الماء الى السبوع ثم يتالف بعده الغشاء الخارج ويلتئم داخله ويتحول الى النطفة وهو الطور الثاني وترسم فيه الامتدادات الى ستة عشر يوما فيكون علقة حمراء وهو الثالث ثم مصنفة وهو الرابع ويرسم في وسطها شكل القلب ثم الدماغ في رأسه سبعة وعشرين يوما يتحول عظاما مخططة مفصلة في اثنين وثلاثين يوما وهي اقل مدة يتخلق فيها الذكور الى خمسين يوما لا اقل ولا اكثر وهو الطور الخامس ثم يحتبذب الغذاء ويكتسي اللحم الى خمس وسبعين يوما وهو الطور السادس ثم يتحول خلقا آخر مغايراً لما سبق وتمتلئ تجاويفه بالعزيزية وتظهر فيه الغاذية بل النامية الطبيعية وهنا يكون كالنبات الى نحو المأة ثم يكون كالحيوان النائم الى عشرين بعدها فتفنخ فيه الروح الحقيقة قال وبهذا يرتفع الخلاف بين الفلاسفة حيث حكموا بنف، الروج سبعين وبين ما ذكره الشارع صلى الله عليه وسلم فان الاول الروح الطبيعية وهي حاصلة للنبات والثاني الروح التي تستقل بها الانسانية اه ملخصا اه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۹۱ھ

جب لڑکا طلاق بھی نہ دیتا ہو اور آباد بھی نہ کرتا ہو تو عدالتی فسخ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح چھوٹی عمر میں کیا گیا۔ اس کے خاوند نے دوسری شادی کر لی۔ بالغ ہونے پر لڑکی والوں نے ہر چند کوشش کی کہ شادی کر لو یا فیصلہ کر لو برادری کے معتبر لوگوں نے بھی ہر چند سمجھایا مگر اس نے ایک نہ مانی اور کہا کہ اس کی عمر اسی طرح تباہ وخراب کروں گا۔ یہ یونہی بیٹھی رہے گی۔ ۲۵ سال کی عمر میں لڑکی نے عدالت سے اجازت حاصل کر لی ہے۔ اب وہ نکاح شادی کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ لڑکی خاوند کے ساتھ باوجود اس کے دوسری شادی کرنے کے آباد ہونے کو تیار تھی اور واقعی لڑکی کے بالغ ہونے پر اس کے رشتہ داروں نے اور دوسرے معتبرین نے لڑکے کو سمجھایا اور اسے اپنی زوجہ کو آباد کرنے کی کوشش کی۔ نیز طلاق لینے کی لیکن اس کا خاوند بضد رہا نہ اسے آباد کسی طرح کرنے کو تیار ہوا اور نہ اسے طلاق دیتا تھا اور خود دوسری شادی کر کے اس عورت کی زندگی خراب وتباہ کرنا مقصود تھا اور لڑکی والوں نے مجبور ہو کر خاوند کی اس ضد وتعنت کی بنا پر حاکم مسلمان کے پاس دعویٰ کر دیا۔ حاکم نے اس کے نکاح کو فسخ کیا ہو تو شرعاً حاکم کا یہ فسخ نکاح معتبر ہوگا اور یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکے گی لیکن اگر لڑکی خود خاوند کے ساتھ دوسری شادی کرنے کے بعد آباد ہونے کو تیار نہ تھی اور دعویٰ تنسیخ نکاح بلاوجہ شرعی کے دائر کرنے پر حاکم نے نکاح فسخ کیا تو شرعاً یہ فسخ معتبر نہ ہوگا اور وہ دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اپنی بیوی سے عزل اور اسقاط حمل کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک غریب آدمی کے ہاں ہر سال ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اب ایک بچے کی عمر ایک سال ہے۔ اس کو دودھ پلانے کی مدت ابھی باقی ہے کہ دوسرا بچہ تولد ہونے کی وجہ سے اس بچہ کو دودھ نہیں ملتا۔ نیز اگر اس تواتر سے بچے پیدا ہوتے رہیں تو بچوں کی پرورش اور نگہداشت تعلیم وتربیت ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس صورت میں اگر والدین باہمی فیصلہ سے عزل کی صورت پر عمل کریں تو کیا اس کی اجازت ہوگی یا آج کل ربڑ کے لفافے برائے استعمال آ رہے ہیں ان کے استعمال سے مادہ عورت کے رحم تک جانے نہیں پاتا اور اس طرح احتیاط کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے۔ کیا یہ دو صورتیں جائز ہیں یا ان کے علاوہ کوئی

اور صورت ہے۔ جس سے ایک طرف بچوں کی صحت اور دوسری طرف عورت کی صحت کو برقرار رکھا جا سکے۔ قوم کی ترقی اور قومی صحت کے لیے بھی ضرورت ہے کہ بچے صحت مند ہوں اور ان کو والدہ کا دودھ کم از کم دو سال پینے کی گنجائش نکل سکے اور بچوں کی نگہداشت کی نگرانی بھی اس سے ممکن ہے کہ بچوں کی پیدائش میں وقفہ پیدا کیا جائے اور شرع متین کے حدود کے اندر ہو۔ چونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اس لیے مکمل احتیاط سے جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

مادہ حیات (منی) کے اپنے مستقر (رحم) تک پہنچنے سے قبل بصورت عزل وغیرہ فرج میں ڈالنا میاں بیوی کی آپس کی رضامندی سے جائز ہے۔ اگرچہ ضرورت شدیدہ نہ بھی ہو۔ فساد زمانہ کی وجہ سے متاخرین علماء نے بیوی کی اجازت کو بھی عزل کے جواز کے لیے شرط قرار نہیں دیا۔ بلکہ مرد کی صوابدید پر دے چھوڑا ہے۔ وہ اگر ضرورت محسوس کرے تو عزل کر سکتا ہے۔ قال فی الدر المختار (ویعزل عن الحرة) وکذ المکاتبة از بختار (باذنها) لکن فی الخانية انه يباح فی زماننا لفساده قال الکمال فليعتبر عذراً مسقطاً لاذنها ربڑ کے لفافے کے استعمال سے مادہ تولید اگر رحم میں جانے ہی نہیں پاتا اس کا استعمال زوجین کی رضامندی سے حسب ضرورت جائز ہوگا لیکن اسے قانونی شکل دے کر رائج کرنا جائز نہیں۔ ہر شخص اپنے انفرادی حالات کو دیکھ کر عزل کر سکتا ہے لیکن مادہ تولید کے رحم تک پہنچنے کے بعد پھر اس کا اخراج یا اسقاط کرنا بغیر ضرورت شدیدہ کے جائز نہیں۔ اگر ضرورت شدیدہ پیش ہو جائے۔ مثلاً حمل ٹھہرنے سے دودھ خشک ہو جاتا ہے اور بچے کے باپ میں یا دودھ پلانے والے میں استطاعت نہیں۔ بچے کی ہلاکت کا اندیشہ ہے وغیرہ وغیرہ تو ایسی صورت میں نفخ روح سے قبل اس کا اسقاط صحیح ہے ورنہ نہیں۔ کما تشهد به روايات الفقه فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم ۱۳۸۴ھ

حرمت مصاہرت کے مسئلہ میں حنفی کا شافعی مسلک پر عمل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسئلہ حرمت مصاہرت والا مختلف فیہ ہے۔ عندالاحناف جماع یا دواعی جماع سے ثابت ہو جاتا ہے اور عندالشوافع ثابت نہیں ہوتا۔ اب ایک آدمی حنفی ہوتے ہوئے شافعی مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں۔

حافظ محمد یٰسین موضع صوانی تحصیل وضلع ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ حنفی آدمی کو مندرجہ بالا مسئلہ میں شافعی کے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا عورت مہر غیر معجّل شوہر کے ترکہ سے لے سکتی ہے اور میراث کی بھی حقدار ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام فاطمہ کا عقد نکاح ہمراہ حاجی پیر بخش ہوا تھا۔ بوقت نکاح ایک ہزار روپے غیر معجّل مقرر ہوا تھا۔ نیز میاں بیوی کی نااتفاقی کی صورت میں ۳۰ روپے ماہوار ادا کرنا بھی طے ہوا تھا۔ بوقت نکاح ایک تحریر بصورت اشٹام لکھی گئی اور رجسٹری کرائی گئی ہے جو اس وقت موجود ہے۔ حاجی پیر بخش اب فوت ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں دو سو روپے حق مہر غلام فاطمہ زوجہ خود کو ادا کر دیا تھا۔ باقی اس کے ذمہ ہے۔ حاجی پیر بخش مرحوم کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پہلی بیوی سے موجود ہیں۔ کیا غلام فاطمہ زوجہ حاجی پیر بخش مرحوم حق مہر لینے کا حق رکھتی ہے یا نہ اور اس کی جائیداد سے بھی حصہ لینے کی حقدار ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ مبلغ آٹھ سو روپیہ حق مہر کی رقم حاجی پیر بخش مرحوم کے ترکہ کی تقسیم سے پہلے لے سکتی ہے اور مسماۃ غلام فاطمہ اپنے خاوند کے ترکہ سے آٹھویں حصہ کی حقدار ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہیے

﴿س﴾

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہیے؟

﴿ج﴾

فقہاء نے اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہو کر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو اور خواہ مستقبل الی الناس اور متد بر قبلہ ہو کر بیٹھے درمختار میں ہے وفی الخانیه ویستحب للامام التحول الیمین القبله یعنی یسارا المصلی الخ وخیره فی المنیة بین تحویله یمینا وشمالا الخ واستقباله الناس

بوجهه الدرح الدر المختار مع شرحه ردالمختار باب صفته الصلوة ص ۵۳۱ ج ۱ اور اکثر فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنی طرف ہو کر بیٹھنے کا تھا کما ذکر الشراح وعلیه عمل اکابر ناکذا فی فتاوی دار العلوم دیوبند جدید ص ۱۹۳ البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں روبقبلہ دعا مانگ کر سنتوں کے لیے کھڑے ہو جانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شوہر پردیس میں ہو اور عورت کے ہاں بچے ہو جائیں تو کیا وہ ثابت النسب ہوں گے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ایک شخص شادی شدہ ہو کر اپنی بیوی کو چھوڑ کر کہیں نوکری کی وجہ سے باہر جاتا ہے اور وہ اپنی بیوی سے خط و کتابت سے ملاقات کرتا ہے اور اخراجات بھی دیتا ہے۔ پھر وہ پندرہ سال کے بعد اپنے گھر واپس آ جاتا ہے تو اس کی بیوی پانچ بچوں کی ماں بنی ہوئی ہوتی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر یہ مسئلہ طے کر دیں کہ یہ بچے حلالی ہیں یا حرامی۔

سراج الدین قوم جھبیل علاقہ جلال پور

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں یہ اولاد اسی کی ہوگی جس کا نکاح ہے اور وہ اس کی وارث بھی ہوگی اور اس کی اولاد کہلائے گی اور ان کو حلالی ہی سمجھا جائے گا۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی خرق عادت طریقہ سے ازدواجی علاقہ قائم رکھتا ہو۔ درمختار ص ۵۵۰ ج ۳ میں ہے کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة ولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره کرامة او استخداماً۔

ابوالانور محمد غلام سرور القادری نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۴ جون ۱۳۲۸ء

الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پرویزی کی نماز جنازہ پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کہ مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز جس کو جمہور علماء امت نے کافر قرار دیا ہے۔ اس کا ایک پیروکار ہم عقیدہ ہم مسلک اور مبلغ مر گیا ہے۔ جبکہ جمہور علماء امت نے پرویز متبعین کو بھی خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ اس پرویزی پر اہل سنت والجماعت کے ایک پیش امام

نے جنازہ پڑھا ہے۔لہٰذا شریعت اسلامی میں مذکورہ امام کا کیا حکم ہے۔نماز جنازہ کی اس امامت کے بعد اس امام کے پیچھے اقتدا جائز ہے۔

پیر مبارک شاہ محلہ پیران مردان

﴿ج﴾

امت مسلمہ کے تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ غلام احمد پرویز بوجہ انکار حدیث کافر ہے۔لہٰذا اس فرقہ سے تعلق رکھنے والا پرویز کا متبع و پیروکار بھی کافر ہوگا اور کافر کا نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔لہٰذا جس سنی پیش امام نے اس پرویزی کا جنازہ پڑھا ہے اگر اس کو اس کے پرویزی ہونے کا علم ہو یا اس کا پرویزی ہونا بالکل ظاہر اور معروف ہو تو اس نے بڑا ناجائز کام کیا ہے اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔مسلمانوں کو اُسے امامت سے معزول کرنا چاہیے۔البتہ اگر یہ صدق دل سے علانیہ توبہ کرلے اور عوام مسلمانوں کو اس پر اعتماد ہوجائے تو اس کی امامت درست ہوگی اور اس کو امام رکھنا بھی جائز ہوگا۔کما فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له. وفی الکنز ص ۳٦ و کره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چچا اور نانا میں سے لڑکی کے عقد کا حق کس کو حاصل ہے

﴿س﴾

ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا والد فوت ہوگیا۔اس لڑکی کی پرورش نانی کے پاس تھی۔لڑکی کی والدہ نے دوسری جگہ عقد نکاح کرلیا ہے۔اس لڑکی کا ایک چچا بھی تھا۔اس لڑکی کی عمر بارہ سال کی تھی۔اس لڑکی کا عقد نکاح چچا کرسکتا ہے یا نانا یا خود قبول کرسکتی ہے۔لڑکی کا چچا اور نانا کا آپس میں جھگڑا ہے۔چچا کہتا ہے میں عقد نکاح کر سکتا ہوں۔اس لڑکی کا نانا کہتا ہے میں کرسکتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بستی جاکڑھ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بارہ سالہ لڑکی اگر نابالغہ ہے تو مسئولہ صورت میں اس کا ولی نکاح چچا ہے نانا نہیں۔اگر چچا کی اجازت کے بغیر نانا نے نکاح کیا تو یہ نکاح چچا کی اجازت پر موقوف رہے گا۔اگر چچا نے نکاح کو رد کردیا تو نکاح ختم ہوجائے گا۔

الحاصل مسئولہ صورت میں چچا نکاح کرسکتا ہے نانا نہیں کرسکتا اور اگر بارہ سالہ لڑکی ماہواری کی وجہ سے بالغہ ہو تو اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کرسکتا۔قال محمد الاب احق لانه یملک

التصرف فی المال والنفس ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوهما علی هذا الترتیب ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم بنوهما علی هذا الترتیب الخ قاضی خان ص ۳۵۵ ج ۱ ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۲ھ

ناجائز طریقے سے پیدا ہونے والا لڑکا اس بدکار شخص کا وارث نہیں ہوسکتا' محرم عورتوں سے رشتہ کرنے اور غیر متعلق عورتوں سے بدکاری کرنے والے سے تعلق قطع کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ افراد متعلقہ محمد ابراہیم باپ، غلام رسول، غلام باری، محمد شریف ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، محمد ابراہیم کے حقیقی بیٹے، رشیدہ بیگم منکوحہ برکت علی، بشیراں بی بی حقیقی بھانجی، محمد شریف اور اس کے بھائی۔محمد شریف عمر ۴۵ سال غیر شادی شدہ ہے۔وکالت کے علاوہ بیس پچیس ہزار روپے سالانہ آمدنی کا زمیندار ہے۔محمد شریف نے رشیدہ بیگم سے ناجائز تعلقات قائم کرلیے اور اس کے خاوند برکت علی کو انگلینڈ بھجوا دیا۔رشیدہ بیگم کا لڑکا پیدا ہوا اور اس نے اپنے خاوند سے طلاق حاصل کرنے کے لیے عدالت کی طرف رجوع کیا۔برکت علی طلب کرنے پر ولایت سے آکر ہائی کورٹ میں پیش ہوا۔طرفین سے مقدمات ہوئے۔ہائی کورٹ لاہور میں محمد شریف ایڈووکیٹ نے تسلیم کیا کہ لڑکا اس کے نطفہ سے ہے۔ہائی کورٹ نے وکیل پتہ ہونے کے باعث رحم کھاتے ہوئے برکت علی سے ہر قیمت پر صلح کرنے کا مشورہ دیا۔محمد شریف نے نقد سولہ ہزار روپیہ، رشیدہ بیگم اور لڑکا برکت علی کے حوالے کیے اور جان چھڑائی۔برکت علی اپنے بیوی بچوں سمیت واپس انگلینڈ چلا گیا۔پاسپورٹ میں ناجائز حمل سے پیدا شدہ لڑکے کو اپنا لڑکا درج کروایا۔بعدہ محمد شریف نے اپنی حقیقی بھانجی بشیراں بی بی شادی شدہ سے ناجائز تعلقات استوار کرلیے۔اس عیش ونشاط اور ٹھاٹھ سے لاہور چند ماہ گزارنے پر بشیراں نے اپنے خاوند کے گھر بسنے سے انکار کردیا۔محمد شریف وکیل کی کوششوں سے طلاق حاصل کرلی۔بشیراں بی بی کی حقیقی والدہ عرصہ سے فوت ہوچکی ہے۔والد اور سوتیلی والدہ موجود ہیں۔محمد شریف والدین کے ہمراہ ایک ہی مکان میں رہتے سہتے کھاتے پیتے ہیں۔محمد ابراہیم نے جائیداد تینوں بیٹوں کو تقسیم کر دی ہے۔وافر حصہ محمد شریف کو عطا فرمایا ہے۔غلام رسول، غلام باری کے ہاں اولاد کی بھی اولاد ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ ناجائز حمل سے پیدا شدہ لڑکا محمد شریف کی جائیداد کا وارث قرار پاتا ہے۔لڑکا انگلینڈ میں والدین کے ہمراہ ہے۔محمد شریف کھلے بندوں اعلان کرتا ہے کہ جائیداد اس لڑکے کو دے کر رہوں گا۔

نثار احمد نمبردار چک پٹواریاں براستہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

﴿ج﴾

الولد للفراش وللعاهر الحجر الحدیث ۔لڑکے کا نسب زنا سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔اس کے اقرار بالزنا کے باوجود یہ لڑکا شرعاً اس کا لڑکا نہیں ہے۔ بلکہ لڑکا برکت علی کا بیٹا شمار ہوگا۔اس لیے یہ لڑکا کسی طرح بھی محمد شریف مذکور کا وارث نہیں ہوسکتا۔البتہ محمد شریف اس کے لیے اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت کرنے کا مجاز ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۸۸ھ

﴿س﴾

اسلام کے کسی فرقہ کی فقہ محمد شریف کو حقیقی بھانجی سے عقد کی اجازت دیتی ہے؟

﴿ج﴾

قطعاً نہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۸۸ھ

﴿س﴾

ان حیا سوز حالات کے تحت اگر غلام رسول۔غلام باری اپنی بیوی یا بیٹیوں کو محمد شریف کے رہائشی مقام میں جہاں والدین بھی رہتے سہتے کھاتے پیتے ہیں جانے کی اجازت نہ دیں یا غیرت وحمیت کے باعث خود بھی نہ جائیں۔تو از روئے شریعت کس حد تک گنہگار ہیں۔شریعت محمدی کس حد تک والدین، بھائی اور اس بھانجی کے ساتھ رواداری کی اجازت دیتی ہے یا پابند کرتی ہے۔جبکہ غلام رسول اور غلام باری کی اب اولاد کی بھی اولاد ہے۔

﴿ج﴾

اگر محمد شریف کی یہ حالت قائم ہے اور اس طرح کے ناجائز اور حرام افعال سے توبہ نہیں کرتا۔تو اس سے تعلق بالکل نہیں رکھنا چاہیے نہ خود وہاں جائیں۔نہ بال بچوں کو جانے دیں۔علانیہ توبہ کرنے کے بعد گنجائش نکل سکتی ہے۔والدین کو بھی اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کوکا کولا، شیزان اور لائف بوائے صابن کا استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند مشروبات جو اس وقت ہمارے ہاں رائج ہیں

جیسے فانٹا، سیون اپ، کوکا کولا، کینیڈا ڈرائی۔ان چار قسم کے مشروبات ہمارے لیے پینا جائز ہے۔شیزان مرزائیوں کی ملکیت میں ہے۔اس کا پینا بھی جائز ہے کہ نہیں۔لائف بوائے صابن، لکس صابن کا استعمال جائز ہے کہ نہیں۔نیز ناجائز کی وجہ کیا ہے اور اس کے علاوہ کون سے مشروبات اور صابن ہمارے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔

مظفر احمد بنگال متعلم مدرسہ دار العلوم ملتان

﴿ج﴾

یہودی کمپنیوں کا مال خریدنا اور ان کو نفع پہنچانا جائز نہیں ہے۔یہودی اسلام کے خلاف آج وہ محارب ہیں۔ان کے ارادے یہ ہیں کہ حجاز مقدس بالخصوص مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا اور اس کے گرد ونواح کو فتح کریں۔ان کے زعم میں یہ دراصل یہودی علاقے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ یہود مدینہ، بنی نظیر، بنی قریضہ، بنی قینقاع، یہود خیبر، ان علاقوں کے مالک تھے اس حالت میں کوئی ایسی چیز بازار سے نہ خریدی جائے جس سے یہودیوں کی مالی پوزیشن وَلاَ یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نیلاً الا کتب لهم به عمل صالح ۔نیلاً نکرہ ہے تحت النفی مفید استغراق ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دشمن کو کسی طرح کا کوئی بھی نقصان پہنچانا عمل صالح ہے۔فقہاء کی عبارات سے بھی اس طرح کے حوالہ جات نقل کیے جا سکتے ہیں کہ مسلمانانِ عالم کو اجتماعی طور پر یہودیوں کے اموال تجارت کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی لاپتہ غیر مسلم کا قرضہ دینا ہو تو کیا کیا جائے

نماز جنازہ جہری نیت کے بغیر پڑھانا' نماز جنازہ کے بعد دعا نہ مانگنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے قرضہ دینا ہے کسی کافر ہندو کا وہ قرضہ کہاں خرچ کرے۔

ہمارے علاقہ میں ایک مولوی صاحب نے جنازہ پڑھایا نماز پنج گانہ کی طرح نیت باندھی بعد از نماز جنازہ بغیر دعا کے اٹھایا گیا۔وہ مولوی فرمانے لگے نیت نماز جنازہ ظاہر پڑھنا غلط ہے۔نیت ہے ارادہ دل کا کافی ہے۔بعد از نماز جنازہ کے دعا غلط ہے حالانکہ بڑے بڑے بزرگوں کو دیکھا ہے۔کیا شرع کے لحاظ سے عمل مولانا کا درست ہے یا نہ۔معتبر کتابوں کا حوالہ بخشیں۔یہ ایک نیا طریقہ نماز جنازہ ایجاد ہوا۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

زید نے جس شخص کا قرض دینا ہے اگر وہ شخص ان کو معلوم ہو تو یہ رقم خود اس قرض خواہ کو دینا لازم ہے۔اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کی فوتیدگی کی صورت میں اس کے وارثوں کو واپس کر دینا ضروری ہے۔اگر خود اس کے

وارث معلوم نہ ہوں اور بالکل لاپتہ ہوں تب اس صورت میں اس رقم کو فقراء ومساکین میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔(الف) نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں زبان سے کہنا ضروری نہیں اگر کہے بہتر ہے۔البتہ نیت لوگوں کو سنانا ضروری نہیں۔والمستحب فی النیة ان ینوی یقصد بالقلب ویتکلم باللسان کان یقول اصلی صلوة الخ ولونوی بالقلب ولم یتکلم باللسان جاز بلا خلاف بین الائمة لان النیة عمل القلب لا عمل اللسان والستحب ضمه الیه لما ذکرنا (غنیة المستملی ص ۲۵۱)
بحوالہ فتاوی دار العلوم جلد دوم ص ۱۴۷

الخامس النیة بالاجماع وھی الارادة لا العلم والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادة الخ. والتلفظ بھا مستحب وھو المختار الخ وقیل سنة یعنی احبه السلف او سنة علماء نا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابة ولا التابعین بل قیل بدعة (درمختار جلد ۲ ص ۴۱۴) نقله فی الفتح وقال فی الحلیة ولعل الا شبه انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزیمة الخ فلا جرم انه ذھب فی المبسوط و الھدایة والکافی الی انه ان فعله لیجمع عزیمة قلبه فحسن (رد المحتار باب شروط الصلوة بحث النیة جلد ۲ ص ۴۱۲)

نماز جنازہ کے بعد متصلا قبل از دفن ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ دعا مانگنا مشروع نہیں مکروہ ہے۔کما فی ردالمحتار باب صلوة الجنازة تحت قوله ورکنھا التکبیرات ۲۱۰ ج ۲ فقد صرحوا عن آخرھم بان صلوة الجنازة ھی الدعاء للمیت الخ وفی خلاصة الفتاوی ص ۲۲۵ ج ۱ لا یقوم بالدعاء بعد صلاة الجنازة ومثله فی البزازیة وفی البحر الرائق ص ۱۸۳ ج ۲ وقید بقوله بعد الثالثة لانه لا یدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصة وعن الفضلی لا بأس به اه وقال فی البر جندی شرح مختصر الوقایة ص ۱۸۰ ج ۱ ولا یقوم بالدعاء بعد صلوة الجنازة لانه یشبه الزیادة فیھا کذا فی المحیط وعن ابی بکر بن حامد ان الدعاء بعد صلوة الجنازة والصلوة علیھا ولا یدعو للمیت بعد صلوة الجنازة لانه یشبه الزیادة فی صلوة الجنازة۔ان فقہی جزئیات سے معلوم ہوا کہ میت کے جنازہ کے بعد اور کچھ دعا نہ کرے کہ صلوة جنازہ خود دعا للمیت ہے۔ان دلائل کے علاوہ یہ بھی واضح ہو کہ جس چیز کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وسلف صالحین سے ہرگز نہ ہو اس پر التزام کرنا اور اس کو موجب ثواب کہنا اور تارکین پر انکار کرنا اور ان سے اختلاف ونزاع پیدا کرنا بدعت سیئہ ہے۔من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھورد (الحدیث مشکوٰة) اور اس ہیئت کے ساتھ کہیں دعا منقول نہیں ہے۔اس لیے اس کا ترک لازم ہے۔

ہاں دفنانے کے بعد وہیں کھڑے ہو کر میت کے لیے مغفرت اور تثبیت کی دعا مانگنی شرعاً جائز ہے اور حدیثوں سے ثابت ہے۔کما فی المشکوٰة ص ۲۶ وعنه (ای عن عثمانؓ) قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له بالتثبیت فانه الان یسال (رواہ ابوداؤد)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ شعبان ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ شعبان ۱۳۸۸ھ

لڑکی کی ایک جگہ منگنی کر کے دوسری جگہ نکاح کرنا

جس جنبی نے شدید سردی کی وجہ سے تیمم کیا ہو کیا دھوپ نکلنے کے بعد اعادہ غسل واجب ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کی دعاء خیر اس کے والد نے اپنے بھتیجے سے کر دی تھی۔ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا۔اپنے بھتیجے کو نہیں دی تو کیا دعاء خیر سے اس کا نکاح سمجھا جائے گا یا دوسرا نکاح نافذ ہو جائے گا۔

اسی مذکورہ لڑکی کا نکاح جب دوسرے آدمی سے باپ نے کر دیا اس وقت لڑکی حاملہ من الزنا تھی تو کیا حالت حمل میں اس کا نکاح جائز ہے۔نکاح غیر زانی سے کیا گیا ہے۔اگر نکاح صحیح ہے تو وہ ناکح عورت سے وطی کر سکتا ہے یا نہ۔

ایک شخص یعنی اکرم نے بشیر کی والدہ سے زنا کیا۔اب اکرم (زانی) کا لڑکا ہے اور بشیر کی لڑکی ہے۔تو اکرم کے لڑکے کے نکاح میں بشیر کی لڑکی آ سکتی ہے یا نہیں۔تشریح فرما دیں۔

ایک شخص کو غسل کرنے کی ضرورت ہوئی لیکن شدید سردی کی وجہ سے اس نے تیمم کر لیا۔کیونکہ نہ اس کے پاس لحاف ہے نہ کوئی گرم کپڑا تو اب جب دھوپ نکل آئی اور سردی جاتی رہی کیا اعادہ غسل واجب ہے یا نہ جبکہ دوسری دفعہ جنابت لاحق نہیں ہوئی۔اگر اعادہ غسل واجب ہے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تیمم کے رافع ہونے کا کیا مقصد ہے اور پھر تیمم غسل کا من کل الوجوہ جب خلیفہ ہے تو اعادہ کیوں واجب ہے اور فتیمموا صعیداً طیباً امر کا صیغہ ہے اور احناف کے نزدیک امر تکرار کو مقتضی نہیں۔تو غسل کی صورت میں تکرار آتا ہے۔کیونکہ خلیفہ جو ہوا تو اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر ثواب دارین حاصل فرما دیں۔

﴿ج﴾

اگر با قاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا گیا۔ صرف منگنی یا وعدہ نکاح کی رسم منعقد کی گئی ہے تو اس سے نکاح نہیں ہوتا اور دوسری جگہ نکاح صحیح ہے۔

حاملہ من الزنا کا نکاح جائز ہے۔ وصح نکاح حبلی من الزنا لا حبلی من غیرہ (الی قولہ) وان حرم وطؤها و دواعیه حتی تضع (درمختار ص ۴۸ ج ۳)

غیر زانی کے لیے وضع حمل سے پہلے ہم بستری جائز نہیں۔

زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع کا نکاح آپس میں جائز ہے۔ ویحل لاصول الزانی و فروعه اصول الزنی بها و فروعها شامی ص ۳۲ ج ۳

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۲ھ

جس شخص پر الزامات ہوں اُس کو امام نہ بنایا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مولوی جو کہ بستی کا پیش امام بھی ہے اور بچوں کو تعلیم بھی دیتا ہے۔ پہلے بھی ایک بستی میں تھا۔ وہاں سے لوگوں نے بدکرداری کی وجہ سے اس کو نکال دیا۔ اب دوسری مسجد میں دوسری جگہ امام ہے۔ بدکرداری اس کی یہ ہے کہ وہ بچوں سے لواطت کرتا ہے اور کئی لوگوں نے اس کو یہ فعل بد کرتے دیکھا ہے اور جن لوگوں کے بچوں سے لواطت کی ہے وہ غریب طبقہ کے لوگ ہیں۔ اور جن لوگوں نے امام رکھا ہوا ہے وہ امیر لوگ ہیں یہ لوگ امام کے خلاف ایسی بات سننا برداشت نہیں کرتے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں۔ اس امام نے ساری زندگی میں شادی نہیں کی۔ اب سفید ریش ہے اسی فعل بد میں وقت چلا رہا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے اور جن لڑکوں سے لواطت کی ہے وہ لڑکے اقرار بھی کرتے ہیں اور تنگ آ کر لڑکے اس کے پاس سے پڑھنے سے ہٹ گئے اور کچھ اس کے پاس پڑھتے ہیں۔ جن سے وہ لواطت کرتا ہے ان کو میٹھا وغیرہ اور کبوتر وغیرہ بھی خرید کر دیتا ہے اور اگر لوگوں کو یہ بات اس کی بتلائی جائے تو وہ مانتے نہیں اس کے ساتھ بھی کافی لوگ ہیں جو کہ اس کا ساتھ دیتے ہیں اور اگر مولوی صاحب کو کہا جائے کہ یہ کام تیرے لیے ٹھیک نہیں ہے تو وہ انکار کر دیتا ہے اور قرآن اٹھا لیتا ہے اب ایسے شخص کے ساتھ کیا کیا جائے اور ان کا نکاح پڑھانا جائز ہے یا کہ نہیں لوگوں کے نکاح بھی پڑھاتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ فعل شدید ترین گناہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام پر اس فعل بد کی وجہ سے عذاب آیا تھا۔ انسانیت بلکہ حیوانیت سے بھی گرا ہوا قبیح فعل ہے۔ مسلمان تو اس کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ جو شخص اس فعل بد سے متہم ہو ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے جب تک با قاعدہ ثبوت نہ ہو جائے اور دو گواہ چشم دید گواہی نہ دے دیں۔ گواہ بھی معتمد ہوں۔ اس وقت تک ثبوت شرعی تو نہیں ہو سکتا لیکن جس شخص کے متعلق اس قسم کے الزامات ہوں اور وہ اس طرح کے الزامات میں ملوث اور متہم ہو اس کو امام کا اعلیٰ مقام ہرگز نہ دیا جائے۔ امامت کے لیے پرہیزگار، متقی عالم کو منتخب کیا جائے اور اس شخص کو معزول کر دیا جائے۔ باقی اس کا پڑھا ہوا نکاح جائز نکاح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۳۸۸ھ

مدت حمل زیادہ سے زیادہ دو سال ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی ہمت علی فوت ہو گیا۔ تو متوفی کے شرعی وارثان بازگشت میں اس کی ایک زوجہ مسماۃ مریداں بھی رہی اور رسم فاتحہ خوانی پر دیگر ورثاء کے روبرو مسماۃ مذکور نے کہلایا کہ متوفی زوجہ ام سے میرے حمل ہے جو بعد ازاں علاج معالجے کرتی رہی۔ متوفی مذکور کی یوم وفات کے بعد تیسرے برس مسماۃ مریداں کے پیٹ سے ایک بچی ہوئی یعنی وفات کے پورے صحیح تین سال بعد بچی پیدا ہوئی۔ اب کیا حکم ہے۔ یہ بچی مسمی ہمت علی کی شمار ہو گی یا نہ اتنی مدت تک حمل پیٹ میں رہ سکتا ہے یا نہ۔ تفصیلی جواب کی ضرورت ہے اور جلدی ضرورت ہے۔ تا کہ مسئلہ کا صحیح علم ہو سکے۔ جبکہ مسماۃ مریداں نے نہ اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار کیا اور نہ کسی دوسرے سے نکاح کیا۔

فقیر غلام سرور سیال مقام جھمٹ شمالی ڈاک خانہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے۔ یعنی چھ مہینے سے پہلے پیدا نہیں ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس تک پیٹ میں رہ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔ عدت وفات کی صورت میں اگر چہ عورت عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کر چکی ہو لیکن جب بچہ خاوند کے مرنے کے وقت سے پورے دو سال بعد میں پیدا ہو جائے تو اس کا نسب شرعاً مرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں اس بچی کا نسب ہمت علی سے شرعاً ثابت نہیں۔ واکثر مدة الحمل سنتان واقلها ستة اشهر (شرح وقایہ ص ۱۲۶ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۹۱ھ

اغواشدہ منکوحہ کی میراث کس کی ہوگی، اوراغواکنندہ کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد کس کی شمار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ اللہ جوایا ولد غلام محمد اور مائی حاجاں ۔ یہ آپس میں میاں بیوی ہیں ۔ یعنی شرعی نکاح کیا ہوا ہے اور احمد بخش ولد نبی بخش مائی حاجاں کو اغوا کر گیا ۔ کافی مدت احمد بخش کے پاس رہتے ہوئے تین لڑکیاں اور تین لڑکے بھی پیدا ہوئے ۔ اسی عرصہ میں مائی حاجاں کا والد فضل خان فوت ہو گیا ۔ اس کی جائیداد شرعی طریقہ سے تقسیم ہونے پر مائی حاجاں کو بھی حصہ ملا ۔ اب مائی حاجاں بھی فوت ہو گئی ہے ۔ اس کے پیچھے تین لڑکیاں اور تین لڑکے اور حقیقی خاوند موجود ہے ۔ یہ اولاد جو مغویہ کے گھر پیدا ہوئی ہے شرعاً کس کی ہوئی اور جو جائیداد مائی حاجاں چھوڑ گئی ہے وہ شرعاً کس طرح تقسیم ہوگی ۔

قرآن وسنت کی روشنی میں واضح فرما کر مشکور فرمائیں ۔ بینوا توجروا

محمد رمضان ولد فضل خان قوم سوئیگی موضع کوٹ ملک سکنہ دوکوٹہ تحصیل میلسی

﴿ج﴾

عورت منکوحہ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہو وہ شرعاً ناکح کی ہوتی ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر ۔ شرعاً متروکہ مائی حاجاں کا بعد ادا کرنے خرچ کفن ودفن وقرضہ ووصیت جائزہ کے بارہ حصہ ہو کر تین حصہ اس کے ناکح اللہ جوایا کو ملیں گے اور دو دو حصہ ہر سہ پسران کو اور ایک ایک حصہ ہر سہ دختران حاجاں مائی کو ملیں گے ۔ بشرطیکہ بیان وارثوں کا حسب الصدر درست ہو اور کوئی وارث کسی وجہ شرعی سے محروم بھی نہ ہو ۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ
۶ ذی قعدہ الحرام ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

میت کو اگر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو قبر سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم مدت مدید سے ایک مرحوم بزرگ کی زیارت کو ہر سال جاتے ہیں جو کہ ہمارے گاؤں سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے اس کے ایک طرف پیزو کی نور (درد) پانی کی بہتی ہے نور کا پانی زمین کو تراشتے تراشتے قبر تک پہنچ گیا ہے فی الحال میت کو لے جانے کا خطرہ ہے لہٰذا عارض ہوں کہ اس میت کو نکالنا اور دوسری جگہ دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا کتاب کا حوالہ دینا از حد مہربانی

ہوگی تاکہ یہاں کے علماء صاحبان پھر تنگ نہ کریں ۔

نوٹ: میت کے نکالنے اور دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے کون سے ایام یا ماہ بہتر ہوگا ۔

محمد اکبر تحصیل ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

درمختار ص ۲۳۷ ج ۲ میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعه الخ اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال میں میت کا نکالنا درست نہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ صفر ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۹ھ

مدرسہ کے چندہ سے اپنے لیے زمین خرید کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید ایک دینی درسگاہ بنانے کے لیے جمیع مسلمانان سے چندہ جمع کرتا ہے اس درس گاہ سے اراضی خریدتے وقت اراضی مذکورہ ادارہ کی بجائے اپنے نابالغ پسر کے نام سے خریدتا ہے ۔ شرعاً اس کا یہ عمل جائز ہے یا کہ نہیں ۔

نیز کسی ہم عقیدہ ایسا مسلمان جس نے درس گاہ کے لیے چندہ نہ دیا ہو اس کی وضاحت طلب کر سکتا ہے کہ نہیں ۔

چودھری عبدالرحمٰن بی ڈی ممبر ایل بازار چنیوٹ

﴿ج﴾

دینی درسگاہ کے لیے جو چندہ کیا گیا ہے اس چندہ سے دینی درس گاہ کے نام کے بجائے اپنے نابالغ پسر کے نام سے زمین خریدنا درست نہیں ۔ بلکہ یہ اراضی ادارہ کے نام سے خریدے اور ادارہ کے نام وقف کرے ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۸۹ھ

فرض اور نفل نمازوں کے بعد دعا کی مفصل تحقیق

دعا کے اختتام پر آیت ''ان الله وملئكته'' کو بلند آواز سے پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق کہ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا مانگنے کا کیا طریقہ تھا۔

دعا آپ فرض نماز کے بعد مانگتے تھے یا سنتوں سے فراغت کے بعد۔

کیا آپ فرض نماز پڑھنے کے بعد سنتیں مسجد میں پڑھا کرتے تھے یا دولت خانہ پر۔

جناب کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم، حضرت علی رضی اللہ عنہم کا نماز کے بعد کیا معمول تھا۔

چاروں ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا دعا کے متعلق کیا مذہب ہے۔

کیا احادیث یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کسی قول وفعل سے، اسی طرح ائمہ اربعہ کے کسی قول سے یہ بات ثابت ہے کہ دعا کے ختم پر امام باآواز بلند آیت کریمہ ان الله وملائكته الخ تک پڑھے اور مقتدی باآواز سن کر بلند آواز سے درود شریف پڑھیں ان سوالات کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

عبدالعزیز ولد نبی بخش

﴿ج﴾

روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور آپ کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی اُمید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللهم انت السلام الخ یا اس سے کسی قدر زیادہ مقدار کی دعا مانگنا بھی جائز ہے اور خود سرور کونین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ بھی احادیث سے صاف واضح اور لائح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنن ونوافل مکان میں پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی اس پر عمل درآمد کرتے تھے۔ حدیث شریف میں کئی طریقہ سے آیا ہے ای الدعاء اسمع وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم جوف اليل الآخر ودبر كل صلوة مكتوبات رواه الترمذى مشكوٰة ص ۸۹ وعن ابى امامة انه قال مادوت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فى دبر صلوة مكتوبة ولا تطوع الا سمعته يقول اللهم اغفرلى ذنوبى وخطاياى كلها

الخ اخرجه ابن السنى فى عمل اليوم والليلة وعن ثوبان ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان ينصرف من صلوته استغفر ثلاث مرات ثم قال اللهم انت السلام الخ مشكوٰة ص ۸۸ اجرج الطبرانى من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعا بعد مكتوبة افضل الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة وعن عائشه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت رواه مسلم مشكوٰة ص ۸۸ الخ افضل صلوة المرء فى بيته الا المكتوبة وعن عبدالله بن شقيق قال سالت عائشةؓ عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كان يصلى فى بيته قبل الظهر اربعاً ثم يخرج على بالناس الظهر ثم يدخل فيصلى ركعتين ثم يخرج فيصلى بالناس العصر ويصلى بالناس المغرب ثم يدخل فيصلى ركعتين ثم يصلى بالناس العشاء ويدخل فى بيتى فيصلى ركعتين الحديث مشكوٰة ص ۱۰۴ الحاصل اس میں کوئی شک نہیں کہ نوافل اور سنن کے بعد دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے اور کبھی اتفاقاً کسی نے امام کے ساتھ دعا مانگ لی تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کلام تو اس میں ہے کہ ساری جماعت امام کے فارغ ہونے کی منتظر بیٹھی رہتی ہے اور اس کا اس قدر التزام کیا جاتا ہے کہ پہلے اُٹھ جانے کو معیوب سمجھا جاتا ہے اور اس پر انکار ولعن طعن کیا جاتا ہے۔ اگر امام زیادہ دیر تک نوافل میں مشغول رہا تو بھی کافی دیر تک انتظار کی زحمت اُٹھائی جاتی ہے۔ امام بھی اس کا اس قدر التزام کرتا ہے کہ اگر زیادہ دیر تک نوافل اوابین وغیرہ پڑھنا چاہتا ہے تو پہلے دعا مانگ کر مقتدیوں کو فارغ کر کے مزید نوافل میں مشغول ہوتا ہے۔ غرضیکہ امام اور مقتدین دونوں کی طرف سے مثل واجب اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ پھر دعا میں مخصوص طریق التزام کیا جاتا ہے امام کے ساتھ بحیثیت اجتماعیہ دعا مانگنا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں جس کا وجود ہی ثابت نہ ہوا سے وجوب کا درجہ دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ جو امر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرون مشہود بہا بالخیر سے ثابت نہ ہوا سے ثواب تصور کرنا یہ سمجھنے کے مترادف ہے کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے دین کو سمجھا نہیں یا پوری طرح پہنچایا نہیں۔ اس لیے دین ناقص رہا جس کی تکمیل آج ہم کر رہے ہیں۔ حالانکہ ارشاد ہے اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا آج ہم اپنے عمل سے اس آیت کریمہ کی تکذیب کرتے ہیں۔ چونکہ اکمال دین اور اتمام نعمت ہو چکا تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهورد اور فرمایا عليكم بستنى سنة الخلفاء والراشدين المهديين عضوا عليها بالنوا جذ اور فرمایا كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة دو امر ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے مباح بلکہ مندوب امور بھی ناجائز ہو جاتے ہیں۔ التزام خواہ نفس

فعل کا ہو یا کسی خاص زمان یا مکان یا ہیئت وکیفیت کا۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم لا تختصو لیلة الجمعه بالقیام ولا یوم الجمعه بالصیام وقال فی شرح التنویر ۱۲۰ ج ۲ کل مباح یودی الیه (الی الوجوب) فمکروه (باب سجود التلاوة) قال الطیبی فی شرح المشکوة فی التزام الانصراف عن الیمین بعد الصلوة. ان من امر علیٰ مندوب رجعله منظر ولم یعمل بالرخصه. فقد اصاب منه الشیطان ۔کوئی مباح یا مندوب فعل ایسی کیفیت سے کیا جائے کہ عبادت مخصوصہ پر زیادتی کا موہم ہو۔ مثلاً سجدہ عبادت ہے مگر نماز کے بعد موہم زیادہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ قال فی الھندیة ص ۱۳۶ ج ۴ واما اذا سجد بغیر سبب فلیس بقربة ۔ ولا مکروه وما یفعل عقیب الصلوة مکروه لان الجهال یعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح یؤدی الیه فمکروه ھکذا فی الزاهدی (آخر باب سجود التلاوة) اس طرح میت کے لیے دعا مانگنا ثواب ہے۔ مگر صلوۃ جنازہ کے بعد مکروہ ہے۔ ولا یدعوا للمیت بعدالصلوة الجنازة لانه یشبه الزیادة فی صلوة الجنازة (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ص ۱۷۰ ج ۴) دعا مجوث عنہا میں عدم جواز کے سبب موجود ہیں۔ التزام بھی اور موہم زیادہ ہو بھی اگر یہ دعا ثابت ہوتی اور مندوب بھی ہوتی تب بھی ناجائز ہو جاتی۔ چہ جائے کہ اس کا ثبوت اور وجود ہی نہ ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص ۱۳۱) اس طرح درود شریف یا آیة ان الله والملئکته الخ پڑھنے میں اگرچہ بلاشبہ بہت بڑا ثواب ہے۔ مگر نماز کے بعد اس مخصوص طریقہ سے اس کو ضروری اور لازم سمجھنا درست نہیں ہے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین سے یہ طریقہ ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۷ رجب ۱۳۸۹ھ

اہل میت کا بکری وغیرہ ذبح کر کے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنا

﴿س﴾

چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مثلاً زید فوت شود پس تکفین وتجہیز او ہر کس وناکس برائے اعانت شرکت می کنند واہل میت در آن روز برائے آن شرکاء لازماً علی سبیل الوسعۃ یک گوسفندے یا بزے یا گائے وغیرہ ذبح می کنند برائے اوشان طعام می سازند حتی کہ این اکنوں رسم شدہ است کہ اگر اہل میت ایں چنیں کنند مطعون ومعیوب وبے وقار مذکور کردہ شوہ فلہذا مسئلہ مسئول است چنیں قسم طعام کہ دادہ شد وخوردہ شود در مذہب حنفیہ حلال است یا حرام امید است کہ با دلائل قطعیہ وحوالجات مسئلہ مذکورہ را واضح فرمایند بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

طعام مہمانی کہ از پس موتی پزند اول این خود ناروا ومکروہ تحریمی است بچند وجہ یکے آنکہ در بحر الرائق ودیگر کتب تصریح کردہ اند کہ ضیافت ومہمانی در سرور وشادی مشروع است نہ در شرور ومصائب وغمی فرستادن طعام روز اول بخانہ کسیکہ موت شدہ باشد مسنون ست نہ آنکہ از ان کس طعام طلب کنند صریحا یا آنکہ اگر او تیز وطعن بروکنند کہ ہم طلب است پس بخوف این طلب او طعام پختہ میکنند دوم آنکہ در حدیث جریر بن عبداللہ البجلی است کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ یعنی ما ہمہ اصحاب جمع شدن مردم نزد اہل میت سوائے خدمت تجہیز وتکفین را بن را کہ تیار کنند اہل میت طعام را از نوحہ می شمردیم ونوحہ خود حرام است پس این اجتماع مردم وساختن طعام ہم ناروا وحرام خواہد بود سوم آنکہ در کتب شرع مصرح ست کہ این صنع طعام از اہل میت از رسوم وعادات جاہلیت عرب بود چوں اسلام آمد ایں رسم جاہلیت موقوف کردند لہذا در عہد صحابہ وتابعین ایں رسم منقول نیست پس آنچہ درمیان کلمہ گویان عوام رسم سوم ودہم وبستم وچہلم وششماہی وسال رواج یافتہ ہمہ ناروا است واجتناب ازان ضروریست، وبعد ازانکہ این طعام خبیث پختہ شد بجز فقیر ومحتاج دیگرے نخورد، زیرانکہ حکم مال خبیث ہمیں تصدق بر فقراء ست باید دانست کہ صدقات برائے اموات بسیار مفیدست در مذہب حق اہل سنت وجماعت لیکن مفید بشرطے ست کہ این صدقات موافق حکم شرع باشند چنانکہ بناء چاہ ومسجد ونقد ولباس وغلاف وغیرہا از مال حلال بفقراء دادن کہ ایں امور بالاتفاق جائزست اما در خانہ بطور مہمانی خورانیدن خورندگان خواہ فقراء باشند خواہ اغنیاء نزد ہیچ کس جائز نیست کہ ایں رسم جاہلیت ورسم تمام ہنود ہندوستان است ودریں تشبیہ بکفار است ودر حدیث آمدہ من تشبه بقوم فهو منهم الحدیث (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۲ بتغییر یسیر) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

درج ذیل صورتوں میں زید کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی بختہ بی بی کی حقیقی بہن سے بدفعلی کا ارتکاب کیا پھر اس کے بعد اسی بیوی بختہ بی بی کے لڑکے کی بیوی سے بدکاری کی نیز اسی شخص نے اپنے ایک دوسری بیوی کے لڑکے کی بیوی سے بدفعلی کی ان صورتوں میں کیا یہ عورت مسمی بختہ بی بی زید پر حرام ہوتی ہے یا نکاح بدستور باقی ہے۔ اگر بالفرض ان صورتوں میں مذکورہ عورت حرام ہو جاتی ہے تو ان صورتوں میں بدفعلی کو ثابت کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہے تاکہ شریعت کے مطابق زنا ثابت کر دیا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

قال فی البحر ص ۹۶ ج ۳ لو وطیٔ اخت امراته بشبهة تحرم امرأة مالم تنقض عدة ذات الشبهة وفی الدراية عن الكامل ولو زنی باحدی الاختين لا يقرب الاخریٰ حتی تحيض الاخریٰ حيضة وفی الخلاصه ص ۷ ج ۲ وطی اخت امرأته لم تحرم عليه امرأة قال فی الشامية ص ۳۴ ج ۳ فالمعنیٰ لاتحرم حرمة مؤبدة والافتحرم الی انقضاء عدة الموطوئة ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے اپنی سالی کے ساتھ بدکاری کی ہے اس شخص کی منکوحہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوئی البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آ چکے اس وقت تک اس منکوحہ بی بی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ خسر نے جب اپنے بیٹے کی بیوی سے بدفعلی کی تو اس سے خسر کی منکوحہ تو اس پر حرام نہیں ہوتی اس لیے کہ حرمت مصاہرہ اپنی بیوی کی اصول وفروع کے ساتھ بدکاری یا شہوت کے ساتھ لمس سے ثابت ہوتی ہے۔ بیٹے کی بیوی یعنی بہو منکوحہ کے اصول وفروع سے نہیں البتہ وہ عورت اب خاوند کے لیے حلال نہیں رہی۔ صرح به فی الهدايه والدر المختار وغيرها من كتب الفقه لیکن عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک خاوند متارکت نہ کرے اور متارکت کی صورت یہ ہے کہ خاوند زبان سے کہے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور عملاً بھی چھوڑ دے نیز یہ حرمت اس وقت ثابت ہوگی جبکہ خاوند اس بدفعلی کو تسلیم کرے اور اگر خاوند انکاری ہو تو پھر اگر دو یا زیادہ گواہ بقواعد شرعیہ موجود ہوں تو پھر بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ هكذا فی كتب الفقه فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم صفر ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اصفر ۱۳۸۹ھ

افیون کی سمگلنگ کر کے فروخت کرنا

﴿س﴾

چہ می فرمائید علماء کرام ومفتیانِ عظام اندریں مسئلہ کہ ایک شخص تریاق (افیون) را از برائے تجارت از ملک افغانستان بہ ملک ایران بطور دزدی (سمگلنگ) در کوہ وراہ پوشیدہ بغیر از اذن ملک ایران مے بردپس دریں خرید و فروخت آن پیسہ وروپیہ کہ حاصل شود بعوض تریاق آیا خوردن ایں قیمت ومنافع جائز است یانہ واین تجارت از روئے شرع حلال است یا حرام نیز چونکہ بغیر اذن واجازت ملک ایران مے بردپس وقتے کہ آن مرد تریاق را براہ

پوشیدہ مے بردا گران مرد را بحکمہ پولیس کے اور اقتل کند وبکشد پس حکم آں مرد قتل اوا از روئے شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام چیست کہ آیا آن مقتول شہید است یا چہ حکم دارد بینوا توجروا۔

حکم اسقاط بعد از نماز جواز دارد یا نہ اگر از برائے جواز طریقہ شرعیہ است آن کدام است وچہ گونہ مے باید ہر دو جواب مدلل ضرور است۔

﴿ج﴾

اس شخص کا یہ فعل جائز نہیں البتہ منافع تجارت حلال ہیں اور اس کا قتل جائز نہیں اگر قتل کیا گیا تو شہید ہوگا۔

اسقاط کا عام طور پر جو طریقہ مروج ہے وہ ناجائز اور بدعت ہے قال فی الشامية فی باب قضاء الفوائت ص ۷۳ ج ۲ ونص عليه فی تبيين المحارم فقال لا يجب علی الولی فعل الدور وان اوصی به الميت لانها وصية بالتبرع والواجب علی الميت ان يوصی بما بقی عليه ان لم يضق الثلث عنه فان او صی باقل وامر بالدور وترک بقية الثلث للورثة او تبرع به لغيرهم فقدا ثم بترک ما وجب عليه آه وبه ظهر حال وصايا اهل زماننا فان الواحد منهم يكون فی ذمته صلوات كثيرة وغيرها من زكواة واضاح و ايمان ويوصی لذلک بدراهم يسيرة ويجعل معظم وصيته لقرأة الختمات والتهاليل اللتی نص علمائنا علی عدم صحة الوصية بها شامی وغیرہ نے حیلہ اسقاط کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ مثلاً ایک مہینہ کی نمازوں کا فدیہ کا اندازہ کر کے ایک فقیر کو تملیک کر دیا جائے اور فقیر اس کو قبول کرنے کے بعد پھر وارث کو ہبہ کر کے تملیک کر دے اور اس طرح چند بار اس ایک یا کسی اور فقیر کو تملیک کر کے ہر فقیر کو آخر میں بقدر فدیہ دے دے وانما يعطی من ثلث ماله ولو لم يترک مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلاً ويدفعه للفقير ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتی يتم (درمختار ص ۷۳ ج ۲) واضح رہے کہ شامی یا دیگر فقہاء نے جو اجازت دی ہے اس میں تصریح ہے جبکہ ثلث سے فدیہ ادا نہ ہو سکتا ہو اور یہ صورت کبھی اتفاقاً پیش آ جاتی ہے اسے مستقل رسم بنا لینے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

جو شخص لڑکیوں کے رشتہ پر روپے لیتا ہے اُس کی امامت مکروہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی زید سے کی، شادی کرنا اس شرط پر ہوا کہ زید ۳۰۰ روپے مجھ کو دے دے۔ تب شادی ونکاح دوں گا ورنہ نہیں۔ روپے لے کر شادی ونکاح زید سے کر دیا۔ بعدہ اسی شخص نے اپنی دوسری لڑکی کی مہر ۳۰۰۰ روپے لے کر دوسرے شخص سے نکاح کیا آیا جو شخص اپنی لڑکیوں پر پیسے لیتا ہے تو وہ امامت کرا سکتا ہے۔ نیز ایسے شخص کی توبہ کیسے قبول ہونی چاہیے۔

﴿ج﴾

اس کی امامت مکروہ ہے۔ توبہ یہ ہے کہ رقم واپس کر دیوے۔

جنرل پراویڈنٹ فنڈ پر جو منافع ملتا ہے وہ سود نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو گورنمنٹ کے ملازم ہیں۔ ان کی تنخواہ سے ماہانہ کچھ نہ کچھ کٹوتی ہوتی ہے۔ جس کو جنرل پراویڈنٹ فنڈ کہتے ہیں یہ رقم ان ملازموں کو اب نہیں ملتی لیکن جب یہ ملازم اپنی ملازمت سے ریٹائر ہوتے ہیں تو یہ رقم اس وقت ان کو ملتی ہے اور اگر ریٹائر ہونے سے پہلے ضرورت ہو تو اس رقم کا آدھا اس وقت ملازم کو دیتے ہیں۔ بطور قرضہ پھر یہ رقم قسطوں میں واپس وصول کر کے جمع کرتے ہیں اس فنڈ میں اور اگر یہ ملازم دوران ملازمت میں مرجائے تو یہ رقم ان کے وارثوں کو دی جاتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس مذکورہ بالا صورت میں مذکور رقم پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

ضلع جیکب آباد سندھ اسٹیشن حضور الدین مدرسہ عربیہ سندھ

﴿ج﴾

ملازم کی تنخواہ میں سے جو کچھ روپیہ وضع ہوتا ہے اور پھر اس میں کچھ رقم ملا کر بوقت ختم ملازمت ملازم کو ملتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ گزشتہ برسوں کی واجب نہیں ہوتی۔ آئندہ کو بعد وصول کے جب سال بھر نصاب پر گزر جائے گا اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ نیز وضع شدہ رقم تنخواہ کے ساتھ گورنمنٹ جو کچھ رقم ملا کر بوقت ختم ملازمت ملازموں کو دیتی ہے یہ سود نہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ اس کا نام سود ہی رکھے۔ شرعاً یہ ایک انعام سرکار سمجھا جاتا ہے اس کا لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ رجب ۱۳۹۱ھ

مریض کے پاس بلند آواز سے قرآن پڑھنا، نماز جنازہ کے بعد دعا قبر پر اذان اور میت کے سرہانے کچھ پڑھ کر اس پر اجرت لینا

﴿س﴾

(۱) مریض جو کہ بستر مرگ پر نہایت ہی بے قراری اور اضطراری کی حالت میں پڑا ہے۔ اس کے پاس قرآن مجید بآواز بلند پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے۔

(۳) نماز جنازہ کے بعد مردہ کے سرہانے بیٹھ کر ہدیہ کرنا کیسا ہے۔

(۴) دفن سے فارغ ہو کر قبر پر اذان کہنا کیسا ہے۔

﴿ج﴾

(۱) اگر مریض کو اس سے تکلیف نہ ہو اور دیگر لوگ بھی متوجہ ہوں تو جہراً پڑھنا جائز ہے اور اگر مریض کو جہراً پڑھنے سے تکلیف ہو یا لوگ کسی دوسرے کام میں مشغول ہونے سے قرآن پاک کے سننے کو متوجہ نہ ہو سکیں تو نہ پڑھا جائے آہستہ پڑھا جائے۔

(۲) مکروہ ہے۔ کما قال فی خلاصة الفتاویٰ ص ۲۲۵ ج ۱ ولا یقوم بالدعاء فی قراءة القرآن لاجل المیت بعد صلوة الجنازة وقبلها والله اعلم وفی البحر الرائق ص ۱۸۳ ج ۲ وقید بقوله بعد الثالثة لانه لا یدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصة وعن الفضلی لا باس به.

(۳) اگر ہدیہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر اس کا ثواب مردے کو بخشتا ہے اور اس کے عوض اس کو کچھ مال از قسم نقد یا جنس ملتا ہے تو شرعاً یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ تو قرآن اور اس کے ثواب بخشنے پر اجارہ ہے اور شرعاً یہ ناجائز اور حرام ہے۔ کما قال فی الدر المختار ص ۵۵ ج ۲ لا لاجل الطاعات مثل (الاذان والحج و الامامة وتعلیم القرآن والفقه) ویفتی الیوم لصحتها لتعلیم القرآن والفقه والامامة والاذان. قال الشامی تحته قال تاج الشریعة فی شرح الهدایة ان القرآن بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الهدایة ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان الخ

(۴) قبر پر اذان کہنا بدعت اور ناجائز ہے۔ قال الشامی ص ۳۸۵ ج ۱ قبل وعند انزال

المیت القبر قیاسا علی اول خروجه للدنیا لکن رده ابن حجر فی شرح العباب فتاویٰ رشیدیه ص ۱۲۶ پر ہے۔اذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے کہ کہیں قرون ثلثہ میں اس کا ثبوت نہیں الخ۔
واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو ہندوانڈیا جاچکا ہو اس کی زمین مسجد میں کس طرح شامل کی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نقل آبادی کے بعد جب مہاجرین پاکستان میں آباد ہوئے تو ایک فارغ زمین پر انہوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی بعد میں وہ زمین دو شخصوں کی معلوم ہوئی۔ایک تو یہیں مسلمان ہو کر بیٹھ گیا دوسرا ہندوستان چلا گیا۔اب مسلمان اسی مسجد کو زیادہ بڑھانا چاہتا ہے۔زمین کا مالک جو یہیں مسلمان ہو کر بیٹھا ہے وہ اجازت دے سکتا ہے دوسرے شخص سے اجازت مشکل ہے اور نہ اب اس زمین کا کوئی مالک ہے۔اب کس طریقہ پر مسجد کو بڑھایا جائے۔جو شخص ہندوستان چلا گیا وہ یہاں کے باشندہ مسلمان کا رشتہ دار تھا۔
بینوا توجروا

جو شخص یہاں مسلمان ہو کر بیٹھا ہے وہ مسجد سے بہت دور ہے اور نہ اس نے کبھی اعتراض کیا ہے۔اب بعض علماء اعتراض کرتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں۔نیز یہ بھی فرمائیں کہ ہندوؤں کی متروکہ جائیداد مثلاً اینٹیں،کڑیاں،شہتیر وغیرہ جن کے مالک اب مہاجرین بھی بن گئے ہیں کیا اس جائیداد کو مسجد پر لگایا جاسکتا ہے۔
مستری ہاشم علی مقام وڈاک خانہ ماہڑہ تحصیل مظفر گڑھ

﴿ج﴾

جو زمین مسلمان اور ایک دوسرے شخص کی (جو ہندوستان چلا گیا ہے) مشترک ہے تو اس صورت میں حکومت میں درخواست دے کر زمین تقسیم کروا کر مسلمان کے حصہ میں اس کی اجازت سے مسجد تعمیر کروائی جائے۔مزید زمین کی ضرورت پڑے تو دوسرے شریک کا حصہ بھی حکومت کی اجازت سے کام میں لایا جاسکتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ محرم ۱۳۹۱ھ

مسلمان امام اور کچھ لوگوں کا مرزائی کی نماز جنازہ میں شامل ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے یا اس کے تابع ہے وہ فوت ہو گیا۔اس کا جنازہ اہل سنت والجماعت کے امام صاحب نے پڑھایا اس بنا پر کہ میت کے وارثوں میں سے کچھ لوگ مسلمان تھے جو غلام احمد کو نبی نہیں مانتے تھے نہ اُس کے پیروکار تھے۔ان کے کہنے پر پڑھایا گیا۔اس امام صاحب نے اس بات سے توبہ کرنی ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور میں اس بات کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔کیا توبہ کرنے سے یہ امام امامت کے قابل ہے یا نہیں کیا حکم ہے۔
وہ لوگ جو اس میت کے وارثوں کے برادر مسلمان تھے انہوں نے اس امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھا۔امام اہل سنت والجماعت تھا اور میت مرزائی تھی ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔
میت مرزائی کے وارثوں نے مسلمان امام کے پیچھے نماز جنازہ نہیں پڑھا بلکہ اپنا امام مرزائی مقرر کر کے نماز جنازہ دوبارہ پڑھا نہ مسلمان ان میں شامل ہوئے اور نہ مرزائی مسلمانوں کے ساتھ جنازہ میں شامل ہوئے۔لہٰذا مہربانی فرما کر جو حکم ہو اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ تحریر فرمادیں۔امام کے بارے میں اور لوگوں کے بارے میں جنہوں نے نماز جنازہ پڑھا۔

﴿ج﴾

غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے باجماع امت کافر،مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اگر مرے تو اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔لقوله تعالیٰ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون (پارہ نمبر ۱۰ سورۃ توبہ رکوع نمبر ۱۱) وفی الدر المختار اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب ای لایغسل ولا یکفن (ردالمحتار باب صلوة الجنازہ ص ۲۳۱ ج ۱) بنابریں صورۃ مسئولہ میں دوسرے مسلمانوں کے کہنے کے باوجود بھی ان پر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہ تھا جن مسلمانوں نے اس پر نماز جنازہ پڑھ لیا ہے وہ سب گنہگار ہو گئے ہیں۔سب کو توبہ کرنا لازم ہے امام صاحب جبکہ اپنی غلطی کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے توبہ تائب ہو گیا ہے تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔لقوله علیه السلام التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔بقیہ کا جواب اوپر کے جوابات میں آچکا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

میت کے گھر کا کھانا ایک قبیح رسم اور بدعت ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی موت ہو جاتی ہے تو اس کی تجہیز وتکفین میں ہر کس وناکس برائے اعانت شرکت کرتے ہیں تو اہل میت اس دن ان شرکاء کے لیے لازما علی سبیل الوسعۃ ایک دفعہ دنبہ، بکرہ یا گائے یا بھینس وغیرہ نہ کھلائے تو مطعون ومعتوب وبے وقار سمجھا جاتا ہے۔ نیز مقامی نیم خواندہ ملا صاحبان اور جہلاء کا طبقہ نتبع ما الفینا علیه آباء نا کے رٹ لگاتے ہیں لہٰذا اب صورۃ مسئولہ میں کیا یہ طعام کھلانا عند الشرع و مذہب حنفیہ میں حلال ہے یا حرام ہے اور دلائل وحوالہ جات کی اشد ضرورت درپیش ہے۔ کیونکہ بلوچستان کے بعض پہاڑی علاقوں میں نیم خواندہ ہوتے ہیں مگر کتابیں نایاب ہوتی ہیں۔ لہٰذا برائے کرم اس مسئلہ کو دلائل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعبارات فقہائے متوشم ومبرہن ومہر دار الافتاء فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

یہ رسم بدعت ہے اس کو ترک کرنا واجب ہے۔ اگر میت کے مال سے میراث تقسیم کیے بغیر کھلاتے ہیں تو یہ کھانا بھی حرام ہے اور ہر حال میں رسم کا ترک کرنا لازم ہے۔ دلیل مثبت سے طلب کرنا چاہیے۔ بدعت کے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ قرون اولیٰ میں یہ رواج نہ تھا۔ واللہ اعلم

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفی عنہ مدرسہ دار العلوم کراچی
۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ المحرم ۱۳۸۹ھ

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کسی دنیاوی کام سے عاجز آ کر اپنے آپ کو پھانسی لگا کر مرجاتا ہے۔ تو اس کا جنازہ شرعاً پڑھا جائے گا یا نہ۔ یعنی بغیر جنازہ کے اس کو دفن کر دیا جائے جو حکم شرعی ہو صادر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی محمد شریف خان

﴿ج﴾

ایسے شخص پر نماز جنازہ ادا کی جائے گی کیونکہ نماز جنازہ ہر مسلمان مرد پر ادا کرنا فرض کفایہ ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ صلوا علی کل بر وفاجر او کما قال خودکشی کرنا گو بہت بڑا گناہ ہے لیکن تب بھی اس کے ارتکاب سے وہ شخص دائرہ اسلام سے نہیں نکل جاتا ہے۔ یہاں بہتر یہ ہے کہ اس کا جنازہ بہت بڑا عالم خود نہ پڑھائے بلکہ کسی دوسرے شخص کو پڑھانے کا حکم دے دے۔ تاکہ دوسروں کے لیے عبرت بن جائے اور وہ اس سے نصیحت حاصل کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا بڑا سخت گناہ ہے لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زینب نے خاوند کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے شخص اختر سے زنا کرایا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے خاوند کو پتہ چل گیا اور زینب نے بھی اقرار کیا۔ کیا اس صورت میں نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا۔ اگر ٹوٹ گیا تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

زینب نے اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں اس کی مرضی سے زنا کرایا اس صورت میں نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا۔ اگر ٹوٹ گیا تو نکاح کرنے کی کیا صورت ہے۔

ایم اے شائق معرفت الٰہی بخش اینڈ سنز کیمسٹ لوہاری گیٹ ملتان

﴿ج﴾

زنا سخت گناہ ہے اور موجب سزا ہے لیکن اس کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹا سابقہ نکاح بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۹۱ھ

چکی کے مالک کا نقد کے ساتھ اجرت میں کچھ آٹا لینا
آٹا فروش کا مشتری کو خالی بوری واپس کرنے کا پابند کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

چکی والا مختلف اجناس خوردنی یعنی گندم، نخود، مکئی، باجرہ، جوار اور چاول وغیرہ کی آٹے کی پسائی کی اجرت نقد ۲ روپے فی من اور ایک سیر فی من کاٹ آٹا پسوانے والے حضرات سے وصول کرتے ہیں۔ مختلف اجناس خوردنی کی پسائی اجرت نقد اور کاٹ آٹا کے مختلف ریٹ ہیں۔ معلوم صرف یہ کرنا ہے کہ نقد پسائی فی من کے علاوہ آٹا کاٹ کی شکل چکی والا کاٹ لیتا ہے وہ جائز ہے یا نہ یعنی سود حرام ہے کہ نہیں۔ کیونکہ چکی والے کا موقف یہ ہے کہ نقد اجرت کے علاوہ کاٹ آٹا اجرت کا ایک حصہ ہے۔

ایک آٹا فروش جو کہ تھوک کا کام کرتا ہے وہ ایک خریدار کو کہتا ہے کہ گندم کا آٹا کی بوری جس کا وزن اڑھائی من بمعہ بوری ہے قیمت یک صد روپے ہے لیکن خالی بوری تم کو واپس کرنی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ خریدار کو آٹا وزن اڑھائی من نہیں ملا بلکہ سیر یا سوا سیر آٹے کا وزن خریدار کو کم ملا۔ کیا فروخت کنندہ نے خریدار سے اڑھائی من آٹا کی قیمت جائز وصول کی۔ شریعت کیا کہتی ہے۔

غالب حسین چوہان، ضلع رحیم یار خان

﴿ج﴾

اگر چکی پر مثلاً ایک من گندم کی پسائی کی اجرت ایک سیر گندم میں سے لیں۔ تب تو وہ صحیح ہے اور اگر ایک من گندم کی پسائی کی اجرت ایک سیر مطلق آٹا مقرر کریں تب بھی صحیح ہے۔ اگر چہ پھر اسی گندم کے آٹے ہی سے وصول کریں لیکن دینے والے کو اختیار ہوگا وہ ایک سیر آٹا اجرت ہے جہاں سے بھی دے وہ دے سکے گا۔

اور اگر اجرت اسی گندم کے آٹے میں سے ایک سیر مثلاً مقرر کریں تو یہ ناجائز ہے اور اجارہ فاسدہ ہے اور رقم کو اجرت مقرر کرنا تو درست ہے اور جائز ہے۔ قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۵۶ ج ۶ (ولو دفع عذلاً لآخر لينسجه له بنصفه) ای بنصف العزل (او استاجر بغلا ليحمل طعامه ببعضه او ثور ليطحن بره ببعض دقيقه) فسدت فی الكل لانه استاجره بجزء من عمله والاصل فی ذلک نهيه صلى الله عليه وسلم عن قفيز الطحان وقد منافی بيع الوفاء. والحيلة ان يفرز الاجر او يسمى قفيزا بلا تعيين ثم يعطيه قفيزاً منه فيجوز۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بوری میں جتنا آٹا ہے اس کی قیمت ایک سو روپے ہے۔ تو یہ صورت جائز ہے اور اگر ڈھائی من آٹے کی قیمت ایک سو روپے طے کرتا ہے پھر کم دینا جائز نہیں۔ اس لیے وزن کے ساتھ تعیین کیے بغیر یہ کہے کہ اس بوری میں جتنا آٹا ہے اس کی قیمت یہ ہے تو یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اصفر ۱۳۹۶ھ

پانچ پانچ صدروپے فی کس سے لے کر غیر قانونی طور پر ابوظہبی بھجوانا اور وہاں ان سے مزید رقم کا مطالبہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں ایک عام تجارت چلتی ہے۔ جس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

گل میر خان نامی ایک شخص نے بہت لوگوں سے کہا کہ تم مجھے ۵۰۰ روپے دے دو۔ اس پانچ صدروپیہ کو تمہارے اوپر خرچ کر کے تم کو جس طرح بھی ہو عرب ممالک ابوظہبی دوبئی، عمان وغیرہ پہنچاؤں گا۔ اگر اس سے زیادہ خرچہ تمہارے اوپر عرب پہنچنے تک ہوا وہ سب میں خود برداشت کروں گا۔ جب تم عرب میں پہنچ جاؤ تو مجھے ۷ ہزار روپے دو گے۔ اگر تم سمندر پار ہو جانے کے بعد پکڑے گئے تو تمہارے پانچ صدروپے بھی ختم ہو گئے اور میں بھی تم سے سات ہزار روپیہ کا مطالبہ نہیں کروں گا۔

محمد سعید نامی ایک شخص نے اس طرح بہت سے لوگوں کو جمع کر کے ان سے یوں کہا کہ تم کو عرب پہنچاؤں گا اور خرچہ بھی میں کروں گا۔ اگر تم پار ہوئے عرب پہنچ گئے تو تم مجھے سات ہزار روپے دو گے ورنہ اگر تم سمندر پار کرنے کے بعد پکڑے گئے تو میرا تم سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ یعنی نہ وہ روپیہ طلب کروں گا جو تم پر راستہ میں خرچ کیا اور نہ سات ہزار روپیہ کا مطالبہ کروں گا۔ کیا یہ درست ہے یا نہ۔

مولوی محمد سعید کا کا خیل معرفت حاجی زمان خان ڈیرہ اسماعیل خان شہر

﴿ج﴾

یہ کاروبار جائز نہیں۔ لہٰذا جن لوگوں سے شخص مذکور نے رقوم لی ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ رقوم ان کو واپس کرے یا معاف کرا لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

تصویر والی اشیاء کو فروخت کرنا، اخبارات ورسائل کو ردی میں فروخت کرنا

۶۶ تولہ چاندی اور ۴ تولہ سونا پر زکوٰۃ کس حساب سے واجب ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک دکاندار کریم یعنی ٹیار سنو شامہ بیوٹی کریم، تبت ٹالکم پوڈر، سرخی فروخت کرتا ہے۔ اس پر عورت کی تصویر ہے۔ دکان پر رکھ کر بیٹھنا جائز ہے یا نہ۔ کیونکہ عورت کی تصویر ننگی چھپی ہوئی ہے۔

(۲) اخبارات جس میں ذات باری اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ عظام کے نام آتے ہیں کیا ان کو بیچنا یا ان میں سودا سلف باندھ کر دینا جائز ہے۔

(۳) میری گھر والی کے پاس ۶ تولہ آٹھ ماشہ سونا کے زیورات ہیں۔ چاندی کے زیورات ۲۶ تولہ ہیں۔ اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے اور ایک سال کے بعد پھر دیں یا نہ۔ میری گھر والی کہتی ہے کہ سونا سات تولہ اور ۶ ماشہ نہیں ہے لہٰذا زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ تفصیل سے واضح فرمائیں۔

سیت پور مدرسہ اشرف العلوم شاہی مسجد تحصیل علی پور مظفر گڑھ محمد اشرف مغل

﴿ج﴾

(۱) اس خرید و فروخت میں تصویر کی خرید و فروخت لازم نہیں آتی اس لیے جائز ہے۔

(۲) جن کاغذات میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء گرامی ہوں ان کو ردی میں فروخت کرنا تو درست ہوگا البتہ ایسے کاغذات کو گندی اور ناپاک جگہوں میں پھینکنا جائز نہیں۔

(۳) دونوں کی قیمت لگا کر مجموعہ سے زکوٰۃ ادا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

واضح رہے کہ تاجروں کو حتی الامکان ایسی کمپنیوں سے لین دین میں کمی کرنا ضروری ہے جو عورتوں کے فوٹو لگا کر مال و متاع کو رائج کرتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی بے حیائی اور بے دینی میں ترقی کا موجب ہو رہی ہے۔ جب دیندار طبقہ اور عام مسلمان تاجر ایسی چیزوں کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے تو کمپنیاں مجبور ہوں گی کہ فضولیات اور بے حیائی کو کم کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۵ صفر ۱۳۹۶ھ

نابالغ بچوں کا کفیل ماموں کا بیٹا نہیں ہوسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ متوفی سکندر تین لڑکے نابالغ اور دو لڑکیاں چھوڑ گیا ہے اور متوفی سکندر کے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک اس کے ماموں کا لڑکا اور دو اس کے چچے کے لڑکے ہیں جو کہ متوفی

سکندر کے دونوں داماد ہیں۔ آیا متوفی سکندر کے نابالغ بچوں کا وارث ان کی والدہ ہے یا متوفی کے ماموں کا لڑکا اور متوفی کے چچے کے لڑکے ہیں۔

﴿ج﴾

اگر ماں نے لڑکوں کے غیر محرم رشتہ دار کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے تو لڑکوں کے سات برس کی عمر تک اور لڑکیوں کی نو برس کی عمر تک پرورش کا حق والدہ کو ہے۔ ولایت نکاح باپ کے چچا کے لڑکوں کو ہے۔ ماموں کا لڑکا ولی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ صفر ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۹۶ھ

جس نیم پاگل کی زبان پر نکاح کے وقت کلمہ جاری نہ ہوا ہو کیا اُس کا نکاح درست ہے

جس مدرسہ میں طلباء کو اکٹھا کھانا کھلایا جاتا ہو وہاں کفارہ کی رقم لگ سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک آدمی جو کہ نیم پاگل معلوم ہوتا ہے۔ اس کو نکاح کے وقت کلمہ شریف پڑھایا گیا ہے تو اس کو کلمہ زبان پر جاری نہیں ہوسکتا۔ جتنی کوشش کی ناکام رہے۔ کیا اس کا نکاح ہوگیا یا نہ۔ یا نکاح اس کا متولی کرائے۔

(۲) ایک شخص نے مدرسہ میں کفارۂ قسم کی رقم دی کہ طلباء کو کھانا کھلانا۔ اب مدرسہ میں مثلاً آٹھ طالب علم ایک وقت کھاتے ہیں۔ جو کہ مدرسہ میں پکتا ہے۔ اب اس رقم کو مدرسہ میں داخل کر کے نیت کر لی جائے تو کفارہ ادا ہوگا یا نہ یا طعام وغیرہ خرید کر دس طلباء کو کھلائیں۔ بینوا توجروا

محمد عبدالغنی صدر مدرسہ عربیہ نذر الاسلام جتوئی شمالی ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) اگر شخص مذکور بالکل مجنون نہیں تو اس کے قبول کرنے سے نکاح منعقد ہوگیا ہے یعنی اگر وہ نکاح وغیرہ امور کو جانتا ہے تو نکاح صحیح ہے۔

(۲) دس طلباء کو صبح وشام کھانا کھلاؤ تب کفارہ ادا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی کھالوں سے مستحق امام کی مدد کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ہمارے چک کے امام مسجد کا لڑکا جو کہ کامرس کالج ڈیرہ میں بی کام کا طالب علم ہے مدرسہ دار العلوم عربیہ نعمانیہ ڈیرہ میں رہائش پذیر ہے اور وہاں دینی علوم بھی حاصل کر رہا ہے۔ نیز چھٹیوں میں یہاں آ کر ہمیں نماز جمعہ پڑھاتا ہے۔ قرآن مجید قرات سے پڑھتا ہے اور جمعہ پر قرآن وحدیث کے مطابق تقریر کر سکتا ہے اس کے علاوہ چال چلن داڑھی مطابق شرع ہے۔ وہاں وہ جمعیت طلباء اسلام کے ناظم نشریات کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے مزید یہ کہ ترجمہ وتفسیر پڑھا ہوا ہے اور دار العلوم میں دینی کتب بھی پڑھ رہا ہے۔ اس کا والد نہایت غیرت مند آدمی ہے اور اس کے کالج کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہے۔ کیا اس لڑکے کے تعلیمی شوق کو برقرار رکھنے کے لیے ہم اس کی روزہ دار صدقہ فطر، زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی کھالوں کی صورت میں کر سکتے ہیں یا نہیں۔ جواب مدلل عنایت فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

سائل محمد صدیق چک ۵۳ تحصیل چک ضلع میانوالی

﴿ج﴾

اگر یہ طالب العلم صاحب نصاب اور سید نسب نہ ہو تو اس کو صدقات واجبہ تملیک کر کے دینا جائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ شوال ۱۳۹۵ھ

حیلۂ اسقاط کا مروجہ طریقہ، جنازہ درمیان میں رکھ کر اور دائرہ بنا کر بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے ہوئے درج ذیل الفاظ اونچی آواز میں پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ہمارے ملک میں رواج ہے کہ جنازے کے ساتھ کچھ نقد قبرستان میں لے جاتے ہیں اور نہ لے جانے کی صورت میں لوگ تہمت اور طعن وغیرہ لگاتے ہیں اور مذکورہ نقدی قبرستان میں دائرہ بنا کر جس میں اغنیاء بھی شریک ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک کھڑا ہو کر مال اٹھا کر دوسرے کو بخشش کر دیتا ہے۔ پھر ان سے واپس لے کر تیسرے کو دے دیتا ہے۔ علی ہذا القیاس تقریباً پانچ سات دفعہ چکر لگاتے ہیں اور میت کے مال متروکہ میں سے تقسیم بین الوارثی کرنے سے قبل ایک شخص وکیل بن کر بغیر اجازت ورثاء دیگر کے اشیاء شامل کر دیتا ہے اور اکثر اوقات ورثاء میں نابالغ بچے بھی ہوتے ہیں۔ نیز ان ورثاء میں سے بعض غائب بھی ہوتے ہیں اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہاں کے بعض علماء اس طریقہ مذکورہ کو وجوہ بالا کی بنا پر منع کرتے ہیں اور بعض دیگر اس کے کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اب شریعت مطہرہ کی رو سے طریقہ مذکورہ جائز ہے یا نہیں اور منع کرنے والے حضرات حق بجانب ہیں یا اصرار کرنے والے حضرات۔

(۲) ہمارے ملک میں رواج ہے کہ میت کا جنازہ رکھ کر ارد گرد بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت با آواز بلند کرتے ہیں حتی کہ بعض لوگ قرآن کریم کی تلاوت کو سنتے بھی نہیں ہیں بلکہ دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں اور بعض لوگ قبر کنی میں مشغول ہوتے ہیں اور یہاں کے لوگ اس چیز کو ضروری ولازم سمجھتے ہیں اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ اس قسم کے فعل کا التزام کرنا بدعت ہے اور جس طرز مذکورہ کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں قرآن مجید کی بے حرمتی ہے اور اس قسم کی تلاوت سے منع کرنے والے کو وہابی اور منکر قرآن کہا جاتا ہے۔ اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ روکنے والا برحق ہے یا نہیں۔

(۳) یہاں کے لوگوں کا رواج ہے کہ رمضان شریف میں سحری کے لیے لوگوں کو اٹھانے کے لیے ایک آدمی با آواز بلند کھڑے ہو کر یہ کہہ کر پکارتا ہے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا مکی اللہ یا مدنی اللہ الخ جب کہنے والے سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کلمات کس حیثیت سے پڑھتے ہو تو وہ کہتا ہے کہ میں نبی کریم کو حاضر وناظر سمجھ کر درود کی حیثیت سے پڑھتا ہوں اور یہاں کا ایک عالم اس شخص کو روکتا ہے کیونکہ اولاً یہ کلمات درود کے نہیں۔ ثانیاً یہ عقیدہ حاضر وناظر سے کہنا غلط ہے۔ ثالثاً ان کلمات کے علاوہ اور طریقہ سے بھی اعلان کرنا ممکن ہے۔ لہٰذا ان کلمات کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔ اب جواب طلب بات یہ ہے کہ روکنے والا برحق ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) حیلہ اسقاط جو کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے وہ ایک خاص صورت میں ضرورت کے تحت ہے کہ اگر کوئی غریب مرجائے اور اس پر نماز وروزے ہوں اور ورثاء اہل ثروت نہ ہوں اور اتنا مال نہ دے سکیں کہ تمام قضا شدہ نمازوں اور روزوں کے بقدر فطرانہ ہر نماز وروزے کا فدیہ ادا ہوجائے تو اگر اس کے بالغ ورثاء اپنے مال سے اپنے حصوں سے کچھ مال میت کے صوم وصلوٰۃ سے چند بار مساکین کو قبض کرادیں اور وہ خوشی ورضا سے واپس بخشتے جائیں تو شاید اللہ تعالیٰ اس مال سے میت کا ذمہ بری کردیں لیکن اس زمانے میں جو کہ جاہلوں نے حیلہ اسقاط دین ولازم سمجھا ہے اور غلط طریق سے رسومات کے ساتھ کرتے ہیں کہ قرآن مجید وہاں قبرستان لے جاتے ہیں اور حلقہ مخصوصہ باندھ کر اس میں قرآن مجید بھی مال کے ساتھ گھماتے ہیں اور بعض جگہوں میں پھر عام لوگوں کے حلقہ میں جو کہ اس وقت باندھا ہوا ہوتا ہے پھرتے ہیں۔

نیز اس حیلہ کو قبرستان میں اور میت کے دفنانے سے پہلے پہلے ضروری سمجھتے ہیں اور پس ماندگان میت اگر کسی لاچاری کی وجہ سے اسے نہیں کرتے تو انہیں ملامت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے پس ماندگان بھی فاقہ وتنگی کی حالت میں اور قرضے لے کر لوگوں کی ملامت سے بچنے کی خاطر ضرور کرتے ہیں ان رسومات کے ساتھ بدعت سیئہ اور ناجائز ہے اور بسا اوقات مشترکہ مال میں سے جس میں یتیموں نابالغوں کے حصے ہوتے ہیں اور بعض ورثاء سے اجازت لیے بغیر اسی مشترکہ مال سے حیلہ مذکورہ کرتے ہیں جو کہ ناجائز وحرام ہے۔ لہٰذا ان مفاسد ورسومات سے شرعاً بچنا لازم اور ضروری ہے اور منع کرنے والے علماء حق بجانب ہیں اور احسن طریقے سے جائز طریقہ لوگوں کو سمجھائیں اور مذکورہ بری رسومات سے اور یتیموں کے مال اور ناموجود ورثاء کے مال سے ناجائز وحرام ہونا سمجھائیں۔ بالکل ہر حال میں اس حیلہ کا انکار نہ کریں ورنہ عوام کالانعام کسی طرح بھی نہیں سمجھیں گے اور زیادہ مصر ہوں گے۔

(۲) قرآن کریم پڑھ کر یا کوئی اور ذکر کر کے میت کو ثواب پہنچانا جائز اور باعث اجر وثواب ہے لیکن کسی خاص طریقہ کو لازم قرار دینا اور ایسے طریقے سے پڑھنا کہ قران مجید کی بے حرمتی ہو بدعت وناجائز ہے۔ بلاالتزام کسی خاص طریقہ کے لوگ قرآن کریم پڑھیں اور ذکر کریں اور میت کو ثواب پہنچائیں اور نہ پڑھنے والوں کو اور باتیں کرنے والوں کو پڑھنے کی ترغیب دیں تا کہ کسی طرح قرآن کی بے ادبی نہ ہو اور بجائے گناہ کے ثواب حاصل کریں۔

(۳) عالم کا روکنا اور دلائل صحیح ہیں اور اس شخص کا عمل بدعت اور غیر صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سنی لڑکی کا نکاح جب شیعہ مرد سے ہوا تھا تو عدالتی تنسیخ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں عورت سنی ہے اور مرد شیعہ ہے آپس میں نکاح ہوگیا پھر عورت کو مذہب کا پتہ چلا تو عورت نے بذریعہ عدالت نکاح تنسیخ کرادیا۔ سول جج بہادر نے عورت کو آزاد کرا دیا۔ یہ فیصلہ سول جج درجہ دویم کا ہے شیعہ سبی ہے قرآن مجید کے چالیس پارے مانتا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگاتا ہے۔ فیصلہ ہونے کو عرصہ چار سال ہوگئے ہیں اب وہ عورت نکاح ثانی کرتی ہے شریعت میں جائز ہے یا نہیں جواب سے مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

اس نوع کا شیعہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے لہٰذا یہ تنسیخ ٹھیک ہے۔ عورت کو اختیار ہے کہ جس کے ساتھ چاہے نکاح کرے بشرطیکہ یہ عقائد اس کے یقینی ہوں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ا ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

قبرستان پر کوئی عمارت یا مسجد تعمیر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قبرستان کو مٹا کر اس پر کوئی عمارت یا دینی مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی فتویٰ کی بنا پر جائز ہے تو مکمل دلائل کے ساتھ تحریر فرمادیں۔

محمد سیف اللہ سکنہ کائیاں تحصیل کومری ضلع راولپنڈی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ قبرستان مملوکہ ہے اور قبریں بوسیدہ ہوگئی ہیں یعنی اتنا عرصہ دفن شدہ اموات کو ہو چکا ہو کہ اموات مٹی ہوگئے ہوں تو اس جگہ پر عمارت ودینی مدرسہ بنانا اس کے مالک کی اجازت سے جائز ہے اور اگر وہ جگہ وقف علی قبرستان ہو تو اس پر عمارت ودینی مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہیں۔ قال الزیلعی فی باب الجنائز من ان المیت اذا بلی و صار تراباً جاز زرعه والبناء علیه وفی العالمگیریة ص ۴۵۳ ج ۲ سئل القاضی الامام شمس الائمه محمود الاوز جندی عن مسجد لم یبق له قوم

وخرب ماحوله واستغنى الناس عنه هل يجوز جعله مقبرة قال لا وسئل هو ايضاً عن المقبرة فى القرىٰ اذ اندرست ولم يبق فيها اثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حكم المقبرة الخ وفى حاشيته (قوله قال لا) هذا لا ينافى ما قاله الزيلعى لان المانع هنا كون المحل موقوفا علىٰ الدفن فلا يجوز استعماله فى غيره فليتأمل واليحزر و كذا فى الفتاوىٰ الرشيديه ص ۱۲۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر یہ قبریں ارض مباح یعنی شاملات کے اندر واقع ہیں نہ وہ زمین کسی کی مملوک ہے اور نہ قبروں کے لیے کسی نے وقف کی ہے تو ایسی صورت میں اگر قبر والوں کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی ہوگئی ہوں تو اس پر عمارت اور دینی مدرسہ بنایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ عوام دیہہ نہ روکیں لہٰذا تحقیق کر کے بعد میں اس پر عمل کیا جائے باقی جواب صحیح ہے۔

عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

شیعہ کو رشتہ دینے کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کا رشتہ شیعہ لوگوں میں کیا ہوا ہے جس کی تمام برادری شیعہ ہے اور اس کا حقیقی بھائی بھی شیعہ ہے اور اس کا کھانا پینا بھی شیعہ لوگوں کے ساتھ ہے اور رسومات شیعہ لوگوں کی ادا کرتا ہے مثلاً کڑاہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جو مشہور ہے وہ پکاتا ہے اور ان کی مجالس میں اصحاب ثلاثہ کو جو سب کرتے ہیں وہ ان کو حق پر سمجھتا ہے اور ان کی مجلس میں شامل رہتا ہے اور اس کی اولاد بھی یقیناً شیعہ ہے اور وہ ایسے شیعہ ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم بھی باندھتے ہیں اور اس اپنی اولاد کے لیے اہل سنت والجماعت کے آدمی سے رشتہ لینا چاہتا ہے۔ کیا اس کی اولاد کو اہل سنت والجماعت کا آدمی شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رشتے دے سکتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جو شیعہ ایسا ہو کہ ضروریات دین میں سے کسی بات کا منکر ہو مثلاً اس کا عقیدہ ہو کہ معاذ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو تہمت لگائی گئی تھی وہ صحیح ہے۔ وامثال ذلک تو یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج

ہے۔ کما قال فى الدر المختار الكافر بسب الشيخين اوسبب احدهما (الى ان قال) نعم لاشک فى تكفير من قذف السيدة عائشه رضى الله عنه۔

بنابریں صورت مسئولہ میں اگر واقعی یہ شخص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم باندھتا ہے۔ تو اس شخص کے ساتھ مسلمانوں کا رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

اگر عیدگاہ میں وضو اور طہارت کا انتظام نہ ہو تو عیدین کو مسجد میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں

آج کل بہت سی مسجدوں میں عیدین پڑھائی جاتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

کسی شہر کے حدود کہاں تک ہوتے ہیں، بہشتی زیور کے ایک مسئلہ پر اشکال

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق کہ

(۱) ایک شہر کی ایسی عیدگاہ جس میں چالیس صفوں سے زائد صفیں ہوتی ہیں ہر صف میں ڈیڑھ صد کے قریب آدمیوں کی تعداد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ عیدگاہ کے اردگرد شمالاً جنوباً اور شرقاً کافی لوگ مزید جمع ہو جاتے ہیں اور ان کی کئی صفیں بن جاتی ہیں۔ شہری آبادی کے علاوہ اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی کافی جمع ہو جاتے ہیں۔ ریت اور مٹی کے ٹیلوں پر کافی صفیں بے ترتیبی سے بن جاتی ہیں اگرچہ عیدگاہ کے امام کے سامنے لاؤڈ سپیکر بھی رکھا ہوتا ہے۔ تب بھی ہزاروں کی تعداد کے بسبب اردگرد اور پیچھے کھڑے ہونے والے دور کے لوگوں کو وقت پر تکبیرات کا صحیح پتہ نہیں لگ سکتا جس کے سبب ادائیگی نماز میں کافی دقت ہو جاتی ہے۔ تقریباً پندرہ ہزار لوگوں کے اجتماع میں مختلف طبائع کے سبب جن لوگوں کو دوبارہ وضو کی ضرورت پیش آ جائے تو ایسی عیدگاہ پر نہ طہارت خانے موجود ہیں نہ سقاوے۔ صرف ایک دو نلکے موجود ہیں جن پر بمشکل بیک وقت دو آدمی وضو کر سکتے ہیں۔ عموماً عیدگاہ میں آنے والے لوگ اپنے گھروں اور اردگرد کی مساجد وغیرہ سے وضو کر کے عیدگاہ پہنچتے ہیں۔ جب کافی وقت نماز کے انتظار میں لگ جاتا ہے تو ضرورت پڑنے پر دوبارہ وضو کرنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے لوگ شدت کے ساتھ وضو محفوظ کرنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر ایسے شہر میں ایک وسیع و قدیم شاہی مسجد ہے جو شہر کی اکثر آبادی کے ایک طرف واقع ہے اور میونسپل کی حدود میں داخل ہے۔ اس میں پانی طہارت خانوں اور غسل کا بہترین انتظام ہے۔ اس مسجد میں بڑے بڑے تبلیغی اجتماعات بھی ہوتے

ہیں۔ ایسی مسجد میں اگر نماز عید پڑھنے کا انتظام کیا جائے جس میں شہریوں اور دیہاتیوں کی نماز عید آسانی کے ساتھ ادا ہو تو مسجد میں نماز عید جائز ہو جائے گی یا نہ۔ ایسی مسجد میں نماز عید پڑھنے والوں کو نماز پڑھنے کا ثواب بھی ملے گا یا نہ۔

(۲) ملتان اور بہاولپور کی شہری حدود میں کئی مقامات اور مساجد میں نماز عیدین پڑھی جاتی ہے۔ کیا ان لوگوں کی نماز عید بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے یا نہ۔ ملتان اور بہاولپور تو بڑے شہر ہیں۔ خانپور کٹورہ یہ ضلع رحیم یار خان کی تحصیل ہے اس میں بھی شہری اور میونسپل کمیٹی کی حدود کے اندر ایک ہی مسلک کے مسلمانوں کی کئی جگہوں پر عیدین کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ کیا ایسی آبادی والے شہر کی بھی شہر کے اندر کئی جگہوں اور مساجد میں نماز عید جائز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(۳) عرف عام میں شہروں کی حدود کا انداز حکومت کی طرف سے موجودہ زمانہ میں جو قائم ہو چکا ہے یعنی شہر کی میونسپل کمیٹی کی حدود شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اسی عرف عام پر فتویٰ شہریت کی حدود کا دیا جائے گا یا نہ۔ کیا شرع محمدی میں شہری حدود کا مسئلہ کچھ دوسری صورت میں ہوگا۔ اسے بیان فرمایا جائے۔ فرض کیا جائے ایک زمانہ میں ایک شہر کی آبادی صرف چھ ہزار تھی۔ اس کے تھوڑے فاصلے پر شہر کے باہر مسلمانوں نے عیدگاہ بنا رکھی تھی۔ کچھ عرصہ بعد شہر کی آبادی بڑھ گئی اور عیدگاہ بھی شہری حدود یعنی میونسپل کمیٹی کی حدود میں شامل ہو گئی۔ اب اس شہر کے لوگ نماز عید کے لیے میونسپل کمیٹی کی نئی حدود کے باہر دوسری عیدگاہ بنائیں یا اسی عیدگاہ میں پڑھتے رہیں۔ جو شہری حدود میں شامل ہو چکی ہے کیا نماز عید کے لیے شہری آبادی سے باہر جا کر نماز پڑھنا بطور زیادتی ثواب کے ہے یا بطور حکم ضروری سنت اور وجوب کے۔

(۴) کتب خانہ رحیمیہ یوپی دیوبند کی طبع شدہ بہشتی زیور مکمل و مدلل کا آخری گیارھواں مکمل و مدلل حصہ بہشتی گوہر کے ص ۹۷ مسئلہ ۵ میں یہ عبارت موجود ہے کہ نماز عیدین بالاتفاق شہر کی متعدد مساجد میں جائز ہے۔ اس عبارت پر حاشیہ دے کر کتب فقہ کا حوالہ بمع عبارت بھی تحریر ہے یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔ نیز یہ مسئلہ کہ متعدد مساجد میں نماز عیدین جائز ہے کسی مجبوری یا عذر یعنی بارش وغیرہ کے پیش نظر دیا گیا ہے یا بلا عذر بھی شہر کی متعدد مساجد میں نماز عید جائز ہوگی۔ نیز ایک شخص نے بہشتی زیور کے اس مسئلہ کے متعلق یہ کہا کہ حضرت تھانوی نے اپنے اس مسئلہ کے غلط لکھنے سے رجوع کر لیا ہے۔ کیا اس شخص کا کہنا کہ اس غلطی سے رجوع کر لیا ہے صحیح ہے یا حضرت تھانوی رحمہ اللہ پر بہتان ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) عیدگاہ (صحرا) میں عید کی نماز ادا کرنا سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لیے عید کی نماز

پڑھنے کے لیے باہر صحراء میں تشریف لے جاتے تھے۔ سوائے ایک دفعہ کے کہ جس میں بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز ادا کی گئی۔ حالانکہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی کتنی فضیلت ہے۔ لہٰذا عیدگاہ میں نماز عید پڑھنا مسنون ہوگا۔ باقی عیدگاہ میں طہارت خانوں اور وضو کی جگہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ انتظام موجود نہ بھی ہو تب بھی عیدگاہ کی طرف نکلنا سنت ہوگا۔ اگر جامع مسجد میں نماز عید بلا عذر ادا کی گئی تو نماز عید ادا ہو جائے گی اگرچہ ایک سنت موکدہ فوت ہو جائے گی۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۱۶۹ ج ۲ (والخروج اليها) ای الجبانة لصلاة العيد (سنة وان وسعهم المسجد الجامع) هو الصحيح اسی طرح امداد الفتاویٰ ص ۴۱۰ ج ۱ یہ بھی مسئلہ موجود ہے۔

(۲) ایک شہر میں متعدد مقامات پر عید کی نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ حتی الوسع کم سے کم جگہوں میں نماز عید پڑھنے کا انتظام ہونا اولیٰ ہے۔ کما قال فی التنوير علی هامش ردالمحتار ص ۱۷۶ ج ۲ (وتودی بمصر بمواضع كثيرة اتفاقا)

(۳) شہری حدود میں عیدگاہ کے داخل ہو جانے کے بعد دوسری عیدگاہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے اسی پہلی عیدگاہ ہی میں ثواب ملے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شریعت میں تو شہر کی حدود وہ مقامات ہیں جن کے ساتھ شہر کی ضروریات متعلق ہوں۔ مثلاً گھوڑ دوڑ کا میدان، چھاؤنی، قبرستان وغیرہ اور شہر سے منفصل وہ مقامات کہ جن کے ساتھ شہری ضروریات کا تعلق نہ ہو وہ شہری حدود سے خارج شمار ہوتے ہیں۔ کمیٹی کی حدود کے پھیلاؤ کا مجھے تفصیلی علم نہیں ہے۔

(۴) ویسے یہ مسئلے تو ہمارے ہاں صحیح ہیں۔ جیسا کہ جواب ۲ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ جو شخص مولانا تھانوی صاحب کے رجوع کرنے کا مدعی ہے وہ اس کا ثبوت پیش کرے ہمیں ان کے رجوع کا کوئی علم نہیں ہے اور یہ مسئلہ بہشتی گوہر میں بعینہ اسی طرح موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

کیا داماد اپنے خسر کو زکوٰۃ دے سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ داماد اپنے خسر کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

داماد اپنے خسر کو (اگر صاحب نصاب نہ ہو) زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے۔ وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ھم اولی اھ (ردالمحتار باب المصرف ص ۳۴۶ ج ۲) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

امام کو زکوٰۃ عشر اور چرم ہائے قربانی دینے سے متعلق ایک مفصل فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ہمارے علاقے بلوچستان میں یہ رسم و رواج ہے کہ اکثر دیہاتی لوگ اپنے عشر و زکوٰۃ اور چرم قربانی اور صدقہ فطران اشیاء مذکورہ کو اپنے محلّہ کے امام مسجد کو دیا کرتے ہیں اور امام کے لیے علیحدہ کوئی تنخواہ وظیفہ نہیں امامت کے اجرت کے مقابلہ میں صرف یہی اشیاء مذکورہ دیا کرتے ہیں۔ اگر یہ اشیاء مذکورہ امام صاحب کو نہ ملیں تو وہ اظہار ناراضگی کرتے ہیں اور بسا اوقات امامت سے استعفاء دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں لہٰذا عرض یہ ہے کہ یہ اشیاء ان کو عوض امامت میں دینا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو جواب بحوالہ جات تفصیل سے ارسال فرمائیں۔

اسٹیشن مستونگ بلوچستان ڈاک خانہ مستونگ شہر بمعرفت مولوی عبدالستار صاحب

﴿ج﴾

اس قسم کے سوال و جواب میں مولانا عبداللطیف صاحب تحریر فرماتے ہیں جس کی تصحیح حضرت مولانا مفتی محمود صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ نے کی ہے کہ امامت کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) امام غنی یا ہاشمی ہو اس صورت میں تو اس کو زکوٰۃ اور عشر دینا جائز نہیں ہے۔

(۲) امام بنتے وقت مقتدیوں کے ساتھ طے کیا گیا ہو کہ مجھے امامت کے بدلے میں زکوٰۃ عشر اجرت میں دینا ہوگا۔

(۳) یا اجرت بصورت تنخواہ ماہانہ مقرر کر دی گئی لیکن مقتدی اس امام کو اسی تنخواہ میں مال زکوٰۃ یا عشر دینے لگیں ان دونوں صورتوں میں لوگوں کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اگرچہ امام کے لیے لینا اجرت و تنخواہ کے طور پر جائز ہوگا۔ کیونکہ بنا بر مذہب متاخرین استیجار الامامت والاذان وتعلیم القرآن جائز ہے۔ لہٰذا جس صورت میں عقد اجارہ کے تمام شروط عقد اجارہ میں موجود ہوں گے تو اس صورت میں بطور اجر مثل کے اس مال زکوٰۃ کو لے گا لیکن

پہلی صورت میں اجر مثل اور دوسری صورت میں اجرت معینہ سے زائد مال زکوٰۃ دینے اور لینے کی صورت میں بقدر زائد مال کے زکوٰۃ ادا ہوگی۔

(۴) اگر نمبر ۲، ۳ کی طرح باقاعدہ عقد نہ کیا گیا ہو لیکن یہ مشہور و معروف ہے کہ لوگ امام کو زکوٰۃ اور عشر دیا کرتے ہیں اور امام مذکور بھی اس غرض سے ان کی امامت کرتا ہے کہ یہ لوگ اسے زکوٰۃ اور عشر دیا کریں گے اور اگر وہ نہ دیں تو وہ امامت چھوڑ کر ہی چلا جائے گا گویا عقد اجارہ نہ تو صحیح ہوا ہے اور نہ فاسد لیکن بہر حال کالعقد ضرور ہے۔ کیونکہ اگر یہ لوگ اسے زکوٰۃ نہ دیں تو یہ امامت چھوڑ جائے گا۔ اس صورت میں گو احتیاط اس میں ہے کہ پہلے کچھ مال بطور ہدیہ کے امام کی خدمت میں پیش کر دے اور بعد میں مال وزکوٰۃ عشر وغیرہ دے۔ کیونکہ اس صورت میں کسی قسم کا عقد نہیں ہوا ہے۔ اس لیے لوگوں کے ذمہ اُسے کچھ دینا واجب نہیں ہے۔ تو زکوٰۃ اجرت میں شمار نہ ہوگی۔ اس لیے ادائیگی صحیح ہوگی۔

قال فی الدر المختار (باب المصرف قبیل باب صدقۃ الفطر ص ۳۵۶ ج ۲) دفع الزکوٰۃ الی صبیان اقاربہ برسم عید اوالی مبشر اومھدی الباکورۃ جاز الا اذا نص علی التعویض وقال الشامی تحتہ (او مھدی البارکورۃ) ھی الثمرۃ التی تدرک اولا قاموس وقیدہ فی التتار خانیۃ بالتی لا تساوی شیئا ومفھومہ انھا لولھا قیمۃ لم یصح عن الزکوٰۃ لان المھدی لم یدفعھا الا للعوض فلا یجوز اخذھا الا بدفع ما یرضی بہ المھدی و الزائد علیہ یصح عن الزکوٰۃ ثم رأیت ط ذکر مثلہ وزاد الا ان ینزل المھدی منزلۃ الواھب اھ ای لانہ لم یقصد بھا اخذ العوض وانما جعلھا وسیلۃ للصدقۃ فھو متبرع بما دفع ولذا لا یعد ما یاخذہ عوضا عنھا بل صدقۃ لکن الاخذ لو لم یعطہ شیئا لا یرضی بترکھا فلا یحل لہ اخذھا والذی یظھر انہ لو نوی بما دفعہ الزکوٰۃ صحت نیتہ ولا تبتغی ذمتہ مشغولۃ بقدر قیمتھا او اکثر اذا کان لھا قیمۃ لان المھدی وصل الی غرضہ من الھدیۃ سواء کان ماخذہ زکوٰۃ او صدقۃ نافلۃ ویکون حینئذرا ضیابترک الھدیۃ فلیتأمل وفی الدر المختار بعد اسطر ولو دفعھا المعلم لخلیفتہ ان کان بحیث یعمل لہ لو لم یعطہ صح والا لا وقال الشامی (قولہ والالا) ای لان المدفوع یکون بمنزلۃ العوض ط وفیہ ان المدفوع الی مھدی الباکورۃ کذلک فینبغی اعتبار النیۃ (اقول لعلہ اشارۃ الی ما قال من قبل من قولہ والذی یظھرانہ لو نوی الخ) ویظھرہ مامر الخ

بہر حال مسئلہ مشکل ہے۔ علامہ شامی بھی فلیتأمل کہہ رہے ہیں۔ لہٰذا دیگر علماء کرام کی رائے معلوم کر لی جائے۔

(۵) عقد کسی قسم کا نہیں ہوا ہے لوگ اگر زکوٰۃ نہ دیں یا کم دیں تب بھی امامت کرتا ہے۔ صرف اس نے اس امامت کو زکوٰۃ وعشر دیے جانے کے لیے وسیلہ بنایا ہے۔ اتنی بات ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر امامت نہ کروں گا تو لوگ زکوٰۃ وعشر نہ دیں گے۔ ایسے امام کو بلاشبہ دینا جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہوگی جس کے نظائر کتب فقہ میں بکثرت موجود ہیں۔

(۶) امامت محض للہ کرتا ہے۔ زکوٰۃ وعشر ملنے کی طمع بھی نہیں ہے۔ تو بطریق اولیٰ دینا لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۹۰ھ

اگر امام فقیر ہو تو اس کو زکوٰۃ وغیرہ دینا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے چک میں ایک امام مسجد مقرر ہے جو نہایت ہی مفلس، مقروض اور عیالدار بھی ہے۔ سارے سال کی تنخواہ تقریباً تیس من غلہ ہوتی ہے۔ کچھ ہم لوگوں کی طرف سے اور کچھ حکومت کی طرف سے پانچ ایکڑ زمین مقرر ہے امداد ہوتی ہے۔ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کے موقع پر کچھ امداد بھی ہو ہی جاتی ہے۔ امام مسجد پانچوں نمازوں کی جماعت کا پابند ہے اور ہمارے بال بچوں کو نہایت شوق سے تعلیم دین کی کتابیں اور قرآن شریف پڑھاتا ہے۔ عرصہ ایک سال سے اس کی اہلیہ محترمہ استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہے۔ کافی خرچ ہونے کے بعد از حد مقروض ہو چکا ہے جو قابل برداشت نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے امام صاحب کو قربانی کی کھالیں اور صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں۔ اکثر چک متفق ہے کہ ایسے امام غریب کو کھالیں قربانی اور صدقۂ فطر دیا جائے جواز حد مستحق ہے۔ بعض آدمی معترضین ہیں لہٰذا دلائل شرعیہ سے مدلل مکمل جواز، عدم جواز پر جواب باثواب سے مشکور فرمائیں۔

تحصیل بھکر ضلع میانوالی صوفی عبدالرزاق

﴿ج﴾

اگر امام صاحب مقروض ہے اور اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے جس سے قرض بھی ادا کرے اور اس کے بعد بھی اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا کوئی مال بچ جائے جو اس کی حاجت اصلیہ سے فارغ

ہو تو ایسا امام فقیر ہے اور اس کو صدقۂ فطر، زکوٰۃ، قربانی کی کھالیں وغیرہ دی جا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ امامت کی اجرت میں نہ دی جائیں۔ کما قال تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ۔ ہاں اگر غنی ہو یا غنی بن جائے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ اور صدقۂ فطر اس کو دینا جائز نہیں۔ قربانی کی کھالیں غنی کو بھی دے سکتے ہیں۔ ہاں قربانی کی کھال کی قیمت صرف فقراء ومساکین کو دی جا سکتی ہے۔ کھال کی قیمت غنی کو نہیں دی جا سکتی۔ نفس کھال غنی کو بھی دینا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

آج کل رؤیت ہلال میں جو اختلاف ہو رہا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اس دفعہ عید الفطر کے چاند کی تاریخ کے متعلق ملک بھر میں جو اختلاف ہوا ہے اس کے متعلق جناب والا کو معلوم ہی ہوگا۔ اگرچہ کہروڑ پکا کے علاقہ سے اتوار کی عید کے متعلق یہ خبریں بھی ہماری شنید میں اتوار کی صبح پہنچ گئی تھیں کہ فلاں آدمی کے متعلق یہ بات سنی گئی ہے کہ اس نے آج رات چاند اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اتوار کی صبح پہنچ گئی۔ ادھر ادھر دیہاتوں سے چاند دیکھنے کی خبر سنی گئی۔ حتیٰ کہ ملتان سے بھی فون پر خبر لی گئی تو یہاں کے علماء نے عید منانے پر فتویٰ دیا کہ آج عید ہوگی۔ اس کے بعد خیر المدارس سے اخبارات میں فتویٰ شائع ہوا کہ جنہوں نے اتوار کے دن عید منائی ہے ان پر روزہ کی قضا لازم ہوگی۔ کیونکہ گزشتہ ماہ تیس کا ہو کر بھی چاند نظر نہیں آیا لیکن ہمارے ہاں اتوار منانے کے بعد دو آدمیوں نے آ کر حلفیہ بیان دیا کہ ہم نے اتوار کی رات کو چاند دیکھا تھا۔

تو طلب امر یہ ہے کہ جنہوں نے اتوار کو عید منائی ہے ان پر قضا لازم ہے یا نہیں اور ساتھ ساتھ ذی الحجہ والے چاند کے متعلق بھی تحقیق مطلوب ہے کہ گزشتہ منگل اور بدھ کو شام کے وقت چاند دیکھنے کی کوشش کی گئی مگر چاند نظر نہ آیا اور بدھ کے دن تو کچھ ابر بھی چھایا ہوا تھا۔ حالانکہ اتوار کے دن عید منانے والوں کے نزدیک بدھ کی شام کو انتیس تاریخ ختم ہو رہی تھی۔ بینوا توجروا

بدست خاص محمد سعید قریشی امام ومتولی شاہی مسجد کہروڑ پکا ضلع ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جب آپ کے شہر میں اتوار کی رات کو عید الفطر کے چاند کے دیکھنے والوں نے شہادت دے دی اور آپ کے علماء نے ان کی شہادت قبول کرلی۔ تب اگر بدھ کے دن شام یعنی شب خمیس کو ذی الحجہ کا چاند نظر نہ آیا بوجہ ابر و غبار کے تب بھی اسی شمار کے اعتبار سے شرعاً شب خمیس کو یکم ذی الحج تھا اور ہفتہ کو عید الضحیٰ کا پہلا دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ ہوتا ہے۔ اگر ابر و غبار نہ بھی ہوتا اور چاند نظر نہ آتا جبکہ دو عادل شاہدوں نے شوال کی شہادت دی اور اسی حساب سے خمیس کی رات یکم ذی الحجہ ہوتا تھا۔ تب بھی اس کا اعتبار کر کے خمیس کی رات کو یکم ذی الحجہ اور ہفتہ کو ۱۰ ذی الحجہ قرار دینا بقول راجح لہٰذا آپ کے اس بیان کے مطابق روزہ کی قضا نہیں ہے اور عید الضحیٰ ہفتہ کے دن منانا درست ہے۔ کما قال فی تنویر الابصار مع شرحہ ردالمختار ص ۳۹۰ ج ۲ (وبعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر وبقول عدل لا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص نے رمضان کا اعتکاف توڑ دیا ہو
وہ گزشتہ سال کے روزوں یا نذر کے روزوں کے ساتھ ادا کر سکتا ہے
جس شہر میں وبا پھیل جائے وہاں اذانیں دینا اور وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب ایک شخص بلا نذر ماننے کے آخری عشرہ رمضان المبارک میں اعتکاف سنت پر بیٹھا۔ پھر اس اعتکاف کو توڑ دیا اب اس کی قضا لازم ہے یا غیر لازم بصورت اول اس کی قضاء کے لیے مستقل علیحدہ نفلی روزے رکھے یا اگلے رمضان المبارک کے کسی حصہ میں نیت کر کے قضاء اعتکاف بیٹھے۔ یا ایسا کرتا ہے کہ قضا رمضان کے روزے (پہلے کسی رمضان کے قضا شدہ) رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی قضا بھی کرے یا نذر معین یا غیر معین یا کفارات پھر کفارہ عام ہے کہ روزے توڑنے یا ظہار یا ایلاء وغیرہ سے لازم آیا ہو ان روزوں کے ساتھ ساتھ اعتکاف کو قضا کرے۔ کیا یہ صحیح ہے یا نہ۔ کیا اعتکاف کی قضا ادا کرنے میں قید مکان اول کی (وہ مسجد جس میں روزہ توڑ دیا تھا) ہوتی ہے یا نہیں۔ بہر حال شرعی رو سے جتنی جتنی شقیں نکل سکتی ہیں ان سے باخبر کر دیجیے۔

(۲) کیا جب کسی ملک میں وبا پھیل جائے تو وہاں سے نکل سکتا ہے یا وہاں جا سکتا ہے یا نہ۔ کیا یہ جو مشہور کر رکھا ہے کہ وبا کے دنوں میں محلوں، گلیوں، کوچوں یا مسجدوں میں دو دو تین تین سے گیارہ گیارہ تک لوگ اذانیں دلواتے ہیں۔ کسی صحیح حدیث یا عمل سلف سے صحیح طریقہ سے یہ بات ثابت ہے یا نہ۔ کیا راہ گم کردہ کے لیے اذان مسنون ہے یا نہ۔ اس کے متعلق ذرا روشنی ڈالیے۔

نوٹ: نیز نماز اور نوزادہ بچے کے کان میں اذان کہنے کے علاوہ کہاں کہاں اذان کہنا چاہیے۔

السائل عبد القیوم

﴿ج﴾

(۱) اعتکاف سنت کی قضا علی القول المفتی بہ واجب نہیں توڑنے کے بعد اگرچہ اس سے سنت ادا نہیں ہوئی لیکن جتنا اعتکاف کر چکا ہے وہ بمنزلہ نفل اعتکاف کے ہوگا۔ اتنے وقت کا ثواب نفل اس کو ملے گا اور نفل کے کسی وقت کی تخصیص علی المفتی بہ نہیں ہے۔ بل یجوز ولو ساعة۔ البتہ اگر احتیاطاً اس یوم کا اعتکاف قضا کر لیا جائے جس یوم میں اس نے توڑ دیا تھا تو یہ بہتر ہوگا اور اس کے لیے صوم مقصود کا ہونا ضروری ہوگا۔ البتہ رمضان اول کی قضا میں بھی اس کی قضا جائز ہوگی۔ صوم مقصود اور قضا رمضان کے سوا اور کسی روزے کے ساتھ قضا اعتکاف صحیح نہ ہوگا۔ وفی الشامیۃ ص ۴۴۵ ج ۲ والحاصل ان الوجه يقتضي لزوم كل يوم شرع فيه عندهما بناء على لزوم صومه بخلاف الباقی الخ وایضا فی الدر المختار قضٰی شهراً غيره بصوم مقصود لعود شرطه الى الكمال الاصلی لم يجز فی رمضان آخر ولا فی واجب آخر سوٰی قضاء رمضان الاول الخ

(۲) وبا کے بارہ میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ فلا تقدموا عليها ولا تخرجوا منها فراراً صحیحین میں مروی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کی موجودگی میں اس پر خود عمل فرمایا۔ اس لیے یہ مسئلہ اجماعی ہوا کہ وہاں جانا اور وہاں سے نکل جانا وبا کے خیال سے جائز نہیں ہے۔ باقی اذانیں کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہیں۔ علامہ شامی نے ایک ضعیف قول نقل فرمایا ہے (کتاب الاذان) لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ اس کے لیے کسی سے نقل فرمایا ہے۔ عالمگیریہ میں صراحۃً نفی موجود ہیں ولیس لغير الصلوات الخمس والجمعة نحوا لسنن والوتر والتطوعات والتراويح والعيدين اذان ولا اقامة كذا فی المحيط وكذا للمنذورة وصلوٰة الجنازة والاستسقاء والضحى والافزاع الخ ص ۵۳ ج ۱ اب دیکھئے افزاع میں وبا داخل ہے لیکن اس کے لیے اذان کو منع فرمایا ہے۔ اس لیے یہی مختار ہے ترجيحاً للحرمة على الاباحة۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

خانہ خدااور حج وغیرہ کی فلم دیکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل فلم خانہ خدا چل رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس فلم کے دیکھنے سے حج اور زیارۃ کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا دیکھنا جائز ہے۔ کیا واقعی اس فائدہ کو ملحوظ رکھ کر اس کا دیکھنا جائز ہے۔ صحیح شرعی پوزیشن سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیں۔

﴿ج﴾

فلم خانہ خدا کا دیکھنا اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ دوسری فلمیں۔ دراصل سینما یورپ کی بے حیا اور عریان تہذیب کی اشاعت کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات یہ ہیں۔ المصورون اشد الناس عذابا یوم القیامة (الحدیث) تصویر کھینچنے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ لاتدخل الملئکة بیتا فیه کلب ولا صورة (الحدیث) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا رہتا ہو یا تصویر ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک کپڑا دریچہ پر لٹکایا تھا۔ جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کپڑے کو ہٹانے کے لیے حکم فرمایا۔ امیطی عنا قرامک۔

الغرض تصویر بنانا اور اس کو مکان میں رکھنا پردے پر تصویر کا ہونا یہ سب ممنوع ہیں۔ فلم خانہ خدا میں یہ تمام شرعی محرمات موجود ہیں۔ اس لیے اس کا دیکھنا حرام ہے۔ خانہ کعبہ زادہا اللہ شرفا میں حضرۃ ابراہیم وحضرۃ اسماعیل علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کی تصویریں بھی تھیں۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر ہٹانے اور مٹانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس لیے طواف زیارۃ کرنے والوں کی تصویروں کی پردوں پر نمائش کا کسی طرح بھی جواز نہیں نکل سکتا۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا کیے گئے ہیں کہ اس فلم سے حج اور زیارۃ کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محرمات شرعیہ کا ارتکاب کر کے حج کی ترغیب دینی جائز نہیں ہو سکتی۔ اسلامی تعلیم میں حرام کو خیر کا فریضہ نہیں بنایا جا سکتا۔ پھر پاکستان میں حج کے خواہش مند لوگ جن پر حج فرض ہے ان کو بھی زرمبادلہ کی کمی کی وجہ سے حج کی عام اجازت نہیں مل رہی۔ اس لیے یہاں زائد ترغیب کے لیے فلموں سے کام لینا عقل کے بھی خلاف ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک فلم خانہ خدا میں پہلے نصف وقت میں حسب معمول فواحش کی تربیت وتعلیم ہوتی ہے۔ آخر میں پھر یہ فلم دکھائی جاتی ہے۔ اس طرح فواحش کا ارتکاب بھی اس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرنگی تہذیب کے اثرات اور ناجائز امور کے ارتکاب اور ان کو بنظر استحسان دیکھنے کی لعنت سے محفوظ رکھے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ صفر ۱۳۸۸ھ

ایک گاؤں کے لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص باجماعت نماز نہ پڑھے گا ہم اس کی غمی خوشی میں شریک نہ ہوں گے کیا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ

(۱) ایک بستی میں چند زمینداروں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ ہر مسلمان بھائی کو چاہیے کہ پابند صلوۃ ہو نماز ظہر وعصر ومغرب جہاں ہو پڑھے۔ مگر نماز عشاء وفجر باجماعت ادا کرے۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرے گا تو ہم اس کی شادی وغمی میں شریک نہیں ہوں گے۔ چند یوم سے ایک شخص تارک الصلوۃ رہا اتفاقاً اس کا لڑکا نابالغ فوت ہو گیا۔ اس نے امام کو جنازہ کے لیے کہا زمینداروں نے کہا کہ آپ چند یوم سے تارک صلوۃ ہیں آئندہ پابندی صلوۃ کا اقرار کریں تو نماز جنازہ پڑھتے ہیں ورنہ نہیں۔ اس نے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ امام نے نماز جنازہ نہیں پڑھایا اس نے کہا جنازہ پڑھنا تو جائز ہے مگر بروئے اتفاق میں نہیں پڑھ سکتا۔ حتیٰ کہ دوسرے شخص نے آکر نماز جنازہ پڑھایا ہے۔ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور شرعاً مجرم ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص جان بوجھ کر شریک جماعت نہیں ہوتا حتیٰ کہ منتظر رہتا ہے کہ جماعت ختم ہو جائے بعد میں آکر اکیلا نماز پڑھتا ہے۔

(۳) ایک شخص کا گھر مسجد کے بالکل متصل ہے۔ وہ اس مسجد میں آکر شریک جماعت عمداً نہیں ہوتا اور دوسری مسجد جو کہ فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ نماز پڑھنے چلا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے۔

﴿ج﴾

(۱) امام مذکورہ پر کوئی جرم نہیں ہے۔ بستی والوں کا یہ اتفاق بہت بہتر ہے۔ البتہ اگر وہ میت بغیر جنازہ پڑھائے دفن ہوتا تو سب پر جرم ہوتا۔ جنازہ ہو جانے کی صورت میں کسی پر جرم نہیں۔

(۲) اس شخص کا یہ فعل بہت قبیح ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر۔ جماعت ہوتے وقت کسی حاضر شخص کو جماعت سے گریز کرنا جائز نہیں۔ خواہ امام میں دینی لحاظ سے ہزار کوتاہیاں کیوں نہ ہوں۔ (العیاذ باللہ) جب تک امام مسلمان ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی حاضر ہونے کے بعد ضروری ہے۔ البتہ اگر امام میں دینی لحاظ سے ایسی خرابیاں ہیں جو بموجب فسق عملی واعتقادی ہیں تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ وہاں مسجد میں اس کے پیچھے نماز پڑھنے جائے نہیں۔ جانے کے بعد پھر ضرور پڑھ لے۔ واللہ اعلم

(۳) اگر امام مسجد میں ایسی دینی کوتاہی ہو جس کے پیچھے بوجہ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہو یا دوسری مسجد میں درس قرآن ہو یا وعظ ہو یا دوسرے دینی مصالح ہوں تو وہاں جانا جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بہو کو شہوت کے ساتھ مس نہ کیا ہو تو وہ بدستور اس کے بیٹے کے نکاح میں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بہو کے ساتھ ارادہ زنا کیا اور زنا کیا نہیں لوگوں نے اس کی حالت کو دیکھ کر اسے شرمسار کیا اور وہ لڑکا اور لڑکی اس نے الگ کر دیے۔ اب اس لڑکی کا نکاح اس کے بیٹے سے ہے یا نہ۔ تفصیل بیان فرمادیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس شخص نے نہ تو زنا کیا ہو اور نہ شہوت کے ساتھ بلا حائل ہاتھ وغیرہ عورت کو لگایا ہو تو اس کے بیٹے کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح جائز ہے۔ اگر ان دو کاموں میں کوئی ایک کام کر گزرا ہو تو نکاح جائز نہیں۔ بشرطیکہ اس کا لڑکا اور وہ لڑکی بھی اس کی تصدیق کریں اگر تصدیق نہ کریں تو جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح مفتی محمود عفا اللہ عنہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ

دودھ دینے والی گائے سے ہل جوتنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دودھ دینے والی گائے کو ہل چلانے یا بوجھ وغیرہ رکھنے میں استعمال کرنا بہت سخت گناہ ہے بلکہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اس کو دودھ دینے کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ ہل چلانے کے لیے۔ لہٰذا اس کو واضح دلائل سے بیان کریں۔

غازی خان

﴿ج﴾

دودھ دینے والی گائے سے ہل چلانے کا کام لینا جائز ہے۔ البتہ حد سے زیادہ کام لینا تو کسی جانور سے بھی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

دفاعی فنڈ میں زکوٰۃ دینا

﴿س﴾

بخدمت اقدس استاذی المکرم حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی و دامت برکاتکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت جانبین مطلوب۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ عاطفت تا قیامت فرمائے۔

صدر کے امدادی و دفاعی فنڈ میں لوگ دریافت کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے یا نہیں۔ باقی یہاں یہ حالات معمول پر ہیں۔ شورکوٹ میں اور ماچھی وال تحصیل جھنگ میں عیاری سے کچھ نقصان ہوگیا ہے۔ تمام احباب کی طرف سے سلام عرض ہو۔ فقط واللہ اعلم

محمد یٰسین خطیب بقلم خود جامع مسجد مومن پورہ جھنگ صدر

﴿ج﴾

جائز نہیں اس میں مختلف مصارف ہیں۔ بعض مصارف تو زکوٰۃ کے ہیں اور بعض نہیں اس لیے زکوٰۃ کی رقم کا اپنے مصرف پر لگانا یقینی نہیں ہے اس لیے زکوٰۃ کی رقم فنڈ میں داخل نہ کی جائے۔ البتہ مریضوں کی، زخمیوں کی مرہم پٹی، دوائی وغیرہ پر خرچ کر کے ان کی تملیک کر دی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسجد کی دیوار کے ساتھ غسل خانے بنانا

﴿س﴾

ایک مکان تعمیر ہو رہا ہے ایک مسجد کے قریب اور مسجد کی دیوار سے مکان کی دیوار آکر ملتی ہے۔ ویسے مسجد کی دیوار الگ ہے اور مکان کی دیوار الگ۔ صرف مس ہو رہا ہے۔ مذکورہ بالا مکان میں مالک مکان غسل خانہ اور فلش سسٹم لگانا چاہتا ہے۔ عندالشرع اس میں کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

اگر غسل خانہ کے پانی سے مسجد کی نجاست کا خطرہ نہ ہو اور مسجد میں اس کے پانی پڑنے کا خطرہ نہ ہو بلکہ مسجد کی دیوار سے علیحدہ اپنی دیوار کے ساتھ غسل خانہ وغیرہ بنا رہا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رمضان ۱۳۹۱ھ

ایک مجلس میں اونچی آواز سے قرآن کریم پڑھنا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماءدین دریں مسئلہ کہ سیپارے یعنی کئی آدمی جول کر قرآن مجید کاختم پڑھتے ہیں۔اس آیت (واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا) کے تحت جائز ہے یانہیں۔بینواتوجروا

﴿ج﴾

سماع قرآن کے خارج صلوۃ میں وجوب اور عدم وجوب کے دونوں قول ہیں۔بہتر یہ ہے کہ آہستہ پڑھا جائے۔مولانا تھانوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں آسانی کے لیے اسی کو اختیار کرتا ہوں کہ خارج صلوۃ مستحب ہے۔ انتہی الغرض بناءعلی القول الثانی جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

جس گاؤں میں یونین کونسل کا دفتر ہو اور جامع مسجد میں ڈھائی صد لوگ آسکتے ہوں وہاں جمعہ جائز ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماءدین دریں مسئلہ کہ دیہات جس جگہ بازار نہیں مگر کاروبار تجارت ہوتا ہے سڑک موجود ہے۔جامع مسجد موجود ہے جس میں دواڑھائی سوآدمی نماز پڑھ سکتے ہیں گردونواح میں سینکڑوں مکانات ہیں۔ ڈاک خانہ موجود نہیں۔البتہ یونین کونسل کا دفتر موجود ہے بستی میں ۴۰/۵۰ گھر ہیں۔کیا علماءامت اس مسئلہ میں اجتہاد کر کے دیہات میں نماز جمعہ پڑھانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

محمد یعقوب شیخ معرفت دفتر جمعۃ علماء اسلام ملتان

﴿ج﴾

فقہ کی معتبر کتابوں مثل ہدایہ وشرح وقایہ ودرمختار وشامی سے یہ ثابت ہے کہ وجوب جمعہ اور ادائے جمعہ کے لیے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے۔کیونکہ وہ بھی شہر اور مصر کے حکم میں ہے۔مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن مدار عرف پر ہے۔عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار گلیاں اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے۔

في التحفة عن ابي حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه او علم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الاصح. (ردالمختار باب الجمعة ص ۱۳۷ ج ۲) وايضاً فيه وتقع فرضا في القصبات والقرىٰ الكبيرة التي فيها اسواق (الى ان قال) وفيها ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة وايضاً فيه (قوله وصلوة العيد في القرى تكره تحريما ومثله الجمعة (ردالمختار باب العيدين ص ۱۶۷ ج ۲)

سوال میں جس دیہات کا ذکر کیا ہے نہ یہ مصر ہے اور نہ قریہ کبیرہ لہٰذا اس دیہات میں عندالاحناف نماز جمعہ یا عیدین صحیح نہیں اور نماز جمعہ ادا کرنے سے ان لوگوں کے ذمہ سے نماز ظہر ادا نہیں ہوتی۔لما في الشامية الاترى ان في الجواهر لو صلوا في القرىٰ (الصغيرة) لزمهم الظهر (شامی باب الجمعه ص ۱۳۸ ج ۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

حیلۂ اسقاط کی موجودہ شکل کی مفصل تحقیق

﴿س﴾

مفتیان کرام وعلماء کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کیا یہ طریقہ محدثہ کہ میت کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سب اکٹھے ہوتے ہیں۔پھر وارث میت کے ایک صاع غلہ کا بمع نقد جتنے ہولاتا ہے خواہ غریب ہو یا کہ امیر۔ پھر ان سب کو ایک آدمی لیتا ہے اور سب کو دیتا ہے۔وہ ہر ایک کو کہہ دیتا ہے کہ من بتو بخشیدم وہ دوسرا پکڑتا ہے پھر واپس اس کو دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ قبول کردم بتو بخشیدم اس کو اسقاط کہتے ہیں کیونکہ یہ ایک وسیلہ ہے کفارات صوم وصلوۃ وغیرہ گناہ کے کرنے کے لیے تین دفع سب کو دیتے ہیں پھر نقد وغیرہ غریب ومسکین کو دے دیتے ہیں۔کتاب قاضی خان میں اس مسئلہ کا جواب موجود ہے آیا یہ طریقہ جائز یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو قاضی خان کے فتویٰ کا کیا جواب ہے۔

﴿ج﴾

فدیہ صوم بقدر نصف صاع ہر صوم کے لیے ثابت بالنص ہے۔فدیہ صلوۃ کو بوجہ اس کے کہ صلوۃ اہم ہے امام محمد رحمہ اللہ نے اس میں فدیہ کو جائز لکھا ہے اور اگر میت وصیت کر لے تب واجب ہے۔امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔اب اگر کوئی شخص وصیت فدیہ وصلوۃ وغیرہ كفدية اليمين

والظهار وكالعشر والمنذور وغيرہا کرتا ہے۔تو جتنی وصیت کی ہے اگر وہ ثلث مال سے زائد نہ ہوتو ورثاء پر لازم ہے کہ اس کی وصیت کو نافذ کریں اور مساکین وغیرہ کو دیویں لیکن یہ طریقہ مروجہ اسقاط کا کہ عمر کے تمام نماز وروزہ وغیرہ کو شمار کرتے ہیں اور پھر مساکین کو جمع کر کے حیلہ کرتے ہیں یہ بدعت سیئہ ہے۔صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین کے زمانہ میں اور ائمہ اربعہ سے نیز کسی امام سے بھی یہ طریقہ اسقاط کا مروی نہیں۔باوجودیکہ بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے۔باوجودیکہ سلف صالحین سے بالکل ثابت ہی نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پھر بوجہ رواج پڑھنے کے لوگ اس کو واجب اور ضروری خیال کرتے ہیں۔العیاذ باللہ بدعت کو واجب خیال کرنا اور اس کو نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع کرنا کتنا برا فعل ہے۔باوجودیکہ فقہاء تصریح کرتے ہیں کہ اگر مستحب وفعل پر بوجہ التزام کے وجوب کا خیال وگمان پیدا ہونے کا خطرہ ہوتو اس کا کبھی کبھی ترک کرنا ضروری ہے۔

عوام الناس جری اور دلیر ہو جاتے ہیں جب وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے تمام گناہ مثلاً ترک صلوۃ وصوم کے معاف کرانے کا علماء نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ تمام گناہ صاف ہو جاتے ہیں تو وہ کبھی گناہ سے باز نہیں آتے۔

اکثر لوگ فقط بوجہ شرم کے اور عوام کے طعنہ کے خوف سے اسقاط کا حیلہ کرتے ہیں جو قطعاً درست نہیں ہو سکتا پھر اس میں اخلاص ضروری ہے۔

اکثر لوگ سود سے روپیہ لیتے ہیں اور اسقاط کرتے ہیں باوجودیکہ سود سے روپیہ لینا قطعاً منصوص حرام ہے لیکن بوجہ خوف طعن عوام وہ اس بدعت کے لیے قطعی حرام کے مرتکب بن جاتے ہیں۔

اکثر مرنے والوں نے وصیت نہیں کی ہوتی اور ورثاء میں یتیم یعنی نابالغ ہوتا ہے لیکن نابالغ یتیم کے حصہ کو بھی اسقاط میں شامل کرتے ہیں اور یتیم کے مال میں اس کا ولی صدقہ نہیں کر سکتا اور لوگوں کو اس کا کھانا حرام ہے علامہ شامی نے اس میں مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔اس میں ان مفاسد کے بغیر جواز تحریر ہے لیکن چونکہ سلف صالحین میں یہ طریقہ مخصوصہ اسقاط کا مروج نہ تھا۔لہٰذا شامی کے قول سے وہ بدعت سے خارج نہیں ہو سکتا۔واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد عورت سے عقد ثانی' نماز جنازہ اور نماز ظہر میں سے کس کو مقدم کیا جائے

اگر ذبح کے وقت کم از کم تین رگیں کٹ گئیں تو جانور حلال ہے

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔تین دفعہ اور دوبارہ

اس عورت کو طلب کرتا ہے کیا اس کے ساتھ عقد ثانی کر سکتا ہے یا نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک آدمی فوت ہو چکا ہے اور غسل کفن تیار ہونے تک پورے بارہ بج چکے تھے اور جنازہ گاہ میں اور بعد میں زوال ہو گیا ہے۔بتایئے فرض کفایہ یا فرض عین پہلے پڑھے کیا ہوگا اس بارے میں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ ایک آدمی نے بھینس کو ذبح کیا ہے۔مگر بے جا ذبح کیا ہے یعنی سینے کے ساتھ اور جانور نیز صحیح وسلامت اور تندرست تھا مگر ذبح کرنے والا بے خبر تھا۔آیا اس جانور کا گوشت جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی اس آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں تو اس پر زوجہ حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے۔جسے وہ بغیر حلالہ کے نہیں رکھ سکتا۔تین طلاق پڑھنے کے بعد بغیر حلالہ کے میاں بیوی کا آباد ہونا حرام کاری ہوگی۔

پہلے فرض عین ادا کریں اس کے بعد نماز جنازہ ادا کریں۔نماز جنازہ کو نوافل وسنن سے پہلے اور فرض عین سے بعد میں ادا کرنا چاہیے۔

صورت مسئولہ میں اگر ذبح کی رگیں یعنی حلقوم، مری اور ودجان ان چار رگوں میں کم از کم تین کٹ گئی ہیں تو وہ جانور حلال ہوگا ورنہ اگر تین سے کم کٹ گئی ہیں تو وہ جانور یعنی بھینس کا گوشت حرام ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اپنے والدین اور اپنی طرف سے حج بدل کرانا

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص مالدار جائیداد کا مالک ہے لیکن چلنے پھرنے سے معذور ہے۔صاحب فراش ہو گیا ہے۔ان کی طرف سے حج بدل ہو سکتا ہے یا نہ؟

(۲) نیز والدین فوت شدہ کی طرف سے دوسرے آدمیوں سے حج کرایا جائے تو ان کو ثواب پہنچ جائے گا یا نہ؟

﴿ج﴾

(۱) اگر شخص مذکور ایسا صاحب فراش ہے کہ حکیم حاذق کی رائے میں وہ کسی وقت بھی اپنی عمر میں اس کے بعد چلنے پھرنے اور سفر حج کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا تو دوسرے شخص کو نائب بنا کر یہاں سے روانہ کر سکتا ہے اور حج بدل صحیح ہوگا۔

(۲) اگر انہوں نے وصیت کی ہے پھر تو ان کی طرف سے حج کرنا واجب ہے۔ ورنہ بغیر وصیت کے بھی اگر ادا کیا جائے تو ان کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو بکرا عید سے ایک دن قبل پیدا ہوا اگلے سال اس کی قربانی کرنا
فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، ۲۰ رکعت تراویح

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسئلوں کے بارے میں کہ

(۱) ایک بکرا عید کے دن سے پہلے پیدا ہوا تو قربانی جائز ہے۔

(۲) سورۃ فاتحہ کے بارے آپ وضاحت کریں۔

(۳) قربانی کا بکرے کو بہت سخت تکلیف تھی خیرات کر دیا ہے۔ گناہ تو نہیں قربانی ضرور کرے گا۔

(۴) رفع یدین کے بارے میں احادیث کثرت سے ثابت کریں۔ اب چھوڑنا جائز ہے یا کرنا باقی ہے۔

(۵) بیس تراویح کس سے ثابت ہیں کیا حضرت عمر فاروق نے خود پڑھی ہیں یا نہیں۔ مدلل ثبوت دیں۔

﴿ج﴾

(۱) جو بکرا عید کے دن سے پہلے پیدا ہو گیا ہے۔ آئندہ عید پر ایک سال کا شمار ہوگا۔ اس لیے اس کی قربانی درست ہوگی۔ عالمگیری ص ۲۹۷ ج ۵ میں ہے۔ **فقط ذكر القدورى ان الفقهاء قالوا الجذع من الغنم ابن ستة اشهر والثنى ابن سنة الى حتى لوضحى باقل من ذلک شيئا لايجوز ولو ضحى باكثر من ذلک شيئا يجوز۔**

(۲) رسالہ احسن الکلام مولفہ حضرت مولینا سرفراز خان مدظلہم شیخ الحدیث نصرت العلوم گوجرانوالہ منگا لیں اور مطالعہ فرماویں۔

(۳) اگر یہ شخص فقیر ہے تو اس پر دوسری قربانی لازم نہیں ہے۔

(۴) اگر وہ صاحب نصاب ہو تو دوسری قربانی لازم ہوگی بیمار جانور کو ذبح کرنے اور خیرات کرنے سے گناہ نہیں ہے۔

(۵) اس کے بارے میں بھی حضرت مولانا سے رابطہ رکھیں ان کے پاس کوئی رسالہ تحریر کردہ ہوگا اس کا مطالعہ کر لیں۔

رسالہ خیر المصابیح مولفہ حضرت الاستاد مولینا خیر محمد صاحب مرحوم کا مطالعہ کیجیے۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیخ فانی کے لیے فدیہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بوڑھی عورت نے علاج کرانے کی وجہ سے روزے نہیں رکھے لیکن اب وہ بڑھاپے کی وجہ سے روزے رکھنے سے قاصر ہے۔ اگر وہ ایک دن روزہ رکھتی ہے تو تین چار دن بیمار پڑ جاتی ہے۔ تو یہ عورت ضروری روزے قضا کرے یا ان روزوں کے لیے صدقہ بھی کر سکتی ہے اور اگر وہ صدقہ کر سکتی ہے تو فی روزہ کتنا صدقہ ادا کرے۔

جمیل احمد متعلم مدرسہ ہذا

﴿ج﴾

ایسی بوڑھی عورت کے لیے جو سال کے کسی موسم میں روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اور ہمیشہ رمضان شریف کے روزہ رکھنے یا قضا کرنے سے تین چار دن بیمار پڑ جاتی ہو اور بیمار پڑ جانے کے علاوہ کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتی ہو اور صحت سے ناامید ہو چکی ہو فدیہ دینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ **قال فى الدر المختار وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى. وفى الشامية تحت قوله (وللشيخ الفانى) اى الذى فنيت قوته او اشرف على الفناء ولذا عرفوه بانه الذى كل يوم فى نقص الى ان يموت نهر ۔ ومثله ما فى القهستانى عن الكرمانى المريض اذا تحقق الياس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم من المرض اھ (ردالمحتار فصل فى العوارض المبيحة ص ۴۲۷ ج ۲)**

ایک روزہ کا فدیہ اسی تولہ کے سیر کے حساب سے پونے دو سیر گندم ہے یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اگر جو سے ادا کرے تو ایک روزہ سے ساڑھے تین سیر فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سال گزرنے کے بعد سونے کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے
کیا کسی بند مکان میں قضا حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ کرنا گناہ ہے

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ سال گزرنے پر سونے کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہے۔ کیا ایک تولہ سونا پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر سال بھر صرف سو روپے ہوں تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی بند جگہ جیسے لیٹرین میں پیشاب کرے کیا وہاں بھی قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز نہ ہوگا۔

اگر کسی کے پاس ضروریات سے فارغ ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور وہ مقروض بھی نہ ہو تو سال گزرنے پر اس شخص پر ساڑھے سات تولہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے۔ ساڑھے سات تولہ سونے کا نصاب ہے۔ اس سے اگر کم مقدار میں سونا کسی کے پاس ہو اور اس شخص کے پاس کوئی پیسہ، روپیہ، ٹکہ یا چاندی کم مقدار میں نہ ہو تو اس سونے میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر اس کے پاس روپیہ پیسے بھی ہیں تو اس پیسہ کو سونا میں ملا کر چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی یا اگر چاندی اس کے پاس ہو تو اس چاندی اور سونے کے مجموعہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی یا اگر اس کے پاس مال تجارت ہے اتنی مقدار کی قیمت کہ اس سے سونا خرید سکتا ہے اور جو نقد سونا اس کے پاس ہے دونوں کو ملایا جائے تو ساڑھے سات تولہ ہو جاتا ہے تو اس مال تجارت اور سونا جو ایک تولہ ہے یا زیادہ یا کم جو ساڑھے سات تولہ سے کم ہے ان دونوں کے مجموعہ میں سونا جتنا بنتا ہو اس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ایک تولہ سونا اگر کسی کے پاس ہے نیز کچھ رقم ہے چاہے چند پیسے بھی کیوں نہ ہوں یا چاندی کا ایک چھلہ بھی کیوں نہ ہو تو بھی اگر رقم اور ایک تولہ سونے سے چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی مل سکتی ہے یا ایک چھلہ چاندی کا ہو یا کم مقدار چاندی تو بھی اس مقدار کو ایک تولہ سونا سے ملا کر جو چاندی آتی ہے اس سے ملایا جائے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کیونکہ ایک تولہ سونے سے ساڑھے باون تولہ چاندی مل سکتی ہے اور رقم یا چاندی نہ ہو نیز مال تجارت نہ ہو تو ساڑھے سات تولہ سے کم سونے چھلہ زکوٰۃ واجب نہیں۔

اگر صرف سو روپیہ کسی کے پاس ہے دوسرا مال زکوٰۃ اس کے پاس نہیں تو اس سے چونکہ نہ سونے کا نصاب یعنی ساڑھے سات تولہ اور نہ چاندی کا نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ اس سے لیا جا سکتا ہے۔ یعنی ان میں کسی ایک کی مالیت کے برابر نہیں اس لیے زکوٰۃ واجب نہیں زکوٰۃ کے مسائل بے شمار ہیں اور بہت سی صورتیں پیش آتی ہیں اس لیے جو صورت آپ کو در پیش ہو اس کو معلوم کر لیں۔ سب کا احاطہ مشکل ہے اور معاملہ خلط ہو جائے گا۔

(۲) بند جگہ میں بھی مثلاً پیشاب خانہ میں قضائے حاجت کے وقت وغیرہ قبلہ رخ یا قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز نہیں۔ چاہے پہاڑ سامنے کیوں نہ ہو۔ مطلقاً جہت قبلہ کی طرف پیشاب یا پاخانہ غسل کرتے وقت منہ اور پیٹھ کرنا منع ہیں۔ ضروری نہیں کہ قبلہ نظر آئے تب منع ہو۔ ورنہ ایسے تو قبلہ اور ہمارے درمیان کتنی چیزیں حائل ہو سکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا عشری زمین سے آبیانہ وغیرہ عشر نکالنے سے پہلے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ عشر چاہی آبادی میں کتنا حصہ نکالا جا سکتا ہے اور اس میں سے معاملہ سرکاری (مالی اور آبیانہ) نکالا جا سکتا ہے یا نہیں اور اس کے لیے مستحق کون صاحب ہوتے ہیں۔ اس میں غریب رشتہ دار بھی مستحق ہیں نیز مسجد پر بھی صرف ہو سکتا ہے۔ مہربانی فرما کر عشر نکالنے کا مسئلہ بالتفصیل عنایت فرما دیا جائے۔ والسلام

﴿ج﴾

عشر چاہی زمینوں میں بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

معاملہ سرکاری آبیانہ کا اس میں کوئی حساب نہیں ہوگا۔ وہ الگ دینا ہوگا۔ عشر کے لینے کے مستحق وہ ہیں جو مستحق زکوٰۃ ہیں غریب رشتہ دار کو دینا جائز ہے۔ البتہ خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو، باپ ماں اپنی اولاد کو اور اولاد باپ ماں کو نہیں دے سکتے۔ مسجد پر صرف نہیں ہو سکتا اس میں تملیک ضروری ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۱ شوال ۱۳۷۶ھ

مکانوں اور باغوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے جانوروں کی کھوپڑیاں لٹکانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کیا یہ بات جائز ہے جو بعض لوگ اپنے مکانوں اور باغوں اور کھیتوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے کہیں گدھے کا سر ہانڈی میں لٹکا دیتے ہیں یا عورتیں بچوں کے چہرا پر سیاہ داغ لگا دیتی ہیں شرع میں کہیں ان کا ثبوت ہے۔ اگر جائز نہ ہو تو کرنے والے کے تقویٰ پر کس حد تک حرف آتا ہے۔

﴿ج﴾

فی الهندية ص ۳۵۶ ج ۴۔ لابأس بوضع الجماجم فی الزرع والمبطخة لدفع ضرر العین عرف ذالک بالاثار كذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکان اور کھیتوں میں نظر بد سے بچانے کے لیے ہانڈی وغیرہ لٹکانا اور اسی طرح بچوں کے چہرے پر داغ لگانا جائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالتی تنسیخ کے بعد اگر میاں بیوی میں صلح ہو جائے تو کیا پہلا نکاح برقرار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص رحیم بخش کا مسماۃ فضلاں کے ساتھ نکاح اور شادی ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد ناچاقی کی وجہ سے فضلاں نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ برخلاف رحیم بخش دائر کیا۔ عدالت نے جواب دہی کے لیے رحیم بخش کو نوٹس بھیجے لیکن وہ دیدہ دانستہ حاضر نہ ہوا۔ اس پر فضلاں نے جھوٹے گواہ پیش کر کے عدالت سے یک طرفہ ڈگری تنسیخ نکاح حاصل کیا۔ رحیم بخش نے شرعی طلاق نہ دی۔ کچھ عرصہ بعد پھر دونوں میں صلح ہوئی اور فضلاں رحیم بخش کے پاس چلی گئی۔ اب پھر ناچاقی ہے۔ اس پر ایک شخص خدا بخش نے جو پہلے بھی شادی شدہ ہے اور جس کی بیوی بھی زندہ ہے۔ فضلاں سے نکاح کر لیا ہے۔ لوگوں کے سمجھانے پر خدا بخش اب فضلاں کو چھوڑ کر پہلی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ کیا اب خدا بخش کو اپنی پہلی بیوی سکینہ سے دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا پہلا نکاح موجود ہے۔

حق نواز اللہ دتہ جھوک دیس تحصیل ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر خدا بخش نے اپنی پہلی زوجہ کو طلاق نہیں دی تو وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ دوبارہ نکاح کرنا ضروری نہیں۔ فضلاں کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے سکینہ کے ساتھ نکاح فسخ نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ شوال ۱۳۹۷ھ

جو رقم حج کے ارادے سے جمع کرائی جا چکی ہے کیا اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے حج کا داخلہ کر دیا ہے۔ سال گزرنے پر رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی ہے تو کہ جو رقم حج کے لیے داخل کی گئی ہے زید اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرے یا کہ نہ۔ برائے مہربانی بتفصیل تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

جو رقم حج کے لیے جمع کی ہے اور حج کے سلسلہ میں خرچ نہیں ہوئی۔ سال گزرنے پر اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یونین کونسل کو تین نوٹس بھیجنے پر عورت کو تین طلاقیں پڑ گئیں

﴿س﴾

بخدمت جناب چیئرمین صاحب یونین کمیٹی نمبر۲ ملتان۔

محمد اشرف ولد فضل دین جھنگ بازار گلی نمبر۲ انار کلی بنام مسماۃ صدیقہ دختر بوہ محمد اشرف مکان نمبر۲۲-ے لائل پور۔ بیرون دولت گیٹ بستی بابا غفرا معرفت بشیر احمد دکاندار ملتان۔

عنوان نوٹس طلاق زیر دفعہ ۶ (۱) مسلم عائلی قوانین

جناب عالی گزارش ہے کہ میری شادی ہمراہ صدیقہ تقریباً ۵ سال بیشتر ہوئی۔ حق مہر سوا بتیس روپے طے ہوا تھا۔ شادی کے بعد میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار رہے۔ اسی عرصہ کے دوران میرے نطفہ اور مسماۃ صدیقہ کے بطن سے ایک لڑکا جس کی عمر ساڑھے تین سال کے قریب ہے پیدا ہوا۔

یہ کہ عرصہ ۹/۸ ماہ بیشتر میری بیوی بخوشی اپنے والدین کو ملنے کے لیے ملتان گئی اور جاتے ہوئے تمام زیورات و پارچہ جات جو کہ میرے والدین نے بنوائے تھے اور جن کی مالیت تقریباً ایک ہزار بنتی ہے لے گئی۔ بعد ازاں میں کئی مرتبہ اپنی بیوی کو لینے گیا ہوں مگر میرے سسرال نے میری بیوی کو میرے ساتھ نہ بھیجا۔ جس وقت میری بیوی گھر سے گئی ہوئی تھی اس وقت حاملہ تھی۔ مگر اب نہ جانے اس نے اس حمل کا کیا کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ میری بیوی کا چال چلن مشتبہ ہے اور زبان دراز ہے۔ میں نے اسے آباد کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ آباد ہونے پر رضامند نہیں۔ لہٰذا میں مسلم عائلی قوانین کی دفعہ نمبر چھ کے تحت مسماۃ مذکور کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں۔

نقل طلاق نامہ مسمی مذکورہ کو اس کے گھر بھیج دی گئی ہے۔ میرا لڑکا بعمر ساڑھے تین سال جس کا نام محمد افضل ہے مسماۃ مذکورہ سے دلا کر میری طلاق منظور فرمائی جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

محمد اشرف ولد فضل الدین مکان نمبر ۱۲۲ انار کلی بازار لائل پور

﴿ج﴾

حسب بیان سائل کہ وہ اس مضمون کا ہر مہینہ کو ایک ایک نوٹس طلاق دے چکا ہے اور کل تین نوٹس طلاق کے وہ بھیج چکا ہے۔ لہٰذا اس کی یہ بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ حلالہ یہ ہے کہ پہلی طلاق کی تاریخ سے عورت کی عدت تین ماہواریاں گزر جائیں اور اس کے بعد اس کا کسی شخص کے ساتھ صحیح نکاح ہو جائے اور وہ اس کے ساتھ مجامعت کر لے اور پھر اس کو طلاق دے

دے۔تب عدت گزار کر پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کرے تو نکاح ہوسکتا ہے۔قال تعالیٰ فان طلقها فلاتحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیه۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چار بچوں کی ماں کو بیوہ ہونے کے بعد اگر بھائی دوسرے نکاح پر مجبور کرے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی فوت ہوگیا جس کا ایک لڑکا تین لڑکیاں ہیں اور اس کی جائیداد بھی کافی ہے۔اب اس کی زوجہ یہ چاہتی ہے کہ میں دوسرا نکاح نہیں کرتی اور شوہر متوفی کے گھر میں رہ کر اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہوں اور اس عورت کے بھائی اس کو مجبور کررہے ہیں دوسرے نکاح کرنے پر۔اب شریعت میں کیا حکم ہے کہ وہ اس کو مجبور کرسکتا ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر بیوہ عورت کو نکاح کا خیال نہ ہو اور وہ عفت کے ساتھ بقیہ زندگی گزار سکتی ہو اور اس کے دوسری جگہ نکاح کرنے سے یتیم بچے خوار وذلیل ہوں ان کی پرورش کا انتظام بغیر والدہ کے نہ ہو تو بیوہ کے بھائی کا اس کو نکاح پر مجبور کرنا ناجائز ہے اور اس صورت میں یہ بیوہ بچوں کی پرورش کی وجہ سے نکاح نہ کرے تو وہ ماجور ہوگی اور اگر بچے پرورش کے محتاج نہ ہوں اور یا دوسری جگہ نکاح کرنے کے باوجود پرورش کا انتظام ہو تو باوجود عفت کے ساتھ زندگی گزارنے کے بیوہ کو نکاح کرنا بہتر ہے لیکن اُسے نکاح کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر یہ بیوہ عورت عفت کے ساتھ زندگی نہ گزار سکتی ہو اور ابتلاء فی المعصیت کا اندیشہ ہو تو چاہے بچے پرورش کے محتاج ہوں اسے دوسرا نکاح کرنا ضروری ہے اور اس صورت بھائی اسے نکاح کرنے پر مجبور کرسکتا ہے لیکن بیوہ عورت کی رضامندی واجازت نکاح میں ضروری ہے۔اس کی اجازت کے بغیر ہر حال میں بھائی اس کا نکاح نہیں کراسکتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ

بیوی کو غیر محرم کے ساتھ حج پر بھیجنے والے امام کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی کو حج کے لیے غیر محرم کے ساتھ بھیج دیا۔مجھے پھر

معلوم ہوا یہ جائز نہیں ہے۔میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرلی۔پھر کبھی غیر محرم کے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ اب لوگ کہتے ہیں تیری توبہ قبول نہیں اور میں امام مسجد ہوں کہتے ہیں تیرے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔آیا میری توبہ قبول ہے یا نہیں اور میری امامت کرانی جائز ہے یا نہیں۔مجھے کہتے ہیں جواذان دے پھر امامت نہیں کراسکتا۔یہ بھی مجھے وضاحت فرمادیں۔

حاجی نظام الدین تحصیل میلسی ضلع ملتان

﴿ج﴾

جو شخص صدق دل سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوٰۃ باب التوبۃ والاستغفار ص۲۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں۔عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه متفق عليه (مشکوٰۃ باب التوبۃ والاستغفار ص۲۰۳) پس صورت مسئولہ میں جبکہ اس شخص نے توبہ کرلی ہے تو یہ کہنا کہ تمہاری توبہ قبول نہیں جہالت اور گناہ ہے۔امامت اس کی جائز ہے اگر کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو۔قبولیت توبہ کے لیے خیرات کرنا ضروری نہیں۔

جواذان دے اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔کسی کا یہ کہنا کہ جواذان دے پھر امامت نہیں کرسکتا محض جہالت ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میت کی قبر پر سایہ بان یا پکی چھت بنانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قبرستان وغیرہ میں میت کی قبر پر برائے سایہ یا خطرہ کی وجہ سے مکان یا چھپر بمع وصیت یا بغیر وصیت بنانا جائز ہے یا نہ۔دلائل سے واضح فرمادیں۔

﴿ج﴾

بناء علی القبور شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه رواه مسلم۔

دوسری حدیث صحیح مسلم میں ہے۔قال علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تدع تماثلاً الا طمسة ولا قبراً مشرفاً الا سویته رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۴۸ مکان وغیرہ کا قبر پر بنانے کی ممانعت ان دونوں حدیثوں سے واضح وثابت ہے۔ نیز کتب حدیث میں اور بھی کئی حدیثیں بنا علی القبور کی ممانعت میں مطلق وارد ہیں۔کوئی سایہ وغیرہ کے لیے بنانے کی اجازت کا ذکر تک نہیں۔ نیز فقہ کی معتبر کتابوں میں اس سے منع وارد ہے۔قال فی الدر المختار مع شرحه رد المحتار ص ۲۳۷ ج ۲ ولا یجصص للنهی عنه ولا یطین ولا یرفع علیه بناء الخ واما البناء فلم ارمن اختار جوازه وفیه ایضاً وعن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذالک الخ چنانچہ درمختار اور شامی کی عبارت سے مذکورہ اشیاء کی ممانعت خود صاحب مذہب اور جملہ فقہا سے واضح ہے۔لہٰذا صورت مسئولہ میں قبر پر مکان یا چھپر وغیرہ بنانا مع وصیت او عدم وصیت دونوں صورتوں میں مطلقاً ناجائز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اقوال فقہاء کرام سے یہ واضح ہو رہا ہے بمع وصیت بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ ایک منہی عنہ امر کی ہوگی اور وصیت ناجائز کی ہوگی اور شرعاً میت کی جائز وصیت نافذ ہوتی ہے۔ اس کی ناجائز وصیت غیر معتبر وغیر نافذ ہوتی ہے۔خصوصاً آج کل قبر پرستی اور بدعات کا دور ہے کسی قبر پر مکان وغیرہ اس بات کے لیے قبر کی نشان دہی کرتی ہے۔تو اس وقت ان چیزوں کا ممنوع ہونا اور بھی سخت ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شب جمعہ میں امام کا لوگوں کو سورہ ملک سنانا' قضاعمری کا مروجہ طریقہ جائز ہے یا نہیں

﴿س﴾

(۱) یہاں پر جو عام رواج ہے کہ لوگ جب نماز عشاء شب جمعہ سے فارغ ہو جاتے ہیں تو امام بیٹھ کر لوگوں کو بلا ناغہ سورت ملک سناتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے یا نہ۔

(۲) رمضان کے مہینہ میں تیسویں رات پر سورت عنکبوت، سورت روم مقتدیوں کے سامنے پڑھنا شریعت مطہرہ سے ثابت ہے یا نہ۔

(۳) مروجہ اسقاط جو یہاں رائج ہے اس کا شرعی ثبوت کس حد تک ہے۔

(۴) مروجہ قضاعمری جو کہ یہاں رمضان کے آخری جمعہ پر پڑھائی جاتی ہے اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱،۲) یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کسی سے ثابت نہیں ہے لہٰذا

بدعت ہوگا اور اگر اس کو ضروری سمجھنے لگ جائیں تو اور بھی قبیح ہوگا۔بہر حال اسے چھوڑنا ضروری ہے۔

(۳) اسقاط مروجہ قرآن مجید پھیرنے اور چکر دینے کا طریقہ بھی بدعت واجب الترک ہے۔صحیح طریقہ جس کا کچھ احادیث وفقہ سے نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر نماز اور ہر روزے کا حساب کر کے فی نماز، روزہ مثل مقدار فطرانہ کے غلہ یا نقد پیسے دیے جائیں۔

(۴) اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اصلاح کی نیت سے بریلویوں کی مسجد میں امام بننا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ ایک دیوبندی ہے اور یہاں مسجد کا امام ہے اور لوگوں کی اصلاح کے لیے درس اور وعظ بھی کرتا ہے۔تو اب مسجد پر بریلویوں نے قبضہ کر لیا۔حالات کا نقشہ بدل گیا۔یہ بریلوی لوگ اپنا بندہ اس مسجد میں رکھنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔بندہ ان حالات میں گھبرا اُٹھا کہ اگر یہ جگہ چھوڑتا ہوں تو مسجد بریلویوں کے قبضہ میں ہے۔اگر کوئی متعصب بریلوی مولوی آ جائے تو بندہ کا کیا ہوا سب کام خاک میں مل جائے گا۔لوگ پھر اس طرح گمراہ ہو جائیں گے اور اگر اس مسجد میں ٹھہرتا ہوں تو کسی جگہ ختم بھی پڑھنا پڑے گا جنازہ کے بعد دعا بھی کرنی پڑے گی تا کہ یہ لوگ اسی طرح مانوس رہ کر اللہ تعالیٰ کے فرمان سنتے رہیں لیکن اس میں فائدہ بے حد ہوگا۔ان کی اصلاح کی قوی امید ہے کیا یہ صورت اختیار کر لی جائے یا نہ۔جیسے بزرگان دین فرماتے ہیں اگر چھوٹا سا گناہ کرنے سے بہت بڑی نیکی کی امید ہو تو وہ گناہ کر لینا چاہیے تا کہ نیکی ہو جائے۔ختم اور دعا بعد جنازہ ہیں بدعت لیکن ان کے پس پردہ قوم کی اصلاح ان شاء اللہ ضرور ہوگی۔اتنا فرق تو اب بھی ہو گیا ہے کہ بعض لوگوں نے ختم اور دعا بعد جنازہ کا رواج ترک کر دیا ہے۔آپ فرمائیے کہ یہ چند چیزیں صرف اصلاح کے فائدہ کو سمجھ کر اگر کر لی جائیں تو مناسب ہوگا نہیں؟ بینوا توجروا

معرفت چوہدری محمد اقبال ضلع ملتان فاروق احمد خطیب جامع مسجد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اصلاح کی کوشش کے ساتھ ساتھ اگر جنازہ کے بعد دعا کرنی پڑ جائے یا ختم طعام کی صورت پیش آ جائے تو بغیر التزام اور ضروری نہ جاننے سے اس کی گنجائش ہے۔امید ہے اللہ تعالیٰ درگزر فرمائیں گے۔کیونکہ دعا بعد الجنازہ کو اگرچہ فقہاء کرام نے ناجائز اور مکروہ کہا ہے اور ناجائز ہے لیکن امام فضلی رحمۃ اللہ علیہ

کے نزدیک لاباس بہ ہے کما قال فی بحر الرائق ص ۱۸۳ ج ۲ وقید بقوله بعد الثالثة لانه لایدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصه وعن الفضلی لاباس به۔

اور ختم طعام (فاتحہ مروجہ) کے متعلق فتاوی رشیدیہ ص ۱۱۸ پر تحریر ہے ایں طور مخصوص درزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودنہ درزمان خلفاء بلکہ وجود آن درقرون ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول شدہ وحالا درحرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً عادت نیست واگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آن را طعام حرام نمی شود۔ بخورد ونوش مضائقہ نیست وایں ضروری دانستن مذموم است وبہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خوانند ثواب آں بمیت رسانند وطعام را بہ نیت تصدق بفقراء خورانند وثوابش نیز باموات رسانند۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

جو میت بغیر جنازہ کے دفن کی گئی ہو اس پر کب تک نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا تکبیرات نماز جنازہ فرض ہیں یا واجب ہیں۔ اگر فرض ہیں تو ایک تکبیر سہواً بھول جائے تو نماز جنازہ ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر نماز جنازہ نہ ہوئی ہو اور بعد دفن کرنے میت کے نماز جنازہ ہوسکتی ہے تین دن تک اور میعاد تین دن نماز جنازہ جس دن میت دفن کیا گیا ہو وہ دن میعاد تین دن میں شمار ہو کر تین دن ہوتے ہیں یا اس دن کے بغیر بھی یعنی وہ دن میت کے دفن ہونے والا نکال کر پھر یعنی چوتھے دن نماز جنازہ پڑھی جائے تو درست ہے یا نہیں۔ براہ مہربانی جواب کتب معتبرہ سے زیرقلم فرمائیں۔

المستفتی جناب حاجی احمد شاہ صاحب بستی بھیرووال ضلع ملتان تحصیل کبیروالا اسٹیشن شام کوٹ

﴿ج﴾

نماز جنازہ کی چاروں تکبیریں فرض ہیں۔ اگر ایک تکبیر بھی ان میں سے فوت ہو جائے تو نماز جنازہ ادا نہیں ہوئی۔ امام سے ایک تکبیر بھول جانے کی صورت میں نماز جنازہ کا اعادہ کرنا فرض ہے۔ قال فی الدر المختار ص ۲۰۹ ج ۳ (ورکنها) شیئان (التکبیرات الاربع فالاولی رکن ایضاً لا شرط فلذا لم یجز بناء اخری علیها (والقیام)

بغیر صحیح نماز جنازہ ادا کیے میت کو دفنانے کی صورت میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنی ضروری ہے۔ اس وقت تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے جب تک کہ یہ غالب گمان ہوتا ہے کہ اس کا بدن صحیح سالم ہوگا

اور ٹوٹا پھوٹا نہ ہوا ہوگا۔ میت کے پھٹنے اور ریزہ ریزہ ہونے کی مدت موسم، مکان اور میت کے بدن کی حالت (از قسم فربہی ولاغری وغیرہ) کے اختلاف سے مختلف ہوسکتی ہے۔ تین دن کی تخصیص کا قول صحیح نہیں ہے۔ اہل رائے واصحاب بصیرت سے دریافت کرلیا جائے کہ اس قسم کی زمین میں اس موسم میں اس قسم کے شخص کی لاش کتنی مدت تک صحیح اور سالم رہتی ہے۔ جتنی مدت یہ بتادیں اتنی مدت تک اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے اس کے بعد نہیں۔ کما قال فی الهدایة ص ۱۶۰ ج ۱ وان دفن المیت ولم یصل علیه صلی علی قبره لان النبی صلی اللہ علیه وسلم صلی علی قبر امرأة من الانصار ویصلی علیه قبل ان ینفسخ والمعتبر فی ذلک اکبر الرائ هو الصحیح لاختلاف الحال والزمان والمکان. وفی الکبیری شرح منیة المصلی ص ۵۴۲ ومن دفن ولم یصل علیه صلی علی قبره مالم یغلب علی الظن انه انفسخ لما من صلوته علیه السلام علی القبر ولا یعتبر التقدیر بالایام فی الفسخ وعدمه علی الصحیح بل المعتبر غلبة الظن لان ذلک یختلف باختلاف الحال من السمن والهزال و باختلاف الزمان من الحر والبرد و باختلاف المکان من کون الارض سبخة او غیرها ولو شک فی التفسیخ لا یصلی علیه ایضا ذکره فی المزید والمفید وجوامع الفتاوی وغیره ولا یصلی علیه بعد التفسخ لما سیأتی قریباً من عدم جوازها علی العضو عندنا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا شیعہ کسی مسجد کی تعمیر کرسکتے ہیں نیز امام بارگاہ کو مسجد کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پلاٹ نمبر ۱۲۵ ممتاز آباد ملکیت سرکار ہے۔ اس کے اردگرد سنی حضرات کی آبادی ہے۔ شیعہ حضرات نے زبردستی بلامنظوری سرکاری، بلاخرید ایک امام باڑہ وہاں پر تعمیر کرنا شروع کر دیا ہے جس کا ایک کمرہ بن چکا ہے۔ گورنمنٹ نے شیعہ حضرات کے خلاف پولیس میں مداخلت بے جا کا نوٹس دے دیا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ مزید تعمیر سٹی مجسٹریٹ نے روک دی ہے۔ اب شیعہ حضرات نے چند برجیاں خرید کر کمرہ کے اوپر رکھ دی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد بنائی ہے۔ ایسی زمین پر مذہب اہل سنت حنفی اور شیعہ مذہب میں مسجد بنانا جائز ہے یا کہ نہیں۔ ہر دو حضرات کے مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے جواب مرحمت فرمادیں کہ ایسے کمرہ کا گرانا جائز ہے یا کہ نہیں۔

ملک بشیر احمد صدر انجمن احناف ممتاز آباد ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ وقف کے صحیح ہونے کے منجملہ شرائط میں سے ایک اس کا مملوک ہونا ہے جو شخص کسی زمین کا اگر مالک نہ ہو تو وہ شخص اس زمین کو مالک کی رضامندی کے بغیر وقف نہیں کرسکتا ہے اور نہ اس کو مسجد بنا سکتا ہے بالفرض اگر اس کو مسجد بنا بھی لے اور مالک رضامند نہ ہو تو اس کو توڑ سکتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ صورت مسئولہ میں سرکار کی مملوکہ زمین پر جو لوگ امام باڑہ یا مسجد بنا چکے ہیں اور سرکار نے اس کی اجازت نہیں دی ہے تو یہ شرعاً مسجد نہ کہلائے گی بلکہ سرکار جو مالک ہے اگر چاہے تو اس کو گرا کر توڑ سکتی ہے۔ کما قال فی البحر الرائق ص ۱۸۸ ج ۵ الخامس من شرائط الملک وقت الوقف حتی لو غصب ارضا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن اليه او صالح علی مال دفعه اليه لا تكون وقفا لانه انما ملكها بعد ان وقفها هذا علی انه هو الواقف اما لو وقف ضيعة غيره علی جهات فبلغ الغير فاجاز بشرط الحكم والتسليم او عدمه علی الخلاف الذی سنذكره وهذا هو المراد بجواز وقف الفضولی فلو استحق الوقف بطل وكذا لو جاء شفيعها بعد وقف المشتری وكذا لو وقف المريض المديون الذی احاط الدين بما له فانه يباع وينقض الوقف ولو وقف المبيع فاسداً بعد القبض صح وعليه القيمة للبائع وكذا لو اتخذها مسجداً وكذا لو جعلها مسجدا وجاء شفيعها نقض المسجدية الخ

وهذا فی الفتاویٰ العالمگیریة ص ۳۶۶ ج ۲۔ دیکھئے اس میں تو اس کی بھی تصریح کردی ہے کہ اگر زمین کا مشتری اس کو مسجد بنالے اور وقف کردے اور پھر وہ زمین شفیع کو بحق شفعہ مل جائے تو شفیع اس مسجد کو توڑ کر گرا سکتا ہے اور اس کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ محرم ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ بھائی کو مختار بنا کر لڑکی کا جبراً نکاح کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں صورت کہ ایک عورت متوفی عنہا زوجہا کے دو بچے تھے۔ ایک لڑکی عمر تقریباً ۱۵ سال یا ۱۶ سال کی اور لڑکے کی عمر تقریباً ۱۲ سال ہے۔ عورت کے مادر چیاں جہاں عورت شادی شدہ تھی۔ ایک سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھے۔ عورت عدت گزارنے کے بعد اپنے مادر چیاں رہنے کی خاطر وہاں سے چل پڑی۔ راستے میں اس عورت کے رشتہ دار تھے۔ ان رشتہ داروں نے بصورت مہمانی اپنے گھر دو چار دن

رہنے کے لیے عرض کی تو عورت نے منظور کرلیا۔ بمع اپنے بچوں کے رہ گئی۔ عورت نے اپنے مادر چیاں کو بلا بھیجا کہ مجھ کو یہاں سے لے جاؤ تو مادر چیاں آ گئے تو جن رشتہ داروں کے گھر تھی انہوں نے عورت روانہ کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ یہ آخر ہماری بھی قریبی رشتہ دار ہے۔ یہاں کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ آپ واپس چلے جاؤ۔ ہم بھی پہنچا دیں گے۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد انہوں نے اس لڑکی کے نابالغ بھائی کو لڑکی کا مختار بنا کر نکاح پڑھانا شروع کردیا۔ بایں طور کہ لڑکے کو بری طور مار کوٹ کر جبریہ طور مختار بنایا جب لڑکی کو پتہ چلا تو وہ صاف انکار کرتی رہی۔ انگوٹھا وغیرہ بھی جبریہ لگوادیا۔ تو اس کے بعد بھی متواتر انکار جاری رہا۔ حتیٰ کہ موقع پا کر لڑکی فرار ہوکر وہاں سے بھاگ کر اپنے مادر چیاں پہنچ گئی اور اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کرکے سنایا کہ میرے نابالغ بھائی کو مار مار کر میرا مختار بنا کر مصنوعی نکاح بنایا۔ میرا انگوٹھا لمبا لگا ہوا ہے وہ بھی بزور لگا۔ زبردستی حالت میں میرا انکار برابر جاری رہا۔ اب مجھے موقع ملا تو میں بھاگ کر یہاں پہنچ گئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا نکاح شرعاً منعقد ہوگا یا نہ۔

تحصیل بھکر ضلع میانوالی ڈاک خانہ مرشد آباد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی سے بخوشی یا زبردستی مجبور کرکے اجازت لی گئی ہو تو نکاح صحیح ہے لیکن اگر لڑکی نے سرے سے اجازت نہیں دی بلکہ وہ برابر انکار کرتی رہی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ یہاں واقعہ کی خوب تحقیق کرکے جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بلا تحقیق دوسری جگہ نکاح نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ محرم ۱۳۹۲ھ

افغانستان میں رویت ہلال کی وجہ سے پاکستانیوں پر روزہ واجب ہوگا یا نہیں

﴿س﴾

عرض مختصر اینکہ شمایان حضرات بطریق اتفاق علماء کرام ۴۲ نفر بمشاورت در احسن الفتاویٰ ارقام کردہ اید کہ باخبار ٹیلیگراف و رادیو روزہ گرفتن وعید کردن جائز است وحال آنکہ چہار سال دو مرور می شود کہ از عربستان بذریعہ ٹیلیگراف اخبار روزہ وعیدے شود بازار کابل افغانستان ہماں اخبار ٹیلیگراف بذریعہ رادیو نشری شود۔ افغانستان ہماں اخبار ٹیلیگراف ورادیو معمول میگرداند۔ وحکومت پاکستان وعلماء جید حکومت پاکستان معمول نہ مے گردانند۔ نمیدانم کہ وجہ چیست وما یاں علماء وزیرستان ہم دو فریق شدہ اند بعضے باعلان رادیو افغانستان روزہ وعید ہر دو جائز میدارند ومعمول میگرداند۔ بعضے جائز نمیکنند۔

حضرات علماء پاکستان و ہندا غنی دیوبند دروازہ بحث ومباحثہ درباره اخبار ٹیلیگراف وراد یو وغیرہ آلات خبر رسانی در جواز وعدم جواز روزہ وعید درقاسم العلوم ملتان کردہ اند۔ باز دراحسن الفتاوی ہماں تقریر مولانا رشید احمد لدھیانوی تحریر کردہ۔

﴿ج﴾

درفیصلہ علماء دراحسن الفتاوی ص ۴۸۰ ج ۴ اینطور نوشتہ است کہ مجلس نے یہ بھی طے کیا ہے کہ اگر جماعت علماء مجاز کے سامنے تحت احکام شرع ہلال صوم یا فطر ثابت ہوجائے اوراس کا اعلان ریڈیو میں حاکم مجاز کی طرف سے ہوتو اس کے حدودولایت میں سب کو اس پرعمل کرنا لازم ہوگا۔

وعمل علماء پاکستان مخالف این فیصلہ نیست۔ زیرا کہ مملکت پاکستان درحدود ولایت شاہ افغانستان داخل نیست ازیں وجہ اعلان ریڈیو مملکت افغانستان موجب عمل برائے پاکستانیان بناشد۔ حسب فیصلہ علماء مزبورہ۔

اما عدم عمل علماء بر اعلان ریڈیو مملکت پاکستان ازیں وجہ است کہ رویت ہلال کمیٹی پاکستان موجودہ اولاً مشتمل بر جماعت علماء نیست وثانیاً تحت احکام شرع فیصلہ نمے کنند وشہادت بطریق شرعی نمے گیرند ازینوجہ بر کمیٹی موجودہ علماء را اعتماد نیست ودرفیصلہ علماء تصریح است کہ ثبوت ہلال صوم وفطر روبروئے جماعت علماء مجاز تحت احکام الشرع شود پس اعلان او از جانب حاکم مجاز درریڈیو شود۔ اوموجب عمل است۔ واین شرائط تا حال این جا موجود نیستند۔ لہٰذا قول وفعل علماء پاکستان باہم مختلف نیست۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوشخص درج ذیل گناہوں میں مبتلا ہو کیا وہ حج کرسکتا ہے

﴿س﴾

(۱) ایک مسلمان عاقل بالغ زکوٰۃ دینے سے انکاری ہے۔
(۲) اپنی ہمشیرہ اور دختر عینی پرناجائز رقم لینا بلکہ اپنی عورت کو فروخت کرنا۔
(۳) دوسروں یعنی غیر کی ملکیت پرغصب کے ذریعہ قبضہ کرنا۔
(۴) اپنے ذمہ جو قرضہ ہے اس کی ادائیگی سے منکر ہونا۔

مندرجہ ذیل باتوں کا جو مسلمان عاقل بالغ عامل ہو کیا اس کا حج ہوسکتا ہے یا نہیں۔
ملک رنباز خان شہباز خیل واندہ خان محمد ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ شخص اگر مذکورہ فی السوال معاصی میں مبتلا ہے تو یقیناً مجرم اور فاسق ہے ان سے توبہ کرنا لازم ہے لیکن مع ذالک اگر وہ حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتا ہے تو ضرور جاوے ممکن ہے کہ حج کے ذریعہ سے اس کی اصلاح ہوجائے۔ حج ایک فریضۂ خداوندی ہے۔ باقی اعمال کا اثر حج بیت اللہ پر نہیں پڑے گا۔ واللہ اعلم
عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص کی زمین ہندوستان میں تھوڑی تھی اور پاکستان میں زیادہ مل گئی کیا وہ کچھ بیچ کر حج کو جاسکتا ہے

﴿س﴾

میں یوپی ضلع سہارنپور کا رہنے والا ہوں ہمارے مکمل زمین کے کاغذات نہیں آئے اور میں نے حکومت پاکستان سے جو زمین حاصل کی ہے یہ زمین ہندوستان والی زمین سے زائد ہے یعنی وہاں تھی بیس بیگہ اور یہاں پر تیس بیگہ کا مطالبہ کیا اور پاکستانی زمین ہندوستان والی زمین سے پیداوار میں چوتھا حصہ کم ہے۔ یعنی روپے میں چار آنے وصول ہوتے ہیں اور میرا ارادہ ہے کہ کچھ زمین فروخت کر کے حج کے لیے چلا جاؤں کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لازم ہے کہ آپ نے غلط بیانی کر کے (بیس بیگہ کی بجائے تیس بیگہ کی ملکیت ظاہر کی) جو زائد زمین حکومت سے حاصل کر لی ہے یا تو اسے واپس کر دیں یا حکومت کے ذمہ دار افسران سے معاف کرا لیں۔ بعد از صفائی ومعافی حکومت کے اس زمین کو بیچ کر حج پر جاسکتے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ احمد عفا اللہ عنہ الجواب صحیح عبداللہ عفی عنہ

جس عورت کا شوہر فرقہ اسماعیلیہ میں شامل ہوگیا ہو وہ کیا کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مذہب اہل سنت والجماعت پر ہوتے ہوئے ایک عورت جو مذہباً اہل سنت تھی اس سے نکاح کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ آدمی مذہب حقہ کو چھوڑ کر فرقہ اسماعیلیہ میں منسلک ہو چکا ہے۔ یہ فرقہ آغا خانی کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا صلوۃ وصوم مسلمانوں سے علیحدہ

ہے اوران کا عبادت خانہ بھی علیحدہ ہے۔ان کے طریق ہائے عبادت مسلمانوں سے بالکلیہ مختلف ہیں۔اب آدمی مذکوراپنی زوجہ کومجبورکرتا ہے مذہب حقہ کے چھوڑنے پر۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب اس صورت میں نکاح ان دونوں کا باقی رہا ہے یانہیں۔دوسرا یہ کہ ان دونوں کے درمیان جب کہ عورت مذہب صحیح کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہے شرعاً علیحدگی کا کون سا طریقہ ہے۔

﴿ج﴾

زوج مذکورنے جب سے فرقہ اسماعیلیہ آغا خانیہ سے انسلاک کرلیا ہے اسی وقت سے اس کا نکاح فسخ ہوگیا ہے۔آغا خانیوں کے عقائد وعبادات مسلمان اہل سنت والجماعۃ کے عقائد سے بہت ہی مختلف ہیں۔حلول کے قائل ہیں۔نماز وغیرہ عبادات میں شرکیہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کچھ دیگر رسوم کفریہ ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔آغا خانیوں کے متعلق تفصیل امداد الفتاویٰ جلد ششم کے ص ۱۱۰ پر موجود ہے۔لہٰذا شخص مذکور اگر واقعتاً آغا خانیوں کے ساتھ ان کے ان شرکیہ عقائد سے واقف ہوتے ہوئے مسلک ہوگیا ہے بلکہ الٹا اپنی بیوی کوارتداد پر ابھارتا ہوتو اس شخص کاحکم مرتد کا ہوگا اوراس کا نکاح مرتد ہوتے ہی ازخود فسخ ہوگیا ہے۔اس عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اس شخص کے ارتداد کے بعد سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرلے اوراگر مدخول بہانہیں ہے توبغیر عدت کے بھی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔قال فی الدر المختار مع شرحہ الشامی ص ۱۹۳ ج۳ باب (نکاح الکافر) (وارتداد احدهما ای الزوجین) (فسخ) فلا ينقص عدداً (عاجل) بلا قضاء (فللموطوءة) ولو حكما (كل مهرها) لتاكده به (ولغيرها نصفه) لو مسمى او المتعة (لو ارتد) وعليه نفقة العدة وقال الشامي تحته (قوله عليه نفقة العدة) اى لو مدخولا بها او غيرها لاعدة عليها وافاد وجوب العدة سواء لارتد او ارتدت بالحيض او بالاشهر لو صغيرة او آئسة او بوضع الحمل كمال فى البحر۔واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

جب لڑکے کے والد نے شادی کے موقع پر بدوں قبضہ کچھ زیورات لڑکے کو دیے ہوں تو زکوٰۃ کس پرواجب ہوگی؛ والدین کی طرف سے جوزیورات لڑکی کو دیے گئے ہیں وہ لڑکی ہی کے ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ

(۱) زید بکر کا والد ہے۔زید نے اپنے کچھ زیورات بکر کی شادی پراس کی ملکیت کردیے ہیں۔مگر زیورات ابھی تک زید کے پاس ہی ہیں۔حالانکہ بکر کواس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔مگر یہ زیورات بکر کی ملک میں آنے پر پورا سال نہیں ہوا۔مگر زید کے پاس پڑے ہوئے پورا سال گزر چکا ہے۔زکوٰۃ کس پرفرض ہے۔

(۲) کوئی ایک عورت ہے اس کے والدین نے نکاح کرتے وقت کچھ زیورات اپنی بیٹی کودیے آیا اس میں اس کا شوہر بھی کچھ حصہ رکھتا ہے یا صرف عورت کے ہیں۔حالانکہ عورت کے والدین نے یہ نہیں بتایا کہ ان زیورات کی مالکہ ہماری بیٹی ہوگی یا ہمارا داماد۔اس حالت میں کس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

المستفتی محمد شریف ملتان کانے منڈی

﴿ج﴾

(۱) اگر زید نے ایک دفعہ بکر کوان زیورات پر قبضہ دلا دیا ہے اورپھر بطور امانت زید کے پاس رکھے ہوئے ہیں تو سال پورا ہوجانے کے بعد زکوٰۃ بکر ہی پرواجب ہوگی اوراگر ملک کرتے وقت یا بعد میں کسی وقت بھی بکر کو قبضہ نہیں دیا تو زیورات زید ہی کی ملکیت ہیں اورزید ہی پر زکوٰۃ واجب ہے۔بکر کی ملک ہوئے ہی نہیں۔

(۲) جب زیورات بیٹی کودے دیے تو یہ اس کی بیٹی کی ملکیت ہوں گے۔داماد کی نہیں۔زکوٰۃ بھی اس کی بیٹی پر فرض ہوگی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس جگہ قبریں بیٹھ جاتی ہوں کیا وہاں پکی اینٹیں استعمال کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے اطراف میں عام سیم ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے قبریں بیٹھ جاتی ہیں۔کیا ایسی جگہوں میں زمین پر پختہ اینٹوں کا فرش بنا کر چاروں طرف (لحد) اینٹوں کی دیوار کھڑی کرکے تابوت میں روئی بچھا کر مندرجہ بالا قبر میں تابوت رکھ کر اوپر کے حصے میں پختہ اینٹوں کو لگا دیا جائے۔قبر ثابت کرنے کے لیے باہر کی طرف مٹی کا چبوترہ بنا دیا جائے اس میں حرج تو نہیں۔

ہمارے قریب میں دوسری طرف کچھ فاصلہ پر دریائے راوی بہتا ہے اس کے سیلاب سے اس کے کنارے کے دیہات میں بہت زور سے سیلاب آتا ہے کیا اس سیلاب سے بچاؤ کے لیے اس طریق پر زمین کے اوپر فرش بنا کر چاروں طرف پختہ اینٹوں کی دیواریں کھڑی کرکے تابوت کو چار دیواری کے اندر رکھ کر اوپر سے ڈاٹ پختہ اینٹوں کی لگا دی جایا کرے کیا یہ جائز ہوگا۔ہر دو صورت میں یہ طریقہ خلاف شریعت تو نہیں۔

﴿ج﴾

عالمگیری ص۱۶۶ج۱میں ہے۔عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رحمه الله تعالیٰ انه جوز اتخاذا التابوت فی بلادنا لرخاوة الارض قال ولو اتخذ التابوت من حديدة لاباس به لكن ينبغی ان يفرش فيه التراب ويطين الطبقة العلياء مما يلی الميت ويجعل اللبن الخفيف علی يمين الميت وعلی يساره ليصير بمنزلة اللحد ويكره الاجر فی اللحد اذا كان يلی الميت۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ایسی نرم زمین میں تابوت بنانا جائز ہے لیکن روئی بچھانے کی بجائے مٹی بچھا دی جائے اور میت کے دائیں اور بائیں جانب کچی اینٹیں پتلی اور باریک رکھ دی جائیں اور اوپر کی جانب لپائی کی جائے۔فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میت کو غسل دینے سے قبل اس کے پاس قرآن کریم پڑھنا

﴿س﴾

کیا ارشاد فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کی بابت کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے نزدیک قبل از غسل قران مجید پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔اگر مکروہ تو مکروہ کی کون سی قسم ہے۔نیز اگر عدم جواز کا حکم ہو تو یہ بھی واضح کر دیں آیا عدم جواز کا حکم قبل از غسل ہے یا غسل دینے کے بعد بھی یہی حکم ہے۔بمعہ حوالہ ارشاد فرمائیں۔

محمد عبداللطیف خطیب جامع مسجد ڈسٹرکٹ جیل ملتان

﴿ج﴾

فتاویٰ شامیہ جلد دوم ص۱۹۴میں بعد از تفصیل وتحقیق وبحث کے مندرجہ ذیل بات منقح کی ہے۔

(۱)اگر قرأت قرآن جہراً نہ ہو تو کراہت نہیں ہے۔(۲)اگر میت کے تمام جسم کو کپڑے سے ڈھانک دیا گیا ہے تو پھر قرآن مجید پڑھنے میں کراہت نہیں ہے اگر چہ جہر سے پڑھے۔(۳)اگر میت کے اوپر کپڑا نہیں بلکہ کچھ حصہ بدن کا کھلا ہوا ہے اور قرآن پڑھنے والا جہر سے پڑھنا چاہتا ہے تو اس میں دو قول ہیں احتیاط اس میں ہے کہ نہ پڑھے۔فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر میت نے وصیت کی ہو کہ مجھ کو دوسری جگہ منتقل کرنا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ میت کو قبر سے نکالنا دفن کے بعد جب کہ قبر بن چکی ہو جائز ہے۔وصیت کا نام لینا کہ وصیت میت نے کی تھی کہ مجھے دوسرے ملک میں لے جایا جائے۔اب دفن کے بعد ایسا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔فقہ حنفی میں کیا لکھا ہے۔بینوا توجروا

لائل پور محلہ سنت پورہ مین بازار

﴿ج﴾

قال فی الدر مختار مع شرحه ردالمختار ص ۲۳۷ ج ۲ ولایخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی لا كان تكون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة وفی فتویٰ قاضی خان بهامش العالمگيريه ص۱۹۵ ج ۱ ولا يسع اخراج الميت من القبر بعد الدفن الا اذا كانت الارض مغصوبة او اخذت بشفعة الخ وكذا فی العالمگيريه وفی بحر الرائق ص ۱۹۵ ج ۲ ولا يخرج من القبرا لا ان تكون الارض مغصوبة ای بعد ما اهيل التراب عليه لايجوز اخراجه لغير ضروره للنهی الوارد عن نبشه وصرحوا بحرمته (الی ان قال بسطور) وافاد كلام المصنف انه لو وضع لغير القبلة. او علی شقه الا يسر او جعل راسه فی موضع رجليه او دفن بلا غسل واهيل عليه التراب فانه لا ينبش قال فی البدائع لان البش حرام حقا لله تعالی وفی فتح القدير واتفقت كلمة المشائخ فی امرا ة دفن ابنها وهی غائبة فی غير بلدها فلم تصبر وارادت نقله انه لا يسعها ذلك الخ۔یہ عبارات معتبرات کتب حنفیہ کی ہیں۔جن سے بالکل واضح ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا جائز نہیں۔نیز میت کا اس طرح وصیت کرنا کہ مجھے دوسری جگہ لے جایا جائے شرعاً اس کی یہ وصیت باطل ہے۔قال فی الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار ص ۶۶۶ ج ۲ اوصی بان يصلی عليه فلان او يحمل بعد موته الی بلاد آخر او يكفن فی ثوب كذا او يطين قبره او يضرب علی قبره قبة او لمن يقرأ عنه قبره شيئا معينا فی باطلة الی آخره. كذا فی كتب الفقيه اور جبکہ دفن سے پہلے میت کی اس طرح وصیت باطل ہے تو دفن کرنے کے بعد اس کا نکالنا بھی جائز نہیں۔وصیت بطریق اولی باطل ونافذ نہیں کی جائے گی۔فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

جس لڑکی کے ساتھ منگنی ہوئی ہو اس کی والدہ کو اغوا کر کے پاس رکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا ایک لڑکی سے شرعی و کتابی نکاح تھا لیکن مذکور نے سر میل سے قبل لڑکی منکوحہ کی والدہ کو اغوا کر لیا اور لڑکی کی ماں سے چھ ماہ ہم بستر ہوتا رہا۔ چھ ماہ بعد لڑکی کی ماں واپس کر دی ہے اور اب لڑکی کو اپنی زوجیت میں لینے کے لیے سر میل کا تقاضا کرتا ہے۔ کیا مذکور کا اپنی ساس سے ناجائز تعلق پیدا کر کے پھر اسے اغوا کر لیتا ہے تو اب اس ماں کی لڑکی کا نکاح رہا یا باطل ہے۔ بروئے شرع شریف محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جواب تحریر فرمادیں نکاح رہا یا ٹوٹ گیا ہے۔

﴿ج﴾

شرط صحت بیان سائل نکاح ٹوٹ گیا ہے اور وہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کا خاوند اس کو چھوڑ دے یا حاکم مجاز ان کے درمیان تفریق کر دے۔ بغیر زوج کے چھوڑے یا حاکم مجاز کی تفریق کے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ اگر چہ اس خاوند کے پاس بھی اس کا آباد رہنا ناجائز اور حرام ہے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار ص ۳۷ ج ۳ وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطء بها لا يكون زنا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

دوربین کے ذریعہ رویت ہلال معتبر ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شعبان یا رمضان شریف یا کوئی بھی چاند کو دو آدمی معتبر قسم کے کسی دوربین یا کوئی اور آلات کے ذریعہ سے چاند کو دیکھیں تو آیا ان کی گواہی عندالشرع مقبول ہوگی یا نہ۔

محمد عبداللہ

﴿ج﴾

دوربین کے ذریعہ اگر چاند نظر آئے اور گواہ یعنی دیکھنے والے معتبر ہوں تو شرعاً چاند کا ثبوت ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

پرائیویڈنٹ فنڈ کی رقم پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تقریباً ۱۵ سال پہلے میری کمپنی میں تنخواہ سے مبلغ چالیس روپے ماہوار پر پرائیویڈنٹ فنڈ کی کٹوتی ہوتی رہی اب کمپنی نے تقریباً ۴ ماہ بیشتر مجھے ۶ ہزار روپے دیے جن کو میں نے ۳ ماہ پیشتر ایک کپڑے کی دکان میں شرکت کے طور پر ڈال دیا ہے۔ تو آیا کل پندرہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہے اور مال تجارت میں زکوٰۃ کا کیا مسئلہ ہے۔

سید وزارت حسین مین لیبارٹری پاک عرب کھاد فیکٹری ملتان

﴿ج﴾

پرائیویڈنٹ فنڈ میں جمع شدہ رقم پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں۔ ملنے کے بعد جب اس پر سال گزرے تب زکوٰۃ آئے گی۔ البتہ اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے تو سابقہ نصاب کے ساتھ مل کر جس تاریخ کو سابقہ نصاب کا سال پورا ہوگا اس تاریخ کو اس رقم سے بھی زکوٰۃ ادا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۲۰ رمضان ۱۳۹۶ھ

بغیر غسل کے بیوی سے دوبارہ مجامعت کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایک بار مجامعت کرتا ہے اور پھر غسل وغیرہ کیے بغیر اگر دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو شرعاً کیا حکم ہے۔

بشیر احمد متعلم مدرسہ قاسم العلوم

﴿ج﴾

غسل و وضو کیے بغیر دوبارہ اپنی زوجہ سے صحبت کرنا جائز ہے البتہ خلاف اولیٰ و مستحب ہے۔ درمیان میں غسل یا کم از کم وضو کرے۔ واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

ظالمانہ ٹکس سے بچنے کے لیے مال تجارت کو اپنا ذاتی مال ایشو کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ہمارے شہر نواب شاہ میں شرح محصول چونگی باقی شہروں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ اس کا اثر تاجر حضرات پر پڑتا ہے۔ جس کا وہ کئی بار احتجاج کر چکے ہیں اور عوام اس گرانی کے پیش نظر کراچی اور حیدرآباد کے قرب کی وجہ سے اکثر مال اسباب وہاں سے لاتے ہیں۔ اب تاجر حضرات تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق اپنے مال کے دو قسم کی رسیدات بنوا کر لاتے ہیں۔ ایک اپنے لیے اصل اور ایک محصول ادا کرنے کے لیے نقلی نیز یہ لوگ احکام شرعیہ زکوٰۃ و خیرات وغیرہ کا مکمل اہتمام بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ صورت وجہ جواب یا اباحت پیدا کر سکتی ہے۔

(۲) عزل المنی کس صورت میں جائز ہے۔

(۳) بینکوں میں بلا سود روپیہ جمع کرانا کیسا ہے۔

﴿ج﴾

(۱) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمۃ ٹیکس تشخیص کرنے والے سے اپنا سامان چھپانے کے متعلق ایک سوال میں ارشاد فرماتے ہیں گناہ تو نہیں لیکن خطرہ میں پڑنا بھی شرعاً پسند نہیں (امداد الفتاویٰ ص ۱۵۲ ج ۴) اور یہی جواب تقریباً آپ کے سوال کا بھی ہے۔

(۲) عزل زوجہ حرہ سے اس کی اجازت کے ساتھ جائز ہے اور فساد زمانہ کی وجہ سے بچے کے بداخلاق ہو جانے کے ڈر سے بعض مشائخ نے بلا اجازت زوجہ بھی اس کی اجازت دی ہے۔ کما قال فی تنویر الابصار ۱۷۵ ج ۳ والاذن فی العزل لمولی الامة لالها ویعزل عن الحرة باذنها وعن امته بغیر اذنها. وقال فی فتاویٰ قاضی خان علی هامش العالمگیریة ص ۴۱۰ ج ۳ واذا عزل الرجل عن امرأته بغیر امرها ذکر فی الکتاب انه لا یباح قالوا فی زماننا یباح لسوء الزمان۔

لیکن معلوم رہے کہ عزل کرنا خود زوجین کی رضامندی سے متعلق ہے اس کو قانون بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شرعاً عزل کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ صرف ایک حد تک زوجین کی صوابدید پر کچھ اعذار کی وجہ سے اس کی گنجائش ہے۔ قانون بن جانے کی صورت میں تو یہ ضروری بن جائے گا یا ایک حد تک بہتر و مرغوب فیہ کہلائے گا۔ حالانکہ شریعت میں اس کا یہ مقام ہرگز نہیں ہے۔

(۳) فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۰ پر ہے۔ بنک میں روپیہ داخل کرنا جیسا کہ بعض علماء دار کہتے ہیں درست نہیں ہے اور یہ عدم جواز عام ہے۔ خواہ سود لے یا نہ لے دونوں صورتوں میں نادرست ہے۔ درصورت ثانیہ عبداللہ صاحب لاہوری وغیرہ علماء جم غفیر نے اگرچہ اس کو جائز رکھا ہے مگر واقع میں یہ بھی اعانت علی المعصیة ہونے کی وجہ سے نادرست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ صفر ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۸۷ھ

جس گاؤں کی آبادی ۱۶۰۰ ہو وہاں جمعہ پڑھنا جائز نہیں
گھڑی میں لوہے کا چین استعمال کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک گاؤں ہے جس کی مستقل خورد و کلاں کی آبادی یکجا ۱۶۰۰ کی ہے اور دکانیں ۲۵ ہیں جس سے گاؤں والوں کی ضرورتیں مثلاً تیل، صابن، گندم کپڑا وغیرہ یعنی روزمرہ کی اشیاء استعمال اس گاؤں میں پوری ہو جاتی ہیں اور چھ مساجد ہیں۔ ایک پرائمری سکول اور دینی درسگاہ ہے کوچے گلی موجود ہیں کیا اس میں جمعہ و عید پڑھی جا سکتی ہے یا نہ۔ ویسے بریلوی حضرات کا جمعہ اس گاؤں میں تقریباً ۶۰ برس سے شروع ہے۔

(۲) قبرستان سے ریت اُٹھا کر گھر کے مکان میں سیمنٹ میں ملا کر استعمال کر سکتا ہے یا نہ۔

(۳) گھڑی میں لوہے کا چین استعمال کر سکتا ہے یا نہ۔

تحصیل میلسی ضلع ملتان مقام کوٹلی جنید مدرسہ تدریس القرآن

﴿ج﴾

(۱) آبادی کی تعداد ۱۶۰۰ کم ہے۔ اس لیے جمعہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

(۲) قبرستان کی ریت کو ذاتی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۳) گھڑی میں لوہے کا چین استعمال کرنا جائز ہے۔ تزئین مقصود نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

کیا یہ مسئلہ درست ہے کہ جمعہ کے بعد صرف چار رکعت یا صرف دو رکعت سنت پڑھنی چاہیے
کیا خاوند فوت شدہ بیوی کی چار پائی اٹھا سکتا ہے

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فرض جمعہ کے بعد جو چار رکعت سنت اور دو رکعت پڑھی جاتی ہیں کیا یہ دونوں ہی پڑھنی چاہیے یا صرف چار رکعت پڑھ لے یا دو رکعت صرف پڑھے۔ مہربانی فرما کر بحوالہ تحریر فرمادیں۔ کیونکہ ایک مولوی صاحب نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ فرض جمعہ کے بعد صرف چار رکعتیں پڑھی جائیں یا صرف دو رکعتیں۔ مہربانی فرما کر بحوالہ تحریر فرمادیں۔ کیونکہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض جمعہ کے بعد کبھی چار رکعتیں اور کبھی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ کیونکہ جو لوگ پہلے چار اور دو رکعتیں فرض جمعہ کے بعد پڑھتے ہیں وہ یہ مسئلہ سن کر بڑے پریشان ہیں۔

(۲) اگر بیوی فوت ہو جائے تو خاوند اس کی چار پائی اُٹھا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ کیونکہ بعض لوگ خاوند کو چار پائی نہیں اٹھانے دیتے۔ اس لیے مہربانی فرما کر بحوالہ تحریر فرمادیں اور خاوند بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد بیوی کو ہاتھ بھی لگا سکتا ہے یا نہیں۔ بحوالہ تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

(۱) نماز جمعہ میں فرضوں کے بعد چھ رکعت سنتیں پڑھنی چاہیے۔ ۴ رکعت سنت موکدہ جمعہ کے فرض کے بعد پڑھے پھر دو رکعت۔ **وسن الخ قبل الظهر والجمعة وبعدها الربعة بتسليمة (شرح وقايه باب الوتر والنوافل ص ۱۷۱ ج ۱) وذكر في الاصل و اربع قبل الجمعة واربع بعدها الخ ذكر الطحاوي عن ابي يوسف انه قال يصلي بعدها ستاً الخ ينبغي ان يصلي اربعاً ثم ركعتين (بدائع الصنائع ص ۲۸۵ ج ۱)**

لہٰذا مولوی صاحب کا لوگوں کو روکنا شرعاً درست نہیں۔ بلکہ لوگوں کو چاہیے کہ جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھا کریں۔

(۲) شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے اور ہاتھ لگانا اس کے بدن کو بدون کپڑے وغیرہ کے ممنوع ہے اور اس کا جنازہ اُٹھانا اور کندھا دینا جائز اور درست ہے۔ **ويمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر اليها على الاصح (الدر المختار مع شرحه ردالمحتار باب صلوة الجنائز ص ۱۹۸ ج ۲** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وكذا لابن علي ما يأتي (ردالمحتار ص ۳۲۹ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ محرم ۱۳۹۱ھ

افیون کی تجارت سے متعلق ایک مفصل فتویٰ، فتاویٰ شامی میں مصر (شہر) کی جو تعریف کی گئی ہے کیا یہ درست ہے، بعض علماء کا علامہ ابن عابدین کو بدعتی کہنا، بعض علماء کا علامہ مفتی محمود کو ابوحنیفہ سے بڑا عالم کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومشائخ عظام ان مسائل میں کہ

(۱) افیون کی تجارت میں فقہاء کرام کی صحیح رائے کیا ہے اور افیون مما تقوم المعصية بعينه کے قبیلہ سے ہے یا نہیں۔ بصورت جواز اس کا عوض یعنی ثمن کا کھانا کیسا ہے۔

(۲) کسی سلطان الوقت نے اپنے ملک میں افیون کی تجارت سے ممانعت کی ہے۔ لیکن اس کی رعایا کسی اور مملکت کی رعایا سے مخفی طور پر افیون کی تجارت کرتے ہیں۔ گشتی اور محافظ افواج نے انسداد تجارت افیون کے لیے ان کے راستے بند کیے لیکن انہوں نے تجارت سے باز نہ آ کر مملکت کی افواج سے مقاومت کی۔ جانبین سے افراد ہلاک ہوئے مقتولوں کا کیا حکم ہے اور یہ تجار من قبیل بغاۃ کہلاتے ہیں یا نہ۔

(۳) چونکہ درمختار میں مرقوم ہے۔ **المصر مالا يسع اكبر مساجده اهله المكلفين بها وعليه فتوى اكثر الفقهاء** آیا اکبر مساجد واہلہا المکلف کے لیے کوئی تقدیر شرعی مقرر ہے یا نہیں۔

(۴) بعضے علماء فرماتے ہیں کہ ابن عابدین مصنف ردالمحتار بدعتی ہیں کیونکہ انھوں نے وہابیوں کی مخالفت کر کے عبدالوہاب نجدی کے لیے بددعا کی ہے۔ آیا ان کا قول صحیح ہے یا نہ اور ایسے علماء کا کیا حکم ہے اور عبدالوہاب خوارج سے ہیں جیسے کہ ابن عابدین فرماتے ہیں یا نہیں۔

(۵) بعضے فارغ التحصیل طلباء مدرسہ قاسم العلوم ملتان فرماتے ہیں کہ مفتی محمود صاحب محدث ملتان کی علمیت امام ابوحنیفہ نعمان سے مافوق ہے کیونکہ ابوحنیفہ صرف اپنے مذہب کے عالم تھے اور مفتی محمود صاحب مذاہب اربعہ کے عالم ہیں۔ آیا ان علماء کا کیا حکم ہے۔ موافق مذہب احناف بحوالہ کتب معتبرہ جواب عنایت فرما دیں۔

بدست عبدالقیوم مدرس مدرسہ جامعہ تیری اسٹیشن مستونگ روڈ ڈاک خانہ ولی خان

﴿ج﴾

(۱) افیون کی تجارت ناجائز ہے اور مکروہ تحریمی ہے اور افیون مما تقوم المعصیة بعینه کے قبیل میں سے ہے۔ ہاں اس کا ثمن کھانا جائز ہے۔ والدلیل علی ذلک کله ما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۴۵۴ ج۲ (کتاب الاشربة) (وصح بیع غیر الخمر) مما مر و مفاده صحة بیع الحشیشة والافیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة هل یجوز فکتب لا یجوز فیحتمل ان مراده بعدم الجواز عدم الحل (وتضمن) هذه الاشربة (بالقیمة لا بالمثل) لمنعنا عن تملک عینه وان جار ففعله قال الشامی تحتة (قوله ومفاده الخ) ای مفاد التقیید بغیر الخمر ولا شک فی ذلک لانها دون الخمر ولیس فوق الاشربة المحرمة فصحة بیعها یفید صحة بیعهما فافهم (قوله عدم الحل) ای لقیام المعصیة بعینها وذکر ابن الشحنة انه یؤدب بائعها وسیاتی۔

(۲) افیون کی تجارت چونکہ ناجائز ہے اور حکومت اس ناجائز تجارت پر پابندی لگا سکتی ہے۔ اس لیے جو لوگ حکومت کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوں اور حکومت کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے ہوں وہ باغی شمار ہوں گے۔ اگر حکومت ان کی اس بغاوت کو بغیر قتل وقتال کے ختم نہ کر سکتی ہو تو حکومت کو اس صورت میں بشرط مجبوری ان کے ساتھ قتال کرنا جائز ہے اور اس میں جو لوگ حکومت کی طرف سے مارے گئے ہوں وہ شہید شمار ہوں گے اور جو باغیوں کی طرف سے مارے گئے ہوں وہ شہید نہ کہلائیں گے۔

وفی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار (باب البغاة ص ۲۶۱ ج ۴ هم الخارجون علی الامام الحق بغیر الحق.

(۳) اس کی کوئی تقدیر شرعاً نہیں ہے اور یہ تعریف جمعاً منعاً منقوض ہے۔ کیونکہ مکہ یقیناً شہر ہے اور اس کی بالغ مذکر مقیم آبادی اس کی سب سے بڑی مسجد یعنی مسجد حرام میں سما سکتی ہے اور پھر بھی مسجد کا بڑا حصہ فارغ رہتا ہے۔ اسی طرح وہ چھوٹا سا دیہات جس کی آبادی دو سو تک ہو اور ان کی بڑی مسجد جس میں یہ لوگ نہ سما سکیں تو اس کو شہر نہ کہا جائے گا اور نہ اس میں نماز جمعہ جائز ہوگی۔ یہ محض ایک امارت ہے۔ جس کے ذریعے صحیح طور پر شہر کی شناخت ہو جاتی ہے۔ یہ جامع مانع تعریف ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا اصل مدار عرف پر ہے وہ کثیر آبادی کی بستی جس کو عرف میں شہر کہا جاتا ہو اور مطلق شہر کو شمار کرتے وقت اس کا بھی نام لیا جاتا ہو تو وہ شہر ہے۔ کما قال فی القهستانی الا انهم قالوا ان هذا الحد غیر صحیح عند المحققین والحد الصحیح المعول علیه انه کل مدینة تنفذ فیها الاحکام ویقام الحدود کما فی الجواهر الخ جامع الرموز ص ۲۶۲ ج۱

(۴) محمد بن عبدالوہاب نجدی فناء فی التوحید تھا۔ اس لیے وہ کچھ مسائل میں تشدد کر چکا تھا۔ اس کی بنا پر ابن عابدین شامی نے اس کو اچھے کلمات سے یاد نہیں فرمایا۔ ویسے علامہ شامی بدعتی ہرگز نہیں ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے اکابرین میں سے ہیں انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ جزاء الله عنا وعن سائر المسلمین آمین۔

(۵) بعض طلبہ فارغ التحصیل مدرسہ قاسم العلوم ملتان کا اس طرح کہنا محض غلو فی حق الاستاد ہے حضرت مفتی صاحب بلاشبہ بہت بڑے علامہ ہیں لیکن ابوحنیفہ تو ابوحنیفہ ہیں۔ سراج الامۃ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة۔ حضرت مفتی صاحب کا علمی مقام امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام تک کب پہنچ سکتا ہے۔ اسلامی دنیا اس کو امام اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

﴿ہوالمصوب﴾

احقر تو ایک کم مایہ طالب علم ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے در کا دریوزہ گر ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ میرے نزدیک یہ بات گناہ کبیرہ سے کم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ اللهم تب علی واجبرنی وانصرنی واجعلنی ممن یتوسل بسیدنا الامام ابی حنیفة النعمان رحمه الله تعالی ولا تحرمنی عن علومه ومعارفه آمین. والاجوبة کلها صحیحة.

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ چند اشخاص کسی مقام میں بیٹھے تھے جن میں بعض شیعہ اور بعض اہل سنت والجماعت کے تھے۔ ان میں اختلافی مسائل زیر بحث آئے۔ مثلاً شیعہ مذہب کا مولوی اس مجلس میں موجود تھا اس نے کہا اہل سنت والجماعت کی کتاب بخاری میں ذکر ہے کہ

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے تو میں ان کے ساتھ مصلے پر ہو جاتی تھی۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھ لینے کے بعد میرے ساتھ بوس وکنار کرتے تھے۔ اس مولوی نے

کہا کہ ایسے کردار کی عورت اُم المومنین کیسے ہوسکتی ہے۔اس مجلس میں مسمی قادر بخش ولد اللہ دتہ مذہب شیعہ رکھنے والا نے کہا کہ زوجہ پاک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صوم وصلوٰۃ بھی ادا کرتی تھی یا ایسے کام کرتی تھی۔ پھر شیعہ مذہب والے مولوی نے کہا کہ وہ اُم المومنین ہیں ایسی بات مت کرو اس منحوس نے کہا کہ ایسی ماں سے بدفعلی کرنا بہتر ہے۔ازراہ کرم جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

حدیث میں صرف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گھر میں نماز پڑھتے تھے اور ان کے سامنے قبلہ کی طرف میں سویا کرتی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ نمازی کے سامنے قبلہ کی طرف عورت کا ہونا نماز کے لیے مفسد نہیں۔کیا گھروں میں اسی طرح نہیں ہوتا۔نیز روزہ کی حالت میں اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے۔اس میں قباحت کون سی ہے کہ ان بد باطنوں کو اعتراض کا موقع ملا۔درحقیقت اپنے خبث کو ظاہر کرنے کے لیے انہیں بہانہ کی ضرورت تھی۔اس قسم کے کلمات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کہہ کر اپنی آخرت کو تباہ کرنا ہے۔ان کی آخرت تباہ ہوئی العیاذ باللہ۔اس قسم کے لوگوں سے اس قسم کی باتیں کرنا جائز نہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مردوں کو نہلانے والے کی امامت اور نماز جنازہ کے بعد دعا کا حکم

﴿س﴾

(۱) زید ایک بستی کا امام مقرر ہوا اور بعدہ بستی والوں نے کہا کہ ہمارے مردے بھی نہلایا کرو۔اس مولوی صاحب نے کہا کہ غاسل کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔طلب امر یہ ہے کہ واقعی مکروہ ہے یا نہیں اور یہ بھی بتائیں کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔تو دوام تنزیہہ تحریم کو مستلزم ہے یا نہیں جس طرح دوام صغیرہ کبیرہ کو مستلزم ہے۔

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ دعا بعد جنازہ کس طرح ہے ہمارے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بدعت ہے۔لہٰذا آپ وضاحت سے بیان کردیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) غاسل کے پیچھے اگرچہ نماز پڑھنا تو جائز ہے لیکن امام مسجد کو غسال مقرر کرنا ٹھیک نہیں بلکہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ مردے کو اپنے خویش اقارب غسل دیں البتہ اگر امام اپنی مرضی سے بغیر تقرر غسل دے تو جائز ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے۔

(۲) نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے دعا مانگنا بدعت ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث وکتب فقہ سے نہیں

ملتا۔البتہ دفنانے کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت ہے وہی مسنون ہے۔واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ رجب ۱۳۷۹ھ

ختم قرآن کے موقع پر ذاتی مال سے کھجور وغیرہ تقسیم کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) رمضان المبارک میں ختم قرآن کے بعد اگر کوئی اپنی ذاتی رقم سے کھجور وغیرہ تقسیم کرے یا مسجد کو خوبصورت کرے تو کیا یہ جائز ہے۔

(۲) کوئی شخص اپنی ذاتی رقم سے صرف مسجد کی زینت کے لیے اس کے اندر چراغ جلائے اس سے کوئی اور بدعت وغیرہ مقصود نہ ہو تو کیا یہ جائز ہے۔

(۳) ختم قرآن کے بعد تبرک کا سرمہ یا پانی وغیرہ دم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) ایک مدرس نے تحریک یا الیکشن میں کام کیا اور اُسی میں اُلجھا رہا اور اس کی وجہ سے ایک دو ماہ وہ تعلیمی کام نہ کرسکا تو کیا اس کے لیے ان دو مہینوں کی تنخواہ لینی شرعاً درست ہے یا نہیں۔

(۵) ایک صاحب نصاب مولوی صاحب ایک جگہ پڑھاتے ہیں تو کیا وہ فطرانہ چرم قربانی یا زکوٰۃ جماعت سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) حتی الوسع ان امور سے احتراز لازم ہے۔فضول خرچی کو شریعت نے منع کردیا ہے۔اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔صریح ارشاد موجود ہے۔

(۳) دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) اہل مدرسہ کو چاہیے کہ ان امور میں بخل سے کام نہ لیں اور ان دو ماہ کی تنخواہ مقید مدرسین کو دینی چاہیے۔

(۵) صاحب نصاب شخص کو یہ اشیاء نہ لینی چاہیے اس کو فطرانہ زکوٰۃ وغیرہ دینے سے ان کی ادائیگی نہیں ہوگی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۷ شوال

جس بستی میں درج ذیل شرائط ہوں کیا وہاں جمعہ جائز ہے

﴿س﴾

مکرمی و معظمی بعد از آداب السلام علیکم کے بعد العرض ذیل ہے کہ یہاں شہر شاخ کلی خان میں تقریباً ۱۶۴ گھر آباد ہیں اور حالاً سلائی کی مشینیں ۸ ہیں اور ایک آٹے کی مشین ہے اور گیارہ دکانیں ہیں اور شہر کے اردگرد ایک ایک یا دو دو فرلانگ پر چار گاؤں آباد ہیں۔ گاؤں والے اپنی ضروریات کے لیے یہاں آتے ہیں۔ اور ایک لوہار بھی ہے چار عدد ترکھان اور تین گھر چماروں کے ہیں۔ ایسے گاؤں میں نماز جمعہ فرض ہوگی یا نہ کہ جس میں گاؤں کی اور اردگرد کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

یہاں ہمارے شہر کے قریب ایک قریہ ہے۔ مثلاً زید اور بکر کے درمیان قتل وقتال نہ تھا لیکن معمولی عداوت آپس میں تھی۔ بروقت نماز عشاء زید اور زید کے محافظوں نے بکر پر حملہ کیا۔ پس دو آدمی اور ایک عورت زخمی ہو گئے۔ تخیناً ایک دن کے بعد پھر زید نے مع معاونین اس قریہ پر حملہ کیا۔ جس میں دو آدمی اور ایک عورت مرگئی۔ ایک آدمی اور ایک لڑکی زخمی ہو گئے۔ تیسری دفعہ پھر حملہ کیا۔ محلے والوں نے بکر کے مکان کو آگ لگا کر جلا دیا جس میں ایک قرآن شریف اور دو بھیڑیں دو بکری کے بچوں کے ساتھ بسترے وغیرہ اشیاء جلا دیے۔ اب یہاں کے علماء کرام میں اختلاف ہے کہ اگر اور لوگ بکر کے ساتھ معاون بن جاتے ایسے قتل وقتال میں اور ان لوگوں نے زید معہ معاونین کو مار ڈالا تو ان لوگوں پر گرفت ہوگی۔ شریعت میں یا نہ۔ اگر زید معہ معاونین نے بکر کو یا بکر کے معاونین کو مار ڈالا تو اس کا کیا حکم ہوگا۔ کیونکہ پہلے سے زید اور بکر کے درمیان کوئی قتل وغیرہ نہ تھا۔ آپ صاحبان قلم عفو سے ہماری خطائی کو معاف فرما کر جواب دیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ اگر بکر کی حفاظت کرنے میں زید کے معاونین نے ان لوگوں کو مار ڈالا تو کیا حکم ہوگا۔ اگر ایسے لوگوں نے زید اور معاونین زید کو مارا تو کیا حکم ہوگا۔ بظاہر زید اور معاونین زید نے بہت ظلم کیا۔

مولوی احسان الحق سکنہ شاخ کلی خان

﴿ج﴾

یہ مذہب حنفی میں مصرح و متفق علیہ ہے کہ مصر شرائط جمعہ سے ہے۔ اہل فتاویٰ نے قصبات وقری کبیرہ کو حکم مصر میں فرمایا ہے۔ اس عبارت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ جس گاؤں کی نسبت سوال کیا گیا ہے وہ نہ قصبہ ہے اور نہ قریہ کبیرہ ہے لہٰذا اس گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قریہ کبیرہ کی آبادی مصر کی سی ہوتی ہے اور اس میں حاکم بھی ہوتا ہے۔

زید اور اس کے معاونین کو قتل کرنا بجز حکومت کے ہرگز جائز نہیں۔ یعنی رعیت کو خود یہ اختیار حاصل نہیں کہ کسی سے قصاص وغیرہ لے لے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن بنوی نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۵ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ

جو شخص بیل گاڑی پر بھوسہ لاتا ہوا اپنے اور غیر کے جانور کو پہچانتا ہو کیا وہ معتوہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی کا کچھ میراث پر جھگڑا ہے۔ اس کے معتوہ اور غیر معتوہ ہونے میں دونوں فریق کا اقرار ہے کہ بیل پر بھوسہ لاتا تھا کاشتکار کے پیچھے روٹی لے جاتا تھا۔ ہل چلاتا تھا۔ ایک مہینہ ایک بھائی کے گھر ایک دفعہ دوسرے کے گھر روٹی لے جاتا تھا۔ اپنے پرائے جانور کو پہچانتا تھا۔ وغیرہ یہ معتوہ ہے یا غیر معتوہ ایک فریق کہتا ہے کہ یہ علیحدہ کام نہیں کرتا تھا بلکہ دوسرا آدمی بھی ساتھ ہوتا تھا۔

مولوی محمد عمر مسجد حسین خیل ضلع بنوں

﴿ج﴾

اس شخص کے جو حالات سوال میں درج کیے گئے ہیں یونہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مجنون نہیں ہے جس کا کوئی تصرف اگر چہ ولی اجازت بھی دے دے نافذ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ یہ شخص معتوہ معلوم ہوتا ہے جو صبی عاقل کے حکم میں ہوتا ہے اور اس کی تعریف فقہاء کرام نے یوں کی ہے۔ **کما قال فی ردالمحتار ص ۱۴۴ ج۶ (کتاب الحجر) واحسن ما قیل فیه هو من کان قلیل الفهم مختلط الکلام فاسد التدبیر الا انه لایضرب ولا یشتم کما یفعل المجنون درر۔** لیکن آپ نے لکھا ہے کہ اس شخص کی میراث پر جھگڑا ہے اور معتوہ ہونے اور نہ ہونے کو مدار بنایا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ میراث پر اس اختلاف کا کیا اثر پڑتا ہے۔ کاش ہمیں اس کا پتہ چل سکتا تا کہ ہم پھر وضاحت و بصیرت سے جواب لکھ سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ رجب ۱۳۸۶ھ

مکھن جو ناپاک دہی سے نکالا جاتا ہے وہ پاک ہے اور تبدیل عین کا کیا مقصد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر پلید دہی سے مکھن نکالا جائے تو آیا یہ مکھن پلید ہے یا نہ۔ اگر ردمختار کی اس عبارت ذیل سے حکم حاصل کیا جائے تو کیا یہ حکم صحیح ہوگا یا نہ۔ **قال ص ۳۲۶-۲۷ ج ۱ قال**

فی ردالمحتار تحت قول الماتن لا نقلاب العین الخ ۔قوله لانقلاب العین علة للکل وهذا قول محمد رحمه الله وذکر معه فی الذخیرة والمحیط ابا حنیفة حلیة قال فی الفتح وکثیر من المشائخ اختاروه وهو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسة علی تلک الحقیقة وتنتفی الحقیقة بانتفاء بعض اجزاء مفهومها فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم فاذا صار ملحا ترتب حکم الملح ونظیره فی الشرع النطفة نجسة وتصر علقة وهی نجسة وتصیر مضغة فتطهر والعصیر طاهر فیصیر خمرا فینجس ویصیر خلا فیطهر الخ

(۲) انقلاب عین کا کیا معنی ہے۔

تحصیل ذکی ضلع لورالائی بدکان عبدالرشید عبداللہ جان

﴿ج﴾

یہ انقلاب عین نہیں بلکہ بقائے عین کے باوجود تفصیل اجزاء ہے کہ اس کے بعض اجزائے دہنیہ کو جو پہلے سے موجود ہیں الگ کرلیا گیا ہے۔ جیسا کہ مثلاً گوبر کو نچوڑ کر اس کے اجزاء مائیہ کو الگ کرلیا جائے یا ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا جائے۔ حمار کے ملح بن جانے اور دہی سے مکھن نکالنے میں دونوں تغیروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بلکہ صورت مسئولہ میں تو درحقیقت تغیر ہی نہیں۔ فقط واللہ اعلم

تبدیل ماہیت سے شی کے آثار وخواص یکسر تبدیل ہوجاتے ہیں۔ جیسے حمار وملح قذر و رماد اور خمر وخل میں ہے لیکن تفصیل اجزاء میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ بنیادی خواص باقی وقائم بدستور رہتے ہیں۔ جیسے نفس دہنیت دہی و مکھن دونوں چیزوں میں بدستور قائم وباقی ہے۔ فقط

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
۳ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

﴿ہوالمصوب﴾

علامہ شامی کی عبارت تفصیل سے دیکھی گئی۔ صورت مسئولہ میں میری رائے میں مکھن اور مکھن سے نکلا ہوا گھی سب نجس ہیں۔ یہ انقلاب وصف یا تفصیل بعض اجزاء کے علاوہ کچھ نہیں۔ انقلاب حقیقت یہاں صادق نہیں آتا البتہ مکھن کی تطہیر کی ایک اور وجہ ہوسکتی ہے جس کو آگے ذکر کرتا ہوں۔ انقلاب حقیقت کی بنا پر مکھن پاک نہیں ہوسکتا۔ تطہیر کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ دہی میں دہی کی مقدار یا اس سے بھی زیادہ پاک پانی ڈال دیں۔ جیسا کہ اکثر عادۃً دہی میں ڈالا جاتا ہے اور اس کو حرکت دیں جیسا کہ مکھن نکالتے وقت حرکت دی جاتی ہے۔ کما هو العادة۔ اب جب حرکت کے بعد اس کا دہن اوپر آجائے اور اُسے اوپر سے اُٹھا کر اکٹھا کرلیا جائے تو یہ دہن (مکھن) بوجہ غسل بالماء کے پاک ہوگیا۔ جب کہ پہلے نجس تھا۔ اب اس میں بعض تثلیث کو شرط کہتے ہیں۔ یعنی

یہ عمل القاء الماء ثم تحریکہ کا تین مرتبہ ہوتو دہن پاک ہوگا۔ چونکہ یہ غسل کا طریقہ صرف ذائب یعنی مائع میں جاری ہوتا ہے نہ کہ جامد میں۔ اس لیے اگر تثلیث کرنی ہوتو اس مکھن کو پھر پگھلا کر مائع بنالیا جائے اور مائع بنانے کے بعد اس کو پاک پانی میں ملایا جائے اور حرکت دی جائے اور اوپر سے جمع کرلیا جائے۔ وهکذا فی الثالثة اس طرح یہ مکھن پاک ہوگا لیکن بعض کے نزدیک تثلیث ضروری نہیں ہے۔ صرف ایک مرتبہ سے بھی پاک ہوجاتا ہے۔

وهو المفتی به کما فی الدر المختار تو بنابر قول ہذا جب پہلی مرتبہ دہی میں پاک پانی ڈال دیا جائے اور اس کو حرکت دے کر اوپر سے مکھن اٹھالیا جائے تو مکھن پاک ہے۔ ولا حاجة الی الثلثة اس طرح عام طور پر جو گھروں میں بنابر عادت دہی میں پانی ڈال کر حرکت دیتے ہیں اور پھر مکھن نکالتے ہیں۔ اس عمل سے ہی مکھن پاک ہوجائے گا۔ یہ اس کی تطہیر کا طریقہ ہوجائے گا بوجہ انقلاب حقیقت پاک نہیں کہلایا جائے گا۔ دیکھو ردالمحتار للشامی ص ۲۳۴ ج ۱ قبیل فصل الاستنجاء۔ والدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلو الدهن الماء فیرفع بشی هکذا ثلث مرات وآه. وهذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد رحمه الله تعالی وهو الاوسع وعلیه الفتوی کما فی شرح الشیخ اسماعیل عن جامع الفتاوی. وقال فی الفتاوی الخیریة ظاهر کلام الخلاصة عدم اشتراط التثلیث وهو مبنی علی ان غلبة الظن مجزئة عن التثلیث وفیه اختلاف تصحیح. ثم قال ان لقظة فیغلی ذکرت فی بعض الکتب والظاهر انها من زیادة الناسخ فا نالم نرمن شرط لتطهیر الدهن الغلیان مع کثرة النقل فی المسئلة والتتبع لها. الا ان یرادبه التحریک مجازاً آه۔ بہرحال احتیاط تثلیث میں ہے اور ایک مرتبہ پر عمل کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

وقال فی خلاصة الفتاوی ص ۳۸ الدهن السائل اذا تنجس فالقی فیها الماء ثم صب الماء طهر الدهن وان کان جامدا قور ماحوله فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولی ۱۳۸۶ھ

سن عیسوی کو استعمال کرنا اور اسلامی کیلنڈر چھاپنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق مروجہ مسیحی سن کا آغاز نعوذ باللہ نقل

کفر کفر نہ باشد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوا اور قرآن اس کی تردید کر رہا ہے۔ ہم مسلمانوں کا اس سن کو اختیار کرنا کس حد تک درست ہے اسلامی تاریخوں سے ناواقفیت اور بیگانگی کس حد تک جائز ہے نیز اسلامی تاریخوں کے سال بھر کے لیے کیلنڈر چھپوانا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد رمضان مدرسہ تعلیم الفرقان چاکیواڑہ کراچی

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جناب کا خدشہ قابل قدر ہے اور توجہ طلب ہے لیکن یہ خدشہ تب ہی پیدا ہو سکتا ہے جبکہ سن عیسوی کا آغاز یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (معاذ اللہ) وفات سے شمار کرتے ہوں۔ حالانکہ میری ناقص معلومات کی حد تک تو یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ سن عیسوی کا آغاز یہ لوگ ولادت باسعادت حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوات والتحیات سے شمار کرتے ہیں۔ جس پر غیاث اللغات باب فاء در فصل فا مع صاد مہملہ تحت لفظ فصل کی درج ذیل عبارت جس کو وہ متعدد رسائل وتقاویم وزائچات وکتب تواریخ سے نقل فرماتے ہیں۔ در (بیان تاریخ انگریزی) ومبدائے این تاریخ از زمان ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام گرفتہ اند۔ لہٰذا تاریخ عیسوی نیز گویند و درین زمان یک ہزار وہشت صد وبست وہفت سال است۔ ازیں تاریخ الخ۔ لہٰذا خدشہ مذکورہ کا ازالہ ہو گیا اور اس سن کے استعمال کرنے سے کسی اسلامی عقیدہ پر زد نہیں پڑتی ہے۔ لہٰذا اس کا استعمال کرنا مسلمانوں کے لیے بھی جائز ہے۔ اگرچہ سنہ ہجری کا استعمال کرنا جس کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ سے پسند فرمایا تھا اولی اور افضل ہے۔

اسلامی تاریخوں کے سال بھر کے لیے کیلنڈر چھپوانا درست ہے۔ اس سے سہولت ہوتی ہے اگرچہ شرعاً یہ کیلنڈر کسی طرح بھی واجب العمل اور حجت نہیں بن سکتا۔ ہر ماہ کے ہلال کا شرعی ثبوت درصورت صاف ہونے مطلع کے رویت عامہ سے اور مطلع کے صاف نہ ہونے کی صورت میں صرف ماہ رمضان کا شرعی ثبوت ایک شخص کی شہادت سے اور دیگر تمام مہینوں کا شرعی ثبوت دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہوتا ہے یا سابقہ مہینہ کے تیس دن کے پورے ہونے سے ماہ جدید کا ثبوت ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

شیخ احمد کی طرف منسوب وصیت نامہ کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک اشتہار وصیت نامہ کے نام سے عرصہ ساٹھ برس سے مسلسل چھپ رہا ہے اس میں شیخ احمد نامی ایک شخص اپنا خواب بیان کرتا ہے۔ یہ وصیت نامہ چھپوانے والوں کو روپوں کا لالچ اور نہ چھپوانے والوں کو جان ومال کے ضائع اور نقصان ہو جانے کا خوف اور ڈر دلایا گیا ہے جس سے کمزور عقیدہ والے مسلمان سخت گمراہ ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس اشتہار کو چھپوانا اور تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

المستفتی سید احمد قادری دہلوی خواجہ شہاب الدین مارکیٹ صدر کراچی

﴿ج﴾

یہ وصیت نامہ محض کسی دشمن اسلام کا تراشیدہ ہے۔ اکثر باتیں اس کی غلط ہیں۔ عقل ونقل کے خلاف ہیں۔ اس پر اعتبار کرنا اس کی اشاعت کرنا ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی جھوٹی باتوں کی نسبت کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے **من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعده من النار الحدیث**۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ ص ۵۰۶، ۵۰۷ ج ۴ پر اس وصیت نامے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ ایسا وصیت نامہ بہت دفعہ شائع ہو چکا ہے۔ ہمیشہ اسی نام اور اسی لقب سے شائع ہوتا ہے۔ اول تو یہ تعجب ہے کہ ایک شخص اتنی بڑی عمر پائے دوسرا یہ تعجب ہے کہ ایک شخص کے سوا اور کسی خادم کو یا اور ملکوں کے بزرگوں اور ولیوں کو یہ دولت زیارت کی نصیب نہ ہو۔ تیسرا اگر ایسا ہی قصہ ہوتا ہے تو خود مدینہ میں اس کی زیادہ شہرت ہونا چاہیے تھی۔ حالانکہ وہاں کے آنے جانے والوں یا خطوط سے ان امور کا نام ونشان بھی نہیں معلوم ہوتا۔ پھر محض اس کا کوئی مضمون قابل اعتبار نہیں ہو سکتا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

جس گندم کو خنزیر کا خون لگ گیا اس کے ساتھ کیا کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً کھیت میں صاف گیہوں کا ڈھیر پڑا ہوا ہے پاس ہی خنزیر بھی تھا

کسی نے گولی یا تیر مارا جس سے اس خنزیر کا خون گیہوں کے ڈھیر پر گر گیا کیا خون آلودہ گیہوں پاک ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو کیا طریقہ ہے۔

محمد صابر ولد چوہدری کالے خان

﴿ج﴾

خون آلودہ گیہوں پاک ہو سکتے ہیں۔ وہ گیہوں جس کو خون لگا ہوا ہے اس کو ڈھیری سے علیحدہ کر لیں آخر خون تو ان پر نظر آتا ہوگا اور پھر اس کو پانی میں ڈال دیں یہاں تک کہ خون کا اثر رنگ وغیرہ دھل جائے تو گندم پاک ہے اور اگر ڈھیری میں سے خون آلودہ گیہوں علیحدہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ ڈھیری کی پاک گندم کے ساتھ یہ خون آلودہ گیہوں کو دھولیں یا ڈھیری کی گندم مل جل جائے کہ کوئی پتہ نہیں چلتا تب اس کے پاک کرنے کے کئی طریقے ہیں یا تو اگر ممکن بر سہولت سب ڈھیری کے گیہوں کو دھولیں یا ڈھیری کی گندم دو حصوں میں بانٹ لیں۔ یعنی کم از کم اتنی گندم ڈھیری سے علیحدہ کریں جتنی مقدار پر خون لگنے کا خیال ہو کچھ زیادہ ہو تو بہتر ہے۔ تب اس مقدار کو دھولیں یا بغیر دھوئے دو حصوں میں بانٹنے کے بعد جبکہ نجس گندم کا پتہ نہ چل سکے گندم دونوں حصوں کی پاک شمار ہوگی اور آپ استعمال میں لا سکتے ہیں۔

کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمختار ص ۳۲۸ ج ۱ (کمالو بال حمر) خصھا لتغلیظ بولھا اتفافا (علی) نحو (حنطة تدوسھا فقسم او غسل بعضہ) او ذھب بھبة اوا کل او بیع کما مر (حیث یطھر الباقی) وکذا الذاھب بعد جفاف کدم (بقلعھا) ای بزوال عینھا واثرھا ولو بمرة او بما فوق ثلاث فی الاصح الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الثانیہ ۱۳۸۶ھ

جب شیخ نے صرف بڑے بیٹے کو گدی نشین بنایا ہو لیکن چھوٹا بھائی اس منصب پر قبضہ کرنا چاہے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شیخ الوقت کے وصال کے بعد قل خوانی کے موقع پر بموجودگی برادران حقیقی وموجودگی اکابر شہر وبموجودگی معززین مختلف اضلاع دستار بندی سجادگی شیخ الوقت کے فرزند اکبر ہو چکی ہے اور کسی بھائی کو دستار بندی سجادگی نہیں۔ اس خاندان کے تمام سجادگان متبحرین علماء میں سے ہوئے ہیں۔

اس وقت ان تمام خاندان میں سوائے فرزند اکبر سجادہ نشین کے کوئی عالم نہیں ہے۔ اب چار سال کے بعد چھوٹے بھائی نے بذریعہ اشتہارات وغیرہ دعویٰ سجادگی کیا ہے اور بڑا بھائی جس پر سجادہ نشینی مقرر ہوئی ہے اس کو کہتا ہے کہ تم میرے بھائی نہیں ہو اور دربار شریف میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ فقط میں حقدار سجادگی ہوں اور میں سجادہ نشین ہوں۔ مجھے مرتبہ غوثیت ملا ہوا ہے میں غوث ہوں۔ کیا فرزند اکبر ہو اور دستار بندی سجادگی اس کو ہو چکی ہو اور اہلیت سجادگی بھی ہو اور شیخ وقت کے الطاف وعنایات بھی اس پر بے غایات ہوں۔ مثلاً عرس شریف کے موقع پر انتظام لنگر۔ انتظام قوالی، سپردگی سامان عرس سپردگی کتب درس تصوف اور کتب وظائف وعملیات اور سپردگی تبرکات بزرگان اور ودیعات خاندانی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام سپردگیاں شیخ وقت نے اپنی حسین حیات میں فرمائی ہوں تا آخر الوقت۔ کیا اب چھوٹا بھائی حقدار سجادگی ہو سکتا ہے یا نہیں کیا چار سال بعد اس کا دعویٰ سجادگی کرنا صحیح ہے یا غلط۔

کیا اپنے آپ کو غوث زمان کہنا بفرمان حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کانرا کہ خبر شد خبرش بار نیاید بے خبر خالی الظرف اور نااہل ہونے کی علامت ہے یا نہیں کیا سجادگی بلاوجہ منتقل الی الغیر ہو سکتی ہے یا نہیں۔ کیا سجادگی ایک پر مقرر ہونے کے بعد دوبارہ تقسیم ہو سکتی ہے کہ نصف سجادگی ایک کے حق میں ہو اور نصف سجادگی دوسرے کے حق میں ہو۔ کیا سجادہ نشین کی بغیر اجازت کسی کو متعلقات دربار شریف پر قبضہ یا مداخلت کرنے کا حق ہے یا نہ۔

اگر سجادہ نشین کی بغیر اجازت اور سجادہ نشین کی عدم موجودگی میں دربار شریف کے متعلقات پر قبضہ یا مداخلت تعمیر وغیرہ کی گئی ہو جس میں سجادہ نشین کا نقصان ہو۔ وہ تعمیر جس کی وجہ سے نقصان ہے گرانے کا حکم ہے یا نہ۔

کیا بغیر اجازت سجادہ نشین دربار شریف کی حد کے اندر اپنی شہرت سجادگی کی خاطر عرس کرنے اور ہنگامہ برپا کرنے کا کسی کو حق ہو سکتا ہے یا نہ، بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ سجادگی کا مطلب اگر اصلاح اور ارشاد کا کام ہے تو اگر شیخ وقت مذکور یا کسی شیخ کامل نے ان دونوں بھائیوں میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو ارشاد واصلاح اور لوگوں سے بیعت لینے کی اجازت دی ہو تو وہ خواہ بڑا بھائی ہو یا چھوٹا یا دونوں بیعت لینے کے اہل ہیں اور سجادہ نشینی کے مستحق ہیں اور اگر ان میں سے کسی ایک کو اجازت نہیں دی گئی اور وہ اس منصب کی اہلیت نہیں رکھتا ہے تو وہ اصلاح وارشاد کا کام جو اسلام کا ترکہ ہے بوجہ نااہل کے نہیں کر سکتا ہے اور وہ اس پاک منصب سجادہ نشینی بزرگان کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔

اور اگر سجادہ نشینی کا مطلب شیخ وقت کے متروکہ دربار یا متعلقات دربار میں تصرف کرنے کا اختیار ہے تو دیکھا جائے گا کہ یہ دربار اور متعلقات اس کے اگر وقف نہیں ہے تو یہ سب کچھ شیخ متوفی کا ملکیت شمار ہوگا اور تمام

وارثوں پر حصص شرعیہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور ہر ایک وارث کو اس میں سے اپنا حق شرعی ملے گا اور اگر یہ سب کچھ وقف ہے اور اس کی تولیت کا تنازعہ ہے تو اگر واقف کسی کو متولی بنا چکا ہے تو وہی قبل از ظہور خیانت اس کا متولی رہے گا اور ان اوقاف کو واقف کے شرط کے مطابق استعمال میں لائے گا اور اگر خیانت کرے تو حاکم کو اس کے عزل کا اور دوسرے کسی دیانت دار کو مقرر کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر واقف کسی کو متولی مقرر نہیں فرما گیا ہے تو حاکم کو اختیار ہے جسے مناسب سمجھے اس کو متولی بنا دے خواہ بڑا ہو یا اس سے چھوٹا اور اگر سجادہ نشینی کا کوئی اور مطلب ہے تو اس کے سمجھنے سے میں قاصر ہوں۔ کسی دوسرے معتمد عالم سے اس کے متعلق دریافت فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ

تمباکو نوشی، حقہ وغیرہ کا استعمال مکروہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تمباکو نوشی پان میں یا حقہ یا سگریٹ میں پینے کا کیا حکم ہے اور کیا فرق ہے۔ جائز ہے یا ناجائز، حرام ہے یا حلال یا مکروہ ہے۔ بیماری کے بغیر حقہ پینا یا تمباکو پینا کیسا ہے۔ کیا صاف فضول خرچی ہے یا کہ شرعی بھی جرم ہے۔ بینوا توجروا

السائل خورشید احمد بستی لدھیانہ مدرسہ تجوید القرآن ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

ان اشیاء کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ بہر حال بلاضرورت ان اشیاء کا استعمال ترک کرنا لازم ہے۔ صرف اسراف محض ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میلاد کی مجلسیں قائم کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا، میلادِ مروجہ کی جگہ بہ جگہ مجالس قائم کرنا، میلاد النبی کا جلوس نکالنا، جلوس میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گنبد خضراء کی نقل بنا کر اُس پر تعظیماً سیاہ غلاف چڑھانا اور اس کو بازار در بازار

تعزیوں کی طرح نعتیں اور سلام پڑھتے ہوئے لیے پھرنا، اس تاریخ کو عام تعطیل کرنا، احتراماً کاروبار بند رکھنا، رات کو چراغاں کرنا، آتش بازیاں چھوڑنا وغیرہ یہ تمام امور اور ان کا اہتمام والتزام شرعاً کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام، ائمہ عظام کے زمانے میں کیا یہ کام ہوا کرتے تھے۔ ان افعال کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، حسن عقیدت اور کار ثواب سمجھنا درست ہے یا نہ۔ اس میں شرکت کرنا اور امداد کرنا جائز ہے یا نہیں۔ مذکورہ بالا سوالات کے صحیح جوابات عنایت فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

راجہ عبدالحکیم بنس روڈ اے ایم کراچی

﴿ج﴾

مجالس میلاد شریف اگر بدعت سے خالی ہوں۔ مثلاً معین تاریخ کو ضروری نہ سمجھیں اور روایات موضوعہ یا ضعیفہ نہ پیش کیے جائیں۔ غیر معمولی انتظامات نہ ہوں روشنی کا خاص اہتمام نہ ہو۔ نظم پڑھنے والے فاسق فاجر اور امرد (بے ریش لڑکے) نہ ہوں۔ شریک نہ ہونے والوں پر طعن نہ کریں صرف سادہ طریقہ سے صحیح روایات سے ذکر ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو موجب برکت اور ثواب ہے لیکن زمانہ حال میں مروج طریقہ سے مجالس قائم کرنا جو ان تمام مفاسد پر یا بعض پر ضرور مشتمل ہوتی ہے جائز نہیں ہے۔ من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (الحديث) و كل بدعة ضلالة (الحديث) قرون ثلثہ مشہود لہا الخیر میں یہ طریقہ معمول بہا نہیں تھا مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ من اصر علی امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطن من الاضلال فكيف من اصر على بدعة ومنكر انتهى ص ۱۳۱ ج ۳۔ یوم ولادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ مبارک ہے اور اس کی فضیلت میں کوئی کلام نہیں بلکہ تمام ایام ولیالی دنیا سے افضلیت مسلم ہے لیکن وہ صرف وہی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی تھی نہ یہ کہ ہر سال کا تاقیامت وہ دن متبرک ہوگا۔ ومن ادعى فعليه البيان باقی امور مذکورہ فی السوال سب بدعت نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف الصالحین سے قطعاً یہ امور منقول نہیں ہیں۔ کیا اب نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن عقیدت ومحبت لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہے۔ اس لیے اس میں شرکت کرنا اور ان امور میں امداد کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ صدقہ کرنا اور عبادت کر کے سب ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو بخشنا ہر وقت اور ہر لمحہ ذریعہ نجات ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر طبیب حاذق بہن کے دودھ کو بطور دوا استعمال کرنے کا مشورہ دے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک لڑکا بعمر ۱۸ سال مرض دق کا مریض ہے اور اس کی بہن کے ہاں ایک بچی ہے اور اپنی بہن کا دودھ پی کر وہ مریض بچ سکتا ہے اور اس کے پاس اور کوئی رقم دیگر علاج کرنے کے واسطے نہیں ہے۔ کیا اس کو اپنی بہن کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں۔ طبیب حاذق کا فتویٰ ہے کہ اگر وہ پستان کو منہ لگا کر دودھ پیے تو یہ اس کی تندرستی کا ضامن ہے۔ اس سلسلہ میں کیا وہ منہ لگا کر اپنی بہن کا دودھ پی سکتا ہے۔

السائل شبیر احمد عفا عنہ

﴿ج﴾

اگر طبیب حاذق عادل دیندار یہ کہہ دے کہ اس سے ہی اس کا علاج ہو سکتا ہے اور کوئی صورت علاج کی نہیں ہو سکتی یا اس پر مریض قادر نہیں ہے تو دودھ کسی برتن میں نکال کر پی سکتا ہے منہ لگا کر نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

۱۸ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا، حدیث ''اول ما خلق اللہ نوری'' کی تحقیق ایمان کے ہوتے ہوئے شرک جلی اور شرک خفی کیونکر ہو سکتا ہے، غیر مقلدوں کو بھی تقلید سے چارہ نہیں ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں حدیث ''اول ما خلق اللہ نوری خلقت من نور اللہ والمومنون من نوری'' درست ہے، نشر الطیب میں ہے کہ ''حضرت آدم علیہ السلام نے خطا معاف کرانے کے لیے حضور کا واسطہ پیش کیا تھا'' کیا یہ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ سوال کے بارے میں کہ:

(۱) آپ نے تحریر فرمایا کہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے دوسرے انبیاء علیہم السلام کو نبوت ملی ہے آپ ہی مرکز و منبع نبوت ہیں اس لیے آپ کو مجمع فضائل سارے انبیاء اور حسن یوسف دم عیسیٰ الخ کہہ سکتے ہیں۔

لیکن اسمیں اپنی تسلی کے لیے کچھ دلائل چاہتا ہوں براہ کرم تحریر کیجیے کہ توسل کس طرح کا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو بھی یہ علم تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہیں کوئی نص بھی تحریر کیجیے۔

(۲) کتاب نشر الطیب از حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ص ۵ پر ایک حدیث ہے۔ اس کی بھی وضاحت فرمایئے۔ عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا یہ کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم اور نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان اور نہ زمین تھی نہ سورج اور نہ چاند تھا نہ جن تھا نہ انسان پھر اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔ ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے حدیث طویل ہے۔ حوالہ فرمایئے اور تصدیق بھی کہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع وغیرہ۔

(۳) شرک اکبر اور شرک اصغر کی امثال تحریر فرمایئے کہ مسلمان کے لیے باوجود ایمان ساتھ ہونے کے شرک جلی یا خفی کیسا ہوتا ہے۔ شرک ذاتی وصفاتی کی وضاحت کیجیے اور ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ شرک کفار کی طرف ہے یا مسلمانوں کے شرک کی طرف جو آج کل کرتے ہیں جیسا کہ قبر پرستی، نذر لغیر اللہ کسی اہل ممات کو مشکل کشا حاجت روا کہنا یا حاضر ناظر سمجھنا وغیرہ۔

(۴) ہمارے ہاں کچھ غیر مقلدین اہل حدیث کہلانے والے بھی افراد ہیں۔ ہمارے مسلک کے مطابق ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ تقلید کا واجب ہونا عند الشرع ہے یا نہیں یہ حضرات اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ بعض تو احناف کی تقلید پر جرح کرتے ہیں ان کے پیچھے مقلدین کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ کچھ ایسی مثال تحریر کریں کہ مجبوراً حدیث نہ پا کر ہماری فقہ کے پیچھے لگنے پر مجبور ہو جائیں۔

(۵) رسالہ دارالعلوم دیوبند میں ایک حدیث دیکھی ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری خلقت من نور اللہ المومنون من نوری۔ اول ما خلق نوری تو سمجھ میں آتا ہے لیکن جملہ مومنین سے مومنین امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا پہلی امتوں کے مومنین اور خود انبیاء علیہم السلام بھی مراد ہیں۔ اگر ہیں تو کس طرح انتساب با خلق پیدا ہوا۔ سوال نمبر ایک کے مشابہ ہے وضاحت سے سمجھایئے۔

(۶) نشر الطیب میں ص ۱۰ پر بروایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کے معاف کرانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پیش کیا جو یہ پاک نام کلمہ کی صورت میں روح پھونکنے کے بعد عرش پر لکھا ہوا دیکھا بہر حال اللہ تعالیٰ نے معافی فرمائی لیکن کلام پاک میں یہ واقعہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ دعا کے ماتحت معافی کا سبب ہوا۔ یہ تضاد حل کیجیے۔

(۷) ایک شخص نے ایک قادیانی مرد کی عورت کا نکاح مسلمان کرانے کے بعد ایک مسلمان سے کر دیا۔ بعد میں تین ماہ بعد عورت کا حمل واضح ہو گیا۔ نکاح کے وقت اس کو حمل کا وہم نہیں تھا۔ کیا یہ ملا اب گنہگار ہے اور یہ نکاح صحیح ہو گا یا اب کیا تدبیر کریں۔ کیا کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد عدت نہیں ہوتی اس عورت کے مسلمان ہونے کے بعد شوہر نے آ کر طلاق بھی دی۔ اس کا ساڑھے چار ماہ بعد نکاح ہوا۔ ویسے تو ۴ مہینے شوہر سے علیحدگی میں گزرے۔ حمل کا علم نہ رہا بعد میں شبہ ہو گیا ہے کہ یہ حمل پہلے کا ہے۔ ملا ڈرنے لگا کہ میرا تو کچھ قصور نہیں اگر ہے تو اب کیا علاج ہے۔

(۸) آج کل ریڈیو کے اعلان پر بعض لوگوں نے امسال رمضان کی عید منائی اور بعض دوستوں نے اعتکاف بھی توڑا۔ ان کے بارہ میں فیصلہ فرمائیے کہ روزہ کی قضا ہو گی یا کفارہ بھی نیز اعتکاف کے بارہ میں کیا حکم ہو گا۔

(۹) آج کل کی انگریزی دوائیوں میں ٹینوسپرٹ ان کوحال وغیرہ شراب مستعمل ہے۔ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ اسی طرح انجکشن لگانے میں ٹنچر یا سپرٹ استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا بدن سے یا کپڑے سے دھونا چاہیے یا نہیں۔ بینوا توجروا

«ج»

(۱) شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت ص نمبر ۲۰ جلد نمبر ۲ پر فرماتے ہیں: بدانکہ اول مخلوقات واسطہ صدور کائنات وواسطہ خلق عالم وآدم نور محمد است صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ است کہ اول ما خلق الله نوری وسائر مکونات علوی وسفلی ازاں نور وازان جوہر پاک پیدا شدہ۔ از ارواح وعرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ وملک وفلک وانس وجن وآسمان وزمین وبحار وجبال واشجار وسائر مخلوقات الخ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی آپ سے فیضیاب ہونے کا علم تھا۔ بلکہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا تمام انبیاء کرام سے عہد لیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء کہلاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتومنن به ولتنصرنه الآيه ۔ تو جب تمام انبیاء کرام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت فرمانے کا میثاق لیا گیا تو کیونکر انبیاء علیہم السلام کو آپ سے مستفید ہونے کا علم نہ ہو گا۔

مدارج النبوۃ ص ۹۷ ج ۲ پر ہے۔ وسببش آنست کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجموعہ عالم است زیرا کہ روح وی عقل اول است۔ و عالم ہمہ مخلوق از وست۔ پس قابلیت وی تنہا ہمچوں قوابل سائر موجودات باشد۔ وی مستفیض اول مفیض ثانی است الخ۔ اور ص ۲۸۰ ج ۲ پر ہے۔ وچوں دانستند و دریافتند این معنی را انبیاء واولیاء

نہادند از نور دار ابر در عتبہ عالی وی ونمادند قا بہارا بہ زمین مذلت نزد مجلہ شامل وی واین است معنی اخذ عہد از انبیاء کہ ایمان آرند بوی ونصرت دہند اورا۔ قال تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه الآية الخ۔

(۲) شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو مدارج النبوۃ ص ۲ ج ۲ پر صحیح کہا ہے۔ فرماتے ہیں چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق الله نوری مزید تفصیل مجھے معلوم نہیں ہے۔

(۳) شرک جلی وہ ہے کہ اللہ جل مجدہ کی صفات میں سے کسی صفت کو غیر اللہ کے اندر مانا جائے۔ اس شرک سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ ایسے شخص کا ابدی ٹھکانا جہنم ہے اور اس کے متعلق وارد ہے۔ ان الله لا يغفر ان يشرك به۔ شرک خفی ہر وہ فعل جو موہم شرک ہو مثلاً نذر لغير الله، ذبح لقدوم الامير يمين بغير الله ۔ پیر بخش نبی بخش وغیرہ نام رکھنے شرک ذاتی متعدد خداؤں کو ماننا شرک صفاتی اللہ تعالیٰ کے صفات مختصہ میں کسی صفت سے غیر اللہ کو موصوف ماننا مثلاً غیر اللہ کو اللہ جیسا علم والا یا قدرت والا وغیرہ ماننا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ سے مراد شرک جلی ہے۔ جس سے شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل اس مسئلہ پر لکھی ہوئیں کتابوں سے حاصل فرمائیں۔

(۴) تقلید شخصی کے واجب ہونے پر اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے جو شخص خود مجتہد نہیں ہے اس کو کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی ضروری ہے۔ ورنہ گمراہی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یہ حضرات عقائد کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ نماز میں وہ ایسے کسی فعل کا ارتکاب نہ کریں جس سے ہمارے ہاں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ویسے مستقل ہمیشہ کے لیے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے چند مشہور اختلافی مسائل کے علاوہ تمام دیگر فقہی جزئیات وتفصیلات میں یہ بیچارے فقہ پر عمل کرنے کے لیے مجبور ہیں۔ آخر احادیث میں تو ہر مسئلہ کی اتنی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ جو فقہاء کرام رحمہم اللہ نے استنباط کر کے جمع فرمائی ہیں۔ دعاوی، قضا، شہادات وغیرہ کے ابواب میں ایسے کافی مسائل موجود ہیں۔

(۵) اس کا جواب پہلے جواب میں گزر گیا۔

(۶) کوئی تضاد نہیں ہے ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ان پاک کلمات کا رب کی طرف سے القاء ہوا ہو اور ان کلمات سے دعا واستغفار کر کے رب تعالیٰ کی طرف سے معافی ہوئی ہو۔ تب دونوں کی طرف معافی کی نسبت صحیح ہے۔ مدارج النبوۃ ص ۵ ج ۲ پر ہے۔ بعد ازاں حضرت حق ملہم شد لکلماتی کہ گرفتن آں سبب قبول توبہ او شد اکثر مفسران برآنند کہ کلمات این است۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين۔ ودیگر کلمات استغفار مذکور است در کتب تفاسیر وسیر وبعضی مفسران تلقی

کلمات را بتوسل و استشفاع بسید رسل صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر کردہ اند وایں قول منافی و مقابل اقوال دیگر نیست توبہ و استغفار کرد باتوسل بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) واضح رہے کہ کافرہ عورت کے مسلمان ہونے کی صورت میں اگر اس کا شوہر کافر ہو تو اس کے شوہر پر قاضی یا حاکم مسلمان کی طرف سے اسلام پیش کیا جاتا ہے۔ اسلام نہ لانے کی صورت میں قاضی تفریق کر دیتا ہے۔ بعد از تفریق قاضی عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اسلام لانے سے خود بخود نکاح فسخ نہیں ہو جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں قاضی نے چونکہ تفریق نہیں کی اور شوہر طلاق دے چکا ہے تو شوہر کے طلاق دینے کے بعد عدت شروع ہوگی اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور غیر حاملہ تین ماہواریاں (حیض)۔ صورت مسئولہ میں طلاق کے بعد اگر تین حیض گزار کر نکاح کر چکی ہے تو نکاح درست ہے اور نکاح کی تاریخ سے لے کر وضع حمل تک اگر کم از کم چھ ماہ ہو بچہ ثابت النسب ہے اور اسی شخص کا ہے اور اگر تین حیض گزارنے سے قبل نکاح کر چکی ہے تو یہ کالعدم ہے۔ وضع حمل کے بعد دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔ وضع حمل تک ازدواجی تعلقات ہر قسم کے اس عورت سے منقطع کرے اور کیے ہوئے پر پشیمان ہو کر توبہ اور استغفار کرے۔

(۸) اس سال کے اس اعلان پر عمل کرنا جائز نہ تھا جو لوگ عمل کر چکے ہیں وہ توبہ کریں لیکن قضا وغیرہ بھی واجب نہیں ہے۔ کیونکہ بعد میں پتہ چل گیا کہ اس رات کو مختلف جگہوں میں چاند دیکھا گیا تھا اور خبر حد استفاضہ کو پہنچ گئی ہے۔

(۹) ٹینچر سپرٹ الکوحل وغیرہ کے متعلق مجھے پورا علم نہیں ہے کہ ان کی حقیقت کیا کچھ ہے۔ کن چیزوں سے اور کس طرح سے بنائی جاتی ہے اس لیے ان کا حکم قبل از دریافت حقیقت نہیں لکھا جا سکتا۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو بہشتی زیور مکمل مدلل کے نواں حصے کے ساتھ ایک ضمیمہ بنام طبی جوہر ہے۔ اس میں اس پر کافی بحث کی گئی ہے۔ اسے دیکھ لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

عورت کو کن کن رشتہ داروں سے پردہ واجب ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شادی شدہ عورت پر از روئے شرع باپ کے گھر اور سسرال میں

کن کن رشتہ دار وغیرہ مردوں سے پردہ واجب ہے۔
عورت کو اپنے داماد کے حقیقی باپ (سمدھی) سے پردہ واجب ہے یا نہیں۔
عورت کو اپنے حقیقی سسر (شوہر کے باپ) سے پردہ واجب ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

عورت کے وہ رشتہ دار جن کے ساتھ اس کا نکاح ہمیشہ تک کے لیے حرام ہے خواہ باپ کے گھر کا ہو یا سسرال کے گھر کا یا رضاعی ہو اس سے اس کو پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ باقی تمام بالغ مردوں سے (یعنی جن کے ساتھ اس کا ہمیشہ تک کے لیے حرام نہیں ہے) اس کو پردہ کرنا ضروری ہے۔ **کما قال تعالیٰ ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الام لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ماملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء الآیة۔** (سورہ نور پارہ ۱۸)

عورت کو اپنے داماد کے حقیقی باپ سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اجنبی ہے اور اس کے ساتھ اس عورت کا نکاح جائز ہے۔ ہاں اگر عورت بہت بوڑھی ہے یا داماد کا باپ بہت بوڑھا ہے تو چہرہ کا پردہ بوجہ عدم خوف فتنہ ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ خلوت پھر بھی ناجائز ہے۔

عورت کو اپنے سسر سے پردہ واجب نہیں ہے۔ **کما قال تعالیٰ ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن و آباء بعولتھن الآیة۔** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ محرم ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعض علاقوں میں عورتیں مردوں سے مصافحہ کرتی ہیں کیا یہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ
(۱) کن کن عورتوں کو مرد سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۲) کئی ایک قوموں میں ماموں ماسی وغیرہ کی لڑکی سے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ آیا یہ کس حد تک قبیح ہے اور یہ مصافحہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) ان مردوں سے عورت کو پردہ کرنا بوجہ خوف فتنہ کرنا ضروری ہے جن کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہمیشہ تک حرام نہیں ہے۔ یعنی جن کے ساتھ اس عورت کا نکاح کسی طرح شرعاً جائز ہوسکتا ہے اور اگر عورت بہت بوڑھی ہے یا وہ اجنبی مرد بہت بوڑھا ہے۔ جہاں فتنہ کا اندیشہ بالکل نہیں ہے تو اس عورت کو ہر مرد سے یا ہر عورت کو اس مرد سے پردہ کرنا چہرے کا ضروری نہیں ہے۔ کما قال فی البحر ص ۲۷۰ ج ۱ واعلم انه لاملازمة بین کونه لیس بعورة وجواز النظر الیه فحل النظر منوط بعدم خشیة الشهوة مع انتفاء العورة ولذا حرم النظر الی وجهها ووجه الامرد اذا شک فی الشهوة ولا عورة کذا فی شرح المنیة قال مشائخنا تمنع المراة الشابة من کشف وجهها بین الرجال فی زماننا للفتنة اه بہشتی زیور مکمل ص ۸۳ ج ۲ پر ہے۔ ہر پرائے کے سامنے آنا ایسا ہے جیسے کسی غیر کے سامنے آنا اس لیے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح لے پالک کا لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بن جاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہیے جو بالکل غیروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور جیٹھ بہنوئی تندوئی چچازاد پھوپھی زاد ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیے۔

(۲) یہ آپس میں اجنبی ہیں۔ مصافحہ آپس میں کرنا ان کے لیے ناجائز ہے۔ اگر یہ مرد بہت بوڑھا ہو یا عورت بہت بوڑھی ہو کہ مصافحہ کرنے سے نہ مرد کو شہوت ہونے کا اندیشہ ہو اور نہ عورت کو شہوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں مصافحہ کرنے کی گنجائش ہے اور اگر جانبین میں سے کسی کو بھی شہوت ہونے کا اندیشہ ہو تو مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۳۶۸ ج ۶ اما العجوز التی لا تشتهی فلا بأس بمصافحتها ومس یدها اذا امن۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

مسلمانوں کا مرزائیوں کے ہاں ملازمت کرنا جبکہ مرزائیوں کے کالج میں مسلمان طلباء ہیں تو مسلمان پروفیسر کو وہاں ملازمت کرنے پر ثواب ملے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ اس وقت پاکستان میں کئی مقامات پر مرزائیوں کے اپنے مل، کارخانے اور سکول کالج چل رہے ہیں، ان میں سینکڑوں ہزاروں مسلمان جو اپنے گزارہ معاش کے پیش نظر ان میں مزدوری و ملازمت کر رہے ہیں، ان ملوں، کارخانوں، سکول، کالجوں کے چلانے والے کئی قادیانی مرزائی ہیں اور کئی لاہوری پارٹی مرزائی ہیں۔ سکولوں و کالجوں میں عام طور پر وہی کورس مروج ہے جو حکومت وقت کی طرف سے مختلف مضامین کے لازمی کورس مقرر ہو چکے ہیں۔ مسلمان مزدور اور ماسٹر پروفیسر سکولوں وغیرہ کے بھی عقیدے کھلے طور پر مسلمانوں والے ہیں جو مرزائیوں کو کافر اور خارج از اسلام جانتے ہیں لیکن مزدوری اور ملازمت ان کی کر رہے ہیں۔ عام طور پر مرزائی بھی ان پکے مسلمانوں مزدوروں وغیرہ پر مذہبی چھیڑ چھاڑ اور جبر وغیرہ نہیں کرتے کیا ان حالات میں ایسے مسلمانوں کو مرزائیوں کی مزدوری اور ملازمت کرنی شرعاً جائز ہوگی یا نہ۔

ایک بڑے شہر میں لاہوری مرزائیوں کی جماعت نے ایک کالج کھولا ہے۔ اس میں شاید طلبہ کے داخلہ میں کچھ سہولتیں بھی رکھ دی گئیں، نیز اس میں پروفیسر بھی قابل متعین کیے گئے۔ کئی مسلمان عقیدہ کے، کئی مرزائی عقیدہ کے جس میں مذہبی حیثیت ہر ایک کی آزادانہ ہے۔ سینکڑوں مسلمان لڑکے اپنی دینوی تعلیم کے حصول کے لیے داخل ہو گئے۔ وہاں کے ایک جید عالم فاضل جو پرہیزگار بھی ہے اور عالم ہے بہت باشعور مشہور ہے۔ ان سے ایک مسلمان قابل پروفیسر کی ملازمت کے سلسلہ میں مسئلہ و مشورہ پوچھا گیا کہ اس کالج میں اس کی قابلیت وغیرہ کے پیش نظر ملازمت ملتی ہے کیا وہاں پر یہ پروفیسر ملازمت اختیار کرے تو انہوں نے فرمایا کہ وہاں پر بے شک اس پروفیسر کو ملازمت کر لینی چاہیے تا کہ باقی مسلمان طلباء کے عقیدہ کی کچھ حد تک نگرانی ہو سکے اور دوسرے مسلمان پروفیسروں کے لیے کچھ سہارا ہو سکے گا۔ بلکہ بعض اوقات مرزائیوں کی اندرونی سازشوں کا بھی پتہ چلتا رہے گا۔ انہی وجوہات کی بنا پر پروفیسر مذکور نے ملازمت منظور کر لی۔ ان ارادوں کی بنا پر کیا پروفیسر مذکور کو کچھ ثواب بھی مل سکے گا اور اس طرح ملازمت کرنی شرعاً جائز ہوگی یا نہیں۔ بینوا بالکتاب وتوجروا من الله العظیم یوم الحساب۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں مسلمان مزدوروں، ماسٹروں، پروفیسروں کو مجبوری کی صورت میں جبکہ ان کو دوسری اچھی ملازمت نہ مل سکے مرزائیوں کے سول سکولوں، کالجوں میں ملازمت کرنا جائز ہے لیکن ان مزدوروں، ماسٹروں، پروفیسروں کو ضروری ہے کہ اپنے ایمان سلامت رکھنے کے لیے علماء ربانی سے تعلق رکھیں ان کی مجالس میں بیٹھیں۔ نیز تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں جائیں۔ جماعتوں میں باہر جا کر وقت لگائیں۔ نہایت ضروری ہے کہ خود مل یا کالج یا کسی قریبی مسجد میں کسی دیندار عالم کا تعین کرایا جائے۔ جس کے ذریعہ اپنے عقائد و دین کی حفاظت ہو سکے۔

پروفیسر مذکور اگر اس ارادے سے کالج میں ملازمت اختیار کرے تو اس کو اس پر ثواب بھی ملے گا۔ انما الاعمال بالنیات الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا خالو سے پردہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ خالہ کی زندگی میں خالو سے پردہ کرنا فرض ہے یا نہ بینوا توجروا۔

حافظ عبدالقیوم سعید طارق آباد لائلپور

﴿ج﴾

خالو چونکہ غیر محرم واجنبی ہے اس لیے اس سے خالہ کی زندگی میں بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ در مختار ص ۳۶۸ ج ۶ میں ہے الخلوة بالاجنبية حرام۔ فقیاسا علی ذلک پردہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

فراخیٔ رزق کے لیے وظیفہ ’’اللہ الصمد اجب یا میکائیل‘‘ پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص دنیاوی کاروبار کے لیے وظیفہ اللہ الصمد اجب یا میکائیل پڑھنا چاہتا ہے۔ سائل خوش عقیدہ ہے استغاثہ بغیر اللہ کو منع سمجھتا ہے۔ سماع غائب کا بھی قائل نہیں اور یہ

بھی عقیدہ نہیں کہ اس سے میکائیل ضرور مسخر ہو جائے گا بلکہ اس نیت سے پڑھنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے ممکن ہے اللہ اس وظیفہ کی برکت سے کام انجام فرما دیں۔ اگر چاہے ورنہ کچھ نہ ہوگا۔ غرضیکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں اثر رکھا ہے ممکن ہے اس میں بھی اثر ہو۔ اگر اس کی مشیت میں ہے تو کام ہوگا ورنہ نہیں۔ بینوا توجروا

جلال الدین گگڑ ہٹہ ڈاک خانہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان

﴿ج﴾

فراخیٔ رزق کے لیے اللهم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک منقول ہے جو لفظاً و معنیً صحیح اور مطابق شرع ہے اور وظیفہ مذکورہ میں غیر اللہ کی ندا کی گئی ہے۔ اگرچہ میکائیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں لیکن غیر اللہ ہیں۔ اس لیے یہ وظیفہ جائز نہیں ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورتوں کا دینی اجتماعات میں شریک ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دینی جلسے جو کرائے جاتے ہیں اور ان جلسوں میں مستورات کو بھی جلسے پر آنے کی دعوت دی جاتی ہے کیا مستورات کا جلسوں پر آنا اور شامل ہونا شرعاً جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو قرآن شریف اور حدیث شریف وفقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں صحیح و باسند ثبوت پیش کریں تاکہ پوری تسلی ہو جائے۔

﴿ج﴾

اگر پردے کا باقاعدہ انتظام ہو اور جلسہ بھی دینی اور تبلیغی ہو اور وعظ کہنے والے بھی متدین اور صحیح علماء ہوں تو جائز ہے کہ عورتیں بھی پردے کے ساتھ جلسہ میں شمولیت کریں اور ضروری ہے کہ اپنے مرد سے اجازت حاصل کر کے جائیں۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفی اللہ عنہ

ملازمت کے لیے اعضاء مستورہ کا معائنہ کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ حکومت پاکستان نے اپنے مختلف محکموں کی ملازمتوں میں تقرری کے لیے امیدوار کی تعلیم وتربیت اور صحت کے مختلف معیار مقرر کیے ہوئے ہیں۔ پہلے تقرری اور اس کے بعد اعلیٰ تربیت کے لیے بھیجنے اور ترقی دینے کے موقعوں پر امیدواران صحت کا معائنہ ماہران فن طب (سرکاری ڈاکٹران صاحب) سے کرایا جاتا ہے۔ جو رائج الوقت فن طب کے مستفید ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب معائنہ صحت کے لیے جہاں آنکھوں، پیشاب، خون، پھیپھڑوں کا ایکسرے وغیرہ کا امتحان کرتے ہیں وہاں ستر کھلوا کر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بواسیر، سوزاک، آنت اترنا، آتشک وغیرہ کا مرض لاحق تو نہیں یا ہونے کا اندیشہ تو نہیں جس کا پتہ بقول ان ماہران فن کے بغیر دیکھنے سے نہیں ہوسکتا۔ مرض ہونے کی صورت میں امیدوار مطلوبہ مقررہ معیار کے لحاظ سے ملازمت کے قابل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

صورت مذکورہ بالا میں پہلی تقرری کے موقعہ پر یا ترقی ملنے اور اعلیٰ تربیت پر جانے کے مواقع پر ڈاکٹر کو ستر کھول کر معائنہ کرانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ حکومت کو ڈاکٹر صاحبان کے ذریعہ لوگوں کی صحت کا ایسا معائنہ کرانا جس پر ستر بھی کھولنا پڑے جائز ہے یا نہیں۔ حکومت عوام کی صحت کے ضامن ہونے کی صورت میں حکیم حنیف اللہ صاحب اپنی رائے تحریری عنایت فرمائی کہ ان بیماریوں کی تشخیص کے لیے ننگا کرنا ضروری ہے۔ جی ہاں مندرجہ بالا امراض اس قسم کے ہیں کہ مشاہدہ کے بغیر یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا خصوصاً مقامات مخصوصہ کے جلدی اور متعدی امراض۔ فقط دستخط حکیم محمد حنیف اللہ غفرلہ

عبدالوحید آر ایس اے ٹیلیفون ایکسچینج ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ستر والے اعضا کو نہ کھولا جائے ڈاکٹر صاحب تمام اعضا غیر مستورہ کا معائنہ کرے اور مستورہ اعضا کے بارے میں دوسرے اعضا سے اندازہ لگایا جائے نیز ان جگہوں کے امراض کی علامات دریافت کی جائیں اور جس شخص کا معائنہ کیا جاتا ہے اس سے تسلی کی جائے اور اس کی بات پر اعتماد کیا جائے۔ اس تسلی اور اعتماد کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنی رائے تحریر کردے۔ ڈاکٹر صاحب کا اس تحقیق کے بعد رائے تحریر کرنا جائز ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور کذب میں داخل نہیں ہوگا۔ ستر کھولنے اور کشف عورت سے یہ کام اور آسان ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

مہندی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کو لگائی تھی تو پاؤں کو لگانے سے بے ادبی تو نہیں ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مہندی پاؤں پر لگانا ٹھیک ہے یا نہیں۔ بلکہ یہی مہندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی مبارک پر بھی لگاتے تھے تو کیا پاؤں پر مہندی لگانا بے ادبی نہیں ہے۔

﴿ج﴾

قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمختار ص ۴۲۲ ج ۶. یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته ولو فی غیر حرب فی الاصح والا صح انه علیه الصلوٰة والسلام لم یفعله الخ ردالمختار صفحہ مذکورہ پر ہے قوله خضاب شعره ولحیته لا یدیه ورجلیه فانه مکروه للتشبه بالنساء الخ وفی العالمگیریة ص ۳۵۹ ج ۵ ولا ینبغی ان یخضب یدی الصبی الذکر ورجله الا عند الحاجة الخ ان عبارات سے یہ واضح ہے کہ سر اور ڈاڑھی پر مردوں کو مہندی لگانا جائز بلکہ مستحب ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے مہندی کا استعمال سر اور ڈاڑھی پر نہیں کیا اس لیے کہ آپ کے ڈاڑھی اور سر مبارک میں سترہ بال سفید تھے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے سترہ سفید بالوں کی تمام سر وڈاڑھی میں کوئی حیثیت نہیں۔ ان چند بالوں میں مہندی نہیں لگائی جاتی البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعض علماء وصلحاء امت سے سر اور ڈاڑھی میں لگانا ہر زمانہ میں معمول رہا ہے۔ الحاصل سر اور ڈاڑھی پر مہندی لگانا مردوں کے لیے کم از کم مباح تو ضرور ہے لیکن ہاتھوں اور قدموں پر مہندی لگانا مردوں کے لیے جائز نہیں بلکہ مردوں اور لڑکوں کو مہندی کا استعمال ہاتھوں و قدموں میں مکروہ ہے کہ اس میں تزئین ہے جو کہ مردوں کے لیے جائز نہیں ہے جیسے کہ شامی وعالمگیریہ کی عبارت سے واضح ہے۔ نیز تکملہ بحر الرائق جلد ۸ سے بھی یہی واضح ہے۔ ولا باس بخضاب الید والرجل ما لم یکن خضاب فیه تماثیل ویکره للرجال والصبیان لان ذلک تزین وهو مباح للنساء دون الرجال والصبیان الخ البتہ علاجاً (جبکہ اس کے استعمال سے شفا کا غلبہ ظن ہو اور جہاں تک علاج کے طور پر استعمال کی حاجت ہو) قدموں اور ہاتھوں میں بھی مہندی کا لگانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

جنات جادو کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے جسم کے کسی حصے میں خنزیر کی ہڈی رکھوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں ایک آدمی ہے جس نے برے اثرات و جنات آسیب جادو وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے بازو کو چاک کر کے اس میں خنزیر کی ہڈی رکھ لی ہے اس کا عقیدہ ہے کہ میں ان مذکور بلیات سے محفوظ رہ سکتا ہوں اور اس ہڈی کو رکھے ہوئے تقریباً ۹ سے ۱۰ برس ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس کے ساتھ دینی اور دنیائی برتاؤ کس طرح رکھا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شخص مذکور جب مسلمان ہے لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو اس کے ساتھ تبلیغ و اصلاح والا برتاؤ جاری رکھیں سمجھاتے رہیں۔ یہاں تک کہ خنزیر کی ہڈی کو اپنے جسم سے خارج کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ جب اس پر آمادہ ہو جائے پھر دیکھا جائے کہ اگر آپریشن کے ذریعہ سے ہڈی نکل سکتی ہے تو نکال لی جائے۔ سوائے تبلیغ کے اور کوئی ذریعہ سمجھ میں نہیں آتا۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرزائیوں کی غمی خوشی اور جنازہ میں شریک ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جس گاؤں میں میں امام مسجد ہوں اس گاؤں میں کچھ گھر احمدی خیال کے ہیں۔ یہ سب لوگ آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔ احمدی لوگوں کا جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو دوسرے لوگ ان کے جنازہ میں بھی شامل ہوتے ہیں اور افسوس بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ کھاتے پیتے بھی ہیں۔ یعنی غمی اور شادی میں شریک ہوتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو احمدی مذہب والوں سے بالکل لین دین نہیں کرتے۔ تو کیا جو لوگ احمدی مذہب کے لوگوں کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں ہمیں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

سید شمشاد علی شاہ تحصیل ننکانہ

﴿ج﴾

مسلمانوں کو مرزائیوں (خواہ لاہوری پارٹی کے ہوں یا قادیانی جماعت کے ہوں) سے تعلقات شادی و

غمی کے رکھنا درست نہیں۔ یہ لوگ باتفاق امت کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکم ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

جو لوگ مرزائیوں کے ساتھ میل جول و شادی غمی میں شرکت کریں ان سے بھی تعلقات رکھنا جائز نہیں۔

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

ڈاڑھی منڈوانے اور کتروانے سے متعلق نہایت ہی جامع و مفصل فتویٰ، ڈاڑھی کتروانے والے سے کسی نے کہا کہ منڈانا اور کتروانا برابر ہے تو اس نے ڈاڑھی صاف کر لی اب دونوں کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ داڑھی منڈوانے والے اور شرعی مقدار سے کم رکھنے والے برابر کے مجرم ہیں یا نہیں گویا کہ داڑھی شرعی مقدار سے کم رکھنا داڑھی منڈانے کے برابر ہے یا نہیں۔

صاحب ہدایہ نے داڑھی منڈوانے کو مثلہ لکھا ہے اور مثلہ حرام ہے اور داڑھی کو شرع شریف کی مقدار سے کم رکھنا خلاف سنت معلوم ہوتا ہے۔ تو ترک سنت اور حرام کیونکر برابر ہو سکتا ہے۔ دوسرا حدیث شریف میں آتا ہے کہ داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ اور مجوس کی مخالفت کرو تو گویا کم داڑھی رکھنے والے نے کم از کم مجوس کی مخالفت تو کی کہ ان کی مشابہت سے بچ نکلا۔

تیسرا فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ عزیزی، احسن الفتاویٰ اور دیگر فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے قول کو بھی لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً شوہر کے گم ہو جانے کو ہی لیجیے کہ اس میں اس وقت حضرت امام اعظم کے قول پر فتویٰ نہیں دیا جاتا تو حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کے مذہب میں اتنی داڑھی رکھنا فرض ہے کہ دور سے نظر آئے اور مشت برابر رکھنا سنت ہے تو گویا یسروا ولا تعسروا و بشروا ولا تنفروا کے تحت اب یہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں کہ کم داڑھی جو کہ فرضیت داڑھی کو پورا کرے گم داڑھی سے جو منڈوانے سے ہوتی ہے بہتر ہے یا نہیں۔

ایک کم داڑھی والے کو کسی نے کہا کہ اس میں اور منڈوانے میں کوئی فرق نہیں اس پر اُس نے داڑھی منڈوا دی تو اب دونوں مجرم ہیں یا نہیں۔

محمد عادل ملتانی

﴿ج﴾

داڑھی کا منڈوانا یا چار انگشت یعنی ایک مشت، قبضہ سے کم قطع کرانا حرام ہے۔ حرمت کے متعلق مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیں۔

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میری اماں کے بیٹے میری داڑھی اور میرا سر مت پکڑ۔

یا ابن ام لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی الآیہ۔ اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی قبضہ مشت سے چھوٹی ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کس طرح پکڑ سکتے تھے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال وضو کے وقت میں کیا کرتے تھے۔ یعنی داڑھی کے بالوں میں جبڑوں کے نیچے سے انگلیاں ڈال کر پانی پہنچایا کرتے تھے۔ ترمذی جلد اول ص ۱۴ میں ہے۔ عن حسان بن بلال قال رأیت عمار بن یاسر توضأ فخلل لحیته' فیقل له او قال فقلت له اتخلل لحیتک قال وما یمنعنی ولقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یخلل لحیته ۔وعن عثمان رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم یخلل لحیته' ۔قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح ابن ماجہ ص ۳۵ میں ہے۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا توضأ عرک عارضیه بعض العرک ثم شبّک لحیته من تحتها. صححها ابن السکن۔

یہ روایتیں متعدد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ، بیہقی، دارقطنی وغیرہ محدثین نے ذکر فرمائی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان صحابہ کرام کی داڑھیاں نہ خشخسی تھیں نہ چھوٹی تھیں بلکہ اتنے بڑے بال تھے کہ ان میں نیچے سے انگلیاں ڈال کر پانی پہنچایا جاتا تھا۔ جبڑے سے نیچے انگلیاں ڈال کر پانی پہنچانا ایک مشت یا اس سے زائد ہی میں ہوگا۔ ابوداؤد میں ہے اخذ کفا من ماء فادخله تحت حنکه فخلل به لحیته کیا چھوٹی داڑھی یا خشخسی میں یہ ہوسکتا ہے یا اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

عن انس بن مالک رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکثر دهن رأسه وتسریح لحیته۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر میں تیل کی مالش اور کنگھی سے داڑھی کے بالوں کا سنوارنا بکثرت کرتے تھے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ خشخسی داڑھی میں نہ کنگھی ہوتی ہے نہ اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کو سنوارا جائے اور یہی حال چھوٹی داڑھی کا ہے۔ اس کی ضرورت تو کم از کم ایک مشت یا اس کے قریب یا

زائد میں ہوتی ہے۔ عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیة والسواک الحدیث مونچھوں کا کترنا اور داڑھی کا بڑھانا اور مسواک کرنا الخ ابن ماجہ ص ۲۵، مسلم ص ۱۲۹ ابوداؤد ص نمبر ۱۸ اس حدیث میں جو نہایت قوی روایت ہے دس چیزوں کو جن میں سے داڑھی کا بڑھانا اور مونچھوں کا کتروانا بھی ہے فطرت بتلایا ہے اور فطرت عرف شرع میں ان امور کو کہا جاتا ہے جو کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی معمول بہ اور متفق علیہ ہیں اور ہم کو ان پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

صاحب مجمع البحار ص ۱۸۵ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ عشرة من الفطرة ای من السنة ای سنن الانبیاء علیهم السلام التی امرنا بالا قتداء بهم فیها ای من السنة القدیمة التی اختارها الانبیاء علیهم السلام واتفقت علیه الشرائع فکانها امر جبلی فطروا علیه الخ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم ص ۱۲۸ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ قالوا و معناه انها من سنن الانبیاء صلوات الله وسلام علیهم ۔اس حدیث سے صاف ظاہر ہوگیا کہ داڑھی بڑھانے کا حکم تمام شریعتوں میں تھا اور یہی سنت تمام انبیاء علیہم السلام کی رہی ہے اور چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی کم از کم ایک قبضہ تھی جیسا کہ ہم دلیل اول میں لکھ چکے ہیں۔ تو یقیناً تمام انبیاء علیہم السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی بھی کم از کم ایک مشت ضرور تھی اور چونکہ ہم کو ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کرنے کا حکم کیا گیا ہے۔

اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده ۔اس لیے ہم کو بھی اس امر یعنی ایک مشت میں ان کا اقتدار کرنا ہوگا۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال خالفو المشرکین وافروا اللحی واحفوا الشورب وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذه. باب اعفاء اللحی (صحیح بخاری ص ۵۷ نسائی ص ۷ مسلم ص ۱۲۹ ابوداؤد ص ۲۲۱) اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کے مطلقاً بڑھانے کا حکم کیا ہے۔ جس میں کوئی حد مقرر نہیں فرمائی گئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ داڑھی کو بڑھاتے ہی رہنا چاہیے۔ مگر چونکہ آپ اپنی داڑھی مبارک کے طول وعرض میں سے کسی قدر کترا کرتے تھے رواہ ابو عیسیٰ فی جامعہ اس لیے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے افعال و اقوال کے مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لیے ان کے عمل کو اس بارہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترازو بنایا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں ان کے عمل کو بطور معیار پیش کیا۔

وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذه کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے تھے۔ جو حصہ زائد ہوتا تھا اس کو کتر دیتے تھے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض اور طول میں داڑھی کا کترنا اسی مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا۔ علاوہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وقال قوم اذا زاد علی القبضة یوخذ الزائد ثم ساق بسنده الی ابن عمر انه فعل ذالک برجل ومن طریق ابی هریرة انه فعله (فتح الباری ص ۲۹۶ ج ۱۰)

نیز باجماع امت داڑھی منڈوانا حرام ہے۔ اسی طرح ایک قبضہ (مٹھی) سے کم ہونے کی صورت کتروانا بھی حرام ہے۔ ائمہ اربعہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا اس پر اتفاق ہے۔ ملاحظہ ہوں تصریحات ذیل۔

حنفی مذہب

ویحرم علی الرجل قطع لحیته الخ واما الاخذ منها وهی مادون القبضة کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد درمختار ص ۴۱۸ ج ۲ کتاب الصوم وغیرہ۔ حرام ہے داڑھی کا کاٹنا اور اس حال میں کہ ایک مٹھی سے کم ہو کترنا کسی کے ہاں مباح نہیں۔

مالکی مذہب

مذهب السادات المالکیة حرمة حلق اللحیة وکذا قصها اذا کان یحصل به مثلة (الابداع فی منار الابتداع بحواله احکام الخطاب) حرام ہے منڈوانا اور کٹانا داڑھی کا جبکہ اس سے مثلہ ہو جائے۔

شافعی مذہب

فی شرح الحباب قال الاوزاعی والصواب تحریم حلقها جملة لغیر علة بها وقال ابن الرفعة الشافعی رحمه الله نص فی الام علی التحریم حرام ہے داڑھی کا منڈوانا بلا عذر تصریح کی اس کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام میں۔

حنبلی مذہب

منهم من صرح بان المعتمد حرمة حلقها ومنهم من صرح بالحرمة ولم یحک خلافا

کصاحب الانصاف یعلم ذلک من شرح المنتهی وشرح منظومة الاداب وغیرها۔ تصریح کی اس پر کہ حرام ہے منڈوانا داڑھی کا اور تصریح کی حرمت پر اور کسی کا خلاف نقل نہیں کیا۔

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ جلد دوم ص ۴۶ پر ہے۔ الحنابلة قالوا یحرم حلق اللحیة ولا بأس باخذما زاد علی القبضة منها فلا یکره قصه کما لا یکره ترکه۔ حرام ہے منڈوانا داڑھی کا البتہ ایک مشت سے زائد قطع کرنا مکروہ نہیں اور نہ زائد کا قطع نہ کرنا مکروہ نہیں ہے۔

ان تصریحات سے داڑھی کے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ امام احمد ابن حنبل سمیت ائمہ اربعہ کا داڑھی کے منڈوانے یا ایک قبضہ سے کم قطع کرنے کی حرمت پر اجماع ہے۔ کسی چیز پر مذاہب اربعہ کے اتفاق کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی بھی اس کا مخالف نہیں اور ہو تو اس کا اختلاف نا قابل التفات ہے۔

ان روایات معتبرہ اور تصریحات فقہاء پر غور فرمائیے آیا ان سے وہ بات ثابت ہوتی ہے جس کو آپ نے بیان کیا ہے یا اس کے برعکس سابقین انبیاء علیہم السلام سبھوں کا عمل کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زائد داڑھی رکھنے کا ثبوت ہوتا ہے۔

نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کم از کم مشت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تخلیل فرماتے تھے، کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے، وہ اتنی بڑی اور گنجان تھی کہ اُس نے سینہ مبارک کے اوپر کے حصہ کے طول وعرض کو بھر لیا تھا۔ کما روی الترمذی فی الشمائل۔ حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ، ابن عمر، حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے صراحۃً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یا اس سے زائد داڑھی رکھتے اور رکھواتے تھے۔

تمام دوسرے صحابہ کا بھی یہی عمل ہونا التزاماً ثابت ہوتا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے بجز حج اور عمرہ کے کترواتے نہیں تھے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام اور اُمت کو داڑھی بڑھانے کا بلا تحدید وتقیید ارشاد اور حکم فرمایا اور اس عمل کو مسلمانوں کے لیے ما بہ التمیز قرار دیا ہے جو کہ ان کا مخصوص شعار ہوگا۔ نہ منڈوانا جائز ہوگا نہ کسی رکھنا، نہ چھوٹی رکھنا۔

آپ کے خیال میں مادون القبضہ کی حرمت صرف تشبہ بالمشرکین کی وجہ سے ہے اور کم داڑھی رکھنے میں مجوس کی مخالفت ہو جاتی ہے تو تشبہ نہ رہا لہٰذا حرمت باقی نہیں رہی تو اس کے متعلق عرض ہے کہ قرآن و حدیث کے معانی ومفہوم اور خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول کی مراد متعین کرنے میں سب سے بڑا اسوہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تعامل ہے۔ اس سے قطع نظر کر کے جو مراد اور مفہوم سمجھ لیا جائے

اس میں اکثر مغالطے پیش آتے ہیں جو اصول آپ نے تحریر فرمایا اگر اس کو اسی طرح عام کر دیا جائے کہ احکام شرعیہ کے اسباب وعلل نکال کر ان پر احکام کو دائر کریں تو احکام شرعیہ کا اکثر حصہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ نماز کی حکمت وغرض تواضع وعبدیت ہے۔ روزہ کی علت نفس کی خواہشات کو قابو رکھنے اور خلاف شرع سے بچنے کی عادت اور زکوٰۃ کی علت مالی ایثار قرار دے کر اگر کوئی صاحب ان قیود وشرائط سے آزاد ہونا چاہے جو ان فرائض کی ادائیگی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً یا عملاً ثابت ہیں تو کیا کوئی ان کو جائز قرار دے سکتا ہے۔ اذان اور اقامت کی علت لوگوں کو جماعت کے لیے بتانا ہے۔ یہ علت دو کلمے ''نماز کے لیے آؤ'' کہہ دینے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے مگر کیا کوئی اہل فہم اس کی اجازت دے گا کہ اذان کے مشروع ومسنون طریقے کو چھوڑ کر اس پر اکتفا کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ احکام شرعیہ میں ہر ایک حکم کے بہت سے اسباب وعلل ہوتے ہیں۔ ایک سبب یا علت کے موجود ومعدوم ہونے پر احکام میں تغیر وتبدل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں بعض احکام وہ بھی ہیں جن کے اسباب وعلل خود حدیث میں بتلائے گئے ہیں جس سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان احکام کا دارومدار اس علت پر ہے۔ وہاں حضرات فقہاء نے بے شک علت بدل جانے پر حکم بدل جانے کا فیصلہ کیا ہے جیسے عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت کا مسئلہ ہے۔

غرض اپنی طرف سے یا بعض الفاظ حدیث سے کسی حکم شرعی کا کوئی سبب اور کوئی منشا معلوم کر کے تعامل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قطع نظر اس علت وسبب پر حکم دائر کرنا کسی اہل فہم کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا۔ ورنہ شراب کی حرمت کی علت نشہ ہے، نشہ کے درجہ سے کم پینا جائز کہنا پڑے گا معاذ اللہ۔ داڑھی کے بارے میں اصل حکم تو یہ ہے کہ ''داڑھی چھوڑو اور مونچھیں کٹواؤ'' یہ مطلق ہے اس میں کوئی قید وشرط نہیں ہے۔ کسی روایت میں اس حکم کی ایک حکمت بیان کر دی کہ اس کے ذریعہ تشبہ بالکفار سے حفاظت ہو جائے گی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری جماعت صحابہ وتابعین کسی ایک سے کسی ایک وقت میں بھی یہ منقول نہیں کہ چار انگشت سے نیچے داڑھی کٹوا دی ہو اس علت پر کہ اس سے تشبہ بالکفار باقی نہیں رہا۔ کیونکہ جس طرح آج کل کے کفار داڑھی منڈواتے ہیں جیسے ہنود یا پوری رکھتے ہیں جیسا کہ سکھ ویہود، درمیانی حالت کہ کٹوا کر ایک دو انگشت چھوڑ دیں کسی خاص فرقہ کفار کا شعار نہیں۔ اسی طرح قرون مشہود لہا بالخیر میں بھی یہ کیفیت کسی فرقہ کا شعار نہ تھا۔ اگر محض تشبہ بالکفار سے نکل جانا داڑھی کٹوانے کے جواز کے لیے کافی ہوتا ہے تو اتنے طویل زمانہ میں لاکھوں کروڑوں انسانوں میں کوئی تو اس پر اقدام کرتا۔ الغرض احادیث صحیحہ سے تو یہی ثابت ہے کہ داڑھی بالکل نہ کٹوائی جائے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل سے یہ ثابت ہوا کہ اس کی مراد یہ ہے کہ ایک مشت سے کم نہ

کٹوائیں۔ اگر اس سے زائد ہو تو کٹوانے میں مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل اور قول سے ثابت ہے۔ اس تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے حکم حدیث کا مفہوم معین ہو گیا۔ اب اس سے کم کر دینا کسی اہل تفقہ کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا۔ كذا في احكام الخطاب والرسالة في اعفاء اللحية۔

باقی آپ نے لکھا ہے کہ کتب فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا قول لیا جا سکتا ہے الخ اس کے متعلق عرض ہے کہ دوسرے مذہب پر فتویٰ کے جواز کے لیے سخت شرائط ہیں۔ فقہاء نے صرف ان مواضع میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے جہاں ضرورت یقینی طور پر مشاہد و متعین ہو اور اپنے مذہب پر عمل کرنے کی صورت میں ضرر شدید اور مفاسد کثیرہ کا خطرہ متعین ہو، اور جہاں شدت ضرورت کا تیقن نہ ہو وہاں دوسرے پر عمل کرنے کی گنجائش نہیں، ملاحظہ ہو حیلہ ناجزہ، اور یہاں اس مسئلہ میں خود حنبلی مذہب میں قبضہ سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا اور دوسرا یہ کہ یہاں کون سا ضرر ہے اور ضرورت شدیدہ ہے۔ کیا داڑھی سنت کے مطابق رکھنے میں کوئی ضرر ہے اور اس کا قطع کرنا ضروری ہو گیا۔ یہاں تو اتباع ہویٰ کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ مسلمانوں کے لیے تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور سیرت وصورت اسوۂ حسنہ ہے اور اسی میں مسلمانوں کی بہبودی اور فلاح منحصر ہے اور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص جماعت صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کے نقش قدم پر چلنا باعث فلاح وسعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب زید مجدہ نے اس مسئلہ پر تفصیلی تحریر فرمائی ہے جس کے ساتھ ہمیں پورا اتفاق ہے۔ فجزاه الله احسن الجزاء۔

الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۷ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

رسومات منگنی، رسومات رخصتی، رسومات نکاح پر ایک مفصل نوٹ



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل مروجہ رسوم متعلق شادی بیاہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں اور سنت نبوی کے مطابق ان کے کرنے میں کہاں تک گنجائش رکھی گئی ہے یا کون سی رسمیں ایسی ہیں جن کے کرنے میں گناہ بھی نہیں اور ثواب بھی نہیں یعنی مباح کی صورت ہے۔

رسومات منگنی

(۱) لڑکے والوں کو اپنے قرابت داروں کو جمع کر کے ان کی دعوت کرنا اور پھر دلہن والوں کے پاس لے جانا جہاں دلہن کے قرابت داروں کا جمع ہونا، پھر دلہن والوں کا تمام جمع ہوئے قرابت داروں کو پر تکلف دعوت دینا۔

(۲) دلہن والوں کی طرف سے سونے کی انگوٹھی اور کچھ کپڑے لڑکے کو دینا اور لڑکی کو دولہا والوں کی طرف سے قیمتی جوڑا یا کچھ زیور دیا جانا۔

(۳) منگنی سے شادی تک ہر عید بقر عید یا اسلامی تہواروں پر لڑکی کے گھر کپڑے یا مٹھائی فروٹ وغیرہ بھجوانا۔

رسومات نکاح ورخصتی وغیرہ

(۱) نکاح سے پہلے لڑکے کو مائیوں بٹھانا اور لڑکی کو بھی مکان کے کسی کونے میں بٹھائے رکھنا۔

(۲) نکاح سے چند روز پہلے عورتوں کا مع مراثن اور ڈھولک لڑکی کے گھر مینڈھی کھولنے کے لیے جانا اور اس میں مراثن کا گانا بجانا اور قرابت دار عورتوں کا پیسہ مراثن کو دینا۔

(۳) لڑکے اور لڑکی کو مہندی لگانا یا غیر عورتوں کا ابٹن وغیرہ ملنا اور قرابت دار عورتوں کا پاس بیٹھنا اور نائن کو ویل وغیرہ دینا۔

(۴) لڑکے والوں کا برات لے کر لڑکی والوں کے گھر جانا جس میں سب سے آگے مراثیوں کا ڈھول بجاتے، شہنائیاں یا توتیاں اور بینڈ بجاتے ہوئے چلنا اور راستے میں رک رک کر ویل وغیرہ کے پیسے قرابت داروں سے وصول کرنا۔

(۵) دولہا کو نائی کا غسل دینا اور کپڑے بدلوانا جو کہ لڑکی والوں کے لیے بنوانا ضروری ہے۔ دولہا کے اوپر سرخ رنگ کا کپڑا اوڑھانا پھر اس پر سہرا باندھنا جس پر پھول پتی وغیرہ چاندی کے بنے ہوئے لگے ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر پھولوں کا بنا ہوا سہرا باندھنا قرابت داروں کا بطور ویل پیسے نائی کو دینا۔

(۶) قرابت داروں کا دولہا یا دلہن کے گھر ایک دن پہلے نکاح سے جمع ہونا اور مقرر کی ہوئی روٹی پکوا کر کھانا اور نیوتے کا روپیہ دینے جانا۔ اس روپیہ (نیوتہ) کا ایک لکھنے والے کا لکھتے جانا تاکہ وہ دوبارہ اس روپیہ کو ان قرابت داروں کی شادی پر اس سے بڑھا کر دے سکے۔

(۷) دولہا کے تمام قرابت داروں میں کپڑوں کا تقسیم کرنا۔

(۸) دولہا کا بطور (بری) دلہن اور اُس کے قرابت داروں کے لیے جوڑے بنوانا۔

(۹) آتش بازی کرنا یا گولے وغیرہ چلانا۔

رسومات بعد از نکاح

(۱) دولہا کا تمام قرابت داروں کے پاس جا کر سلام کرنا اور سلامی کے پیسے لینا یا دلہن کے پاس جا کر قرابت داروں کا پیسے دینا۔

(۲) سالیوں کا دولہا کی جوتی چھپانا اور غیر محرم عورتوں کا دولہا کو مذاق وغیرہ کرنا۔

(۳) جہیز بڑھ چڑھ کر دینا اور اس کی نمائش وغیرہ کرنا۔ حق مہر کا حیثیت سے زیادہ لکھوانا۔

(۴) دلہن کو پالکی (ڈولی) میں سوار کر کے بمعہ ڈھول وغیرہ لڑکے والوں کے گھر لانا۔

(۵) دلہن کا دولہا کے گھر آ کر کونڈا میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو جانا اور دولہا کے والد کا دلہن کو کونڈا پکڑائی کچھ روپیہ یا واگ یعنی گائے بھینس کا دینا۔

رسومات متفرقہ

(۱) ستوواڑہ۔ لڑکی والوں کا ٹکڑے وغیرہ اور پنجیری بنانا اور تیسرے دن لڑکے والوں کے گھر مع مراثن اور ڈھولک جانا وہاں جا کر یہ پکوان تقسیم کرنا اور نائن کو بطور ویل اور میراثن کو پیسے دینا۔

(۲) دعوت ولیمہ۔ شادی کے دوسرے دن قرابت داروں کا بلانا اور بڑے تکلفانہ انداز میں دعوت ولیمہ کا ہونا۔ قرابت داروں کا جاتے وقت بطور تحفہ وغیرہ کچھ روپیہ دینا یا اپنے ہمراہ کچھ تحفہ لانا۔

مندرجہ بالا رسومات کے فیصلہ کے بعد مفتی دین یا عالم دین سے گزارش ہے کہ سنت رسول کے مطابق تقریب شادی کے متعلق جہیز اور حق مہر اور قرابت داروں کے بلائے جانے کے متعلق آگاہ فرمادیں تاکہ آئندہ ہماری برادری کے فیصلہ کے مطابق اس طرح شادی بیاہ کی تقریبات کی جاسکیں۔

اگر برادری میں تمام قرابت دار کچھ روپیہ بطور فنڈ جمع کر لیں اور کسی لڑکے یا لڑکی کو بوقت ضرورت شادی یا غمی دے کر بذریعہ اقساط واپس جمع کر لیں تو اس کے متعلق اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا رائے ہے۔



ولیمہ مسنونہ کے سوا باقی تمام امور مندرجہ سوال محض منگھڑت بدعات ورسوم ہیں جو خلاف شرع ہونے کے علاوہ خلاف عقل ہیں۔ ان رسوم کے مفاسد ونقائص کا بالاختصار بیان بترتیب سوال درج ہے۔

رسومات منگنی

(۱) اس رسم میں سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اس میں بلاضرورت عورتیں جمع ہوتی ہیں حالانکہ عورتوں کا اپنے گھر سے نکلنا بوجہ بہت سی خرابیوں بے پردگی، آزادی وغیرہ کے کسی طرح درست نہیں اور جب کسی تقریب

میں محفل ومجمع ہوتو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی باوجود اجازت شوہر کے درست نہیں۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اس دعوت کو بے حد ضروری سمجھا جاتا ہے اور شریعت کا مقابلہ ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر قرض لینے کی ضرورت پیش آتی ہے تو سودی قرضہ تک لے لیا جاتا ہے۔ نیز اس دعوت کی مشغولیت کے سبب نماز قضا ہو جائے تو ہو جائے مگر یہ دعوت ترک نہ ہو اور قرآن میں ہے **ومن یتعد حدود الله فاولئک هم الظلمون** اور جو لوگ اللہ کی حدود سے آگے بڑھیں وہ ظالم ہیں۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ اس دعوت سے مقصود محض ریا وافتخار ہوتا ہے اور اسراف کا گناہ بھی ہوتا ہے۔

(۲) اس رسم کی بھی بے حد پابندی کی جاتی ہے۔ نیز بسا اوقات سودی قرض یا بلاضرورت قرض لینے کی نوبت آتی ہے اور اگر گنجائش بھی ہو تب بھی گناہ کرنا جائز نہیں۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کریں گے تو ان کی برادری کے غریب آدمی بھی اپنی حفظ آبرو کے لیے ضرور کریں گے۔ نمود وشان کی خرابی بھی ہے۔

(۳) اگر یہ محض ہدیہ ہے تو بلا التزام کبھی کبھی دے سکتے ہیں مگر التزام پابندی کے ساتھ دینا جائز نہیں۔ جس کا معیار یہ ہے کہ افتخار وشہرت مقصود نہ ہو نیز اس کے لیے قرض لینے کی نوبت نہ آئے اور اسراف بھی نہ ہو اور اگر محض رسم ورواج کی وجہ سے بلا قصد ہدیہ دیتا ہے تو ناجائز ہے۔

رسومات نکاح ورخصتی

(۱) علیحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو حبس ہو دنیا بھر کے طبیب بھی کہیں کہ اس کو کچھ بیماری ہو جائے گی مگر یہ فرض قضا نہ ہونے پائے اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی برائی موجود ہے اور اگر اس میں بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو دوسرا گناہ ایک مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہوگا۔

(۲) اس میں عورتوں کی جمعیت کی خرابی ہے اور عورتیں باہم جمع ہو کر غیبت، تفاخر لباس وزیور ولایعنی گفتگو کا ارتکاب کرتی ہیں۔ نیز اس میں بے حد پابندی کی خرابی بھی ہے اور اس میں گانے بجانے کی خرابی بھی ہے جو حرام ہے اور گانے کی اجرت دینا بھی حرام ہے اور گانا سننے کا گناہ بھی ہے۔

(۳) اس میں بھی وہی عورتوں کی جمعیت اور بے حد پابندی ہے اور غیر محرم عورتوں کو دیکھنے کا گناہ الگ ہے۔ حدیث میں ہے کہ لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے۔ تو اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ ولعنت میں مبتلا ہوئے۔ بھلا ایسی تقریب میں برکت ورحمت کیسے آ سکتی ہے اور ناجائز رسم کی اجرت دینا بھی ناجائز ہے اور اگر اجرت سمجھ کر نہ دیں تو اس ویل کی بے حد پابندی کرنا کسی عورت کے پاس ہو یا نہ ہو خواہ قرض لینا پڑے یہ بھی ناجائز ہے۔ ورنہ بدنامی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ مقصود محض شہرت ونا موری ہے جو مستقل گناہ ہے۔

(۴) برات شادی کا بڑا رکن سمجھا جاتا ہے اور اس کے لیے کبھی دولہا والے اور کبھی دلہن والے بڑے

بڑے اصرار وتکرار کرتے ہیں۔ غرض اصلی اس سے محض ناموری وتفاخر ہے۔ عجب نہیں کہ کسی وقت جبکہ راستوں میں امن نہ تھا اکثر قزاقوں اور ڈاکوؤں سے دوچار ہونا پڑتا تھا تو اسباب کی حفاظت کے لیے اس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی مگر اب تو وہ نہ ضرورت باقی رہی نہ کوئی مصلحت۔ صرف افتخار واشتہار باقی رہ گیا۔ اس لیے یہ رسم قابل ترک ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے باجوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس کے مٹانے کے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانہ؟ البتہ دف اعلان نکاح کے لیے بلاشبہ جائز ہے لیکن اب تو ہر کام مجمع میں ہوتا ہے۔ ونیز اعلان وشہرت کے اور ہزاروں طریقے ہیں ویسے بھی اطلاعات کے ذریعہ خوب چرچا ہوتا ہے۔ پس یہی شہرت واعلان کافی ہے اور اگر دف کے ساتھ شہنائی وغیرہ بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں اور راستوں میں ویل وصول کرنا اگر حق الخدمت ہے تو گانے بجانے کی اجرت حرام ہے اور اگر انعام ہے تو انعام کے وصول میں جبر ناجائز ہے اور جبر کے یہ معنی نہیں کہ لاٹھی ڈنڈے مار کر کسی سے کچھ لیا جائے بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دیں گے تو بدنامی ہوگی اور اگر کچھ اشعار جن کا مضمون موافق شرع ہو نیز گانے والی عورت یا مرد نہ ہو تو بلا آلات کے جائز ہے۔

(۵) اس رسم میں ایک اچھے بھلے چنگے آدمی کو بیکار ومعطل محض کر دینے کی خرابی ہے جو اللہ کی عطا کردہ قوت ونعمت کا کفران ہے اور خواہ مخواہ ایک دوسرے آدمی پر بلا وجہ شرعی وعقلی نہلانے کپڑے بدلوانے کا بوجھ ڈالنا ہے۔ حدیث میں ہے **ومن شاق شاق الله علیه** جس نے کسی پر مشقت ڈالی اللہ اس پر مشقت ڈالے گا۔ پھر اس میں بے پردگی کا امکان بھی ہے جو حرام ہے اور دولہا کے کپڑوں کا لڑکی والوں کے ذمہ ہونا ایک الگ خلاف شرع پابندیوں اور خواہ مخواہ کا جبر ہے جس پر شاہد عدل یہ ہے کہ اگر نہیں بنوائیں گے تو بدنامی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ مقصود صرف افتخار ونا موری ہے۔ نیز اس کے لیے قرض لینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ بلاضرورت قرض لینے پر حدیث شریف میں بڑی وعید آئی ہے۔ دوسرا کافروں کی رسم ہے تو اس میں کافروں کی موافقت ہے۔ **اعاذنا الله عنه** البتہ محض پھولوں کے ہار پہنانے میں چنداں مضائقہ نہیں اور نائی کو ویل دینے میں وہی انعام دینے میں زبردستی کی خرابی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کسی کا مال حلال نہیں بغیر اس کی خوش دلی کے۔ اگر کوئی خوش دلی سے دے تو چونکہ وہ غرباء کے لیے لازماً دینے کا باعث بنتا ہے اس لیے ناجائز ہے۔

(۶) اس دعوت میں وہی خرابی ہے اور فضول خرچیاں ہیں جو رسومات منگنی نمبر ا میں درج ہو چکی ہیں اور نیوتہ میں دینے والوں کی نیت محض اپنی بڑائی اور نیک نامی کی ہوتی ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر نہ دے گا تو لوگ مطعون کریں گے تو اس طعن سے بچنے کے لیے دینا ہی افتخار وشہرت ہے اور بسا اوقات کسی کو دینے کی گنجائش نہیں ہوتی مگر طوعاً وکرہاً دینا پڑتا ہے جو لینے والے کو بغیر خوشی معطی کے لینے کا گناہ ہوا اور اس کے لیے جو قرض لیا جائے

یا کوئی سامان فروخت کیا جائے اس کا گناہ الگ ہے اور نیوتہ میں ایک خرابی اور ہے کہ لینے والا اپنے اوپر قرض سمجھتا ہے اور قرض اور بلا ضرورت لینا منع ہے۔ پھر قرض کا حکم یہ ہے کہ جب کبھی اپنے پاس ہوا ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ دینے والے کے ہاں بھی جب کبھی کوئی کام ہو تب ادا کیا جائے یہ دوسرا گناہ ہے۔ نیز قرض کا حکم یہ ہے کہ اگر گنجائش ہو تو ادا کر دو۔ نہ پاس ہو تو فی الحال نہ ہو جب ہوگا دے دیا جائے گا۔ یہاں یہ حال ہے کہ پاس ہو یا نہ ہو قرض لے کر، گروی رکھ کر، ہزار فکر کر کے ضرور دو یہ بھی خلاف شرع ہے۔

(۷) اس میں بھی وہی بے پابندی فضول خرچی، ریا وافتخار کی خرابیاں ہیں اور اگر محض ہدیہ ہے تو ہدیہ میں پابندی تو نہیں ہوتی۔ ہوا دے دیا نہ ہوا نہ دیا اور یہاں بہرصورت دین ہے۔ معلوم ہوا کہ رسم محض ہے ارشاد خداوندی ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و کان الشیطن لربه کفوراً (پ۱۵)۔ فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

(۸) اور بری کا حکم جہیز کے ساتھ آ رہا ہے۔

(۹) آتش بازی سراسر افتخار اور مال کا بے ہودہ اُڑانا ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ ہے یا کسی کے مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرہ میں ڈالنا خود شرع میں برا ہے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة

رسومات بعد از نکاح

(۱) اس میں بے حد پابندی کی خرابی ہے کہ نماز چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے مگر یہ فرض نہ چھوٹے۔ کسی کام کو ضروری قرار دینا حد شرع سے تجاوز ہے جو ناجائز ہے۔ کیونکہ کسی فعل مستحب کو اہتمام سے اور واجب کی حیثیت سے ادا کرنا اور تارک کو ملامت کرنا حصہ شیطانی ہے جیسا کہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص ۸۷ ج ۱ سے معلوم ہوتا ہے اور دلہن کے پاس غیر مردوں کا جانا حرام ہے۔ جبکہ بے پردگی ہو اور بطور پیسے دینے کو لازم قرار دینا کہ بہرصورت دینے ہیں خواہ قرض ہی لینا پڑے ورنہ مطعون ہوگا سراسر خلاف شرع ہے۔

(۲) اول تو اس میں بے پردگی ہے۔ دوسرے ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اُٹھائی چھپا دی۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے کہ اس سے بے تکلفی بڑھتی ہے۔ تو اجنبی اور غیر مرد سے ایسا علاقہ اور ربط پیدا کرنا یہ خود شرع کے خلاف ہے۔

(۳) بری اور جہیز جو شادی کے بڑے بھاری رکن ہیں ہر چند کہ یہ دونوں امر اصل میں جائز بلکہ مستحسن تھے۔ کیونکہ بری حقیقت میں دولہا والوں کی طرف سے دلہن کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے۔ مگر جس طور سے ان کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے

کہ اب محض ناموری اور شہرت و پابندی رسم کی نیت سے ان کو کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے۔ اگر بری میں ہدیہ مقصود ہوتا تو جب میسر آتا اور جو میسر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور محض محبت سے بھیج دیا جاتا۔ اسی طرح اگر جہیز میں صلہ رحمی مقصود ہوتی تو اس کے لیے قرض کا بار نہ اُٹھایا جاتا نہ اعلان کیا جاتا تو ان میں بھی وہی بے حد پابندی اور نمائش اور شہرت و فضول خرچی وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لیے یہ بھی ناجائز باتوں میں شامل ہو گئے اور پھر زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔ بس جہیز جب میسر ہو جتنا میسر ہو اطمینان کے وقت لڑکی کے سپرد کر دیا جائے ساتھ نہ بھیجا جائے یا وہ جب چاہے لے جائے چاہے ایک دفعہ چاہے کئی دفعہ کر کے اور مہر کا حیثیت سے زیادہ ٹھہرانا بھی محض ایک رسم ہے جو افتخار پر مبنی ہے۔ بس سنت یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور صاحبزادیوں کے مہر کے موافق مہر مقرر کیا جائے اور اگر زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص حیثیت کے موافق مقرر کرے اس سے زیادہ نہ کرے۔

(۴) ڈھول وغیرہ بجانا حرام ہے۔ محض دف کی اجازت ہے اور وہ بھی اعلان وشہرت کی حکمت کی وجہ سے اور یہاں یہ حکمت مفقود ہے۔ لہٰذا دف کی بھی رخصت نہیں۔

(۵) اس میں علاوہ بے حد پابندی کے سراسر شگون بھرا ہوا ہے۔ جس کی ممانعت حدیث میں مذکور ہے۔ پھر دولہا کے والد کا دلہن کو کونڈا پکڑائی دینا اگر یہ انعام ہے تو جبر اور بے حد پابندی کیسی کہ اگر نہ دیا تو مطعون ہوگا۔ معلوم ہوا کہ محض رسم وافتخار ہے۔

رسومات متفرقہ

(۱) اس میں وہی پابندی اور نمود وریا کی خرابی ہے اور ڈھولک وغیرہ تو ہے ہی حرام اور نائن کو ویل دینے میں انعام کے وصول میں زبردستی کی خرابی ہے۔

(۲) ولیمہ کے دن قرابت داروں کا جاتے وقت بطور تحفہ کچھ روپیہ دینا یا اپنے ہمراہ کچھ تحفہ لانا جائز ہے۔ بشرطیکہ پابندی نہ ہو۔ اگر نہ دیا تو لعن طعن میں مبتلا ہوں نہ گے۔ نیز قرض وغیرہ کی نوبت بھی نہ آئے ورنہ ناجائز ہے۔ البتہ ولیمہ مسنون ہے اور وہ بھی خلوص نیت اور اختصار کے ساتھ نہ کہ فخر و اشتہار کے ساتھ ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسے ولیمہ کو شر الطعام فرمایا گیا ہے۔ پس آسان اور سادہ طریقہ یہ ہے کہ منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے۔ جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں تو زبانی یا بذریعہ خط و کتابت کوئی وقت ٹھہرا کر دولہا کو بلائیں۔ ایک اس کا سرپرست اور ایک اس کا خدمت گزار اس کے ساتھ آنا کافی ہے۔ نہ بری کی ضرورت، نہ برات کی ضرورت، نکاح کر کے مع جہیز میسر رخصت کر دیں۔ پھر جب چاہیں دلہن کو بلا لیں باقی سب فضولیات ہیں بلکہ بربادی ہے اور بربادی بھی کیسی؟ دین کی بھی اور دنیا کی بھی۔ دیندار کو چاہیے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور

نہ ان میں شرکت کرے۔ برادری کنبے کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے روبرو کچھ کام نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق عمل عطا فرمائے آمین۔

نوٹ: اگر برادری میں تمام قرابت دار کچھ روپیہ بطور فنڈ جمع کرلیں اور کسی لڑکے یا لڑکی والوں کو بوقت ضرورت شادی یا غمی میں دے کر بذریعہ اقساط واپس جمع کرلیں تو یہ صورت جائز ہے۔ بشرطیکہ کسی سے چندہ لینے میں جبر اور زبردستی نہ کی جائے۔ نیز جو بوقت ضرورت لے وہ اس مال سے رسوم وفضولیات نہ کریں۔ ورنہ تعاون علی الاثم کے سبب تمام گنہ گار ہوں گے۔ فقط

کتبہ محمد طاہر الرحیمی عفی عنہ خادم القرآن والحدیث مدرسہ القاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ

جو وقف مال میں خیانت کرے اس کی امامت کا حکم، جو شخص ہدایہ جیسی کتاب فقہ اور اصول فقہ سے بے خبر ہو اس کے لیے فتویٰ دینا جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اگر کوئی شخص وقف مال سے کچھ مال پر قبضہ یا غصب کر کے دینے سے انکار کرے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص ہدایہ وغیرہ فقہ واصول سے ناواقف ہو تو ایسے شخص کا فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) وقف مال پر ناجائز قبضہ کرنا اور اسے شرط واقف کے مطابق مصارف پر خرچ نہ کر کے اُسے اپنے استعمال میں لانا یہ خیانت ہے اور اس کی وجہ سے وہ مستحق عزل عن الولایۃ بن جاتا ہے۔ قال فی الدر المختار مع شرحه شامی ص ۳۸۰ ج ۴ (وینزع) وجوبا بزازیه لو الواقف درر (فغيره بالاولى غير مامون) او عاجزاً او ظهر به فسق الخ چونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے جو موجب فسق ہے اور فاسق شخص کی امامت مکروہ ہے۔ اسے امامت سے معزول کرنا چاہیے كما صرح به الفقهاء في باب الامامة۔

(۲) جو شخص ہدایہ وغیرہ تک کی کتابوں سے ناواقف ہو اسے عام فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں۔ مفتی اگرچہ

اصولیین کے ہاں مجتہد کو کہا جاتا ہے۔ آج کل کے عام مفتی صاحبان صرف ناقل ہیں اور ناقل کے لیے اثبات نقل ضروری امر ہے یا تو اس کے پاس سند موجود ہو یا کسی مشہور ومتداول فقہ کی کتاب سے اخذ کیا ہو۔ قال الشامی تحت قول الدر المختار ص ۳۶۶ ج ۵ (ومثله) فيما ذكر (المفتي) وهو عند الاصوليين المجتهد امامن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفت وفتواه ليس بفتوى بل هو نقل كلام المجتهد كما بسطه ابن الهمام (قوله بل هو نقل الكلام) وطريق نقله لذالك عن المجتهد احد امرين اما ان يكون له سند فيه او يأخذ من كتاب معروف تداولته الايدى الخ تو ایسا شخص جو اصول سے ناواقف اور فروع کی کتابوں سے ناواقف ہو وہ افتاء کے قابل کہاں ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے اجتناب از حد ضروری ہے۔ ہاں اگر کسی خاص مسئلے کے متعلق اسے صحیح علم ہو تو اس خاص مسئلے کے متعلق وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ عام افتاء کا ایسا شخص ہرگز اہل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

سیاہ خضاب لگانا

﴿س﴾

عرض ہے کہ ہمارے ہاں بہت سے آدمی سیاہ خضاب یعنی کلف لگاتے ہیں اور ان میں ایک مولوی بھی ہے جو کہ امامت بھی کراتا ہے اور کہتا ہے کہ خضاب لگانا جائز ہے کیا اس کی امامت صحیح ہے مکروہ ہے یا نہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے رسالہ میں لکھا ہے کہ خضاب لگانا قطعاً حرام ہے۔

حافظ محمد ابراہیم مہتمم مدرسہ احیاء العلوم

﴿ج﴾

جیسے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اصلاح الرسوم میں سیاہ خضاب لگانے کو ان رسوم سے گنا ہے جسے کرنے والے خود گناہ سمجھتے ہیں اور قبیح وناجائز لکھا ہے اسی طرح امداد الفتاویٰ ج ۴ میں بھی اسے حرام کہا ہے۔ روایۃ اور درایۃ اس کے ممنوع ہونے کو قوی ثابت کیا ہے۔ لہٰذا مولانا کی تحقیق صحیح ہے اور اس خضاب کا استعمال کرنا ناجائز ہے۔ اگر یہ مولوی صاحب اسے لگاتے ہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

برقع کیسا ہونا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مندرجہ ذیل سوالات میں کہ:

(۱) کیا شریعت مقدسہ میں برقع کی کوئی خاص حیثیت منقول ہے۔ اگر ہو تو تحریر فرمائیں۔

(۲) موجودہ سادہ برقع کی حیثیت کیا ہے۔

(۳) مروج ترکی برقع سے ستر حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) منقول نہیں۔

(۲) اس کا استعمال کرنا شرعاً درست ہے۔

(۳) مروجہ ترکی برقع جس سے ستر حاصل ہو جائے اگر ایسے کپڑے سے تیار کیا جائے جس میں جاذبیت نہ ہو اور زینت اس سے مقصود نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا ''محمد رب نواز'' نام رکھنا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا نام محمد رب نواز ہے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ تیرا نام صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا معنی ہوتا ہے کہ اللہ کو پالنے والا تو میں نے سوچا کہ آپ سے استفتاء کروں۔ دو نام اور بھی ہیں جن پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ محمد نواز، حق نواز۔ آپ فرما دیں کہ ان کے کیا معانی و مطالب ہیں اور کیا یہ نام رکھنا صحیح ہیں یا نہیں اور یہ بھی بتائیں کہ کون سا نام رکھا جائے۔

محمد رب نواز میاں چنوں

﴿ج﴾

آپ کا نام صحیح ہے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اضافت معنویہ ہے بمعنی نواز رب یعنی رب کا نوازش شدہ۔ اللہ کا پروردہ جیسے کہ شاہ نواز معنی نوازش شدہ شاہ۔ اسی طرح حق نواز اور محمد نواز بھی صحیح ہیں۔ محمد نواز میں مجاز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر سید ہوتے ہوئے اپنے آپ کو سید کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دریں مسئلہ کہ ایک شخص نسباً غیر سید ہوتے ہوئے خود کو عملاً شد و مد کے ساتھ نسباً سید کہلانے پر مصر ہے اور ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے یا اس سے متعلق احادیث میں کوئی وعید وارد ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر فی الواقع یہ شخص نسباً سید نہ ہو اور اپنے کو سید نسباً ظاہر کرتا ہو اور اس پر مصر ہو اور جان بوجھ کر ایسا کرتا ہو تو یہ شخص گناہ گار بنتا ہے اور ایسے شخص پر احادیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔ اس کو توبہ تائب ہونا چاہیے ورنہ اس کو امامت سے معزول کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر والد بیٹے سے کہے کہ گھر میں پردہ ختم کرو اور درس کا معاوضہ لیا کرو تو بیٹے کے لیے کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک دیہات کا عالم ہے اس نے اپنے گھر میں جب سے شادی ہوئی ہے رسمی اور رواجی پردہ کو چھوڑ کر شرعی پردہ اختیار کیا ہے اور اپنی مسجد محلہ میں صبح سویرے بلا معاوضہ درس ترجمۃ القرآن دیتا ہے ان دو امور سے ان کا والد محترم ناراض ہے، فرماتے ہیں آج کل شرعی پردہ کہیں نہیں ہے۔ بڑے بڑے عالم بھی محروم ہیں۔ لہٰذا اس کو ختم کر دو اور ترجمہ پر بجائے مفت کے تنخواہ لو۔ اگر تنخواہ نہ دیں چونکہ عزت اور وقار نہیں ہے پیٹھ پیچھے وہابی کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔ ظاہراً سنتے ہیں لہٰذا ایسے ترجمہ سے خاموشی بہتر ہے والد محترم کا مقتدیوں میں سے ایک دو کے ساتھ ذاتی اختلاف بھی ہے لیکن ان دونوں امور کو پوری پابندی سے ادا کرتا ہے لیکن اس کا والد محترم بدستور ناراض ہے اور مختلف قسم کی تکالیف کے درپے ہے۔ اس کو اپنا باغی اور نافرمان کہتا ہے اور ہر ایک کے سامنے یہی شکایت کرتا ہے کیا شرعی لحاظ سے زید اپنے والد کا نافرمان ہے اور عنداللہ مجرم ہے۔ اگر نہیں تو اگر ان دونوں امور پر حسب فرمان اپنے والد کے عمل کرے کہ جس سے والد محترم راضی ہو جائیں تو اس صورت میں زید تو عنداللہ مجرم نہ ہوگا۔ بوضاحت قرآن و حدیث لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق الخ بیان فرمائیں۔

ضلع ڈیرہ غازی خان محمد عبدالقادر تونسوی آف بندی تحصیل تونسہ

﴿ج﴾

اگر ایسی صورت ہو سکے کہ ترجمہ قرآن اور پردہ شرعی دونوں جاری رکھے جاسکیں اور والد صاحب کو بھی راضی کیا جاسکے تو یہ تو بہتر ہے اور اگر والد صاحب ان دو کاموں کی موجودگی میں ہرگز رضامند نہیں ہوتے اور ان کے ترک سے راضی ہو جاتے ہیں تو مجھے اپنی ناقص عقل میں یوں ہی آتا ہے کہ ترجمہ کو باتنخواہ پڑھایا جاوے یا بالکل بند کر دیا جائے۔ کیونکہ ترجمہ پڑھانا کوئی آپ کے ذمہ فرض تو نہیں ہے۔ تاکہ ترک سے معصیت لازم آئے اور پردہ کے متعلق ایسی صورت کی جائے کہ اپنی بیوی کو تاکید کر دی جائے کہ غیر محرم آدمی کو اس کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آئے ویسے جثہ نظر آنا کوئی حرام نہیں ہے اور اسی طرح احتیاط اور تکلیف ہی سے گزر اوقات کیا جائے۔ حتیٰ کہ اللہ جل جلالہ کوئی بہتر سبیل نکال لے۔ لہٰذا اس میں معصیت خالق غالب نہ ہوگی اور اس حدیث کے تحت نہ آئے گی باقی آپ خود عالم ہیں گھریلو حالات سے واقف ہیں آپ خود ہی بہتر رائے قائم کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۸۵ھ

جو شخص کسی کی منکوحہ بیوی کو اغوا کرنے اور ورغلانے کے درپے ہو اس سے قطع تعلق کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا جائز نکاح شرعی ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے اس لڑکی کو اغوا کر لیا۔ وہ لڑکی اپنے گھر واپس آئی بعد میں اس نے اغوا کنندہ سے نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ چنانچہ سول جج نے اور ڈسٹرکٹ جج نے اس کے دعویٰ کو غلط قرار دیا اور پہلے نکاح کو تسلیم کیا۔ کئی علماء کو بھی ثالث تسلیم کیا گیا اور انہوں نے بھی اغوا کنندہ کے خلاف فیصلہ کیا۔ اگر اب بھی وہ اپنی شرارت بازی سے باز نہ آئے تو شریعت میں کیا حکم ہے اور آخر میں مولانا محمد انور کو ثالث قرار دیا گیا اور قرآن اٹھا کر گواہان کے روبرو تسلیم کر لیا اور بعد از فیصلہ کے پھر اپنی شرارت پر قائم ہیں۔ شریعت کا پورا پورا حکم ان کے لیے بتا دیا جائے۔

﴿ج﴾

ایسا شخص جو قانونی اور شرعی فیصلہ جات سے انحراف کر رہا ہے باوجود شرعی حکم تسلیم کردہ کے فیصلہ سنانے کے بعد انکار کرتا ہے ایسا شخص بہت بڑا فاسق اور ظالم ہے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص اور اس کے تمام معاونین کو سمجھائیں اور شرعی فیصلہ کے ماننے پر آمادہ کریں اور ناجائز حرکات سے روکیں اور اگر باوجود سمجھانے

اور روکنے کے توبہ تائب نہ ہو جائیں تب تمام دوستانہ تعلقات ان سے قطع کریں۔ شادی غمی میں شرکت نہ کریں۔ یہاں تک کہ مان جائیں، اپنی ناجائز حرکات سے باز آجائیں اور توبہ تائب ہو جائیں۔ فی الحدیث من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان او کما قال. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۸۵ھ

جو بیٹا باپ کے مشورے سے ملازمت یا کاشت کاری کرتا ہو کیا اس میں سے وہ کچھ الگ رکھ سکتا ہے

﴿س﴾

خدشہ بر فتویٰ نمبر ۵۲۸۰ ج ۱۲۔ جب بیٹا بھی انسان ہے وہ خود بھی مالک ہو سکتا ہے۔ جب وہ اپنا کام ملازمت وغیرہ کر رہا ہے اور باپ کے یہ نفقات برداشت کرنا مزید احسان ہوگا۔ (حضرت) یہ تب ہو سکتا ہے جب یہ بیٹے خود مختار ہوں۔ ملازمت کاشت وغیرہ اپنے ارادے سے کر رہے ہوں پھر حاصل کردہ کے خود مالک ہیں اور نفقات عیالداری باپ کا احسان ہوگا اور اگر کسی بیٹے کی کاشت باپ کے فرمان کے تحت ہو کہ یہ بیل تمہیں دے دیتا ہوں۔ زمین کا معاملہ گھاس غلہ وغیرہ گھر کے جانوروں اور کھانے پینے کے لیے بناؤ اور وہ جانور بھی باپ کے ہیں اور خرچ بھی سب کے لیے ہے۔ کاشتکار کے بال بچوں کے لیے مخصوص نہیں سب عورتیں، بچے اور مہمان وغیرہ کھا پی لیتے ہیں اور جس کو ملازمت پر لگایا وہ ملازمت بھی باپ کے فرمان پر ہے اور تنخواہ وغیرہ بھی باپ نے لگوائی اور اگر تنخواہ نہ ملے وہ باپ جو مدرسہ کا مہتمم بھی ہے اور منتظم بھی ہے دلائے گا۔ یہ دونوں بیٹے کا حاصل کردہ مال باپ کے فرمان پر ہوگا اور باپ بیٹے ایک ہی گھر کے لیے ساعی اور کوشاں ہیں اب جو مال باپ کو بتلائے بغیر چھپا لیا ظاہراً تو خیانت ہے نہ کہ ملکیت ہے اور صداقت وحلت ہے اور اگر اس غرض کے بعد بھی وہی فتویٰ تو سر تسلیم خم ہے۔

عبدالحمید مقام بودلہ کالونی شجاع آباد مدرسہ حمید العلوم ضلع ملتان

﴿ج﴾

اصول وہی ہے جو پہلے فتوے میں لکھا جا چکا ہے۔ اسی کی روشنی میں مذکورہ شبہ کا جواب عرض کر دیا جاتا ہے۔ کاشتکار بیٹا مذکور اگر عرفاً باپ کا کارندہ شمار ہوتا ہے اور اس کی کاشتکاری سے حاصل شدہ فصلات سارے کے سارے باپ کے کہلاتے ہوں زمین باپ کی، جانور کا حکم اور مشورہ باپ ہی کا ہو غرض وہ محض باپ کا معین و مددگار ہو مفت میں باپ کی اعانت کرتا ہو اور اسی کے لیے کام کرتا ہو کوئی عقد وغیرہ نہ ہوا ہو تو اس صورت میں یقیناً

اس جہت سے حاصل شدہ تمام مال کا واحد مالک باپ ہی شمار ہوگا۔ حتیٰ کہ باپ مذکور اگر اس کاشتکار بیٹے کو اور ان کے بال بچوں کو کھانے پینے کے لیے کچھ بھی نہ دے تب بھی شرعاً ماخوذ نہ ہوگا۔ ہاں اس صورت میں اگر بیٹے مذکور کو کوئی مال کسی دوسری جہت سے ملا ہو مثلاً کسی نے بطور صدقہ ہبہ وغیرہ دیا ہو یا مزدوری وغیرہ کر چکا ہو تو وہ مال بیٹے کا ہی مملوک شمار ہوگا باپ کا نہ ہوگا اور بیٹے ملازم کی تنخواہ بہرصورت اصول بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف بیٹے کی ہی شمار ہوگی۔ باپ کا اس میں سے کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ویسے اگر بیٹا مشترک گھر میں خرچ کرے یا باپ کا مال ان پر خرچ ہو تو یہ احسان یا بدلہ احسان ہی شمار ہوگا۔ اگرچہ بیٹے مذکور کو ملازمت پر باپ نے لگایا ہوا اور تنخواہ بھی وہی دلاتا ہو تب بھی تنخواہ مذکور بیٹے کی ہی ہوگی اس کی مرضی ہے باپ کے وہ مشترک گھر میں خرچ کرے، اپنے لیے ظاہراً یا خفیہ ذخیرہ بنائے شرعاً اسے اجازت ہے۔ باپ اگر نفقہ وغیرہ نہ دے تو نہ دے کیونکہ اس کے ذمہ ان کا نفقہ تو واجب نہیں ہے اور اگر دیتا ہے تو بہت بڑا احسان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر نصیب فرمائیں گے۔ فتویٰ ہمارا وہی ہے جناب والا کے شبہ کے جواب کے ضمن میں مزید کچھ تشریح کر دی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

نماز عیدالاضحیٰ کو "دو رکعت فرض کہنا"، کیا فرض نماز میں مقتدی سے لقمہ لینا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک امام نے عیدالاضحیٰ کی نماز دو رکعت واجب کہنے کے بجائے دو رکعت فرض کہہ کر پڑھائی۔ کیا عید کی نماز درست ہوگی یا نہیں۔ کیا فرض اور واجب کے ادا کرنے میں فرق ہے یا نہیں۔

(۲) امام صاحب جب کہ فجر کی نماز پڑھا رہا ہو۔ قرأت میں تین آیتیں پڑھ کر امام بھول گیا اور پیچھے سے ایک مقتدی نے امام کو لقمہ دیا۔ کیا مقتدی کو لقمہ دینا اور امام کو لقمہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ نماز میں کچھ خلل پڑتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) اگر دل میں عیدالاضحیٰ یعنی نماز عید واجب کی نیت کی لیکن زبان پر فرض کا لفظ کہا تو اس کی نماز جائز ہے۔

(۲) لقمہ دینا اور لقمہ لینا درست ہے کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ درمختار ص ۶۲۲ ج ۱ میں ہے بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقاً لفاتح و آخذ بكل حال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

دوران نماز جیب میں تصویر اور ہاتھ پر لوہے کی گھڑی ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) اگر کسی کی جیب میں انسان کی فوٹو ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ فوٹو خواہ کسی صورت میں ہو۔ مثلاً پانچ دس کے نوٹ پر بھی فوٹو ہوتی ہے یا ایسے فوٹو ہو۔ نوٹ کی فوٹو جیب میں رکھنے پر انسان مجبور ہے جواز کی صورت ہے یا نہیں۔

(۲) جس گھڑی کا چین لوہے کا ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اگر ناجائز ہے تو گھڑی بھی لوہے کی ہے۔ گھڑی کا پہننا بھی ناجائز ہونا چاہیے۔ بینوا توجروا

فاروق احمد نعمانی خطیب جامع مسجد رحمانیہ

﴿ج﴾

(۱) نماز اس صورت میں بلا کراہت صحیح ہے۔ ولا يكره لو كانت تحت قدميه او في يده "عبارة الشمني" بدنه لانها مستورة بثيابه الخ ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس اومرة او ثوب آخر بان صلى و معه صرة او كيس فيه دنانير او دراهم فيها صور صغار فلا تكره لا ستارها۔ (الدر المختار مع ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ص ۶۴۸ ج ۱)

(۲) گھڑی انسانی ضرورت کی چیز ہے اور زنجیری یا چین اس کی حفاظت کے لیے ہے۔ جیسا کہ تلوار کے لیے دونوں سروں پر ایک یا دو حلقے ہوتے ہیں۔ فقہاء نے تصریح کی ہے اگر یہ حلقے لوہے، تانبے، پیتل کے ہوں تو جائز ہیں اور اس میں کراہت نہیں۔ اس سے بظاہر لوہے وغیرہ کے چین کی اجازت مفہوم ہوتی ہے۔ قال في الشامية ۳۵۹ ج ۲ ولا يكره في المنطقة حلقة حديد او نحاس وعظم وايضاً تحت قوله (ولا يتختم الا بالفضة) اى بخلاف المنطقة فلا يكره فيها حلقة حديد و نحاس۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سیاہ رنگ کا عمامہ باندھنا، اور حضور کو مرغوب ہونے کی نیت سے سیاہ لباس استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کالی یعنی سیاہ چادر باندھنا یا باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے یا ناجائز۔

دیگر اس نیت سے سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا کہ یہ رنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا کوئی ایک آدھ کپڑا پہن لیا جائے تو آیا اس میں کوئی گناہ وغیرہ تو نہیں۔ واضح طور پر اس مسئلہ کو مدلل فرمادیں۔



سیاہ چادر باندھ کر نماز پڑھنا پڑھانا دونوں جائز ہیں۔

واضح رہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قسم کے رنگ کے کپڑے استعمال فرمائے ہیں۔ ان احادیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے شمائل ترمذی میں **باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے تحت ذکر کیا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض الخ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ (یہ پہلی حدیث شمائل میں نہیں ہے۔ بخاری ص ۸۶۷ ج ۲ سے لی گئی ہے)

(۲) عن ابی جحیفة رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلة حمراء کانی انظر الی بریق ساقیہ قال سفیان اراھا حبرہ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علہ وسلم کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اب میرے سامنے ہے۔ سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں سرخ جوڑا منقش جوڑا تھا۔

فائدہ: سفیان اس روایت میں منقش جوڑا اس لیے بتلاتے ہیں کہ سرخ کپڑے کی ممانعت آئی ہے۔ اس وجہ سے علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حنفیہ کے بھی اس میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں بکثرت یہ مضمون ہے کہ سرخ رنگ مرد کے لیے فتویٰ کے رو سے جائز ہے۔ تقویٰ کے لحاظ سے ترک کرنا اولیٰ ہے کہ علماء میں مختلف فیہ ہے)۔

(۳) عن ابی رمثة قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران ابورمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔

(۴) عن قیلة بنت مخرمة قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ اسمال ملیتین کانتا زعفران وقد نفضتہ الخ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور والا پر دو پرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن زعفران کا کوئی اثر ان پر باقی نہیں رہا تھا۔

(۵) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداة وعلیہ مرط من شعر اسود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید، سرخ، زعفرانی اور کالا رنگ استعمال فرمایا ہے۔ لہٰذا اگر کبھی کبھار اتباع سنت کی نیت سے ان رنگوں کو استعمال میں لائے تو باعث ثواب ہوگا لیکن چونکہ تمام رنگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ زیادہ مرغوب تھا اس لیے سفید رنگ کا استعمال زیادہ پسندیدہ اور اولیٰ ہے۔ چنانچہ احادیث میں سفید رنگ کے کپڑوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسھا احیاء کم وکفنوا فیھا موتاکم مالھا من خیار ثیابکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ سفید کپڑوں کو اختیار کیا کرو کہ یہ بہترین لباس ہے۔ سفید کپڑا ہی زندگی کی حالت میں پہننا چاہیے اور سفید ہی کپڑے میں مردوں کو دفن کرنا چاہیے۔

(۷) عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانھا اطھر واطیب وکفنوا فیھا موتاکم سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے اور اس میں اپنے مردوں کو دفنایا کرو۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم دارالافتاء قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

دکان پر باپردہ اور بے پردہ ہر طرح کی عورتیں آتی ہیں ان پر نظر پڑتی ہے میرے لیے کیا حکم ہے، جس عورت پر چوری کا شبہ ہو اُس کا برقع اُتروانا' سرکاری ونجی دفتروں میں عورتوں سے گفتگو کرنا باپردہ طالبات کا کالج کے مرد عملہ سے ضروری گفتگو کرنا' زنانہ وارڈ میں مرد خاکروب وغیرہ کا کام کرنا



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہماری دکانوں پر ہر قسم کی عورتیں خرید وفروخت کے لیے آتی ہیں۔ ان عورتوں میں باپردہ اور بے پردہ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ شریف اور بدکار وفیشن پسند عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ بے

پردہ عورتوں پر خود بخود نظر پڑتی ہے اور باپردہ عورتوں میں سے دیسی لٹھے کا کھلا برقع پہننے والی عورتیں دکان کی کوئی چیز چوری کر کے لے جاتی ہیں اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ بعض اوقات ان عورتوں سے چوری شدہ مال برآمد کیا جاتا ہے۔ چونکہ کاروبار کا معاملہ ہے اس لیے کسی قسم کی عورت کو دکان پر آنے سے روکا بھی نہیں جا سکتا بلکہ ان کی تمام حرکات وسکنات کی نگرانی کرنے کے لیے انہیں عمداً دیکھنا پڑتا ہے اور چور عورتوں کو کھلے بازار میں برقع اتار کر بے پردہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا ہمارے لیے مندرجہ ذیل امور جائز ہیں۔

(۱) چوری برآمد کرنے کے لیے چور عورتوں کا برقع اتار کر کھلے بازار میں انہیں بے پردہ کر دیں۔

(۲) اپنی دکان پر آنے والی بے پردہ یا باپردہ عورتوں کو عمداً دیکھیں (کیونکہ کاروباری سلسلہ میں ایسا مجبوراً کرنا پڑتا ہے)۔

(۳) کسی حکومتی محکمے یا دفتر میں ملازم بے پردہ عورت کو دیکھنا اور اس سے ضروری گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں۔ جیسے بے پردہ لیڈی ڈاکٹر ہسپتالوں میں ہوتی ہے اور ضرورت پڑنے پر اسے دیکھنا بھی پڑتا ہے۔ گفتگو بھی کرنا پڑتی ہے۔

(۴) طالبات کے کالجوں اور سکولوں میں دفتری عملہ مردوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے سامنے باپردہ طالبات اور استانیوں کو بے پردہ ہو کر آنا پڑتا ہے اور ان سے گفتگو بھی کرنی پڑتی ہے۔ کیا مجبوراً باپردہ طالبات اور استانیوں کو ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر نہیں تو اس کا حل کیا ہے۔

(۵) زنانہ ہسپتالوں میں چوکیداروں خاکروبوں اور ماشکیوں وغیرہ کو اندر آنے جانے کی عام اجازت ہوتی ہے کیونکہ اونچی سوسائٹی میں ان لوگوں سے پردہ کرنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مگر مجبوراً ہسپتال میں جانے والی خواتین کو پردہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ برقع اوڑھ کر بیٹھے رہنا بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جو عورتیں ہسپتال میں داخل ہوتی ہیں۔ ان کو کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں پردہ دار خواتین کو کیا کرنا چاہیے۔
بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شریعت میں جوان لڑکی کے لیے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ نہایت ضروری ہے۔ کما قال تعالیٰ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم (سورۃ النور) وقال تعالیٰ ایضا یا ایھا النبی قل لازواجک وبنتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن الایہ (سورۃ الاحزاب)۔ اس لیے جہاں جانبین سے یا ایک جانب سے شہوت کا اندیشہ ہو وہاں پردہ ہونا ضروری ہے۔ جوان لڑکی کے لیے پردہ کرنا ضروری ہے اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھنا ناجائز ہے۔

کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمختار ص ۳۷۰ ج ۲ (فان خاف الشھوۃ) او شک (امتنع نظرہ الی وجھھا) فحل النظر مقید بعدم الشھوۃ والافحرام وھذا فی زمانھم واما فی زماننا فمنع من الشابۃ قھستانی وغیرہ ہاں چند ضرورت کے مواقع اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ وہاں باوجود اندیشہ شہوت کے بھی بوجہ ضرورت کے بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب درج ذیل ہیں۔

(۱) واقعی چوری کا گمان ہو جانے کی صورت میں چوری برآمد کرنے کے لیے برقع اُتارنا ایک ضرورت ہے لیکن الضرورات متقدر بقدر الضرورۃ کے تحت اگر ہو سکے تو کسی عورت یا نابالغ بچے کے ذریعے سے چوری برآمد کی جائے ورنہ عاقل بالغ اجنبی مرد کے لیے بھی بقدر ضرورت شہوت سے حتی الامکان بچتے ہوئے گنجائش ہو سکتی ہے۔

(۲) عمداً دیکھنا جائز نہیں ہے۔ پہلی دفعہ بلا اختیار نظر پڑ جانی معاف ہے دوسری دفعہ اور عمداً دیکھنا ناجائز ہے۔ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لا تتبع النظرۃ فان لک النظرۃ الاولی ولیست لک الثانیۃ او کما قال ہمت ومجاہدہ کر کے اس سے بچا جا سکتا ہے۔

(۳) ضروری گفتگو کر سکتے ہیں بلا اختیار پہلی نظر معاف ہے دوسری دفعہ عمداً دیکھنا ناجائز ہے۔

(۴) بے پردہ آنا نامحرم آدمی کے سامنے جائز نہیں ہے۔ غیرت اسلامیہ کو بروئے کار لا کر اس مشکل سے نجات پا سکتے ہیں۔

(۵) اگر کسی جانب سے شہوت کا اندیشہ ہو جیسا کہ ظاہر ہے تو ایسی صورت میں پردہ کرنا ضروری ہے۔ پردہ کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ متعارف برقع ہی اوڑھے بلکہ چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا ہی پردہ ہے۔ خواہ دوسری طرف منہ پھیرنے سے ہو یا دوپٹہ وغیرہ کسی کپڑے کو چہرے پر ڈالنے سے ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

ڈاڑھی کے وجوب سے انکار کرنا، کسی کی ڈاڑھی جبراً منڈوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ زید نے ڈاڑھی رکھی اور اس پر عرصہ دراز گزر گیا

آخر زید کی شادی کا وقت قریب آیا تو عمرو اور بکر نے اس کو ڈاڑھی منڈوانے کے متعلق کہا اس نے جواب دیا کہ میں نے سنت رسول پر عمل کیا اور میں ایسا فعل کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں لیکن جب اس کو عمرو اور بکر نے بہت تنگ کیا تو اس نے شادی کرنے سے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ میں ایسی شادی کرنے سے ویسے ہی اچھا ہوں کہ جس شادی میں سنت رسول کا ترک لازم آتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ کوئی سنت نہیں ہے۔ ہم جبراً منڈوا دیں گے۔ الغرض بکر و عمرو خود تو داڑھی منڈاتے ہی تھے انہوں نے زید کو زمین پر گرا کر اس کو پکڑ لیا اور حجام نے آکر اس کی ڈاڑھی مونڈ دی۔ اب بکر و عمرو نے جو فعل کیا ہے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔ آیا وہ دائرہ دین سے خارج ہیں یا داخل ہیں۔ اگر خارج ہوئے تو کیوں اگر داخل ہیں تو شریعت کی رو سے ان کی سزا کیا ہے جو بھی حکم شرع کا ہوگا اس پر اہلیان انشاء اللہ تعالیٰ عمل پیرا ہوں گے۔

المستفتی عبدالمالک ضلع لائل پور تحصیل سمندری

﴿ج﴾

ڈاڑھی بڑھانا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوفروا اللحی او ارخوا اللحی او اعفوا اللحی جیسے مختلف الفاظ میں اس کے بڑھانے کا امر بھی کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء علیہم السلام کی دائمی سنت اور معمول اور اس پر قولی امر اس سے علمائے اصول کے قواعد کے تحت ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنی واجب ہے اور اس پر عمل نہ کرنے والا فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ڈاڑھی رکھنا متواتر ثابت ہے۔ کوئی بھی شخص جب سنت متواتر کی سنت سے انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ دونوں شخص مسئول عنہما توبہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ تجدید نکاح بھی کریں۔ استخفاف اور اہانت سنت کا موجب کفر ہونا تمام کتب میں مصرح ہے۔ انہوں نے یقیناً استخفاف سنت کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدرسہ میں مرزائیوں کا اناج اور کیش قبول کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اباً و جداً معتقد باعتقاد و مرزائیت ہے اور مرزا کو نبی تسلیم کرتا ہے یا امام۔ شخص موصوف برضاء خود بلا جبر و اکراہ کسی دینی ادارہ میں تعاون کرتا رہتا ہے اور اس کا تعاون کبھی اناج کی صورت میں اور کبھی کیش کی صورت میں ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ شخص کا تعاون جواز اور عدم جواز و

حرمت و حلت کے اعتبار سے شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اگر جائز و حلال ہے تو چند اشخاص مثلاً طلباء و غرباء مسافرین سے تعلق رکھتا ہے یا نہ اور اگر ناجائز و حرام ہے تو اس کے قبول کرنے سے فسق کبیرہ کا ارتکاب لازم آتا ہے یا صغیرہ کا۔ بینوا توجروا

ضلع نواب شاہ اسٹیشن دریا خان

﴿ج﴾

مرزائی بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان سے نفرت کرنا اور تعلقات نہ رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور چندہ لینے سے وہ نفرت کم ہو جاتی ہے اور یہ چندہ آپس میں خلط ملط کا ذریعہ بنتی ہے۔ لہٰذا مرزائیوں سے چندہ ہرگز وصول نہ کیا جائے اور ان پر واضح کیا جائے کہ جب تک آپ مرزا کو کاذب دجال اور کافر نہیں مانیں گے اور ان کے متبعین کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھیں گے ہم تمہارا چندہ قبول نہیں کریں گے۔ خود ہمارے مدرسہ قاسم العلوم کا یہی طریقہ ہے کہ کسی مرزائی سے چندہ وصول نہیں کرتے اور اگر کسی نے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا ہو اور علم ہو جائے تو واپس کر دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

چہرہ، دونوں ہاتھ اور قدمین ستر میں داخل ہیں یا نہیں، استاد کا طلباء سے اکرام کرانا جبکہ بعض خوشی اور بعض ناخوشی سے کرتے ہوں، سرکار کی طرف سے ملازم کو ریٹائرمنٹ کے وقت جو رقم ملتی ہے وہ سود نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بات کی تحقیق میں

(۱) **ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا** اس آیت کے تحت بیان القرآن حضرت حکیم الامت قدس سرہ میں یہ ہے ''اور غیر محارم کی وجہ اور کفین اور بروایت قدمین بھی دیکھنا جائز ہے۔ مطلب یہ کہ یہ اعضاء داخل ستر نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ بلا ضرورت عورت کا بے پردہ پھرنا اور مردوں کا اس کو نظارہ کرنا درست ہے۔ البتہ بضرورت سامنے آنا یا باہر نکلنا درست ہے۔ انتہی اسی طرح اکثر تفاسیر میں یہ ہی ہے کہ یہ اعضاء داخل ستر نہیں اور فتویٰ حجاب کا خوف فتنہ سے ہے بس اب عرض یہ ہے کہ اس ملک میں دیہات میں نوے فیصدی بے حجاب ہیں اور شہر میں پچاس فیصد بے پردہ ہیں۔ جب ستر کرنا ان کی عادت نہیں تو کیا طبیب ڈاکٹر یا دکاندار یا تعویذ دینے

والے یا کارخانہ وغیرہ والے جن کا کام کلام کرنا بات سننا لینا دینا ہے اگر بغرض شہوت نہ ہو تو عورتوں سے بات کرنا یا چیز لینا دینا درست ہے یا نہ اکثر منہ دیکھنا ہو جاتا ہے کہاں تک بے حجاب عورتوں سے لینے دینے والا اجاب کرے۔ نیز بڑے بڑے علماء صلحاء کے گھروں کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے گھر والے جن سے پردہ ہو سکتا ہے جیسے چچازاد بھائی یا معتمد امین اور مرشد سے پردہ نہیں کرتے اور وہ لوگ جواب میں کہتے ہیں کہ اتنا حجاب ثابت نہیں اور حدیث سے استدلال کرتے ہیں **کان الرجال والنساء ایتوضون فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد جمیعاً** اور جو جواب اس حدیث کا دیتے اس کے متعلق بذل المجھود میں **اما الثانی فلا یقشی فی حدیث ام جیبة فانھالم تکن زوجة ولا محرمة له صلی اللہ علیہ وسلم** اور قبل الحجاب وبعدہ کا جواب علم تاریخ پر موقوف ہے۔ حاصل یہ کہ سب لوگ گنہگار ہیں یا خلاصی پا سکتے ہیں اور خلاصی کی کیا صورت ہے۔

(۲) دیہات کے درس میں قران مجید و کتب وغیرہ کے معلم طلباء سے کام کراتے ہیں پڑھاتے بھی ہیں ان کو سبق خوب پکوا کر پھر کام بھی کراتے ہیں اور طلباء بعض خوشی سے کام کرتے ہیں اور بعض دلگیری سے۔ ایک بڑے مفتی مشہور سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب طالب آوے اس کو کام کے متعلق کہہ دیا جائے اگر وہ طالب رہ جائے تو پھر کام خوشی سے کرے یا نہ، کام کرانا درست ہے کیا یہ فتویٰ درست ہے۔

(۳) ملازمین سرکاری کی تنخواہ میں سے کچھ رکھ لیتے ہیں پھر پنشن کے وقت وہ تنخواہ باقی ماندہ ہر ماہ کا دگنا دیتے ہیں۔ دگنا دینا بطور انعام کے ہے یا سکھ کے کیا یہ اب پاکستانی سلطنت کے وقت بھی جائز ہے یا نہ اگر جائز نہیں تو سرکار سے لے لیں اور فقراء کو دے دیں یا نہ لیں۔ بینوا توجروا

مولانا فیض الرحمٰن ڈیروی



(۱) حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی قدس اللہ سرہ کا ایک رسالہ القاء السکینۃ فی تحقیق ابداء الزینۃ ہے پوری تفصیل تو اس میں موجود ہے۔ ملخصاً اس کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت **لا یُبْدِینَ زینتھن الا ما ظھر منھا** الخ میں ابداء سے کشف وستر فی نفسہ مراد ہے کہ عورتوں کو فی نفسہ چہرہ اور ہاتھ کھولے رکھنے کی اجازت ہے تاکہ دوسرے اعضاء کی طرح ان کو چھپانے کے اہتمام سے ان کو زحمت اور تکلیف نہ ہو اور اس آیت میں دوسرا ان کے کھولنے کے جواز وعدم جواز سے تعرض نہیں ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعویذ لینا دینا یا کارخانہ والوں سے سابقہ پڑنا یا اطباء اور ڈاکٹروں سے بضرورت گفتگو واقع ہونا سبب جواز رویت چہرہ اجنبیہ وکفین بعض ہے۔ اگر ضرورت ہو تو عورت کو ہدایت کی جائے کہ وہ چہرہ پر نقاب ڈال کر آئے

اور کارخانہ والوں سے یا دیگر اہل معاملہ سے گفتگو کرے۔ عام طور پر دیہات کی یا شہروں کی بے پردگی یا بعض علماء کے گھروں کا عمل مسئلہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اپنی طرف سے احتیاط عمل میں لائی جائے لیکن باوجود احتیاط کے کسی موقع پر مجبوراً عمل نہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لینا چاہیے۔

(۲) دوسرا مسئلہ ٹھیک ہے مفتی صاحب کے قول سے اتفاق ہے۔

(۳) سرکار کی طرف سے جو زائد رقم ملتی ہے وہ انعام ہے سود نہیں **ھکذا قال اکابر علمائنا الدیوبندیین وھو قولنا**۔ واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ خادم الافتاء خیر المدارس ملتان
۲۷ ذوالحج ۱۳۷۲ھ

مولانا نے جواب نمبر۳ میں اختصار فرمایا ہے اس میں یہ تفصیل ہونی چاہیے کہ سرکار کی طرف سے جو زائد رقم اگر اس کے اصل جمع کردہ روپیہ پر سود لگا کر دی جاتی ہے جیسا کہ بعض محکموں کا قاعدہ ہے تو وہ رقم یقیناً سود ہوگی اور اس کا لینا حرام ہے اور اگر وہ رقم محکمہ کی طرف سے بطور انعام دی جاتی ہے تو اس کے لیے جائز ہوگی لینے والے کو اس کی تحقیق کر لینی چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم شہر ملتان

تفصیل جواب اول۔ وجہ اور کفین جو فی نفسہ عورت نہیں لیکن اگر شہوت کا احتمال وشک بھی ہو تو دیکھنا جائز نہیں اور اگر احتمال شہوت بھی نہ ہو تو فی نفسہ تو جائز ہے لیکن سدّ اللباب فی زمانہ اس کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ **فان خاف الشھوة او شک امتنع نظرہ الی وجھھا فحل النظر مقید بعدم الشھوة والا فحرام وھذا فی زمانھم واما فی زماننا فمنع عن الشابة الخ قال الشامی علی قول الدر (اما فی زماننا فمنع من الشابة) لا لانه عورة بل لخوف الفتنة (الدر المختار مع ردالمحتار ص ۳۷۰ ج ۲ کتاب الحظر والاباحه فصل فی النظر)** البتہ مواضع حاجت مستثنیٰ ہیں۔ **کما قال صاحب الدر بعد سطر کقاص وشاھد...... ومرید نکاحھا وشرائھا ومداواتھا ینظر الطبیب الی موضع مرضھا بقدر الضرورة اھ** اس کو بھی ضرورت اور حاجت میں شمار کیا کہ اگر عورت نوکرانی اور اجیرہ للطبخ وغسل الثیاب وغیرہ ہو تو اس کے ساعدین کو بھی دیکھا جا سکتا ہے (کما ھو فی الشامی) باقی حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔

اس حدیث کا مطلب جو ابن معین نے سحنون سے نقل کیا ہے وہ یہ ہے۔ **ان معناہ کان الرجال یتوضؤن ویذھبون ثم تاتی النساء فیتوضن** ۔ نیز حدیث ام حبیبہ کے جوابات بھی بذل المجھود میں مذکور ہیں جو اگرچہ **لعلہ** اور **یمکن** کے الفاظ سے دیے گئے ہیں لیکن مانع کے لیے احتمال کافی ہے۔ البتہ مستدل

احتمالات سے استدلال نہیں کرسکتا۔ جب اس حدیث سے مستدل نے استدلال کیا اور اس میں ہم مانعین نے لعله اور یمکن کہہ کر احتمال پیدا کیا تو استدلال ان کا باطل ہوگیا۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر اس کو یہی دیکھا جائے کہ تمام ائمہ بالاتفاق حدیث ام حبیبہ کی تاویل یا نسخ کے قائل ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی نفسہ حکم فقہی سب کے نزدیک عدم جواز الاجتماع فی الوضوء من اناء واحد ہے تکلیف جواب بالتاویل اوالنسخ نہ کرتے۔

جواب ثالث درست ہے لیکن جواب ثانی میں تفصیل ہے۔ مفتی صاحب مذکور فی السوال کے جواب کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر ابتداء میں طالب علم سے کام کے لیے کہا جائے کہ تمہیں فلاں قسم کے کام کرنے ہوں گے اور میں تمہیں تعلیم دوں گا تو گویا یہ عقد اجارہ بین المعلم والمتعلم ہے۔ اجارہ منفعت بالمنفعت کے جواز کی تصریح کلام فقہاء میں موجود ہے۔ کما قال صاحب الدر المختار اجاره المنفعة تجوز اذا اختلفا جنسا كاستيجار سكنى دار بذراعة ارض و اذا اتحد لاتجوز كاجارة السكنى بالسكنى واللبس باللبس الخ درمختار کتاب الاجارة قبل ضمان الاجير ص ۲۲ ج ۲ تو یہاں صورت مسئولہ میں عقد اجارہ منعقد ہوا۔ طالب علم کے منافع اور معلم کے منافع بدلین ہوئے۔ بوجہ اختلاف جنس منفعت اجارہ صحیح ہے۔ لیکن یہ جب ہوگا کہ طالب علم بالغ ہو اور اس کو اپنے نفس پر ولایت حاصل ہو ورنہ وہ عقد اجارہ کے انعقاد کا اہل نہ ہوگا۔

ولو اجر الصغير نفسه لم يجز الخ البتہ اگر اس کا باپ یا جد یا وصی اب وجد عقد کا انعقاد علی الصغیر کرے تو جائز ہے۔ ماں اور چچا بھی انعقاد الاجارۃ علی الصغیر کے اہل ہیں اگر لڑکا ان کی پرورش میں ہو ورنہ نہیں وجاز اجارته لامه فقط لومی حجرها الخ لیکن چچا کی اہلیت اجارہ میں اختلاف ہے۔ بخلاف الام لانها تملك اتلاف منافعه مجانا. فتملكه بعوض (شامی) کتاب الحظر والاباحة ص ۳۹۰ ج ۶ اس لیے چچا کے اجارہ سے بھی احتیاط لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رفع مصیبت کے لیے درود پڑھوانا اور پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ جب لوگ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں مثلاً بیماری ہو جاتی ہے یا ان پر حق ناحق مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ نیز ثواب حاصل کرنے کے لیے چند آدمیوں کو بلا کر دوپہر تک درود شریف پڑھاتے رہتے ہیں۔ درود پڑھنے والوں کو روٹی کھلا

کر چار چار آنے یا آٹھ آٹھ آنے دے کر رخصت کر دیتے ہیں اور اس طریقہ کو ہمارے ہاں لکھ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور لکھ لوگوں میں اتنا اہمیت حاصل کر چکا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس میں داخل ہونے سے انکار کرے تو اس کو لوگ ملامت کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کو درود شریف کا منکر سمجھتے ہیں اب قابل توضیح بات یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ آقائے نامدار ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا قرون مشہود لہا بالخیر میں پایا جاتا تھا یا نہیں۔ یہ کیا بدعت تو نہیں کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

﴿ج﴾

یہ طریقہ مخصوصہ خیر القرون میں اگرچہ معمول بہا نہ تھا اور نہ اس کو اہم سمجھنا کوئی دینی ضرورت۔ البتہ خود درود شریف کے برکات بہت زیادہ ہیں۔ اب اگر اس عدد میں بیماری یا کسی مصیبت کے دفع ہو جانے کا اثر تجربہ سے معلوم ہو چکا ہے تو بطور عمل کے نہ بطور عبادت کے اس کا کرنا جائز ہے۔ یہ عملیات سے ہوگا طاعت سے نہیں اور چونکہ عملیات سے ہے تو اس لیے اس کی اجرت لینی بھی جائز ہوگی ورنہ اگر طاعت سے ہوتا تو طاعت پر اجرت لینی کیسے جائز ہوتی اس لیے اگر ایصال ثواب کے لیے پڑھا گیا تو چونکہ وہاں عملیات سے نہیں طاعت سے ہے اس پر اجرت لینی قطعاً ناجائز ہے۔ اب اس عمل کے بدعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بدعت تو جب ہوتی کہ اس کو طاعت سے شمار کرتے لہٰذا اس میں شریک نہ ہونا کسی طاعت سے انکار نہیں اور نہ اس کو ملامت کرنی جائز ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوائی کے ذریعہ برتھ کنٹرول کرنا

﴿س﴾

ورثاء انبیاء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں مطابق قرانی قانون کے کیا فرماتے ہیں کہ جو عورتیں دوائی کے ذریعہ اپنے بچے نکلوا دیں یا ایسی دوائی استعمال کریں جس سے جوہر انسانی ٹھہر بھی نہ سکے تو حکومت اسلامیہ میں ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہے اور کس درجہ کا جرم ہے۔

﴿ج﴾

اگر بچے میں روح آ گئی ہے تو اس کا ساقط کرنا قتل نفس کا حکم رکھتا ہے جو قطعاً حرام ہے اور جس کی سزا اخروی ومن يقتل مومنا متعمداً فَجَزاُءُ هُ جهنم الاية میں مذکور ہے اور دنیوی سزا میں یہ تفصیل ہے کہ اگر

بچہ زندہ نکل کر مرجائے تو دیت کاملہ عورت کو ادا کرنی ہوگی اگر اس کی عاقلہ نہیں تو خود اس کے مال سے ادا کرنا ہوگا۔ نیز کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا جو عتق رقبہ مومنہ ہوگا ورنہ دو ماہ روزے پے در پے رکھنے ہوں گے اور وہ عورت اس بچہ کی میراث سے بھی محروم ہوگی اور اگر اندر مر کر نکل آئے تو غرہ واجب ہوگا جیسا کہ احادیث میں مصرح ہے غرہ کی مقدار فقہا نے پانچ سو درہم شرعی تحریر فرمائی ہے۔ کما فی الدر المختار باب الديات فصل في الجنين یہ روپے بھی عاقلہ کے ذمہ ہیں اگر عاقلہ نہ ہو تو عورت کو ادا کرنے ہوں گے۔ نیز وراثت سے بھی محروم ہوگی۔ شربت دواء لتسقطه عمداً فان القه حياً فعليها الدية والكفارة وان ميتا فالضرة ولا ترث في الحالين (درمختار ص ۵۹۱ ج ۶) اور اگر روح آنے سے قبل تو اگرچہ قتل نفس کا گناہ تو نہیں ہے لیکن بلا وجہ وعذر شرعی مکروہ تحریمی، موجب اثم ضرور ہے۔ حوالہ مطلقاً قبل التصور وبعده على ما اختاره في الخانية الا انها لاتاثم اثم القتل شامی ج ۶ ص ۴۲۹ جس کے لیے دنیاوی سزا کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ قاضی سیاسةً و تعزیراً اس کو جو سزا مناسب سمجھے تجویز کر سکتا ہے۔ البتہ عذر شرعی سے جائز ہے۔ جیسا کہ کوئی عورت مریضہ ہے اعضاء رئیسہ کمزور ہیں حمل کے رکھنے سے اس کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے عورت میں معلوم ہو کہ دودھ نہیں ہے جس سے لڑکے کی پرورش ہو سکے اور کوئی انتظام بوجہ غربت کے ہو نہیں سکتا۔ یقیناً لڑکے کے ضائع ہونے کا عظیم خطرہ ہے تو ایسے عذر سے اسقاط جائز ہے۔ نیز ایسی دواؤں کا استعمال کرنا جس سے ابتداءً علوق بھی نہ ہو تب بھی ایسے عذر سے جائز ہے بغیر عذر کے جائز نہیں۔ تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بكم الامم الحديث سے صاف ظاہر ہے کہ افزائش نسل انسانی ہے نکاح کا مقصد عظیم۔ شہوت رانی مقصود نہیں۔ نیز حدیث میں عزل کو واد خفی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ البتہ عذر مذکور کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے بقصد عیاشی قطعاً حرام ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قمیص کے گریبان پر نقش ونگار کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو آدمی اپنی قمیص کے گلے کے ارد گرد دھاگے سے پھول نکالتا ہے وہ پھول نکالنے جائز ہیں یا نہیں۔

محمد رفیق بن حافظ محمد صدیق تحصیل بھکر
۲۲ جمادی الاولی ۱۳۹۷ھ

﴿ج﴾

جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرزائی کا قرآن کریم کے غیر بوسیدہ نسخے جلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرزائی شخص نے دیدہ و دانستہ قرآن پاک کے چند نسخے جو قابل تعلیم تھے جلا دیے ہیں جو مسجد میں لوگوں کے پڑھنے کے لیے رکھے ہوئے تھے وہاں ان کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔

السائل نصیر الدین لودھی کلرک نشتر ہسپتال ملتان

﴿ج﴾

قرآن کریم کے غیر بوسیدہ قابل خواندگی نسخہ جات کو جلانا (العیاذ باللہ) قرآن کریم کی توہین ہے۔ اس جرم سے اعمال حسنہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس شخص کو سخت سے سخت سزا دی جائے تا کہ آئندہ ایسی حرکت کی جرأت نہ کر سکے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے شخص کا بائیکاٹ کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۶ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت وتفسیر سننا

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارا ہمسایہ ریڈیو لے آتا ہے۔ وہ ریڈیو قرآن مجید کی تلاوت کے لیے کھولتا ہے۔ کیا ریڈیو پر قرآن مجید کی تلاوت کی سماعت جائز ہے۔

(۲) بوقت تقریر علماء کی تقریر ٹیپ ریکارڈ کر لی جاتی ہے اور بعد میں ٹیپ ریکارڈ پر تقریر سننا جائز ہے۔

(۳) ریڈیو پر خبریں سننا جائز ہے۔ جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

(۱، ۲، ۳) جائز ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

البتہ اتنی احتیاط کرنی ضروری ہے کہ گانے اور لہو ولعب کے لیے استعمال نہ کیا جائے اور نمازوں میں غفلت نہ ہونے پائے۔ فقط محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

سرکاری نلکا جو عوام کے لیے لگا ہے کو اکھاڑ کر مسجد میں لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء ین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے ساتھ گلی میں سرکاری نلکا عوام کے لیے لگا ہوا ہے۔ محلّہ کے کچھ لوگ اس نلکا کو اکھاڑ کر مسجد کی زمین کے کونہ میں لگوانا چاہتے ہیں۔ جب اعتراض کیا گیا تو جواب ملا کہ یہ نلکا کمیٹی کی اجازت سے لگوایا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسجد کی زمین پر جائز ہے مسجد کی ضرورت کے لیے ایک نلکا الگ موجود ہے اور اس کے کرایہ کا بل مسجد ادا کرتی ہے۔

سائل محمد ارشاد

﴿ج﴾

مسجد کا کوئی بھی حصہ نلکے یا کسی دوسری ضرورت کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا۔ نہ مسجد کی زمین پر کسی دوسرے کو قبضہ دینا جائز ہے۔ لہٰذا کمیٹی کی اجازت یا بغیر اجازت کی صورت میں بھی نلکا مسجد کی زمین پر لگانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ فروری ۱۳۷۵ھ

استاد کا خلوت میں لڑکیوں کو پڑھانا، پیر عالم قاری کا بے پردہ عورتوں کو پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بے پردہ عورتوں کو خواہ بالغ ہوں یا قریب بلوغت، بینا ہوں یا نابینا نرسیں ہوں یا لیڈی ڈاکٹر، جلوت میں ہوں یا خلوت میں سکول کالج کے کمروں میں ہوں یا جماعت کی صورت میں یا گھر کے اندر اکیلی۔ مرد عالم ہو یا مفتی، پیر ہو یا مرید، جوان ہو یا بوڑھا نہیں پڑھا سکتا ہے۔ جبکہ بکر اس کی اجازت دیتا ہے۔ بکر کا استدلال یہ ہے کہ جب تک ان بے پردہ عورتوں کو نکاح شرعی سے واقف نہیں کرایا جائے گا اس وقت تک ان کا پردہ کرنا ممکن نہیں اور صرف اس لیے ان کو نظر انداز کیا جائے اور دینی تعلیم سے بے بہرہ رکھا جائے کہ یہ بے پردہ ہیں تو یہ صحیح نہیں۔ مزید یہ کہ نرسیں یا لیڈی ڈاکٹرز وغیرہ جو کسی حال میں پردے میں نہیں رہ سکتیں۔ آپ کی اس پردہ والی شرط سے تو وہ دینی تعلیم سے بالکل محروم رہ جائیں گی۔ جبکہ عملاً اس کا تجربہ کیا گیا کہ ایسی عورتوں کو اس حالت میں دینی تعلیم دی گئی اور اب ان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہی بے پردہ عورتیں تہجد تک پڑھنے لگی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے برعکس زید کا استدلال یہ ہے کہ شرعی حدود کو کسی بھی خود پیدا کردہ مجبوری کی وجہ سے نہیں توڑا جا سکتا۔ بے پردگی ایک خود پیدا کردہ اضطرار ہے۔ شریعت میں ایسے اضطرار کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر اس طرح عوام خود ایسے افعال کے مرتکب ہوں جن سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہوتا جائے اور آگے چل کر اس مجبوری کو اضطرار کا نام دیا جائے اور وہ شرعی حدود کو توڑ دیں اس طرح تو وجود شرع باقی نہیں رہے گا۔ حالانکہ پردے کی غرض وغایت جنسی اختلاط کا ختم کرنا ہے۔ اگر یہ اختلاط برقرار رہا تو پردہ کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ جبکہ اختلاط اس لیے جائز نہیں کہ اس سے ہر صنف کے سفلی جذبات کو ہوا ملتی ہے۔ اگر اختلاط اس لیے ناگزیر ہے کہ بصورت عدم اختلاط دینی تعلیم کی محرومی واقع ہوتی ہے تو پھر مخلوط تعلیم میں کوئی قباحت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ مرد و زن کا اختلاط دنیوی تعلیم کے لیے ضروری سمجھتے ہیں اور آپ دینی تعلیم کے لیے۔ حدود شرعیہ کے توڑنے میں دونوں برابر کے شریک ہیں اگرچہ اغراض مختلف ہیں۔ جہاں تک بے پردہ عورتوں کا احکام شرعیہ کی واقفیت کے بعد تہجد پڑھنے کا تعلق ہے جہاں دو یا چار عورتوں نے تہجد پڑھنا شروع کیا ہے وہاں زنا کے ارتکاب تک بھی تو نوبت پہنچتی ہے۔ اگر زید کا استدلال درست ہے تو پھر مزید وضاحت طلب امر یہ ہے کہ بے پردہ عورتوں کو پڑھانے والے آدمی کو امام وخطیب بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

قاری محمد عبدالقادر ڈیروی اسلا یات ٹیچر سینٹ مائیکل ہائی سکول کوئٹہ چھاؤنی

﴿ج﴾

زید کا خیال بالکل درست ہے اور شرعی اصول کے عین مطابق ہے۔ اگر بکر کے خیال باطل کو کچھ بھی وقعت دی گئی تو احکام دین اس زمانہ میں نعوذ باللہ مسخ ہو کر رہ جائیں گے۔ دین کی تعلیم وتبلیغ عورتوں میں شرعی حدود کے اندر بھی ممکن اور سہل ہے۔ کوئی مجبوری اور اضطرار واقع نہیں ہے۔

باقی ایسے شخص کو ہرگز خطیب اور امام اور مقتدا نہ بنایا جائے۔ امامت کے لیے متقی پرہیزگار عالم کا انتخاب ضروری ہے۔ البتہ اگر اتفاقاً کسی نے نماز پڑھ لی تو باوجود کراہت کے نماز ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ شعبان ۱۳۸۸ھ

جو شخص عورتوں کو تبلیغ اور ان پر فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہو اُس کو منع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے خدا کے خوف سے محنت کرتا ہے۔ لوگوں پر اور عید قربانی کے لیے فضائل بیان کرتا ہے۔ اللہ کی مہربانی سے عورتوں عید قربانی کے لیے تیار ہوئے اور یہ تقریر کرنے

والے مثال اپنے طرف سے پیسہ وغیرہ دیتا ہے۔ ان عورتوں کی طرف سے فی الحال پیسہ بھی باوجود شوہروں کی موجودگی میں اپنے ذمہ کرتا ہے تو دوسرے خیر خواہ اس کام کو توڑ دیں اور کہنے والے کے اوپر الزام لگا دیں اور یہ بھی فرما دیں اس کہنے والے کے اوپر باوجود سارا ضمہ والری اپنے اوپر کرتا ہے۔ ایسے کم بخت اور شوہر کو کیا گناہ ملے گا تاکہ آئندہ ایسی حرکت سے باز آ جائیں۔ بینوا توجروا

اسٹیشن بی جنکشن ڈاک خانہ بی بمعرفت ہونڈل

﴿ج﴾

اگر یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے شرعی طریقہ سے تبلیغ کر رہا ہے اور قرض حسنہ کے طور پر یا فی سبیل اللہ خیرات کے طور پر یہ رقم دے رہا ہے تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر کوئی شرعی وجہ کے بغیر اس شخص کو کوئی روکتا ہے تو وہ سخت گنہگار رہو گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۱ھ

اللہ تعالیٰ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اس انداز سے لکھنا جس سے انسانی شکل بن جائے

﴿س﴾

بر چہرہ انسان بقلم لم یزلی معکوس توشند با اسم دو علی دو عینین دولام دو یا ہر طرف چوں ظاہر شد انسان بصورت اصلی۔

محترمی و مکرمی! عالی جاہ السلام علیکم! منگلا کالونی قطعہ منسلکہ کی تشہیر کی گئی ہے۔ اہلیان منگلا کالونی اس بارے میں تذبذب میں پڑے ہوئے ہیں کہ اس کی شرعی حقیقت کیا ہے۔ عام نظر میں یہ انسان کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ غور سے مطالعہ کرنے سے مندرجہ ذیل الفاظ کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ، محمد، علی، حسین اس مذکورہ شکل کو دیکھ کر لوگ مختلف قسم کے وساوس میں مبتلا ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر آپ سے ملتجی ہیں کہ اس بارے میں شرعی حیثیت اور فتویٰ سے جلد مطلع فرمائیں۔

سر محمد اکرم ۱۹۹ ایف منگلا کالونی منگلا ڈیم

﴿ج﴾

انسانی شکل کی یہ تحریر درست نہیں۔ ایک تو انسانی شکل میں لکھنا قباحت سے خالی نہیں اس لیے کہ صرف چہرے کا فوٹو یا شکل بنانا بھی شرعاً ممنوع ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شیعیت کی تشہیر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو درمیان سے نکالنا ہے۔ بہر حال اس شکل سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پتلون اور ٹائی پہننا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو پتلون اور ٹائی پہنتا ہے اور دل میں اُسے اسلامی شعار نہیں سمجھتا۔ کیا از روئے شرع شریف پتلون اور ٹائی لگانا جائز ہے یا نہیں اور اس کی نماز درست ہے کہ نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نماز میں ستر عورت فرض ہے اور جب رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو ستر ثابت ہے۔ **والرابع ستر عورته (الی قوله) وعادم ساتر لا یصف ما تحته بان لا یری منه لون البشرة احترازا عن الرقيق و نحو الزجاج (الدر المختار مع باب شروط الصلوٰة ص ۴۰۴ ج ۱)** پس اگر ٹائی پتلون پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے اور پہننا ان کپڑوں کا ممنوع ہے بوجہ تشبہ کے۔ **فی الشامیه ص ۴۰۲ ج ۱ تحت (قوله وطهارة ثوبه) اراد مالا بس البدن فدخل القلنسوة و الخف** الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ

کیا شرعاً خضاب اور وسمہ مہندی میں کچھ فرق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے بال کو وسمہ مہندی سے سیاہ کرتا ہے اور اس کے جواز کی دلیل میں یہ کہتا ہے کہ یہ خضاب نہیں بلکہ مہندی ہے۔ شرعاً خضاب اور وسمہ مہندی کا کیا حکم ہے۔

خطیب نور مسجد موتی بازار نواب شاہ سکھر

﴿ج﴾

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ اصلاح الرسوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ من جملہ ان رسوم کے داڑھی کا سیاہ خضاب کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کا سینہ۔ ان لوگوں کو جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے۔ (اس کی مزید تفصیل کے بعد لکھتے ہیں) بعضے لوگ کہتے ہیں کہ وسمہ کا سیاہ خضاب اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں مہندی اور تیل کے خضاب کی اجازت آئی ہے اور مہندی اور تیل سے رنگ سیاہ ہو جاتا ہے مگر یہ امر لازم نہیں کیونکہ مہندی اور تیل کی ترکیبیں مختلف ہیں۔ بعض اہل تجربہ کا قول ہے کہ اگر ان دونوں کو مخلوط کر لیں تو رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر دونوں کو جدا جدا لگا دیں تو سرخ ہو جاتا ہے۔ بعض سے سیاہی ہوتی ہے بعض سے نہیں ہوتی۔ جب حدیث میں سیاہ خضاب سے مطلقاً ممانعت آئی ہے تو حنا اور تیل کا خضاب اسی ترکیب سے جائز ہوگا جس میں سیاہی نہ آئے جیسا کہ ظاہر ہے اور سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی جو علت ہے وہ تو وسمہ میں برابر ہے۔ علت کے اشتراک سے حکم کا اشتراک ضروری ہے (اصلاح الرسوم ص ۱۳، ۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۹۰ھ

اپنے مکان پر بسم اللہ یا آیۃ الکرسی لکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنے مکان پر اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کی کوئی سورت یا آیت الکرسی لکھی جائے یہ جائز ہے یا نہیں۔ نیز اگر بارش کا پانی اس پر گرنے کے بعد زمین پر آئے تو اس کا کیا حکم ہے۔ مدلل تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر اس تحریر کے ضیاع اور بے ادبی کا خطرہ نہ ہو اور ان سورتوں پر لوگوں کے قدم بھی نہ پڑتے ہوں تو جائز ہے۔ بارش کے پانی میں کوئی قباحت نہیں۔ ولو کتب القرآن علی الحیطان والجدران بعضهم قالوا یرجی ان یجوز وبعضهم کرهوا ذلک مخافة السقوط تحت اقدام الناس کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیریة ص ۳۲۳ ج ۵) واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

احتیاط اس میں یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وضو کی حالت میں دودھ پینے، بوسہ لینے، شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ:
(۱) وضو موجود ہے مگر دودھ پی لیا تو پانی سے منہ صاف نہ کیا (کلی نہیں کی) تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(۲) وضو کے ساتھ بیوی کا بوسہ لے لیا یا مس کیا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یا رہتا ہے۔ بغیر وضو کے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(۳) عضو مخصوص کو جبکہ درمیان میں کچھ نہ ہو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا رہتا ہے۔
(۴) بڑا یا چھوٹا استنجا بغیر ڈھیلوں کے پانی سے کر سکتے ہیں جیسا کہ آج کل شہروں میں رواج ہے کوئی گناہ تو نہیں۔
(۵) انگوٹھی میں عقیق جڑا ہو جائز ہے یا ناجائز ہے۔

محمد رمضان ملتان شہر

﴿ج﴾

(۱) نماز جائز ہے کوئی شک وشبہ نہیں۔
(۲) بیوی کا بوسہ لینے یا مس کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
(۳) اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔
(۴) جائز ہے۔ اگر پیشاب کے قطرات بند ہو جائیں۔
(۵) جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

عورت کے لیے ہر اس شخص سے پردہ لازم ہے جس سے کسی بھی وقت اس کا نکاح ہو سکتا ہے

﴿س﴾

حضرت اقدس جناب مولانا مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضور کو مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں تکلیف دیتا ہوں۔ امید ہے کہ معاف فرما کر مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مکمل تحریر فرما دیں گے۔

کتاب بہشتی زیور ص ۶۶ پر جناب حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی تحریر فرماتے ہیں کہ جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، چچازاد بھائی، پھوپھی زاد، ماموں زاد وغیرہ سب شرع میں غیر ہیں ان سب سے عورتوں کو گہرا پردہ کرنا چاہیے۔ حضور سمجھ میں نہیں آیا کہ گہرے پردے کا کیا مطلب ہے۔ آیا چہرہ

اور ہاتھ پاؤں کو بھی پردہ میں رکھنا چاہیے۔ میں نے اس سے پہلے اپنی زوجہ کا پردہ نامحرم رشتہ داروں سے نہیں کیا۔ اب کتاب بہشتی زیور کو دیکھ کر خیال آیا کہ علمائے کرام سے پردہ کے مسائل دریافت کروں جو حکم صادر فرمائیں اس پر عمل کروں۔ آیا میری بیوی کو کس کس نامحرم رشتہ دار سے ہاتھ پاؤں چہرہ کا پردہ کرنا واجب ہے۔ مثلاً میری بیوی کا چچازاد بھائی، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد اور بہنوئی اور پھوپھی کا خاوند اور خالہ کا خاوند ان سب سے میری بیوی کا پردہ کرنا اور ہاتھ پاؤں چہرہ کو بھی پردہ میں رکھنا واجب ہے یا نہیں اور میرے رشتہ داروں میں سے میری بیوی کو کس کس سے پردہ کرنا چاہیے مثلاً میرا چچا، تایا اور میری پھوپھی کا شوہر اور خالہ کا شوہر اور میرا ماموں اور میرا بہنوئی اور میرا پھوپھی زاد بھائی، چچازاد، تایازاد کیا ان سب سے پردہ کرنا اور ہاتھ پاؤں کو بھی پردہ میں رکھنا واجب ہے یا نہیں۔ کیا ان سب نامحرم رشتہ داروں کے سامنے بلاضرورت اور ضرورت کے وقت ہاتھ پاؤں کو کھولنا جائز ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی جواب مکمل تحریر فرمادیں تاکہ کسی بات میں تردد نہ ہو۔ دیگر کتنی عمر کے لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ اگر پندرہ برس سے کم عمر میں بالغ ہو جائے تو کیا اس کو عورتوں میں آنے سے منع کیا جا سکتا ہے۔ لڑکی کتنی عمر میں پردہ کرے۔ نو برس کے بعد پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اگر ضرورت کے وقت عورت گھر سے بے پردہ نکل جائے تو کیا حکم ہے۔ اکثر دیہات، گاؤں میں پردہ کا رواج نہیں۔ زمیندار لوگوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں اور ہر ایک کے گھر میں آتی جاتی ہیں اور گھر سے باہر پانی بھر کر لاتی ہیں اور مردوں کے ساتھ زمیندارہ کے کام میں مدد دیتی ہیں جیسے خاوند کھیتی باڑی کا کام کرتا ہو تو عورتیں پانی روٹی وغیرہ لے جاتی ہیں اور بھی بہت سے کام عورتیں باہر کرتی ہیں اگر گاؤں کی عورتیں پردہ کریں تو مردوں کو سخت تکلیف و پریشانی ہوتی ہے اور کام پورا نہیں ہوتا۔ کیا ایسی ضرورت کے وقت عورتوں کو گھر سے باہر جانا اور گاؤں میں بے پردہ ہونا جائز ہے یا نہیں۔ شریعت کا جو حکم ہو تحریر فرمائیں وہ کون سی عورت ہے جس کو بے پردہ گھر سے نکلنا اور کام کرنا جائز ہے کس حالت میں پردہ نہ کرنا جائز ہے اور محرم عورت سے مصافحہ کرنا جیسے پھوپھی، خالہ وغیرہ ان سے مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ کچھ ثواب ملتا ہے یا نہیں جو پیر یا پیر کا نقیب لوگوں کو مرید کرتا پھرے اور عورتوں کی مجلس میں بیٹھے یا عورتیں خود پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں ان کو پردہ کا حکم نہ کرے اور پردہ کے مسائل نہ بتائے ایسے پیر یا پیر کے نقیب کے ہاتھ پر مرید ہونا۔ کیا پیر کا نامحرم کے گھر جانا کیسا ہے۔ جب عورت کا شوہر گھر موجود نہ ہو پشاور، راولپنڈی، کوہاٹ، بنوں کے علماء کرام کا پتہ تحریر فرمادیں میں حضور کا شکریہ ادا کروں گا۔ مسائل سوالات کافی لکھے گئے شاید آپ کو تکلیف ہو اس لیے میں معافی کا خواستگار ہوں۔ امید ہے کہ معاف فرما کر جواب ارسال فرمائیں گے اور دستخط اور مہر مدرسہ کی ضرور ہونی چاہیے۔

نور الحسن
۱۷ مئی ۱۹۶۱ء

﴿ج﴾

عورت مشتہات (نو برس کی) کو ہر اس شخص سے پردہ شرعاً لازم ہے جس سے اس کا نکاح کسی وقت بھی جائز ہو سکتا ہو۔ عورت کو خاوند کے جملہ رشتہ داروں سے سوائے اس کے والد اور اس کے لڑکوں کے سب سے پردہ لازم ہے جو رشتے دار آپ کی عورت کے اور اس کے خاوند کے سوال میں تحریر کیے ہیں سب سے پردہ لازم ہے دیہاتوں کا عمل حجت شرعی نہیں۔ محرم عورتوں سے مصافحہ جائز ہے۔ ایسے پیر سے جو پردہ کا حکم نہیں دیتا خود بھی بے پردہ نامحرم عورتوں کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ بیعت کرنی جائز نہیں واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قمیض میں کالر لگوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کالر جو عام لوگ لگاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور خصوصاً طلباء کرام کے لیے اور صوفیاء کرام کے لیے مہربانی فرما کر اس کا جواب دے دیں۔

المستفتی محمد ایرانی متعلم مدرسہ ہذا

﴿ج﴾

کالر کی بنیاد انگریزوں نے ڈالی ہے۔ اس لیے اس کے لگانے میں ان کے ساتھ تشبہ ہے۔ تو جو لوگ دیدہ دانستہ یہ کام کرتے ہیں اس کے لیے تو مکروہ تحریمی ہے۔ **لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم** (الحدیث) اور جن کو بنیاد کا پتہ نہیں ہے ویسے شوقین ہوتے ہیں ان کے لیے خالی از کراہت نہ ہوگا۔ بوجہ تشبہ بالفساق کے واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرس مدرسہ ہذا
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ

شرعی پردہ سے متعلق متعدد سوال جواب

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شرعی پردہ جو عورت کو دیا جاتا ہے اس کے لیے خاوند سے اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲) کیا وہ عورت ماں باپ اور خاوند کی اجازت کے بغیر شرعی پردہ رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

(۳) اس کو والدین اور خاوند شرعی پردہ کرنے سے روکتے ہیں لیکن وہ ضد کر کے شرعی پردہ کر لیتی ہے۔ اس کے لیے کیا حکم ہے۔

(۴) وہ شرعی پردہ کرنے کے بعد سب رشتہ داروں سے پردہ کرتی ہے لیکن خاوند کے بھائیوں سے نہیں کرتی۔ اس کے لیے کیا حکم ہے۔ نیز اس کے خاوند کے بھائی جو کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے ہیں انہوں نے یہ مسئلہ دیا ہے کہ اگر کوئی مجبوری ہو تو خاوند کے بھائیوں سے پردہ نہیں کرنا چاہیے۔ مجبوری یہ ہے کہ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو ان کے کھانے پکانے کے لیے اور کوئی نہیں اور کوئی مجبوری نہیں۔ اب آپ برائے مہربانی اس کا صحیح حل تحریر فرما دیں۔ خاوند نے اس کو کہا ہے کہ تو شرعی پردہ کرتی ہے تو بے شک کر لیکن پہلے میرے بھائیوں سے پردہ کر لیکن وہ مرد کے بھائیوں کے کہنے پر باقی تمام رشتہ داروں سے پردہ کرتی ہے لیکن اس کے بھائیوں سے نہیں کرتی۔

﴿ج﴾

شرعی پردہ عورت پر خود فرض ہے۔ خاوند کے روکنے کے باوجود وہ شرعی پردہ ضرور کرے۔ **وقل المؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن الآیہ سورۃ الاحزاب** ۔ باقی یہ بات اس کو ضرور مان لینی چاہیے کہ اس کے بھائیوں سے بھی پردہ کرے۔ خاوند کے بھائیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ بالخصوص جبکہ خاوند بھی حکم کرے۔ غرض یہ کہ یہ غیر محرم لوگ خواہ وہ رشتہ دار ہوں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ صفر ۱۳۸۸ھ

منکوحہ غیر کو پاس رکھنے والے کو جرمانہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت منکوحہ غیر رکھی ہوئی تھی تو بعد چند سال کے ایک پنچائیت لے جو کہ اپنی برادری کے چند اشخاص پر مشتمل ہے یہ فیصلہ کیا کہ یہ شخص توبہ کرے اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ دے۔ لہٰذا اس نے ہزار روپیہ جرمانہ دیا اور یہ روپیہ اس لیے لیا جاتا ہے تاکہ باقی لوگ غیرت حاصل کریں اور جس سے لیا جائے وہ بھی پھر اس طرح نہ کرے۔ لہٰذا یہ روپیہ لینا چونکہ جرمانہ کے طور پر ہے کیا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کیا وہ پنچائیت اس روپیہ کو جو کہ پنچائیت کے اخراجات ہیں اس میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں اور درسگاہوں میں یا غریب غرباء کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو سزا دیں جو جبراً اسلامی احکام کی توہین کرتے ہیں اور ایسے شخص کو توبہ کرنے پر مجبور کریں لیکن سزا ایسی تجویز ہو جو اسلامی حدود سے باہر نہ ہو جرمانہ مالی مقرر کر کے کسی کو سزا دینا جائز نہیں۔ حاکم شرعی کو بھی مالی جرمانہ عائد کرنے کا حق نہیں۔ چہ جائیکہ پنچائیت کو لہٰذا یہ جرمانہ اس شخص کو واپس کر دیا جائے درمختار میں ہے **لا یاخذ المال فی المذہب** شامی لکھتا ہے **لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب الشرعی الی قولہ والحاصل ان عدم التعزیر باخذ المال باب التعزیر** (شامی ص ۶۱ ج ۴)

محمد علی جناح کو رافضی اور گناہ گار کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب نے مسٹر جناح کے متعلق کہا ہے کہ ہم اس کو قائداعظم نہیں کہتے بلکہ ہمارے قائداعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے بلکہ یہ رافضی اسماعیلی فرقہ کا شیعہ تھا بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد نمبر ۲ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ پھر اس مولوی صاحب نے کہا کہ تقسیم میں جتنی قتل وغارت کا نقصان ہوا اس کے سر پر ہوگا۔ یہ علماء حق کے مخالف تھا۔ برطانیہ کا وشادہ تھا حتی کہ علماء کی داڑھیوں میں شراب ڈلوائی اور جذبات کے طور پر اور علماء حق کا پاس خاطر کرتے ہوئے مولوی صاحب نے کہا ہے کہ سالانہ اس کے مزار پر پھول چڑھائے جاتے ہیں بلکہ اس کی بجائے اس کی قبر پر جوتے لگائے جائیں لیکن یہ جذبات کے طور پر ہے آیا اس مولوی صاحب کے پیچھے ہم نماز جمعہ یا دوسری نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔ نماز جائز ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جناح صاحب کے متعلق مولوی صاحب موصوف نے سوال میں درج جو باتیں اپنی معلومات کی بنا پر کہی ہیں مولوی صاحب موصوف ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ ویسے اس امام کے پیچھے نماز جمعہ اور دیگر نمازیں پڑھنی جائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۸۷ھ

مسجد کا بوسیدہ سامان لکڑیاں وغیرہ کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کی بوسیدہ کڑیاں اور شہتیر اور مصلی اور بوریا وغیرہ اور بوسیدہ قرآن مجید اور پارے اور غلاف وغیرہ ان کا شرعاً کیا حکم ہے۔ ان کو کسی مقدس جگہ میں دفن کیا جائے یا آگ میں جلایا جائے یا کسی نہر دریا وغیرہ میں ڈال دیا جائے۔ ان میں اگر اولیٰ اور غیر اولیٰ صورتیں ہوں تو وہ بھی تحریر کریں۔

المستفتی محمد قاسم چاہ بوٹیوں

﴿ج﴾

اولیٰ یہ ہے کہ غلاف وغیرہ میں احترام سے باندھ کر کسی علیحدہ مقام پر جہاں گزرگاہ نہ ہو دفن کر لیں۔ نیز یہ بھی جائز ہے اگرچہ اولیٰ نہیں ہے کہ انہیں جلا کر اس کی راکھ کو کسی ندی یا دریا میں بہا دیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

قرآن کے بوسیدہ اوراق اور دینی کتب کو جلا دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص قرآن مجید کے اوراق اور اسلامی کتب کے چند اوراق تلف شدہ احتراماً وادباً جلا دیتا ہے۔ عوام میں سے بعض اشخاص کا فتویٰ ہے اور بعض اشخاص گناہ کبیرہ کا مرتکب کہتے ہیں اور یہ بھی ساتھ کہتے ہیں کہ جمعۃ المبارک کے روز عوام الناس کے سامنے توبہ تائب ہو اور اس کا کفارہ بھی دے اور بعض اشخاص کہتے ہیں کہ اس نے یہ فعل حدیث کے مطابق کیا ہے نہ وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور نہ ہی کفارہ دینے کا۔ لہٰذا علماء کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت مفصلاً فرما دیں کہ وہ کوئی حد تک پہنچتا ہے یا وہ گنہگار بنتا ہے یا نہیں یا اس نے یہ فعل درست کیا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

قرآن مجید اور اسلامی کتب کے بوسیدہ اوراق کے متعلق یہ ہے کہ ایسے اوراق کو پاکیزہ کپڑے میں لپیٹ کر کسی قبرستان وغیرہ میں دفن کرنے اور دفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے لیے لحد کھودی جائے یا کسی گھڑے (مٹکے) میں ڈال کر دفنائے جائیں تاکہ ان پر مٹی ڈالنے سے جو ایک قسم کی بے ادبی ہے اس سے بچایا جائے۔ یہ طریقہ بہتر اور افضل ہے۔

باقی ان اوراق کے احتراماً جلانے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اس کو ناجائز کہتے ہیں اور بعض علماء اس کی اجازت دیتے ہیں۔ بہرحال اس کی بھی کچھ نہ کچھ گنجائش ضرور ہے۔ لہٰذا جو شخص ان اوراق کو ادباً واحتراماً جلا چکا ہے نہ وہ گناہ گار ہے نہ مرتکب گناہ کبیرہ اور نہ اس کے ذمہ کفارہ دینا واجب ہے اور نہ عوام الناس کے سامنے توبہ تائب ہونا ضروری ہے۔ **کما قال فی العالمگیری ص ۳۲۳ ج ۵ المصحف اذا صار خلقا لا یقرأ منه ویخاف ان یقع علیه النجاسته او نحو ذلک یلحد له لا نه لو شق و دفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف بحیث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضاً کذا فی الغرائب المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القرأة منه لا یحرق بالنار اشار الشیبانی الی هذا فی السیر الکبیر وبه نأخذ کذا فی الذخیرة۔**

وفی الدر المختار مع شرحه ردالمختار ص ۴۲۲ ج ۲ وکتب التی لا ینتفع بها یمحی عنها اسم الله وملائکة ورسله ویحرق الباقی ولابأس بان تلقی فی ماء جار کما هی او تدفن وهو احسن کما فی الانبیاء۔

امداد الفتاویٰ ص ۶۱ ج ۴ میں ہے۔ اس احراق میں اختلاف ہے اس لیے فعل میں بھی گنجائش ہے اور ترک احوط ہے الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی اولیٰ ۱۳۸۷ھ

شہداء کی قبروں پر جانور ذبح کرنا تاکہ بارش ہو جائے، رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر حافظ کو رقم دینا، مردہ دفن کرنے کے بعد قبرستان میں مٹھائی تقسیم کرنا، ایصال ثواب کی نیت سے لوگوں کو قرآن خوانی کے لیے جمع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) ہمارے بستی والے لوگوں کا عام دستور ہے کہ ہر سال خرمن گندم اُٹھانے کے بعد برائے طلب باران شہر کے چند میل کے فاصلہ پر قبور شہداء ہیں وہاں جا کر خیرات کرتے ہیں اور خیرات کرنے کا طریقہ یوں ہے کہ چند آدمی اکٹھے ہو کر بستی میں گشت لگا کر بدیں الفاظ چندہ جمع کرتے ہیں (شہداء کی قبور پر خیرات کرتے ہیں اس لیے جو کچھ دینا چاہتے ہو برائے خدا دو) یہ سب کچھ اکٹھا کر کے ان کے بکرے وغیرہ خرید کر کے قبور شہداء کے

نزدیک ایک جگہ مقرر کی ہوئی ہے وہاں پر ذبح کر کے گوشت ان کا پختہ کر کے راہ للہ تقسیم کرتے ہیں اور نفل دوگانہ استسقی پڑھ کے یوں دعا طلب کرتے ہیں کہ خداوندا ہم نے ان ذبیحہ کا ثواب یا خیرات کا ثواب ان شہداء کی ارواح پاک کو بخشا ہے ان نیکوں کے وسیلہ سے ہمیں باران رحمت عطا فرما اور تمام تکالیف سے نجات دے۔ اگر ان لوگوں کو دوسری سمت پر خیرات کرنے کے لیے کہا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم رضائے مولیٰ کے لیے وہاں جاتے ہیں۔ آیا یہ طریقہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(۲) تراویح میں حفاظ جو قرآن کریم سنا کر رقم لیتے ہیں ان کا رقم لینا دینا شرعاً کس طرح ہے۔

(۳) ہمارے علاقہ میں عام رواج ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو جب اس کو قبرستان میں دفن کرنے جاتے ہیں تو حتی المقدور مٹھائی ضرور ہمراہ لے جاتے ہیں اور وہاں دفن کرنے کے بعد ان تمام لوگوں میں جو اس وقت قبرستان میں موجود ہوتے ہیں راہ للہ تقسیم کر کے متوفی کے لیے دعائے مغفرت مانگتے ہیں۔ شریعت میں یہ طریقہ کیا ہے۔

(۴) کوئی آدمی چند پڑھے ہوئے آدمیوں کو اکٹھا کر کے ختم قرآن کریم پڑھوا کر ان کو طعام وغیرہ کھلاتے ہیں اور وہ پڑھنے والے آدمی روٹی کھلانے والے کے متوفیاں کے روح کو ختم قرآن کریم کا ثواب بخشتے ہیں۔ یہ ثواب متوفیاں کی روح کو پہنچتا ہے یا نہیں اور پڑھنے والے کو ثواب تلاوت ملتا ہے یا نہیں۔

غلام محمد ولد مولوی نور محمد کوٹ تگر

﴿ج﴾

(۱) شہداء کی قبور پر جانور وغیرہ لے جا کر اگرچہ خیرات خدا کے نام پر ذبح کرتے ہیں لیکن شہداء کے پاس لے جانے میں تقرب سمجھنا ہے اور تقرب ایسے مقام میں ناجائز ہے جیسا کہ بحر الرائق ص ۲۹۸ ج ۲ میں مرقوم ہے۔ اگر قبور پر لے جانے میں وہ ایصال ثواب کا بہانہ بناتے ہیں تو ایصال ثواب ہر مقام پر ہوتا ہے وہاں پر لے جانے میں لوگ ضرور تقرب الی الشہداء سمجھتے ہیں۔

(۲) حافظ کے لیے رمضان میں ختم کی رقم ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ **اقرؤ، القرآن ولا تاکلوا به** صرف تعلیم القرآن والفقہ والاذان والامامۃ کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام طاعات پر رقم لینا حرام ہے اور یہ چار چیزیں جملہ فقہاء کے نزدیک مستثنیٰ ہیں۔ جیسے کہ شامی ص ۳۸ ج ۵ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ درمختار ص ۵۵ ج ۶ میں ہے **ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن و الفقه والامامة والاذان آه وفی ردالمختار وقد ذکرنا مسئله تعلیم القران علی الاستحسان** (یعنی للضرورت) اس سے معلوم ہوا کہ اصل مذہب حرمت استیجار علی الطاعۃ ہے اور استثناء بعض فروع کا خلاف اصل ہے بعلت ضرورت مذکورہ اس پر

شامی نے اسی بحث میں تحریر کیا ہے کہ صرف ان چار چیزوں میں جواز ہے باقی تمام طاعات میں عدم جواز ہے۔

(۳) قبرستان پر مٹھائی وغیزہ لے جانا اور دفن کے بعد تقسیم کرنا یہ تمام رواج کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ بہر کیف میت والوں سے مٹھائی وغیرہ کا لینا سب ناجائز ہے۔ شامی جلد دوم ص ۲۴۰ پر مطلب **کراهة الضیافته من اهل المیت** کے ماتحت علامہ شامی نے تفصیل کے ساتھ سب کو ناجائز قرار دیا ہے **نقل الطعام الی القبر** صراحۃ ناجائز لکھا ہے۔ **وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فلیتحذر وعنها لانهم لا یریدون بها وجه الله تعالیٰ**

(۴) قبر پر قرآن پڑھنا اور اس کا ثواب صاحب قبر کو بخشنا اگر بلا کسی اجرت کے ہو تو جائز ہے اور اجرت پر ناجائز ہے اور روٹی کھلانا بھی اجرت ہے بس جہاں پر تلاوت کے پڑھنے والوں کو کھانا رواج میں دیا جاتا ہے وہ جائز نہیں ہے۔ شامی ص ۵۶ ج ۶ میں ہے۔ **ان القرآن بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری قال العینی فی شرح الهدایة ویمنعه القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان** یہ مسئلہ بھی مفصلاً شامی نے ذکر کیا ہے کوتاہی کاغذ کی بنا پر اکثر حوالے ترک کیے گئے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ صفر ۱۳۷۹ھ

انگریز مہمان کو خنزیر کا گوشت کھلانا

﴿س﴾

ایک مسلمان نے بندوق کے ذریعہ خنزیر کو مارا اور خنزیر کے پیٹ کو کاٹ کر انگریز ڈاکٹر صاحب کو دیا رات کو خنزیر کو بندوق سے مارا صبح کو انگریز مرغابی کے شکار کھیلنے کو آیا اس کو خنزیر بھی اس شخص نے دے دیا اور اب کہتا ہے کہ پھر یہ کام نہیں کروں گا اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہوگا۔

﴿ج﴾

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ خنزیر جو کہ نجس العین اور حرام قطعی ہے کسی کو کھلاوے خواہ وہ انگریز ہی کیوں نہ ہو اس لیے اسے توبہ کرنا لازم ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک شخص کی گواہی سے جرم ثابت نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عاقل بالغ غیر معتبر مثلاً نماز روزہ کا

پابند نہیں ہے دیہاتی ہے اس نے محمد زمان کو بھیڑ کے ساتھ بدفعلی کرتے دیکھا ہے دوسرا گواہ عینی نہیں ہے۔ اب محمد زمان انکاری ہے اب شرع کے مطابق محمد زمان کے متعلق کیا سزا ہے اور بھیڑ کے متعلق کیا کیا جائے۔ بینوا توجروا

سائل محمد اسحاق سرائے لدھو تحصیل کبیر والا

﴿ج﴾

ازروئے شریعت یہ ثبوت نہیں ہے لہٰذا محمد زمان کو غیر مجرم سمجھا جائے گا۔ نیز بھیڑ سے بھی بدستور فائدہ اُٹھانا جائز ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولی ۱۳۷۹ھ

غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملانا یا اُن کے پاس بیٹھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید جب اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لیے آتا ہے تو عورتوں کو ہاتھ دے کر ملتا ہے کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ اور ایک شخص ہے جو کہ عورتوں کو ہاتھ نہیں ملاتا لیکن ان کے سامنے بیٹھا رہتا ہے اور ان کے ساتھ باتیں بھی کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہاتھ دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ کیا بات کرنے سے یا ان کے سامنے بیٹھنے سے ہاتھ دینا جرم ہے اگر ہاتھ دینا جرم ہے تو سامنے رہنا کیسا ہے اگر باتیں کرسکتا ہے تو ہاتھ دینے میں کوئی جرم ہے یا نہیں۔ ان صورتوں میں رشتہ داری کی بات ہے۔

حسین احمد متعلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

(الا من اجنبية) فلا يحل مس وجهها و كفها و ان امن الشهوة لانه اغلظ ولذا تثبت به حرمة المصاهرة شامی ص ۳۶۷ ج ۶ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ غیر محرم عورت کے ساتھ ہاتھ ملا کر مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔

اجنبیات کو دیکھنا جبکہ شہوت سے امن ہو۔ فقط اس کے چہرے اور کفین کا جائز ہے ان کے علاوہ کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے اجنبیات کے خلوت میں کافی دیر تک بیٹھنے اور باتیں کرنے سے بھی احتراز ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
کیم جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

کپڑوں پر تلہ سے کڑائی کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سچہ تلہ کسی کپڑا پر مثلاً کلہ وغیرہ تو اس کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

سونا چاندی ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام آیا ہے۔ احادیث میں مذکور ہے اور اجماعی مسئلہ ہے ہاں چار انگلیوں کی مقدار جائز ہے۔ اس قدر کا جواز بھی کتب حدیث میں مصرح ہے۔ لہٰذا جو شخص سچہ جائز رکھتا ہے اُس کو اس قول سے تائب ہونا چاہیے۔

المجیب مولانا عبدالرؤف مدرس مدرسہ ہذا
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۲۹ شوال ۱۳۷۱ھ

خسر کا بہو سے مالش کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی کالو کوٹا نے اپنے لڑکے کی عورت سے عورت مرد والے کام سب کیے ہیں لیکن دخول نہیں کیا۔ ایک اپنے علاقہ کے مولوی صاحب کے پاس عورت کے بیان ہوئے ہیں۔ مولوی محمد اکرم صاحب نے کمیٹی میں معزز آدمی بٹھا کر عورت کے بیان لیے ہیں۔ عورت نے بیان دیے کہ اس مکان میں صرف اکیلی میں تھی اور میرا سسر کالو تھا جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے ہمسائیوں کو کہا اور اپنے دیور کو کہہ دیا میرے دیور نے جواب دیا کہ میرا والد ہے میں کیا کروں ملزم کالو نے اقرار کیا ہے میں نے صرف عورت کی مالش کی ہے کیونکہ یہ بیمار تھی ازروئے شریعت اس عورت کا نکاح اپنے مرد سے رہ گیا ہے یا اس سے فارغ ہے اور کئی زمیندار کوشش کررہے ہیں کہ مالش سے نکاح نہیں جاتا اور عورت کا نکاح مرد سے بحال ہے اور غلط پروپیگنڈا پھیلا رکھا ہے کہ مولوی وغیرہ جھوٹ بولتے ہیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی کالو مذکور اقرار کرتا ہے کہ میں نے مالش کی ہے تو اس صورت میں تفصیل ہے کہ کون سے اعضاء کی مالش کی ہے۔ کہاں کہاں ہاتھ لگایا ہے بوسہ لیا ہے یا نہیں اس تفصیل کی اطلاع کردیں تو پھر حکم مسئلہ بھیج دیا جائے گا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۸۰ھ

یزید کا کیس اللہ کی عدالت میں پہنچ گیا اب اُس پر لعنت کرنا جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یزید کوئی مسلمان جو اپنے آپ کو اہل سنت سمجھتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ جو یزید کو لعنت نہ کرے اس کو السلام علیکم نہ کہو کیا جو شخص یہ الفاظ استعمال کرتا ہے بحکم شریعت جائز ہے یا نہ۔ اگر نا جائز ہے تو اس مسلمان کے ساتھ وہ عقیدہ رکھتا ہے یزید کے بارے میں برا اس کے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہیے۔ مہربانی فرما کر اس کا جواب عنایت فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

یزید کو لعنت کرنا صحیح نہیں ہے۔ یزید اپنے خدا کے پاس جا پہنچا ہے۔ اب اس کے بارے میں نیک و بد عقیدہ رکھنا نہ واجب ہے اور نہ فرض ایسے امور غیر ضروریہ میں باہمی اختلاف بہت ہی برا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الثانیہ ۱۳۸۰ھ

مسجد کے مکانات بینک کو کرایہ پر دینا، مسجد کے سپیکروں پر تلاوت کے بعد قوالی نشر کرنا ریڈیو کی خبریں سننا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) یہ کہ ایک مسجد کے متعلق بعض مکانات وقف فی المسجد ہیں اور مسجد کے بالکل متصل ہیں۔ بنک کا عملہ ان مکانات کو برائے کاروبار بنک اور رہائش عملہ بنک لینا چاہتے ہیں اور عام کرایہ سے کرایہ مکانات زیادہ دیتے ہیں۔ جس میں بظاہر مسجد کی امداد ہوتی ہے اور آبادی مسجد کے لیے اتنا کرایہ مہیا ہو سکتا ہے کہ تعمیر مسجد پر بھی کام آئے گا اور مسجد میں تعلیم القرآن کے اساتذہ کی تنخواہیں بھی فراہم ہو سکیں گی۔ کیا شرعاً وہ رقم جو بطور کرایہ وصول ہوگی مسجد اور تعلیم القرآن پر خرچ کی جا سکتی ہے یا نہ۔

(۲) مسجد کے متصل دفتر بنک کا لگانا اور کاروبار بنک کرنا شرعاً کیسا ہے۔

(۳) مسجد اگر مقروض ہو تو اُسی پیسے سے جو کرایہ سے وصول ہوا ہے قرضہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

(۴) ایک مسجد میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر قرآن مجید ریکارڈ شدہ پڑھنے کے بعد قوالی مروجہ نشر کی جاتی ہیں جس میں عام گانے والی عورتیں ہوتی ہیں اور گانے فلمی طرز کے اور تمام آلات ساز جس طرح پر نشر ہوتے ہیں مسجد میں نشر کیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفوں کی غزلیں اور مولود ہیں۔ کیا ایسی غزلیں نشر کرنا مسجد کے اندر شرعاً جائز ہو سکتی ہیں۔ دیگر ریکارڈ شدہ اذان جو کسی مسجد میں نماز کے اوقات میں بذریعہ لائڈ سپیکر نشر کر دی جائے سنت اذان کے لیے کافی ہو سکتی ہے یا نہ۔

(۵) مروجہ ریڈیو جس میں ہر قسم کے پروگراموں کے ساتھ خبریں بھی نشر ہوتی ہیں۔ بہ نیت اخبارات ریڈیو کا خریدنا شرعاً کیسا ہے لیکن خطرہ یہ بھی ہے کہ اس میں احتیاط نہ ہو سکے اگر خرید کرنے والا صرف ملکی خبروں کے لیے استعمال کرے اور دوسرے اس کے دوست یا بچے وغیرہ اور نشریہ چیزوں پر استعمال کریں گے۔

نوٹ: مسئلہ اول بصورت عدم جواز معترض اعتراض کر سکتا ہے کہ ہمیں اگر مکان کرایہ پر دینا بنک والوں کو دینا ناجائز ہے تو بنک عملہ اپنے خورد و نوش کی چیزیں اور ضروریات زندگی کی چیزیں دکان داروں سے کیسے خرید سکتے ہیں۔ حالانکہ تمام دکانداروں کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ رقم ان کے پاس بنک کی تنخواہ سے ہے۔ جواب بوضاحت تحریر فرمادیں۔

بمقام خاص مدرسہ عربیہ سراج العلوم عیدگاہ لودھراں ڈاک خانہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱-۲) کاروبار بنک جو بالفاظ دیگر کاروبار سود کہلاتا ہے کے لیے مکانات خصوصاً مکانات متعلقہ مسجد کرایہ پر دینا ناجائز ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے۔ وقال تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ الآیۃ۔ ہاں عملہ بنک کی فقط رہائش کے لیے ان مکانات کو کرایہ پر دینے کی گنجائش ہے۔ اگرچہ غیرت دینی اس کی بھی اجازت نہیں دیتی آخر کیونکر یہ برداشت کیا جا سکتا ہے کہ سودی کاروبار کے نشر واشاعت کرنے والوں کو مسجد کے متعلقہ مکانات میں پھلنے پھولنے کا موقعہ دیا جائے۔ بہرحال فقہی نقطہ نگاہ سے اس میں گنجائش ہے۔ پہلے مسئلہ کی دلیل یہ ہے۔

قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار ص ۲۷۷ ج۸ (و) جاز (اجارة بیت بسواد الکوفة) ای قراها (لابغیرها علی الاصح) واما الامصار وقری غیر الکوفة فلا یمکنون لظهور شعار الاسلام فیها وخص سواد الکوفة لان غالب اهلها اهل الذمة (لیتخذ بیت نار او کنیسة او بیعة اویباع فیه الخمر) وقالا لاینبغی ذلک لانه اعانة علی المعصیة وبه قالت الثلاثة زیلعی وهکذا فی الهدایة ص ۴۵۲ ج ۴.

(۳) اس کرایہ سے وہ قرضہ ادا کیا جا سکتا ہے جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پیسے بعینہ سود کے ہیں۔

(۴) ایسے ریکارڈوں کو مسجد میں تو درکنار مسجد سے باہر بھی سننا اور سنانا ناجائز ہے۔ ریکارڈ شدہ اذان سے سنت اذان ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں موذن کا کھڑا ہونا مستقبل قبلہ ہونا وغیرہ امور ضروری ہیں جو یہاں مفقود ہیں۔

(۵) اس صحیح نیت سے ریڈیو کا خرید کرنا جائز ہے۔ بچوں اور دوستوں کو گانے وغیرہ ناجائز امور کے لیے استعمال کرنے سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر روکنے کی قوت نہ رکھے تو پھر نہ ہی خریدے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص کی ڈاڑھی بہت لمبی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ظہر کی نماز امام کے ساتھ ادا کی بعد از نماز مسجد سے باہر آ کر زید نے کہا کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس امام کی داڑھی بہت دراز ہے۔ ایسی داڑھی سکھوں کی ہوتی ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ زید کے اس عقیدہ (لفظ) پر ہمیں زید سے کیا تعلق رکھنا چاہیے اور زید کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

درمختار میں ہے۔ ولا بأس نتف الشيب واخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة الخ ص ۲۸۸ ج ۶ اس روایت سے معلوم ہوا کہ طریقہ سنت داڑھی کے بارہ میں یہ ہے کہ مقدار ایک مشت رکھی جائے اور ایک مشت سے زائد کٹوانا جائز ہے لیکن اگر کسی شخص کی داڑھی مقدار قبضہ سے زیادہ طویل ہو تو اس کو کٹوانا نہیں چاہیے جیسا کہ عالمگیری میں ہے۔ وان كان مازاد طويلة تركه كذا في الملتقط (عالمگیری ص ۳۵۸ ج ۵) بنا بریں زید کا یہ کہنا کہ ایسی ڈاڑھی سکھوں کی ہوتی ہے۔ قطعاً غلط اور خلاف شرع ہے۔ زید کو ایسی باتوں سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے اس قسم کے کلام سے احتراز کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گانا، ڈھول باجا بجانے کے لیے لاؤڈ سپیکر کرایہ پر دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے برائے تجارت و کرایہ لاؤڈ سپیکر خریدا ہے۔ عمرو ماہانہ روپے معین کر کے کرایہ پر لیتا ہے۔ چلائے یا نہ چلائے اس نے ماہانہ کرایہ ادا کرنا ہے۔ آگے کرائے پر لے کر وعظ شینے، جلسہ، جلوس اور شادیوں پر عشقیہ فسقیہ رکاٹ وغیرہ لگا کر چلانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کیا زید شرعاً عمرو کو لاؤڈ سپیکر دے سکتا ہے یا نہ۔ دیگر زید خود لاؤڈ سپیکر پر رکاٹ لگا کر شادی وغیرہ والوں سے کرایہ وصول کر سکتا ہے یا نہ جو صورت شرعاً جواز کی ہو تحریر فرمادیں۔

غلام رسول مہتمم مدرسہ نصرت العلوم علی پور ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

ناجائز امور میں استعمال کرنے کے لیے لاؤڈ سپیکر کرایہ پر دینا درست نہیں۔ یہ اعانت علی المعصیة ہے جو ناجائز ہے۔ سپیکر پر رکاٹ لگا کر کرایہ وصول کرنا بھی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

عیسائیوں کے نابالغ لڑکے کے ختم میں مسلمانوں کا شامل ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حاجی نظام دین کو شریف نائی نے کسی آدمی کے پاس بھیجا کہ آ کر ختم پڑھے۔ جب میں گیا تو دیکھا کہ بازار میں چند آدمی مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ کس کا ختم ہے۔ ان سے انہوں نے کہا کہ یہ عیسائیوں کا لڑکا نابالغ ہے۔ میں نے سوال کیا ان لوگوں کا ختم نہیں ہوتا۔ جب مجھے ان لوگوں نے زور دیا میں نے ختم کو شروع کر دیا۔ جب میں ختم شریف سے فارغ ہو کر گھر آ گیا تو پھر ایک اور مولوی صاحب آئے اور انہوں نے مجھے آ کر بہت کہا کہ تم نے بہت ہی شرک کیا۔ اس وقت میں نے قرآن پاک سامنے رکھ کر توبہ کر لی کہ آئندہ ایسا کام نہ کروں گا اور میں آپ کو گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

مولوی نظام الدین چک نمبر ۹ سیوانہر

(۳) اس کرایہ سے وہ قرضہ ادا کیا جا سکتا ہے جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پیسے بعینہ سود کے ہیں۔

(۴) ایسے ریکارڈوں کو مسجد میں تو درکنار مسجد سے باہر بھی سننا اور سنانا ناجائز ہے۔ ریکارڈ شدہ اذان سے سنت اذان ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں موذن کا کھڑا ہونا مستقبل قبلہ ہونا وغیرہ امور ضروری ہیں جو یہاں مفقود ہیں۔

(۵) اس صحیح نیت سے ریڈیو کا خرید کرنا جائز ہے۔ بچوں اور دوستوں کو گانے وغیرہ ناجائز امور کے لیے استعمال کرنے سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر روکنے کی قوت نہ رکھے تو پھر نہ ہی خریدے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص کی ڈاڑھی بہت لمبی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ظہر کی نماز امام کے ساتھ ادا کی بعد از نماز مسجد سے باہر آ کر زید نے کہا کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس امام کی داڑھی بہت دراز ہے۔ ایسی داڑھی سکھوں کی ہوتی ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ زید کے اس عقیدہ (لفظ) پر ہمیں زید سے کیا تعلق رکھنا چاہیے اور زید کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

درمختار میں ہے۔ ولا بأس نتف الشيب واخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة الخ ص ۲۸۸ ج ۶ اس روایت سے معلوم ہوا کہ طریقہ سنت داڑھی کے بارہ میں یہ ہے کہ مقدار ایک مشت رکھی جائے اور ایک مشت سے زائد کٹوانا جائز ہے لیکن اگر کسی شخص کی داڑھی مقدار قبضہ سے زیادہ طویل ہو تو اس کو کٹوانا نہیں چاہیے جیسا کہ عالمگیری میں ہے۔ وان کان مازاد طویلة ترکه کذا فی الملتقط (عالمگیری ص ۳۵۸ ج ۵) بنا بریں زید کا یہ کہنا کہ ایسی ڈاڑھی سکھوں کی ہوتی ہے۔ قطعاً غلط اور خلاف شرع ہے۔ زید کو ایسی باتوں سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے اس قسم کے کلام سے احتراز کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گانا، ڈھول باجا بجانے کے لیے لاؤڈ سپیکر کرایہ پر دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے برائے تجارت وکرایہ لاؤڈ سپیکر خریدا ہے۔ عمرو ماہانہ روپے معین کر کے کرایہ پر لیتا ہے۔ چلائے یا نہ چلائے اس نے ماہانہ کرایہ ادا کرنا ہے۔ آگے کرائے پر لے کر وعظ شینے، جلسہ، جلوس اور شادیوں پر عشقیہ فسقیہ رکاٹ وغیرہ لگا کر چلانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کیا زید شرعاً عمرو کو لاؤڈ سپیکر دے سکتا ہے یا نہ۔ دیگر زید خود لاؤڈ سپیکر پر رکاٹ لگا کر شادی وغیرہ والوں سے کرایہ وصول کر سکتا ہے یا نہ جو صورت شرعاً جواز کی ہو تحریر فرما دیں۔

غلام رسول مہتمم مدرسہ نصرت العلوم علی پور ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

ناجائز امور میں استعمال کرنے کے لیے لاؤڈ سپیکر کرایہ پر دینا درست نہیں۔ یہ اعانت علی المعصیة ہے جو ناجائز ہے۔ سپیکر پر رکاٹ لگا کر کرایہ وصول کرنا بھی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

عیسائیوں کے نابالغ لڑکے کے ختم میں مسلمانوں کا شامل ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حاجی نظام دین کو شریف نائی نے کسی آدمی کے پاس بھیجا کہ آ کر ختم پڑھے۔ جب میں گیا تو دیکھا کہ بازار میں چند آدمی مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ کس کا ختم ہے۔ ان سے انہوں نے کہا کہ یہ عیسائیوں کا لڑکا نابالغ ہے۔ میں نے سوال کیا ان لوگوں کا ختم نہیں ہوتا۔ جب مجھے ان لوگوں نے زور دیا میں نے ختم کو شروع کر دیا۔ جب میں ختم شریف سے فارغ ہو کر گھر آ گیا تو پھر ایک اور مولوی صاحب آئے اور انہوں نے مجھے آ کر بہت کہا کہ تم نے بہت ہی شرک کیا۔ اس وقت میں نے قرآن پاک سامنے رکھ کر توبہ کر لی کہ آئندہ ایسا کام نہ کروں گا اور میں آپ کو گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

مولوی نظام الدین چک نمبر ۹ سیوا نہر

﴿ج﴾

عیسائیوں کے ہاں ختم پڑھنا درست نہیں ہے۔ اس سے گناہ ہوتا ہے شرک وکفر نہیں ہے۔ لہٰذا جب مولوی صاحب اس فعل سے توبہ تائب ہوگیا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے اور توبہ تائب ہو جانے کے بعد اس کو تکلیف دینا اور اس کو پریشان کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له او کما قال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ شوال ۱۳۸۷ھ

کیا عورت کا اپنے میاں کو گہری نیند سے نماز کے لیے جگانا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کا اپنے مرد کو گہری نیند سے نماز کے لیے جگانا شرعاً جائز ہے۔

محمد ابراہیم شاہ موضع کھرالہ چاہ کیکروالا

﴿ج﴾

نماز کے لیے جگانا جائز بلکہ ضروری ہے اور اس میں تساہل درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ شعبان ۱۳۹۴ھ

ایک غریب طالب علم کا درود پڑھنے پر روپے لینا، ایک غریب شخص کا رمضان میں قرآن کریم سنانے پر روپے لینا، امام مسجد کی ڈاڑھی اگر حد شرعی سے کم ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، شیعہ کے گھر کا کھانا کھانا، ایک جانور ایک مسلمان و ہندو کا نصفا نصف تھا ہندو ملک چھوڑ کر چلا گیا تو مسلمان اب کیا کرے

﴿س﴾

بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم کہ واضح ہو کہ بندہ نے کئی مسئلے شریعت کے پوچھنے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک طالب علم ہے یا کوئی غریب آدمی ہے وہ درود شریف پڑھنے جاتا ہے اور درود شریف پڑھ کر پیسے لیتا ہے اور اس کی پیسے لینے کی نیت بھی ہوتی ہے۔ دوسرا وہ جس وقت درود شریف پڑھنے جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں درود شریف پڑھ کر پیسے لوں گا کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں اور دوسرے شخص کی پیسے لینے کی تو خواہش نہیں ہے مگر عام طور پر لوگوں کا طریقہ بھی ہے کہ پیسے دیتے ہیں۔ وہ شخص لے لیتا ہے وہ پیسے جائز ہیں یا ناجائز۔ اگر جائز ہیں تو کس شخص پر جائز ہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ ایک حافظ غریب اور یتیم طالب علم ہے اس کا اور گزارہ کوئی نہیں ہے۔ وہ رمضان شریف میں قرآن شریف پڑھتا ہے اور پیسے لیتا ہے۔ اس کی پیسے لینے کی خواہش بھی ہے دوسرا وہ کہ جس کی پیسے لینے کی خواہش نہیں ہے جائز ہے یا ناجائز ہیں۔ اگر جائز بھی ہیں تو کس پر جائز ہیں اور دوسرا آدمی ہے کہ اس کے گھر میں ہر چیز ہے اور غریب بھی نہیں ہے اس پر جائز ہیں یا ناجائز ہیں۔ جائز ہیں تو کیسے ہیں۔

(۳) ایک آدمی مسجد کا امام ہے اس کی داڑھی شریعت کی حد سے کم ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور دوسرا وہ امام ہے کہ اس کی داڑھی شریعت پر ہے اور فاسق فاجر ہے اور جو داڑھی منڈوانے والا ہے وہ نیک تو بہت ہے مگر ڈاڑھی شریعت پر نہیں ہے۔ شریعت کا کیا حکم ہے کہ دونوں کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں۔ پڑھنی چاہیے تو کس کے پیچھے پڑھنی چاہیے۔

(۴) شیعہ کے گھر کی چیز یا اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ جائز ہے تو کیسے۔

(۵) ایک شخص کو کسی شخص نے مسجد سے نکال دیا کہ تو اس مسجد میں نماز پڑھنے کبھی نہ آنا۔ یہ شخص جا کر پاکستان میں اس کی زمین میں نماز پڑھنے لگ گیا اور جماعت بھی کراتا ہے اس جگہ نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کس طرح جائز ہے۔

(۶) ایک شخص کی کسی ہندو زمین سے گالھیی تھی وہ اس زمین کا خود مزارع ہے وہ اس زمین کا محصول خود کھا رہا ہے کیا اس کے لیے جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو کیسے ہے۔

(۷) ایک شخص کے پاس کوئی جانور ہے وہ جانور ہندو اور اس کا نصف نصف تھا۔ ہندو تو چلا گیا تو اب وہ کیا کرے جانور کو بیچ کر خود کھا سکتا ہے یا نہ اگر کھا سکتا ہے تو کیسے اور اس جانور کی براق ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسے ہوتی۔ ان تمام مسائل کو وضاحت سے تحریر فرمادیں اور ان کے سوال لکھ کر آگے ان کا جواب تحریر کریں اور اچھی طرح وضاحت کے ساتھ بیان کریں یہ پرچہ آپ کے پاس ہے سوالوں کو اچھی طرح دیکھ کر اچھی طرح سوال وجواب تحریر کریں جلدی یعنی ڈاک میں واپس تحریر فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔

عبدالحمید طالب علم

﴿ج﴾

(۱) طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں۔ یہی اصل مذہب ہے لیکن فقہاء متاخرین نے ضرورت اور خوف ضیاع دینی کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض طاعات مثلاً امامت، اذان، تعلیم فقہ، تعلیم قرآن پر اجرت کے بہ ضرورت جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے اب مجرد ختم قرآن فی التراویح یا درود پڑھنا چونکہ اس ضرورت کے تحت نہیں ہیں اس لیے یہ اصل حرمت پر باقی رہیں گے۔ نیز اگرچہ طے بھی کر لیا جائے لیکن طریقہ مروجہ ضرور رلین دین کا ہوتا ہے جس کے تحت آج کل ختمات ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں بھی بحکم المعروف کالمشروط حرمت ہی کا فتویٰ دیا جائے گا۔ البتہ اگر قرائن قویہ سے یہ صراحۃ واضح ہو کہ نہ پڑھنے والے کی نیت لینے کی ہے اور نہ دینے والا اس پڑھنے کی وجہ سے دے رہا ہے تو جائز ہوگا لیکن اس صورت کا تحقق تصریحاً نادر ہے اور متقداء قوم عالم دین کو یہ طریقہ بھی اختیار نہ کرنا چاہیے اور لوگ اس کو دیکھ کر مطلقاً جواز کا استدلال کریں گے۔ قال تاج الشريعة فی شرح الهدايه ان القران بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والاخذ والمعطى اثمان فالحاصل ان ماشاع فى زماننا فى قراءة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامر بالقراءة واعطاء الثواب للامر والقراءة لاجل المال فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولو لا الاجرة ماقرأ احد لاحد فى هذا الزمان بل جعلوا القران العظيم مكسبا و وسيلة الى جمع الدنيا انا لله وانا اليه راجعون انتهى۔ شامی ج۶ ص ۵۶ کتاب الاجارۃ۔

(۳) فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ وہ داڑھی کو شرعی حیثیت پر نہ رکھنے کی وجہ سے ہو یا دیگر اسباب فسق مسقط عدالت کی وجہ سے ہو۔ البتہ اگر اتفاقاً ایسا موقعہ نہ ہو تو پڑ لینی چاہیے۔

(۴) شیعہ کے مختلف طائفے ہیں جو حد کفر کو پہنچے ہوئے ہیں مثلاً تفضیل حضرت علی علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہوں یا سب شیخین کو حلال سمجھتے ہوں تو ان کے ہاتھ کا ذبیحہ میتہ ہے اس کا کھانا ہرگز جائز نہیں باقی اشیاء سے سوائے ذبیحہ کے بطور نفرت اور عدم اختلاط بچنا چاہیے لیکن حرام نہیں اور اگر حد کفر کو نہ پہنچا ہو مثلاً تفضیل علی علی الشیخین کا قائل ہو یا سب شیخین کرتا ہو العیاذ باللہ لیکن حلال نہ سمجھتا ہو تو یہ علی ما اختارہ الملا علی القاری وابو الشکور السلمی کافر نہیں ان کا ذبیحہ حرام نہیں۔ البتہ ان سے بھی اختلاط نہیں کرنی چاہیے۔

(۷،۶،۵) ہندوؤں کے املاک آج تک حکومت کے سرکاری کاغذات میں انہی کے نام درج ہیں۔ ہندوستان و پاکستان میں اس بارے میں سمجھوتہ ہو رہا ہے گفت وشنید جاری ہے املاک متروکہ کے طرفین میں سمجھوتہ ہو جانے کے بعد تو اس کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا لیکن اس کے پہلے چونکہ حکومت ہندوؤں کے املاک

متروکہ کو آج ان کی شمار کرتی ہے اس لیے اس میں کسی مسلمان کو تصرف کرنا جائز نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

مولانا محمود صاحب عفا اللہ عنہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۱ جمادی الاولیٰ

نوٹ: چونکہ احقر بیمار تھا اس لیے جواب دیری ہوگئی۔ معاف فرما دیں۔

محمود عفا اللہ عنہ

بوجہ مجبوری قبرستان کا کچھ حصہ مسجد میں شامل کرنا، ''یارسول اللہ'' کہنا اگر اس نیت سے ہو کہ آپ جو سنتے ہیں تو جائز نہیں ہے، اگر نماز میں حضور کا تصور آ جائے تو نماز ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک مسجد خستہ ہونے کی وجہ سے گرا کر دوبارہ بنائی گئی ہے۔ صحن اس کا کم ہے۔ اس کے آگے قبرستان ہے قبریں گرا کر مسجد کا صحن بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(۲) یارسول اللہ کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(۳) ایک آدمی یارسول اللہ کہتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری پکار کو سنتے ہیں اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ امام مسجد بھی ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(۴) نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور آ جانا یا التحیات میں تصور لانا نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

سائل خیر محمد خانیوال

﴿ج﴾

(۱) قبرستان کی زمین اگر وقف ہے تو اس کو مسجد میں شامل کرنا جائز نہیں اور اگر کسی کی مملوکہ ہے تو اگر قبریں بہت قدیم زمانہ کی ہوں جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ میت کا گوشت پوست ہڈیاں گل گئی ہوں گی تو مالک کے اذن کے ساتھ ان کو ہموار کر کے مسجد میں شامل کرنا اس زمین کا جائز ہے اور اگر میت کے متعلق یہ گمان نہ ہو اور بوجہ جدید ہونے کے خیال یہ ہو کہ میت گلا نہ ہوگا اور مٹی نہ بنا ہوگا۔ تو قبروں پہ مسجد بنانا جائز نہیں ہوگا۔

(۲) یارسول اللہ کہنا اگر اس عقیدہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں جائز نہیں اور اگر اس عقیدہ کے تحت نہ ہو تو جائز ہے۔

(۳) ایسا عقیدہ رکھنا صحیح نہیں۔ دور سے پکار کو ہر وقت سننا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔

(۴) اس طرح نماز ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوران نماز سبابہ سے اشارہ کرنا ماں باپ، ساس سسر اور پیر صاحب کے قدموں میں پڑنا اور پاؤں کو بوسہ دینا، مفصل فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اشارہ بالسبابہ کے متعلق ذرا تفصیل سے ارشاد فرمادیں۔

(۲) ملکی رواج کے مطابق نوعروس لڑکی اور لڑکے کو بڑوں کے یعنی ماں باپ، دادا، چاچا کے پاؤں پر گرانا چاہتے ہیں۔ منع کرنے سے نہیں رکتے۔ یعنی لڑکی کو لڑکے کے گھر میں لڑکے کے بڑے بھائی، لڑکے کے باپ ماں وغیرہ کے پاؤں پکڑنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ سامنے سے آ کر تعظیماً ان کے پاؤں پر جھکتی ہے۔ وہ کچھ روپیہ وغیرہ دے دیتے ہیں۔

لڑکے کو بھی ساس کے پاؤں پر گرنا ضروری جانتے ہیں۔ وہ لڑکے کو کچھ عطیہ دے دیتی ہے۔ لڑکے کو اسی رات میں نئے کپڑے کوئی مولوی صاحب پہناتے ہیں چپلیاں تک۔ اس کے متعلق مدلل مسائل۔

(۳) بعض پیران صاحبان خود مریدوں سے پاؤں پکڑوانا چاہتے ہیں اور پاؤں پکڑنے والے سے خوش ہوتے ہیں ان چند مسائل کے مع دلائل وحوالہ جات ممنون فرمائیں۔

تحصیل وضلع بنوں شہر بنوں اندرون لکی گیٹ معرفت گل امیر خان

﴿ج﴾

(۱) واضح رہے کہ اشارہ بالسبابہ سنن زوائد میں سے ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے۔ علماء متاخرین نے اشارہ بالسبابہ کے کرنے کو ترجیح دی ہے۔ اگرچہ بعض علماء کرام نے اشارہ نہ کرنے کا قول کیا ہے۔ تفصیل سے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔ قال فی فتح القدیر ص ۲۷۱، ۲۷۲ ج ۱ وفی مسلم کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس فی الصلاۃ وضع کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی وقبض اصابعہ کلھا واشار باصبعہ التی تلی الابھام ووضع کفہ الیسری علی فخذہ الیسری ولا شک ان وضع الکف مع قبض الاصابع لا یتحقق فالمراد واللہ اعلم وضع الکف ثم قبض الاصابع بعد ذلک عند الاشارۃ وھو المروی عن محمد فی کیفیۃ الاشارۃ قال یقبض خنصرہ والتی تلیھا ویحلق الوسطی والابھام ویقیم المسبحۃ وکذا عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی فی الامالی وھذا فرع تصحیح الاشارۃ وعن کثیر من المشائخ لا یشیر اصلاً وھو

خلاف الدرایۃ والروایۃ فعن محمد ان ما ذکرناہ فی کیفیۃ الاشارۃ مما نقلناہ قول ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ ویکرہ ان یشیر بمسبحتیہ الخ وقال الشامی بعد ما حقق واطال ص ۵۰۹ ج ۱ وحررت فیھا (ای فی الرسالۃ) انہ لیس لناسوی قولین الاول وھو المشھور فی المذھب بسط الاصابع بدون اشارۃ الثانی بسط الا صابع الی حین الشھادۃ فیعقد عندھا ویرفع السبابۃ عند النفی ویضعھا عند الاثبات وھذا اعتمدہ المتاخرون لثبوتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالاحادیث الصحیحۃ ولصحۃ نقلہ عن ائمتنا الثلاثۃ فلذا قال فی الفتح ان الاول خلاف الدرایۃ والروایۃ الخ

(۲) لڑکی کا بڑوں کے پیروں میں تعظیماً گرنا ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ بعض تو ایسے بڑے ہیں جو لڑکی کے نامحرم ہیں اور نامحرم کے سامنے تو عورت کو کھل کر سامنے آنا بھی جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ان کے پاؤں پر جھک جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور دوسرے بڑے جو لڑکی کے محرم ہیں ان کے سامنے اس کا آنا جائز ہے لیکن پاؤں پر جھکنا ان کے لیے بھی حرام ہے۔ لہٰذا اس رسم و رواج کے خلاف جدوجہد کی جائے اور مسلمانوں کو اس حرام رسم سے روکنے کی انتہائی کوشش کی جائے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمختار ص ۳۸۳ ج ۲ (وکذا) ما یفعلونہ من (تقبیل الارض بین یدی العلماء) والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ الخ وقال الشامی تحتہ قال القھستانی وفی الظھیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا وفی الزاھدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ اہ وظاھر کلامھم اطلاق السجود علی ھذا التقبیل۔

(۳) یہ دونوں صورتیں ناجائز اور حرام ہیں اور اگر بغیر انحناء اور جھکاؤ کے پاؤں پکڑ لے یا اس کو بوسہ دے دے تو مکروہ ہے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار ص ۳۸۳ ج ۲ (طلب من عالم او زاھدان) یدفع الیہ قدمہ و (یمکنہ من قدمہ لیقبلہ اجابہ وقیل لا) یرخص فیہ کما یکرہ تقبیل المرأۃ فم اخری او خدھا عند اللقاء او الوداع کما فی القنیۃ مقدما للقیل۔ فقط واللہ تعالٰی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ

زانی کے بھائی کا مزنیہ کی لڑکی سے شادی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً زید نے بکر کی عورت سے ارتکاب زنا کر لیا ہے اور زید کا بھائی خالد بکر کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آپ سے دریافت یہ ہے کہ چونکہ زید نے بکر کی عورت سے زنا کیا ہے تو زید کے بھائی کا عقد بکر کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے بھائی کا نکاح بکر کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے زنا سے صرف زانی کے لیے مزنیہ کے اصول وفروع حرام ہوتے ہیں۔ زانی کے اصول وفروع (باپ بیٹوں) یا اطراف (بھائیوں) تک یہ حرمت متجاوز نہیں ہوتی۔

فی الدر المختار ص ۳۲ ج ۳ حرم اصل مزنيته واصل ممسوسته بشهوة وفروعهن وفی الشامية ويحل لاصول الزانی وفروعه، اصول المزنی بها وفروعها واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

جو شیعہ سنی بن گیا ہو کیا وہ اپنی لڑکی کا رشتہ شیعہ کو دے سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پہلے شیعہ مذہب کے ساتھ تھا۔ اب اس نے مذہب اہل سنت والجماعت قبول کر لیا ہے کیا یہ شخص اپنی لڑکی شیعہ مذہب والوں کو دے سکتا ہے یا نہیں اور یہ شخص شیعہ مذہب والوں کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں۔

مولوی اللہ بخش

﴿ج﴾

اگر شیعہ دین کے امور ضروریہ میں سے کسی بات کا انکار نہیں مثلاً افک عائشہ رضی اللہ عنہ کا قائل نہیں تو پھر سنیہ عورت کا نکاح اس سے جائز ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ سب صحابہ وغیرہ امور کی وجہ سے فاسق ضرور ہے اس لیے ان سے مناکحت وغیرہ جیسے امور میں اختلاط سے احتراز کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

میت کے گھر کھانا، میلاد کا جلوس، مزاروں پر جانور ذبح کرنا وغیرہ متعدد بدعات کا ذکر

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل مذکورہ کے بارہ میں کہ

(۱) جب لوگ میت کو دفن کر کے گھر واپس آ جاتے ہیں پھر تین دن تک پھوڑیاں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں ہاتھ اُٹھا کر پھر ایک آتا ہے وہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے پھر دوسرا آتا ہے اس طرح تین دن تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور جو لوگ ہاتھ اُٹھا کر دعا نہ کرے اسے برا کہتے ہیں۔

(۲) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس اور جشن تبلے ریڑھے گھوڑے اونٹ وغیرہ نکالے جاتے ہیں۔ کیا یہ سنت ہے یا بدعت۔

(۳) عرس شریف، قوالی، میلاد النبی کے جلوس، تیجہ، ساتواں، دسواں، چہلم وغیرہ جو لوگ کرتے ہیں کیا یہ سنت ہے یا بدعت۔

(۴) گیارہویں پیران پیر صاحب کی مقررہ تاریخ اور ان کو یہ سمجھنا کہ اطلاع ہو گئی ہے اس گیارہویں کا کھانا کیسا ہے۔ حلال ہے یا حرام۔

(۵) بدعتی پیر کا مرید ہونا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا اس کے ساتھ محبت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۶) ایک شخص مزار پر جا کر بکرے مرغ اور گائے وغیرہ ذبح کرتا ہے ایسے جانور کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام۔

(۷) ایک شخص قبر والے بزرگ کو یہ خطاب کرتا ہے اے قبر والے اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو تیری قبر پر گھی کا چراغ جلاؤں گا۔ کیا یہ بزرگ اس کی نقل وحرکت بولنا چالنا سب سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے اور جان رہا ہے یا نہیں۔

(۸) جو شخص حاضر ناظر اور ہر جگہ سننے والا اور جاننے والا انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام کو مانے وہ کیسا ہے۔

(۹) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ یہ درود پاک ہر وقت حاضر ناظر سمجھ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اب نبی پاک میرا درود جان رہے ہیں یا سن رہے ہیں وہ کیسا ہے۔

(۱۰) ایک شخص قبر والے بزرگ کو اس طرح خطاب کر رہا ہے کہ اے بزرگ میری تیرے آگے آرزو عرض، درخواست، حاجت مراد اور تیری خدا کے آگے یہ بات اللہ تعالیٰ سے کروا دو۔ یہ میرا کام اللہ تعالیٰ سے کرا دو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز۔

قاری نور محمد موسیٰ خیل ضلع میانوالی

﴿ج﴾

یہ تمام امور بدعات اور رسومات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام، ائمہ دین اور سلف صالحین میں ان امور کا ہرگز وجود نہیں تھا۔ اس لیے ان تمام امور سے احتراز لازم ہے اور ایسے ذبح شدہ بکرے وغیرہ کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

حضور اپنی قبر میں حیات ہیں درود وسلام سنتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آپ نے جو یہ فتویٰ دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر شریف پر سلام پڑھا جائے تو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جگہ سے نہیں سنتے بلکہ دور دراز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کا سلام آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے جناب مفتی صاحب آپ نے یہ نہیں لکھا کہ یہ عقیدہ قرآن شریف یا حدیث نبوی یا فقہ حنفیہ سے ثابت ہے یا نہیں نہ کسی کا حوالہ لکھا ہے اور نہ اعتقادات کی کسی کتاب کا نام لکھا ہے اور نہ آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا اس سلسلے میں کیا عقیدہ ہے۔ اگر کسی آدمی کا یہ عقیدہ نہیں تو کیا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں۔ جواب قرآن وحدیث سے مرحمت فرمائیں۔

﴿ج﴾

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میرے اوپر قبر کے نزدیک درود شریف پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے درود شریف پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ اس کی عربی عبارت یہ ہے۔ **من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علیٰ نائیا ابلغته رواه البیهقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۸۷**۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم رمضان ۱۳۹۵ھ

غیر مسلم اگر مسلمان ہو جائے تو کیا اس کے ختنے کرانا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ ذیل میں کہ بڑے شخص کے مسلمان ہونے پر اس کا ختنہ ضروری ہے یا نہیں۔ اور ختنہ کیسے کریں۔

﴿ج﴾

یہ صحیح نہیں ہے کہ بڑے آدمی کا ختنہ کرانا غیر ضروری ہے۔ بلکہ بڑے کا ختنہ کرانا بھی چھوٹے کی طرح ضروری ہے۔ البتہ اگر کوئی اتنا معمر بوڑھا ہے جس کے متعلق ارباب بصیرت یہ فیصلہ دیں کہ اس میں ختنہ کرانے کی برداشت کی طاقت نہیں تو اس کو مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا۔ عالمگیری ج ۵ ص ۳۰ میں ہے **الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اهل البصیرة لا یطیق یترک لان ترک الواجب بالعذر جائز فترک السنة اولیٰ کذا فی الخلاصه** اگر ختنہ کر سکتا ہے تو خود ہی زائد گوشت کو قطع کرے ورنہ بیوی سے کٹوالے۔ اگر خود نیز بیوی کے ذریعہ بھی ممکن نہ ہو تو چھوڑ دے۔ عالمگیری کے صفحہ مذکورہ میں ہے **قیل فی ختان الکبیر اذا امکن ان یختن نفسه فعل والا لم یفعل الا ان یمکنه ان یتزوج او یشتری ختانةً فتختنه آه**۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول

بالغہ لڑکی کا نکاح باپ نے ایک جگہ اور خود لڑکی نے دوسری جگہ کر دیا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ایک شخص زید نے اپنی لڑکی عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر رضامندی لڑکی کے عمر سے کر دیا۔ نکاح کرتے وقت دو آدمی لڑکی سے پوچھنے کے لیے بھیجے۔ اس وقت لڑکی نیند میں تھی۔ ان دو گواہوں نے لڑکی کو نہیں جگایا۔ واپس آ کر کہا کہ لڑکی نیند میں ہے۔ پھر اس لڑکی کے والد نے عمر سے نکاح کا ایجاب وقبول کر دیا۔ جب لڑکی نیند سے بیدار ہوئی تو اس کو کہا گیا تمہارا نکاح عمر کے ساتھ ہو گیا ہے۔ اسی وقت لڑکی نے تمام لوگوں میں شور مچایا کہ میں عاقل بالغ ہوں مجھے یہ نکاح نامنظور ہے اور میں اپنا نکاح اپنی پسندگی میں کروں گی اور باپ کے گھر سے فوراً اپنے نانا کے پاس چلی گئی۔ وہاں نانا کو جا کر کہا کہ مجھے نکاح عمر کے ساتھ منظور نہیں ہے۔

دو سال بعد اس لڑکی کا نکاح ایک دوسرے شخص بکر سے کر دیا ہے۔ جس کے پاس وہ لڑکی مذکورہ راضی ہے۔ اب مسئلہ میں امر طلب یہ ہے کہ کیا اس کا دوسرا نکاح بکر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو پہلا نکاح عمر والا جس کو اس نے نامنظور کیا تھا وہ منعقد ہو گیا تھا یا نہیں۔ بالوضاحت تحریر فرما دیں۔ بعض لوگ اس لڑکی کے والد کے ساتھ ترک موالات کر رہے ہیں کہ تو نے دوسرا نکاح ناجائز کیا ہے۔ پہلا نکاح ٹھیک تھا۔ مہربانی کر کے مسئلہ کی پوری وضاحت بالدلائل تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے اگر واقعی پہلے نکاح کے وقت لڑکی بالغہ تھی اور لڑکی نے نکاح سے قبل یا بعد صراحۃ یا دلالۃ کوئی اجازت نہیں دی اور لڑکی سے اجازت حاصل کیے بغیر والد نے اس کا نکاح کر دیا اور لڑکی نے اس نکاح کو نامنظور کیا تو پہلا نکاح جو لڑکی کی اجازت پر موقوف تھا فسخ ہو گیا اور دوسری جگہ نکاح اگر شرعی طریقہ سے کیا گیا ہے تو وہ صحیح اور نافذ ہے اور ترک موالات جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

تحریک قومی اتحاد میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل جو تحریک پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے چل رہی ہے اور اس تحریک کو کچھ علماء نے جہاد کا فتویٰ دیا ہے اور یہ تمام اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے کیا اس تحریک میں جو اسلام کے نام پر چل رہی ہے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

زکوٰۃ میں تملیک فقراء شرط ہے۔ بدون تملیک کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ پس جہاں زکوٰۃ کو اپنے مصارف میں استعمال کریں مثلاً مستحقین کو بطور امداد بصورت نقد یا کپڑا وغیرہ کے دیا کریں یا دوائی خرید کر مستحقین کی ملک کر دیں تو ایسے فنڈ کی زکوٰۃ دینا جائز ہے اور جہاں صحیح مصارف میں استعمال نہ ہوتا ہو وہاں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا مانگنا، امام مسجد عباسی خاندان کو زکوٰۃ دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا اکٹھا دعا مانگنا سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔
(۲) امام مسجد کو تنخواہ کے علاوہ زکوٰۃ عشر چرم قربانی دینا جائز ہے یا نہیں۔
(۳) عباسی خاندان سے تعلق رکھنے والوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔
(۴) کسی مدرسے کے مہتمم کو مدرسہ کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔
ضلع مظفر گڑھ علی پور معرفت احمد صاحب

﴿ج﴾

(۱) فرضوں کی جماعت کے بعد اور سنتوں سے قبل مقتدیوں اور امام کامل کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا ثابت ہے احادیث میں منقول ہے۔
(۲) اگر امامت کی اجرت میں نہ ہو اور امام صاحب غریب و مسکین اور زکوٰۃ کا مصرف ہے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ ادا ہو گی اور اُسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
وفي العالمگيريه ص ۱۸۹ ج ۱ ولايدفع الى بنى هاشم وهم آل على و آل عباس و آل جعفر و آل عقيل و آل الحارث بن عبد المطلب كذا فى الهداية۔
(۳) عباسی خاندان کا آدمی زکوٰۃ کا مصرف نہیں اگر چہ فقیر بھی ہو۔
(۴) مدرسہ کے مہتمم کو مدرسہ کے لیے زکوٰۃ کا دینا جائز ہے۔ یہ روپیہ مہتمم کی ملک نہیں ہوتی بلکہ وہ تو وکیل ہے۔ اپنی تولیت و وکالت میں زکوٰۃ کا روپیہ صحیح خرچ کرتا ہے اگر مہتمم مدرسہ عباسی خاندان کا ہے اور زکوٰۃ کا روپیہ تملیک کے بغیر اپنی ذات کے لیے خرچ کرے تو وہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا مسکینوں کو کھانا کھلانے سے کفارہ یا فدیہ رمضان ادا ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ہمارا والد جب فوت ہوا تو ہم چھوٹے تھے اور بہت ہی غریب تھے۔ اب جبکہ میں بڑا ہوا اور مالی حیثیت بھی اب اچھی ہے تو والدہ سے معلوم ہوا کہ آپ کے والد پر ایک کفارہ رمضان واجب ہوا تھا۔ واضح ہو کہ والد صاحب نے اس کے بارے وصیت بھی نہیں کی تھی۔ خیر میں نے والد صاحب کا ذمہ چھڑانے کے لیے علماء سے دریافت کرنے پر اپنی استطاعت کے مطابق ساٹھ مساکین کو دو وقت کا کھانا یعنی چاول پکا کر کھلائے بلکہ چند مساکین کو ساٹھ سے زیادہ کر کے کھلایا۔ تاکہ ممکن ہے کہ کوئی ہمارے نزدیک مسکین ہو اور حقیقتاً مسکین بھی نہ ہو تو احتیاطاً یہ کام کیا۔ غالباً ماہ رمضان میں مساکین کو

کھلایا۔کیا یہ میرے والد کی طرف سے کفارہ ادا ہوگا یا نہیں اور اگر کفارہ ادا نہ ہوگا تو کیا یہ خیرات ہوگی یا نہ۔اگر ہو سکے تو مختصراً دلیل کا حوالہ بھی دے دیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی عجب خان سکنہ منگل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

جب میت (والد) کے ذمہ کفارہ واجب تھا اور بلاوصیت کے مرگیا تو بیٹے کا اس کی طرف سے ساٹھ مساکین سے بھی یا زیادہ کو طعام کھلانے سے والد کا کفارہ ادا ہوگا۔درمختار میں ہے۔وان لم یوص وتبرع عنه ولیه جاز الخ اور شامی میں ہے وان لم یوص لا یجب علی الورثة الاطعام لانها عبادة فلا تودی الا بامره وان فعلوا ذالک جاز اور شامی کے حاشیہ پر ہے۔قوله قد علم من قوله اولا ای الفطرة لغیرها من الکفارات فی جواز تبرع الولی ص۴۲۴ جلد۲ اور عالمگیری ص۲۰۷ ج۱ میں ہے۔فان لم یوص وتبرع عنه الورثة جاز ولا یلزمهم من غیر ایصاء کذا فی فتاوی قاضی خان۔ تو ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر میت کے ذمے کوئی واجب روزے ہوں یا کفارہ ہو اور ورثاء نے اس کی طرف سے فدیہ یا طعام مساکین کو دے دیا تو میت کا ذمہ بری ہوجائے گا۔اگر چہ وصیت نہ بھی کی ہو۔واللہ اعلم

بندہ نائب مفتی احمد عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

لڑکی کا رشتہ کرتے وقت اگر داماد سے کچھ پیسہ لیا گیا ہے تو اس کا لوٹانا واجب ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ میرے والد صاحب نے آج سے تقریباً ۳۰ سال پہلے میری بہن کی شادی رشتہ داروں میں کی تھی اس وقت میرے والد نے شادی کے خرچ وغیرہ کے لیے لڑکے والوں سے مبلغ ۲۰۰ روپے لیے تھے کیونکہ ہمارے یہاں بٹے کا رواج ہے اس لیے ہم نے اپنے لڑکے کے لیے اپنی بھانجی کا رشتہ مانگا تھا جس پر انہوں نے کہا کہ ہم نے دوسو روپے دے کر لڑکی خریدی تھی۔اب بٹہ کیا اب ہم ان کے طعنوں سے تنگ آگئے ہیں۔ہم دوسو روپیہ واپس کرنا چاہتے ہیں اس لیے تحریر فرمائیں کہ ہم شریعت میں دوسو روپے واپس کرنے کے حقدار ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کے والدین کو شوہر سے یا شوہر کے والدین سے کچھ روپیہ لینا درمختار میں رشوت اور حرام لکھا ہے پس ان روپوں کو واپس کرنا ضروری ہے۔ومن السحت ما یاخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطیب

نفسه حتی لو کان بطلبه یرجع الختن به مجتبی (رد المحتار کتاب الحظر والاباحة ص۴۲۴ ج۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ رمضان ۱۳۸۹ھ

بغیر تعیین کے دو کفارے اکٹھے ادا کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید سے رمضان المبارک میں بحالت جماع روزہ فاسد ہوگیا۔پھر دوسرے رمضان میں بھی بحالت جماع روزہ فاسد ہوگیا ہے۔زید نے فتاویٰ رشیدیہ دیکھ کر کفارہ ادا کردیا۔اس میں لکھا تھا کہ دو رمضان المبارک میں دو روزے فاسد ہوگئے تو کفارہ ایک ہی کافی ہے۔پھر بہشتی زیور کا مطالعہ کیا تو لکھا تھا اگر جماع کی صورت میں فاسد ہوئے ہیں تو کفارے دو ادا کرے اگر کسی اور وجہ سے تین رمضان میں بھی فاسد ہوجائیں تو کفارہ ایک ہے اب زید نے دونوں کفارے ادا کیے لیکن تعیین نہیں کی۔کیا اس صورت میں کفارے ادا ہوگئے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

دونوں کفارے ادا ہوگئے اگر چہ تعیین نہیں کی ہے۔قال فی الهدایة ص ۱۹۹ ج ۱ والکفارة مثل کفارة الظهار الخ۔ وایضا فی الهدایة ص ۳۹۲ ج ۲ ومن وجبت علیه کفارة ظهار فاعتق رقبتین لاینوی عن احداهما بعینها جاز عنهما وکذا اذا صام اربعة اشهر او اطعم مائة وعشرین مسکینا جاز لان الجنس متحد فلا حاجة الی نیته معینة الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

غیر مسلم ملک نے حصول تعلیم کے لیے جو شرائط عائد کی ہیں مسلمان طالب علم کے لیے لازم ہیں یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک غیر مسلم ملک دوسرے مسلم ملک کے باشندوں کو اپنے تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم کی اجازت دو شرطوں سے دیتا ہے کہ (۱) وہ اس بات کی ضمانت

دیں کہ انہیں اپنے ملک سے ماہانہ رقم مقررہ پہنچتی رہے گی جس رقم سے وہ طالب علم تعلیمی خرچ فیس اور خوراک اس ملک کے معیار کے مطابق پوری کر سکے۔ (۲) وہ طالب علم اپنے زمانہ طلب علمی کے دوران اس غیر مسلم ملک میں ملازمت یا تجارت یا کسی اور ذریعہ سے پیسہ نہ کمائے۔ نہ ہی وہ اس پیسہ سے وہ تعلیمی اخراجات پورے کرے اور نہ ہی وہ پیسہ اپنے ملک میں ارسال کرے اور ایسا کرنا اس ملک نے فوجداری جرم قرار دے رکھا ہے۔

اب مسلم ملک کا ایک طالب علم اس غیر مسلم ملک میں ان کی مقرر کردہ ہر دو شرائط کو منظور کر کے حصول تعلیم کے لیے داخلہ لیتا ہے مگر خفیہ طور پر وہیں ملازمت یا تجارت کے ذریعہ پیسہ کماتا ہے اور وہ پیسہ اپنے ملک کو اپنے اعزہ کے نام بھجواتا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے اعزہ کو زیادہ پیسہ ملتا ہے اور پھر وہ بآسانی وہ رقم اپنے اس طالب علم کو ادا کر سکتے ہیں جو اس کے اخراجات کے لیے ماہانہ ان پر لازم کی گئی تھی بلکہ مزید رقم بچت بھی ہو سکتی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک مسلم کے لیے غیر مسلم ملک میں بیٹھ کر اپنے معاہدہ کی خلاف ورزی جائز ہے۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کے علاوہ اس غیر مسلم ملک کے قانون کی خفیہ خلاف ورزی جائز ہے۔ اس کے اس طرز عمل سے ناجائز طور پر اس ملک کے زر مبادلہ کو جو نقصان پہنچتا ہے کیا اسلام اس کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ اگر کرنا ناجائز ہو تو کیا اس صورت میں جبکہ یہ طالب علم یہ روپیہ براہ راست اپنے ورثاء کو نہ بھیجتا ہو کیونکہ خود اُسے بھیجنے کی اجازت نہیں ہے مگر اس ملک میں موجود اپنے کسی رشتہ دار یا دوست کے ذریعہ اپنے ملک کے (اسی دوست) کے کسی رشتہ دار یا احباب کے نام بھجواتا ہے تاکہ وہ اس کے وارثوں کو یہ روپیہ دے دیں اور یہ خود اور اس کے وارث ہر گرفت سے آزاد رہیں۔ اس کا یہ غیر مسلم ملک سے بھیجنے میں یا اپنے ملک سے وصول کرنے میں واسطہ بننے والا رشتہ دار یا دوست اس کی اس طرح مدد کرنے سے گنہگار ہوں گے یا نہیں۔ ایسا کرنے سے نہ صرف غیر مسلم ملک کو زرِ مبادلہ کا نقصان پہنچتا ہے بلکہ مسلم ملک کو بھی بالآخر نقصان پہنچتا ہے کیونکہ یہ مسلم ملک اس غیر مسلم ملک کو کم قیمت پر اس صارف کو دیتا ہے اور جب یہی صارف اسی غیر مسلم ملک کی کرنسی مسلم ملک کو دیتا ہے تو بونس اسکیم کے تحت زیادہ رقم حاصل کرتا ہے۔ ایک طرف سے مسلم ریاست کو زرِ مبادلہ کی ضرورت کے تحت زیادہ رقم ادا کرنا پڑتی ہے۔ دوسری طرف بیرونی ملک میں اس کے سکے کی قیمت کم ہوتی ہے۔ کیا اس طالب علم کو اپنی مسلم ریاست کو عارضی فائدہ پہنچا کر بالآخر نقصان پہنچانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اپنے سمجھنے میں آسانی کے لیے ذیل میں فرضی مثال تحریر خدمت کرتا ہوں۔ بالفرض طاہر (ایک طالب علم) اور ماہر (طاہر کا ایک دوست برسر روزگار) دونوں ہم وطن پردیس میں اکٹھے ہوں آخر (طاہر کا والد) اور عامر (ماہر کا والد) دونوں پاکستان میں ہوں طاہر (طالب علم) غیر قانونی ذریعہ سے کام کرے اور اپنی اس کمائی کو ماہر کے ذریعہ عامر کو پاکستان میں بھیج دے اور عامر آخر کو دے دے طاہر (طالب علم) اس روپے کے بھیجنے میں اور اس کا والد آخر اسے وصول

کرنے میں عامر دونوں قانون کی دانستہ خلاف ورزی کریں ماہر اور اس کا والد عامر دانستہ یا نادانستہ طور پر اس روپیہ کو بھیجنے یا وصول کر کے پہنچانے میں واسطہ نہیں تو از روئے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) آخر کے لیے یہ روپیہ حلال ہے یا حرام۔

(۲) حرام ہے تو سود اور سود جیسا حرام۔

(۳) آخر اور طاہر کے لیے اس گناہ کا کفارہ کیا ہوگا۔

(۴) آخر کے پاس جو رقم وصول ہوگی اس کے استعمال کا کیا حکم ہے۔

ماہر اور اس کا والد عامر طاہر اور آخر کے درمیان واسطہ بنتے ہیں۔ دانستہ طور پر واسطہ بنیں تو کیا حکم ہے۔

بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) الغاء شرط ضروری ہے۔ اس لیے کسب حرام نہیں ہے۔ یہاں پہنچ کر کافر حربی کا مال حلال ہو جاتا ہے۔

(۲) کوئی کفارہ نیست البتہ طاہر گناہ سے توبہ کرے۔ (۳) جائز ہے۔

(۴) ناجائز نہیں۔ (۵) معذور ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ

جس شخص نے ایک زمین دو جگہ بیچی ہو اور پھر انکاری ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ایک شخص جو امام مسجد ہے۔ اس سے ایک شخص نے ایک ٹکڑا زمین خریدا اور کل رقم متعلقہ زمین ادا کر کے اشٹام لکھوایا جس پر بائع اور گواہوں کے دستخط بھی ہو گئے۔ بائع نے وعدہ کیا کہ رجسٹری بعدالت رجسٹرار تصدیق کروا دے گا لیکن اس اثناء میں بائع مذکور نے چپکے سے وہ ٹکڑا زمین کسی اور کے پاس بیچ دیا اور بعدالت رجسٹرار اس کی تصدیق بھی کرا دی۔ یہ دوسرا شخص جانتا تھا کہ زمین پہلے فروخت ہو چکی ہے اور بائع روپیہ وصول کر چکا ہے۔ بائع ہمارے ساتھ لیت و لعل کرتا رہا۔ چنانچہ ہم نے اسے سب رجسٹرار کی عدالت میں بلایا تو وہ زرِ ثمن وصول پانے اور بیع نامہ کی تحریر و تکمیل کرنے سے قطعی انکاری ہو گیا جس کی وجہ سے رجسٹری تصدیق نہ ہو سکی۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملہ میں فتویٰ صادر فرما دیں کہ آیا ایسے اشخاص کی دین متین

کی رو سے کیا حیثیت ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور جو لوگ ایسے امام کو جھوٹا سمجھتے ہوئے دھوکا دہی کی خاطر اس کو سچا بتاتے ہیں ان کی دین متین کی رو سے کیا حیثیت ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال امام مسجد موصوف نے ایک دفعہ ایک زمین کو بموجب فروخت کرلیا اور رقم وصول کرلی تو بیع تام ہوگی اور اب وہ زمین کا مالک نہ رہا۔ لہٰذا اس کا اس زمین کو دوسری جگہ فروخت کرنا قطعاً ناجائز ہے اور پھر جبکہ امام نے جھوٹ بول کر اس سودا سے سرے سے انکار کردیا تو اس سے یہ شخص فاسق ہوگیا اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا اس کی بجائے کسی اور دیندار امام کو مقرر کیا جائے اور اس کو جھوٹا جانتے ہوئے اس کو سچا کہنا بھی حق کو چھپانا اور جھوٹ بلکہ موجب فسق ہے۔ لہٰذا امام موصوف کا اور دیگر متعلقین کا اپنے جھوٹ سے توبہ تائب ہونا ضروری ہے۔ لقوله عليه السلام والكذب يهلك الحديث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اولیاء کرام کو تصرفات اور کون ومکان کے مالک سمجھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اولیاء کرام کے بارے میں کہتا ہے کہ ان کو تصرف کا اختیار ہے اور سیاہ وسفید کے مختار بنا دیے جاتے ہیں۔ ما کان وما یکون اور لوح محفوظ کا علم دیے جاتے ہیں۔ مشرق مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کرتے ہیں۔ بہرصورت یعنی زندگی اور موت کے بعد دور نزدیک کے ان سے مدد مانگنے والے کی مدد کرتے ہیں۔ ان کو دور نزدیک سے پکارنا جائز ہے اور کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں اور ہمارے سامنے حاضر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بطریق اولیٰ دور ونزدیک سے مدد کے لیے پکارنا جائز ہے اور علم غیب جانتے ہیں اور کہتا ہے کہ ظاہری اور باطنی نعمتیں بانٹنے اور بادشاہوں کو بادشاہ اور امیروں کو امیر کرنے میں حضرت علی کا بڑا دخل ہے یا علی مشکل کشا یا شیخ عبدالقادر جیلانی المدد پکارتا رہتا ہے۔ کیا ایسے شخص کو خالص سنی حنفی مسلمان جان کر اسے امام بنانا اور اس کو رشتہ دینا اور اس سے دوستی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مندرجہ بالا عقائد میں سے اکثر محض باطل اور قرآن وسنت کی صریح تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ایسے عقائد رکھنے والے سے حبط اعمال کا عظیم خطرہ ہے۔ ان سے اجتناب لازم ہے۔ ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے اور اس کے ساتھ دوستی محض اس کی اصلاح کی خاطر درست ہے۔ بعد از اصلاح عقائد دوستی اور رشتہ وغیرہ تعلقات رکھنے چاہئیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اذان کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنا، کیا حضور کی کوئی نماز قضا ہوئی تھی
سنی مرد کا شیعہ عورت سے نکاح کرنا، کیا حضور نے کبھی سحری کھانے کے بعد غسل فرمایا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ (۱) اذان کے بعد کلمہ طیبہ یا دعا پڑھنا جائز ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کبھی قضا ہوئی ہے۔

(۳) شیعہ عورت کے ساتھ سنی مرد کا نکاح جائز ہے۔

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھانے کے بعد صبح صادق ہونے پر غسل کیا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) جائز ہے۔ کما فی الدرالمختار باب الاذان ص ۳۹۸ ج ۱ ويدعوا عند فراغه بالوسيلة لرسول الله صلى الله عليه وسلم وفي ردالمحتار اى بعد ان يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم كما رواه مسلم وروى البخارى وغيره من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آت محمدن الوسيلة والفضيله وابعثه مقاما محمودن الذى وعدته حلت له شفاعتى يوم القيامة الخ

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ليلة التعريس میں صبح کی نماز اور یوم الخندق میں چار نمازیں (ظہر، عصر، مغرب، عشاء) قضا ہوئی تھیں۔ کما فی المشکوٰة ص ۶۷ جاء فی حديث ليلة التعريس وامر بلالا فاقام الصلوٰة فصلى بهم الصبح فلما قضى الصلوٰة قال من

نسی الصلوٰة فلیصلها اذا ذکرها الحدیث.

وفی ردالمختار تحت قوله لانه علیه السلام اخرها یوم الخندق، وذلک ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ما شاء الله تعالیٰ فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (ردالمختار باب قضاء الفوائت ص ۶۲ ج ۲.

(۳) شیعہ عورت اگر کسی مسئلہ ضروریہ کی انکاری ہو۔ مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کی قائلہ ہو یا حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کی قائلہ ہو یا تحریف قرآن کی قائلہ ہو یا صحبت صدیق رضی اللہ عنہ کی انکاری ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت (قذف) لگاتی ہو یا سب صحابہ کو جائز اور کار خیر سمجھتی ہو تو یہ کافرہ ہے اور اس کے ساتھ سنی مرد کا نکاح جائز نہیں اور اگر اسلام کے کسی مسئلہ ضروریہ کی انکاری نہ ہو تو یہ مسلمہ شمار ہوگی اور اس کا نکاح مسلمان مرد سے جائز شمار ہوگا۔ اگر چہ ایسے شیعہ کے ساتھ بھی مناکحت نہ کی جائے کیونکہ اس میں بھی متعدد شرعی قباحتیں موجود ہیں۔ کما قال ابن عابدین فی ردالمحتار ص ۴۶ ج ۳

وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما کان یفضل علیا او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر (باب المحرمات) الخ واللہ اعلم

(۴) کسی روایت سے ثابت نہیں۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص نے روزہ کی نیت کیے بغیر سحری کھائی اور پھر عمداً دن کو کھانا کھایا کیا کفارہ لازم ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے رمضان میں سحری کھا کر روزہ کی نیت نہیں کی تھی بلکہ بغیر نیت کے سحری کھائی۔ اس کے بعد اس نے دوپہر سے پہلے دس بجے کے قریب کھانا کھا لیا اس آدمی پر کفارہ واجب ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

کفارہ لازم ہوتا ہے روزہ توڑنے پر اور روزہ بدون نیت کے متحقق نہیں ہے۔ لہٰذا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس شخص پر کفارہ نہیں ہے۔ البتہ صاحبینؒ و دیگر آئمہ کے ہاں کفارہ لازم ہے۔ درمختار میں او اصبح غیر ناوللصوم فاکل عمدا ص ۴۰۳ ج ۲ کو عدم کفارہ کی صورتوں میں لایا ہے۔ نیز فتح القدیر میں بھی اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد یوں تعلیل کی گئی ہے۔ ولابی حنیفة ان الکفارة تعلقت بالانساء وهذا امتناع اذ لا صوم الابنیَّة فتح القدیر ص ۲۸۹ ج ۲ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۳ صفر ۱۳۷۹ھ

قبروں اور مزاروں پر کھانا پکانا اور کھانا، عورت کا بغیر کسی وجہ شرعی شوہر کا نافرمان ہونا، ہندوؤں کی زمین میں کاشت کاری اور وہ موجود نہیں ہیں اب محصول کس کو دیں، عرس کی شرعی حیثیت واضح فرمائیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ہمارے دیار میں مقبروں اور راستوں پر ذبائح اور روٹیاں پکاتے ہیں اور وہاں مقبروں میں کھاتے ہیں اور نذور منواتے ہیں اور یہ تاویلات کرتے ہیں کہ ہم مردوں کے لیے نہیں کرتے بلکہ یہاں پر ہم اپنے کھانے کے لیے پکاتے ہیں۔ کیونکہ ہم شہر کو نہیں پہنچ سکتے۔ یہ امور علی الدوام مروج ہیں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے شرک ہے یا غیر شرک ہے۔

(۲) ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ بغیر موانع شرعی گزارہ نہیں کرتی۔ خاوند نے چند دفعہ لانے کی کوشش کی مگر عورت پھر اپنے خاوند کے گھر سے بھاگ جاتی ہے اور بعض اوقات غیر محرم کے گھر چلی جاتی ہے۔ اس عورت کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

(۳) ہمارے دیار میں لوگ ہندوؤں کی زمین بوتے ہیں اور یہاں پر ہندو موجود نہیں تو ہندوؤں کا حصہ کس کو دیا جائے گا۔

(۴) فی زماننا عرس بدعت حسنہ ہے یا سیئہ اگر مزار وغیرہ موجود نہ ہوں۔

﴿ج﴾

(۱) نذر اگر لغیر اللہ بنام صلحاء ہے تو حرام اور معصیت ہے اور اگر نذر نہیں صرف اولیاء وصلحاء کا تقرب مقصود ہے تب بھی حرام ہے اور اگر اولیاء وصلحاء وصاحب قبر کا بالکل خیال نہ آئے اور ان کا تقرب مقصود نہ ہو صرف مقصود نذر اللہ ہو لیکن اس نذر کو اس مقبرہ کے پاس والے فقراء کو بوجہ مصرف نذر ہونے کے کھلانا مقصود ہو اور وہ صرف وہاں کے فقراء کو کھلا دیں نہ خود کھائیں اور نہ اغنیاء کو کھلائیں تو جائز ہے اور طعام ان فقراء کے لیے حلال ہے لیکن موجودہ زمانہ میں آخری صورت نہیں ہوتی۔ بحر الرائق کا باب الاعتکاف ص ۲۹۸ ج ۲ میں ہے۔ واما النذر الذی ینذرہ اکثر العوام علی ماھو مشاھد (الی ان قال) فاذا علمت ھذا فما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت وغیرھا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقرباً الیھم فحرام باجماع المسلمین مالم یقصدوا بصرفھا للفقراء الاحیاء قولاً واحداً الخ۔

(۲) یہ عورت سخت گنہگار ہے۔ اسے توبہ کرنا لازم ہے اور اس کے اولیاء پر لازم ہے کہ اسے مجبور کر کے خاوند کے حوالہ کر دیں۔

(۳) ہندوؤں کی زمین اگرچہ استیلاء کے ساتھ مملوکہ ہو جاتی ہیں لیکن موجودہ گورنمنٹ نے بعض زمینوں کو تو مستقل الاٹ کر دیا ہے وہاں تو ملکیت تامہ ہوگی اور جہاں عارضی الاٹ ہے جیسا کہ اکثر زمینوں میں ہے وہاں حکومت ابھی تک ہندوؤں کے حق کو تسلیم کرتی ہے۔ اب اس صورت میں حکومت ان کی وکیل ہے۔ حکومت کے حوالہ کر دی جائے۔

(۴) عرس مروجہ بدعت سیئہ ہے۔ صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں اور نہ سلف صالحین کا معمول ہے۔ اس لیے ایک مخصوص دن کا تعین کرنا بدعت ہے جس سے اجتناب لازم ہے واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ صفر ۱۳۷۸ھ

جو رقم باپ نے بیٹے کو حج کے لیے دی ہو دوسرے بھائی کا اس میں سے حق طلب کرنا

﴿س﴾

ایک باپ کے تین بیٹے ہیں جو ملازم سرکار ہیں۔ باپ بھی ملازم تھا اب پنشن پر ہے۔ ایک سال پہلے باپ بیٹے اکٹھے زندگی بسر کر رہے تھے۔ ۴/۵ سال قبل باپ اور بڑے بیٹے نے درخواست حج بیت اللہ شریف کے لیے

دے دی تھی بیٹے کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا اور باپ رہ گیا تھا تو مشترکہ کھاتے میں بڑے بیٹے نے حج پڑھ لیا۔ بھٹو صاحب کی حکومت کے پہلے سال والد نے درخواست مشترکہ کھاتے میں سے دے دی اور حج پڑھ لیا۔ ایک سال ہونے کو ہے کہ تینوں بھائی علیحدہ ہو گئے ہیں۔ باپ ان سے خرچہ لیتا ہے اور پنشن اپنے پاس رکھتا ہے۔ اس سال باپ کو سرکاری طور پر چار ہزار روپے قرضہ ملا جو پنشن سے دس سال تک وضع ہوتا رہے گا۔ اگر خدانخواستہ موت واقع ہو گئی تو سرکار معاف کر دے گی لیکن اس کے بیٹوں سے وصول نہیں کرے گی۔

باپ نے منجھلے بیٹے کو کہا کہ کچھ رقم میں دیتا ہوں اور بقیہ خود تلاش کر کے اس سال حج کے لیے دے دو تاکہ بڑا قرضہ مجھ پر نہ رہے۔ چھ ہزار روپے باپ نے دیے اور بیٹے نے دو ہزار روپے اکٹھے کر کے اس سال رقم بنک میں جمع کرا دی۔

جب بڑے بیٹے کو پتہ چلا کہ باپ نے اتنی بڑی رقم میرے دوسرے بھائی کو دے دی ہے تو اس نے اپنا حق طلب کیا اور کہا کہ اس رقم میں میرا بھی حق ہے۔ باپ نے کہا بڑے بیٹے کو کہ میں نے تجھے حج کے لیے رقم دی تھی تم حج پڑھ آئے ہو۔ اب منجھلے بیٹے کی باری ہے اس کے بعد چھوٹے بیٹے کو رقم دوں گا اور وہ بھی حج کرے گا۔ اس پر بڑا بیٹا باپ سے بولتا تک بھی نہیں ہے۔ کیا باپ کو منجھلے اور چھوٹے بیٹے کو حج کے لیے رقم دینے کی اجازت ہے یا نہیں۔ اگر دے دی تو شرعاً مجرم ہوگا یا نہیں؟ کیا بیٹوں کو شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ باپ سے حق طلب کریں اور حج کے لیے رقم مانگ کر حج کریں۔

سعید احمد مہار بمعرفت صوفی غلام نبی کمبوہ تحصیل علی گڑھ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بیٹوں کو حج کے لیے رقم دینا شرعاً باپ کے ذمہ لازم نہیں۔ بڑے یا منجھلے بیٹے کو جو باپ نے حج کی رقم دی ہے وہ والد کی طرف سے تبرع اور احسان ہے۔ اب بھی چھوٹے بیٹے کو حج کے لیے رقم دینا لازم نہیں۔ بڑے بیٹے کا مطالبہ کرنا درست نہیں اور اس مطالبہ کی بنا پر باپ سے قطع تعلق کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ بیٹے پر لازم ہے کہ باپ کو راضی کرے اور توبہ تائب ہو جائے۔ حکومت کی طرف سے پنشن کی صورت میں جو قرض باپ کو ملا ہے وہ باپ کی ملکیت ہے اور بیٹوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔ بیٹوں کا اس رقم سے جو باپ نے دیے ہیں حج کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ صفر ۱۳۹۴ھ

جنازہ اگر فرض نماز کے وقت آ جائے تو فرض نماز پہلے اور نماز جنازہ بعد میں پڑھی جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دن کے ساڑھے چار بجے تھے۔ عصر کی اذانیں ہو چکی تھیں۔ ایک مسلمان کا جنازہ آیا جنازے کے ساتھ حاضرین میں اختلاف ہوا کہ پہلے فرض عین یعنی نماز عصر ادا کی جائے اور بعد میں فرض کفایہ یعنی جنازہ ادا کیا جائے یا پہلے جنازہ ادا کیا جائے بعد میں نماز عصر۔ اس اختلاف کی بنا پر اکثر نے گویا تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں نے پہلے نماز عصر ادا کی پھر نماز جنازہ ادا کی اور بیس آدمیوں نے پہلے نماز جنازہ پڑھی بعد میں نماز عصر ادا کی۔ ان ڈیڑھ سو آدمیوں کے اندر کہ جس تعداد میں میت کا ولی بھی شامل ہے کیا ان کثیر تعداد مسلمانوں کا یہ عمل درست ہے۔

ایچ ایچ ٹیلر ابدالی روڈ ملتان شہر

﴿ج﴾

اگر وقتی نماز کے ساتھ نماز جنازہ بھی جمع ہو جائے تو پہلے فرض نماز مع سنت کے پڑھ لیں اور اس کے بعد نماز جنازہ کی نماز پڑھ لیں۔ ولی اور غیر ولی سب کے لیے حکم برابر ہے لیکن اگر کسی ضرورت سے جنازہ کی نماز پہلے پڑھ لی جائے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ پہلے فرض کی نماز پڑھ لیں۔ **وتقدم صلاتها على صلاة الجنازة اذا اجتمعا الخ لكن فى البحر قبيل الاذان عن الحلبى الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة (الدر المختار مع شرحه ردالمختار باب العيدين ۱۶۷ ج ۲** پس بنابریں ان کثیر تعداد مسلمانوں کا یہ عمل درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذوالحج ۱۳۹۰ھ

مدرسہ کا نظم و نسق اور انتظامیہ کو تبدیل کرنے کے متعلق سوال و جواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب نے کچھ عرصہ سے عوام کی امداد پر درس کا اجرا کیا ہوا ہے اور اس درس کے نام کچھ زمین اور ایک رہائشی مکان بھی ہے۔ مولوی صاحب کی سخت مزاجی و بے تنظیمی کی وجہ سے مدرسہ کے طالب علم اور قاری صاحبان تنگ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کافی لوگ بدگمان ہو چکے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ مولوی صاحب نے مدرسہ کو ذاتی جائیداد بنا رکھی ہے اور آمدنی کا ذریعہ

بنایا ہوا ہے۔ اس بدگمانی کی وجہ سے مدرسہ اتنا تنزل پذیر ہو گیا کہ قاری صاحب کی تنخواہ بھی بروقت ادا نہ ہو سکتی ہے۔ طالب علموں کی گزر اوقات (جو کہ ایک یا دو تھے) نا دیدنی کے تھی۔ چند ہم خیال مذہبی لوگوں نے درس کی حالت زار دیکھ کر مدرسہ کی ارتقاء کی خاطر ایک مجلس عاملہ قائم کی جو دس بارہ آدمیوں پر مشتمل تھی اور یہ مجلس عاملہ مولوی صاحب کے اس عہد پر قائم کی گئی کہ میں مجلس عاملہ کی پوری پابندی کروں گا اور ذاتی مداخلت نہیں کروں گا۔ اس مجلس عمل نے ایک دوسرے مولوی صاحب کو جنہوں نے مجلس عاملہ بنانے اور لوگوں کو مدرسہ کی طرف راغب کرنے میں کافی دلچسپی لی تھی ناظم مدرسہ بنایا اور سابق مولوی صاحب کو سفیر اور باقی محاسب و خزانچی و سیکرٹری صاحبان مقرر کیے گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں مدرسہ کی آمدنی میں کافی اضافہ ہوا۔ طالب علموں کی تعداد آٹھ تک پہنچ گئی۔ قاری صاحب کی تنخواہ میں اضافہ ہوا اور خیال تھا کہ اس کو کتابی مدرسہ بنائیں گے۔ ایک دو مولوی صاحبان ہوں گے اور تیس چالیس کے قریب طلبہ۔ دو اڑھائی ماہ مدرسہ بخیر و خوبی چلتا رہا۔ تقریباً دو ہزار کے قریب رقم اکٹھی ہوئی لیکن بعد میں کل رقم یا کچھ رقم خزانچی کے پاس رکھنے اور نہ رکھنے پر اختلاف ہو گیا اور یہ مسئلہ مجلس عمل کے سامنے رکھا گیا۔ مجلس عمل نے فیصلہ دیا کہ تین چار صد روپیہ خزانچی کے پاس رکھا جائے اور باقی کسی امین کے پاس لیکن اس مسئلہ کو خزانچی صاحب ذاتی توہین سمجھ کر اختلاف کا بیج بونے لگے۔ پہلے مولوی صاحب نے اس موقع کو غنیمت جان کر اعلان فرمایا کہ میں مجلس عمل کو نہیں مانتا۔ یہ مدرسہ میرا ذاتی ہے اور نہ موجودہ ناظم کو تسلیم کرتا ہوں۔ صرف دو تین آدمی جن کو ذاتی فائدہ پہنچتا تھا پہلے مولوی صاحب کے ساتھ رہے باقی سب متنفر ہو گئے اور اب دوسرے ممبران کا خیال ہے کہ دوسرا مدرسہ بنایا جائے اور اپنی کوشش جاری رکھی جائے۔ بنابریں عرض ہے کہ (۱) جو رقم ہمارے پاس ہے ہم دوسرے مدرسہ پر خرچ کر سکتے ہیں۔

(۲) کیا دی ہوئی رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

(۳) مولوی صاحب کے لیے یہ جائز ہے کہ ذاتی ملکیت بنا کر مجلس عمل کو ختم کر دے۔

(۴) کیا ہم مفاد عامہ و علم دین کی خاطر اسے ہٹا کر کسی دوسرے مولوی صاحب کو تعینات کر سکتے ہیں یا مدرسہ کی زبوں حالی برداشت کرتے رہیں اور خاموش رہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) جو رقم اس مدرسہ کے چندہ سے آپ کے پاس بچ گئی ہے وہ رقم معطین کی اجازت سے دوسرے مدرسہ میں خرچ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر یہ بات یقینی ہو جائے کہ موجودہ مولوی صاحب اس رقم کو یقیناً اپنے مصرف پر خرچ کرتے ہیں پھر بھی ان سے لے کر دوسرے کسی دینی ادارہ میں صرف کر سکتے ہیں۔

(۲) مولوی صاحب کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی ذاتی نفع ونقصان کے لیے مجلس عمل کو ختم کردے۔ البتہ مجلس عمل کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ محض ادارے کے نفع ونقصان کے لیے کسی مدرس یا مجلس عمل کے کسی رکن کو مجلس عمل سے خارج کردے۔ مولوی صاحب کو یہ حق قطعاً نہیں پہنچتا کہ وہ ایک دینی ادارہ کو اپنے نفع ونقصان کے لیے استعمال کرے۔ اس مسئلہ میں بہتر صورت یہ ہے کہ کئی دیندار سمجھدار آدمیوں کو ثالث مقرر کرلیں اور وہ دونوں فریق کے بیانات واعتراضات سن لیں اور پھر دینی ادارہ کو جس صورت میں فائدہ ہو اسی طریقہ سے ان کے مابین مصالحت کردیں اور ایک دینی ادارہ کو زبوں حالی سے بچائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

نماز جنازہ کو دوبارہ پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک میت کا جنازہ متولی اور قریبی رشتہ دار ادا کرچکے ہیں کیا دوسرے لوگ اعادہ جنازہ کرسکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد محمود امام مسجد تھانہ وہاڑی ضلع ملتان

﴿ج﴾

میت کے اولیاء اور قریبی رشتہ داروں کے نماز جنازہ ادا کرلینے کے بعد دوسرے لوگوں کو نماز جنازہ کا اعادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جن کا حق تھا وہ ادا کرچکے ہیں اور فرض کفایہ ادا ہوگیا ہے اور نماز جنازہ کو نفلی ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔ قال فی العالمگیریہ ص ۱۶۳ ج ۱۔ ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة والتنفل بصلاة الجنازة غیر مشروع کذا فی الایضاح وقال ایضاً وان صلی علیه الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده ولو اراد السلطان ان یصلی علیه فله ذالک لانه مقدم علیه ولو صلی علیه الولی وللمیت اولیاء اخر بمنزلته لیس لهم ان یعیدوا کذا فی الجوهرة النیرة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۵ھ

میت کے گھر سے کتنے لوگ کھانے میں شریک ہوسکتے ہیں اور مروجہ قل خوانی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) والدہ یا والد کی وفات کی صورت میں کتنے افراد کھانا کھانے کے اہل ہیں۔ مثلاً لڑکے لڑکیاں وغیرہ۔

(۲) بھائی بہن بیوی یا خاوند کی وفات کی صورت میں کتنے متعلقہ افراد کھانا کھانے کے اہل ہوں گے۔ مثلاً وہ افراد بھی جو خاوند یا بیوی کے رشتہ دار ہوں یا جس گھر میں وفات ہوئی ہو اس میں جتنے ہی آدمی رہتے ہوں وہ سب کھانا کھانے کے اہل ہوں گے یا وہ اشخاص بھی جو سوگ کے لیے آتے ہوں اور کھانا کھانے کا وقت ہوجائے تو کھانا کھاسکتے ہیں۔

(۳) متوفی کے گھر کتنے وقت یا کتنے دن کھانا بھیجنے کا حکم ہے۔

(۴) قل خوانی کی شرعی حیثیت کیا ہے جائز ہے یا ناجائز۔

﴿ج﴾

(۱، ۲، ۳) عالمگیری ص ۱۶۷ ج ۱ ولا باس بان یتخذ لاهل المیت طعام کذا فی التبیین۔ فقہاء کی اس عبارت سے اہل میت کے لیے کھانا کھلانے کو مستحب کہا گیا ہے اس میں یہ کوئی تفصیل نہیں ہے کہ اس طعام میں کن کن لوگوں کو شریک کیا جائے۔ البتہ ظاہر یہی ہے کہ جس گھر میں میت ہے اس گھر کے افراد کو ایک دن رات کا کھانا کھلایا جائے۔

(۴) قل خوانی کا موجودہ طریق شرعاً ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مجرم کا چچا ہونا جرم نہیں ہے بلکہ مجرم سے تعلقات رکھنا جرم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اندریں مسئلہ کہ زید نماز پڑھاتا ہے اور وہ پختہ امام ہے۔ مگر اس کا چچا جس نے ایک عورت جس کا پہلا خاوند موجود ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی یعنی نکاح والی عورت اس کے پاس ہے۔ جس کے دو بچے بھی ہوئے۔ اب زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ حالانکہ زید نے اس کے ساتھ سب تعلقات ختم کردیے۔ یہاں تک کہ بولتے بھی نہیں۔ کھول کر بیان کریں اب اس کے ساتھ شہر والوں کا تعلق رکھنا ٹھیک ہے یا نہ۔ اگر کوئی تعلق رکھے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بعض مولویوں نے کہا ہے کہ اس کے سامنے منہ دیکھنا بھی جائز نہیں۔ تفصیل سے بیان کریں۔ بینوا توجروا

العارض ہادی بخش سکنہ فتح علی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

مجرم کا چچا ہونا جرم نہیں ہے۔ جب اس نے مجرم کے ساتھ تمام تعلقات منقطع کر دیے ہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ البتہ مجرم سے تعلقات توڑنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ حتیٰ کہ توبہ کرے۔ واللہ اعلم

محمود عفی اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امامت میں وراثت نہیں چلتی بلکہ جو اہل ہو اُس کو امام بنانا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک جامع مسجد اوقاف بورڈ کی تحویل میں ہے۔ انہوں نے اس میں زید باتنخواہ خطیب مقرر کیا۔ چند سال بعد زید فوت ہوا بورڈ نے اس میں دوسرا خطیب عمر مقرر کیا جو کہ فاضل دارالعلوم دیوبند و فاضل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ہے اور تین مدارس اسلامیہ کا بلاتنخواہ مہتمم ہے۔ نیز معمر مقرر و مدرس عالم ہے۔ اب زید کا نوجوان بیٹا بکر ہے جس نے پورے طور پر باقاعدہ علوم اسلامیہ کی تکمیل نہیں کی ہے بلکہ ایک مقامی مدرسہ میں ان کا والد باتنخواہ ذمہ دار ملازم اور یہ خود اس میں محرر تھا۔ تو اس نسبت سے سند حاصل کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چونکہ میرا باپ اس جامع مسجد میں خطیب تھا تو یہ حق میرا ہے کہ مجھے وراثت میں دیا جائے اور میری زندگی میں اوقاف بورڈ دوسرا خطیب مقرر نہیں کر سکتا۔

اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا واقعی عندالشرع خطابت میں وراثت ہے کہ باپ خطیب ہو تو اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ضرور بالضرور خطیب بنے گا۔ کیا واقعی بقول بکر بورڈ دوسرا خطیب مقرر نہیں کر سکتا بکر و عمر میں زیادہ مستحق بالخطابت کون ہے۔

﴿ج﴾

امامت میں وراثت نہیں امامت کے لیے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز کو جانتا ہو اور صالح و متقی ہو۔

والاحق بالامامة تقديما بل نصباً الا علم باحكام الصلوٰة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (درمختار باب الامامۃ ص ۵۵۷ ج ۱)

صورت مسئولہ میں بورڈ کا مقرر کردہ امام عمر اگر زیادہ صالح ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ زیادہ احق ہے۔ زید کا بیٹا نفس وراثت کی وجہ سے مستحق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۱ شوال ۱۳۹۲ھ

طلباء کے پاس اگر دوسری جگہ سے طلباء آ جائیں کیا اُن کو مدرسہ کا کھانا کھلانا درست ہے

مدارس کی طرف سے جو سفیر آتے ہیں کیا اُن کو مدرسہ کا کھانا دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) مدرسوں میں اکثر طلباء بیرونی علاقوں کے مثلاً چترال، برما، بنگال، بلوچستان، ایران، پنجاب، سرحد، ہزارہ، گلگت وغیرہ۔ ان طلباء کے ہم وطن طلباء بطور مہمان یا ایسے طلباء جو مدرسے میں داخلے کے لیے آتے ہیں کیا ان طلباء کے لیے مدرسے سے طعام دینا ایک دو یا تین دن کے لیے جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ طلباء جو مدرسے میں مقیم ہوتے ہیں اور باہر سے آنے والے دونوں مفلس ہوتے ہیں۔

(۲) مذکورہ بالا مہمان مسافر طلباء کے علاوہ دوسرے مہمان رشتہ دار جو طلباء سے ملنے کے لیے آتے ہیں۔ ان کا طعام مدرسے سے جائز ہے یا نہیں۔

(۳) دیگر مدارس کے سفراء جو چندوں کی غرض سے آتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مدرسے سے تنخواہ یا مقررہ کمیشن لیتے ہیں کیا مدرسے سے ان کو طعام دینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) واضح رہے کہ مدارس میں جمع شدہ اموال بیت المال کے اموال کی طرح امانت المسلمین ہیں۔ مدارس اسلامیہ کے مہتممین ان کے نگران اور عوام کی طرف سے وکیل ہیں۔ اس لیے مہتمم حضرات پر شرعاً یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہر مدرسہ کا روپیہ خصوصاً (مد زکوٰۃ) پوری تحقیق کے ساتھ اس کے صحیح مصرف پر خرچ کریں۔ لہٰذا مہتمم مدرسہ بعد از تحقیق ان طلباء کو جو داخلہ کے لیے آتے ہیں داخلہ ہونے تک اگر کھانا دے تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲) طلباء کے مہمان اگر طلباء ہیں کسی صحیح ضرورت کے لیے اس مدرسہ کے طلباء کو ملنے آئے ہیں تو حق یہ ہے کہ ان طلباء کی مہمانی وہی طالب علم اپنی طرف سے انجام دے اگر وہ طالب علم خود حاجت مند اور مفلس ہے تو مہتمم اگر مدرسہ کے بیت المال سے اس ضیف کی مہمانی دے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

اگر یہ مہمان طالب علم کے والدین یا رشتہ دار یا اقرباء یا اعزہ ہم وطن ہیں اور وہ صرف طالب علم کو ملنے آتے ہیں تو اس میں بھی یہی تفصیل ہوگی۔ طالب علم خود مہمانی دے یا اپنے والدین رشتہ دار و اقرباء کو معذرت کر دے۔ بصورت مجبوری خصوصی حالات میں مہتمم مدرسہ سے کھلا دے تو انشاء اللہ مواخذہ نہ ہوگا۔

(۳) دیگر مدارس کے سفراء کو جب اپنے مدرسے سے سفر خرچ ملتا ہے تو ان کے لیے از خود مناسب نہیں کہ

دوسرے مدرسہ کے بیت المال سے بلا معاوضہ کھانا لیں۔ اگر وہ از خود یہ لحاظ نہ رکھیں بلکہ خواہاں ہوں کہ ہمیں کھانا مفت حاصل ہو تو مہتمم یا تو اپنے گھر سے دے یا ان سے معاوضہ وصول کرے یا احسن طریق سے سمجھائے کہ اس مطبخ سے سوائے طلباء اور کسی کو مفت نہیں دیا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی مدرسہ ہٰذا

ض اور ظا کے مخرج میں کیا فرق ہے
حضور کو حقیقت میں بشر اور صفةً نور سمجھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) حرف (ض) کا مخرج کیا ہے اور جب اپنے مخرج میں ادا ہو تو اس کی آواز (ظاء) اور (دال) دونوں میں سے کس کے زیادہ مشابہ اور نماز کس سے صحیح اور کس سے فاسد ہوتی ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتاً بشر اور صفةً نور مانے تو مسلمان ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) ضاد کا مخرج حافۂ لسان یعنی زبان کی کروٹ داہنی یا بائیں سے نکلتا ہے جبکہ اضراس علیا یعنی اوپر ڈاڑھ کی جڑ سے لگا دیں اور بائیں طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔ مگر بہت مشکل ہے اور اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں اور اس حرف کو دال پر یا باریک دال کے مشابہ جیسا کہ آج کل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خالص ظاء پڑھنا بھی غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پر نرمی کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کر کے ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔ علم تجوید وقرأت کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔ ھکذا فی جمال القرآن۔

(۲) ایسا شخص مسلمان شمار ہوگا کیونکہ بشریت کا قائل ہے جو کہ بنص قرآنی ثابت ہے۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

ایصال ثواب اور قرآن پڑھوا کر اجرت دینے لینے پر مفصل نوٹ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں از روئے شریعت ان کا حکم کیا ہے۔ فقہ حنفی کی کتابوں کے حوالہ ساتھ دے کر تشفی فرمائی جائے کیونکہ ہمارے علاقہ میں ان مسائل کے متعلق سخت اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ ایک فریق بہر حال ان کے کرنے پر مصر ہے اور دوسرا فریق صحیح نہ ہونے کی وجہ سے منع کرتا ہے اور شرائط موجود ہونے کی صورت میں تسلیم کرتا ہے۔

(۱) زندہ لوگوں کی طرف سے میت کے لیے ایصال ثواب کرنا اور کسی نیک عمل کا ثواب بخش دینا جائز ہے تو کن شرائط کے ساتھ۔ تلاوت قرآن پر کوئی دنیوی اجرت لینا کیسا ہے۔ کیا مروج ختم کہ چند ملاؤں کو گھر میں بلا کران سے قرآن پڑھوانا اور پھر اس کے بدلے میں ان کو کچھ رقم دینا یا روٹی وغیرہ کھلانا اور جو قرآن پڑھا گیا اس کا ثواب مردوں کے لیے بخشوانا جائز ہے یا نہ۔

(۳) اسقاط کا کیا حکم ہے اور اس کے صحیح اور تندرست ہونے کی صورت کیا ہے۔

(۴) آج کل جو نماز جنازہ سے فارغ ہو کر قرآن لایا جاتا ہے اور اس میں کچھ رقم بھی رکھنے یا بغیر رکھنے کے لاتے ہیں اور پھر چند لوگ حلقہ بنا کر قرآن مجید کو پھیراتے ہیں۔ جس کو دوران قرآن کہتے ہیں۔ اس کا ثبوت کہیں شریعت میں پایا جاتا ہے یا ایک بدعت ہے جو لوگوں نے از خود پیدا کی ہے۔

(۵) یہاں ایک رسم ہے کہ میت کے ساتھ ایک یا دو جانور (یعنی بکریاں وغیرہ) قبرستان میں لاتے ہیں اور پھر ذبح کر کے گوشت لوگوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیا یہ عمل درست ہے یا شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) جمہور اہل اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ میت کے لیے ایصال ثواب جائز اور درست ہے۔ خواہ بدنی عبادت کا ثواب ہو خواہ مالی عبادت کا ثواب ہو۔ البتہ بدنی عبادت میں (مثلاً نماز، روزہ، تلاوت قرآن مجید وغیرہ) حضرت امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ اختلاف کرتے ہیں مگر اکثر موالک وشوافع اس مسئلہ میں دوسرے آئمہ کی طرح جواز کے قائل ہیں۔ لہٰذا حق اور اقرب الی الصواب یہی بات ہے کہ مالی وبدنی ہر قسم کی عبادات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے مگر اس کے صحیح ہونے کے لیے چند بنیادی اور اصولی شرطیں ہیں کہ جب تک وہ نہ ہوں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ شرطیں یہ ہیں کہ (۱) میت مسلمان صحیح العقیدہ ہو۔ گو کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اور اسی

طرح ایصال ثواب کرنے والا بھی مومن مسلمان ہو ورنہ سب محنت رائیگاں جائے گی۔

(۲) ریاء ونمود وشہرت اور اپنی مصنوعی عزت اور ناک کی حفاظت کا ہرگز خیال نہ ہو اور نہ لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچنے کی فکر ہی دل میں ہو۔ خیرات میں من واذی بھی نہ ہو۔

(۳) جو مال صدقہ میں دیا جائے وہ حلال وطیب ہو خبیث وناپاک نہ ہو اور نہ کسی غیر صدقہ کرنے والے کا حق اس کے متعلق نہ ہو۔

(۴) جس مال کا صدقہ وخیرات دی جاتی ہے۔ اس میں کوئی وارث غائب اور نابالغ بچہ نہ ہو بلکہ صدقہ کرنے والے کا ذاتی مال ہو یا تقسیم میراث کے بعد اپنے حصے سے ہو۔ ورنہ اس کا صدقہ بلا خلاف جرم اور موجب عذاب خداوندی ہوگا۔

(۵) جو قرآن مجید پڑھا جائے وہ بلا معاوضہ وبلا اجرت پڑھا جائے۔

(۶) اپنی طرف سے دنوں اور خاص کیفیتوں کا تعین نہ کیا جائے اور نہ کھانے کا اقسام میں یہ تعین ہو۔

یہ کھانا صرف فقراء اور مساکین کو دیا جائے۔ اغنیاء اور برادری کا خیال نہ رکھا جائے۔

(۷) یہ امور اکثر ایسے ہیں کہ جن میں کسی ادنیٰ کلمہ گو کو شک وشبہ نہ ہوگا کیونکہ قرآن واحادیث سے ان کا ثبوت بخوبی واضح ہے۔ بعض دعاوی کے دلائل مختصر سن لیجیے۔ قرآن کریم میں ہے ولا تیمموا الخبیث الآیہ حدیث شریف میں ہے۔ لا یقبل اللہ صدقة من غلول ای من حرام ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ ولو علم الفقیر انه من مال الحرام ودعاله وامن المعطی کفرا (شرح فقہ اکبر ص ۲۳۲ طبع کانپوری) امام قاضی خان تحریر فرماتے ہیں۔ وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسناً اذا کانو (ای الورثة) بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذوا ذالک من الترکة قاضی خان ص ۴۰۵ ج ۳ نولکشور) اور علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ حدیث جریرؓ یدل علی الکراهة سیما اذا کان فی الورثة صغار او غائب ص ۲۴۱ جلد ۲ اور ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ بل صح عن جریر کنا نعده من النیاحة وهو ظاهر فی التحریم قال الغزالی ویکره الاکل منه قلت هذا اذا لم یکن من مالم الیتیم او الغائب والا فهو حرام بلاخلاف (مرقات ص ۱۵۱ ج ۱) ابن ماجہ اور احمدؒ نے جریرؓ کی حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے کہ کنانری الاجتماع الی اهل المیت وصنعة الطعام من النیاحة (ابن ماجہ ص ۱۱۷ اسند احمد) ان عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ میت کے وارثوں میں اگر سب ہی بالغ اور حاضر ہوں تب بھی ایسا کھانا مکروہ ہے۔ بلکہ بظاہر حرام اور اگر میت کے وارثوں میں کوئی نابالغ اور غائب وارثا موجود ہے تو بالاتفاق ایسا کھانا حرام ہوگا اور فقراء کے لیے بھی ویسا کھانا ناجائز ہوگا۔ حاصل یہ ہوا مسطورہ بالا شرائط کو ملحوظ رکھ

کر میت کے لیے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ ورنہ اگر ان میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو تو ناجائز ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں ایصال ثواب کا اتنا چرچا نہ تھا جتنا کہ آج کل ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہر انسان اپنی زندگی میں شریعت پر عمل کرنے کا مکلف ہے۔ مرنے کے بعد جو کچھ بھی ورثہ اس کے لیے کریں۔ اس کا فائدہ اگر چہ ہے مگر بنسبت اس عمل کے جو وہ خود کر کے ساتھ لے جائے بہت کم ہے۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک دینار جو اپنے ہاتھ سے دے دے بہتر ہے ان ہزار دینار سے جو تیرے رشتہ دار تیرے مرنے کے بعد دے دیں خوب سمجھ لو۔

(۲) اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید کا پڑھنا ایک بہت عمدہ عبادت ہے اور پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بھی بخشا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایصال ثواب کے لیے جو قرآن پاک پڑھا گیا ہو اس پر اجرت نہ لی گئی ہو خواہ اجرت پہلے طے کی گئی ہو یا طے نہ کی گئی ہو مگر عرف اور رواج سے یہ معلوم ہو کہ کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا۔ لان المعهود کالمشروط دیکھئے تحقیق کے لیے فتاویٰ شامی فقہاء احناف نے عدم جواز تلاوت قرآن بالاجرت کی خوب وضاحت کی ہے۔ چنانچہ تاج شریعت محمود بن احمد الحنفیؒ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ ان القرآن لا یستحق بالاجرة الثواب لا للمیت ولا للقاری اور علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں کہ الأخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لایجوز الدر المختار مع ردالمختار ص ۵۶ ج ۶ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ آنکہ شخصے برائے ختم نمودن بمزدوری بگذاندو ثواب آن بمستاجر برسید این صوت نزد حنفیہ جائز نیست ونزد شوافع حوالے وتفصیلے دارد فتاویٰ عزیزی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ثم قراء القرآن و اهداها له تطوعاً بغیر اجرة تصل الیه شرح فقہ اکبر ص ۱۳۱ طبع کانپور) علامہ صدر الدین علی ابن الاذرعی الدمشقی الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں واما استیجا رقوم یقرؤن القرآن و یهدونه للمیت فهذا لم یفعله احد من السلف ولا امر به احد من ائمة الدین ولا رخص فیه والاستیجار عن نفس التلاوة غیر جائز بلا خلاف شرح عقیده الطحاویه ص ۲۸۶ طبع مصر۔ بدعتوں کے سردار احمد رضا خان نے بھی ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ الجواب: تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے الخ احکام شریعت حصہ اول ص ۶۳ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے پس جو کچھ ملاؤں کو دیا جاتا ہے۔ وہ اجرت ہے ان کے پڑھنے کی اور جو پڑھائی اجرت پر ہوتی ہے اس کا ثواب نہیں ہوتا نہ پڑھنے والے کو اور نہ مردہ کو لہٰذا ان کا یہ فعل بالکل باطل ہے اور لینا دینا دونوں حرام ہے اور موجب ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ لہٰذا اس کام کا ترک واجب ہے۔ اگر بوجہ اللہ ثواب پہنچانا منظور ہے۔ تو ہر شخص اپنے مکان پر پڑھ کر اس کا ثواب پہنچا دے (فتاویٰ

رشید یہ ص ۸۴ج) فائدہ کسی بیمار کو اور مصیبت زدہ وغیرہ پر پڑھ کر یا تعویذ لکھ کر اجرت لینا جائز ہے۔ حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے مگر یہاں تو سوال اس تلاوت کا ہے جو بطور ایصال ثواب کے ہو نہ کہ مطلق تلاوت کا مذکورہ حوالجات سے مروجہ ختم کا عدم جواز فی الشرع خوب واضح ہوا۔

(۳) یہ بات پہلے سوال کے جواب میں آ چکی ہے کہ میت کے لیے ایصال ثواب اور صدقہ کرنا جائز ہے اور نصوص شرعیہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے مگر ایصال ثواب کا طریقہ وہی معتبر ہوگا جو دلائل شرعیہ سے ثابت ہو اور فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔ ورنہ نفس چند رسومات کے ادا کرتے ہیں مال کے خرچ کرنے کا نام ایصال ثواب نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کچھ قدر ہے اور نہ میت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے بلکہ گناہ کا کام ہے اور گناہ ویسا بھی برا ہے مگر گناہ کو کار ثواب سمجھ کر اس میں اور قباحت ہے بلکہ کفر کا خطرہ ہے۔ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ را مستحسن دانستن از اعظم جنایات است۔ چہ حرام را مباح دانستن منجر بکفر است و مکروہ را حسن پنداشتن یک مرتبہ از انی پائی است شفاعت این فعل را نیک ملاحظہ نمود باید مکتوبات حصہ پانچواں ص ۴۷، بہر حال فقہاء کرام نے صرف اتنا اس بارے میں لکھا ہے کہ کسی مسلمان بالغ اور عاقل کے ذمہ فرض روزہ کے بدلے میں نصف صاع یعنی تقریباً دو سیر انگریزی گندم یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت اس میت کے ورثہ کسی ایسے فقیر کو جو شرعی طور پر مستحق زکوٰۃ ہو۔ میراث میت کے تیسرے حصے میں سے دے دیں مگر ورثہ میت پر یہ تب لازم ہے کہ میت نے مرتے وقت وصیت بھی کی تھی اور اس نے مال بھی چھوڑا تھا اور اگر میت نے وصیت نہیں کی یا اس نے مال نہیں چھوڑا تھا تو پھر وارثوں پر اس کے لیے کوئی فدیہ دینا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ ورثا اپنی طرف سے بطور تبرع واحسان کے اس کے لیے کچھ بطور فدیہ دے دیں تو جائز ہے واجب نہیں۔ قاضی خان میں ہے وعلیہ ان یوصی بالفدیة ویعتبر ذالک من ثلث ماله عند ناوان لم یوص وتبرع الورثة منه جائز ذلک ولا یلزمهم من غیر ایصاء عندنا خلافاً للشافعیؒ قاضی خان ص ۲۰۳ ج ۱ اور جس آدمی کے ذمہ نماز روزے نہیں بلکہ اس نے اپنی زندگی میں سب کچھ ادا کیا تھا یا مجنون تھا یا نابالغ تھا تو پھر اس کے لیے فدیہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں جو شخص ایسا فقیر و غریب ہے کہ اس کے ذمہ نماز و روزہ وغیرہ فرائض ہیں مگر اس کے ترکہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ سب نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا نہ ہو سکے تو فقہاء کرام نے ایسے آدمی کے لیے اپنے قیاس سے یہ حیلہ تجویز کیا ہے کہ جتنی مقدار میں گندم یا اس کی رقم کا اس کا ثلث متحمل ہے تو وہ گندم یا رقم میت کے وارث کسی فقیر کو دے دے پھر فقیر وارث میت کو واپس ہبہ کرے پھر وارث فقیر کو دے دیں حتیٰ کہ اتنی بار یہ معاملہ ہوتا رہے جتنی میں نماز اور روزوں کا اندازہ پورا ہو جائے پھر وارث آخر میں وہ چیز حوالہ فقیر کرے یہ صورت فقہ حنفیہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہے۔ مثلاً کبیری، شامی، نور الایضاح اس سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے نمازوں اور روزوں کا برابر حساب اور تخمینہ لگایا جائے محض رسمی طور پر فدیہ کا کوئی معنی نہیں ہے۔ اپنے

وارثوں کو اس کی صیت کی جائے کہ میری طرف سے میرے ثلث ترکہ میں اتنے فدیہ دے دینا جس کے ذمہ نماز روزے وغیرہ نہیں۔ اس کے لیے معہودہ فدیہ کا کوئی معنی نہیں ہے۔ مذکورہ حیلہ فقراء کے لیے ہے جن کا ثلث ترکہ مقدار فدیہ جو دیا جاتا ہے۔ اس سے کم ہو نوابوں اور خانوں کے لیے نہیں ہے۔ یہ فدیہ صرف حقوق اللہ کا ہے۔ حقوق العباد نہیں کیونکہ حقوق العباد ادا کرنے سے ہی ساقط ہوتے ہیں یا معاف کرانے سے لہٰذا آج کل جو دستور ہے کہ حیلہ اسقاط کے لیے ایک باکرامت گٹھڑی ہوتی ہیں جس میں قرآن کے علاوہ ریز گاری (رقم وغیرہ) بھی ہوتی ہے اور پھیرنے پھرانے کے لیے ایک حلقہ بنا کر پھیراتے ہیں اور چند مخصوص الفاظ کہ کل حقوق الله تعالیٰ بعضها ادا و بعضها بقی الخ یا اس قسم کے الفاظ سے شروع کرتے ہیں پھر وہ رقم بلا حساب اور بلا معلوم کرنے حقوق واجبہ کے اور بلا امتیاز غنی و فقیر تقسیم کرتے ہیں اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اور نہ سلف صالحین نے کیا ہے اور نہ فقہاء کرام نے اپنی کتابوں میں اس کی رخصت دی ہے۔ نہ عقل اس کی تائید کرتی ہے۔ بلکہ اس کا ترک کرنا انتہائی ضروری ہے۔ یہ رسم بد ہر شخص کو معلوم ہیں۔ آخر اس رسم کی ادائیگی کے لیے تو بہت لوگ مقروض ہو گئے ہیں۔ آخرۃ کا وبال تو علاوہ رہا والسلام علی من رسم (اتبع الهدیٰ)

(۴) دوران قرآن کی رسم کے بدعت ہونے اور خلاف شریعت ہونے کا ثبوت ضمنی طور پر تو گزشتہ سوال کے جواب میں آ گیا ہے مگر پھر بھی توضیح کے لیے تھوڑا بہت عرض کیا جاتا ہے کہ اس رسم بد کا ثبوت شریعت اسلامیہ سے کسی صحیح دلیل سے نہیں ہے کہ نماز کے بعد میت کے ساتھ بیٹھ کر قرآن مجید پھیرا جائے تمام احادیث کا ذخیرہ چھان لیجیے کہیں آپ کو اس کا نام و نشان نہیں مل سکے گا۔ شافعیوں مالکیوں و حنفیوں اور حنبلیوںؒ کی معتبر کتابوں کی ورق گردانی کر لیجیے کہیں اس کا ذکر نہیں ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمد کی کتابیں دیکھ لیجیے کہیں اس کا بیان نہ ہوگا۔ فقہ حنفی کی معتبر و مستند فتاووں اور متون اور شروح کو ملاحظہ کیجیے کہیں اس کا پتہ نہ پاؤ گے۔ کتب ظاہر الروایہ کا مطالعہ کیجیے کہیں اس کی جھلک نظر نہ آئے گی۔ صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی سوانح عمریاں ملاحظہ کیجیے کہیں اس کا وجود نہیں ملے گا اور موت کوئی ایسی نادر چیز نہیں جس کا کہیں وقوع نہیں ہوا ہوگا پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں سے کسی نے دوران قرآن کا حیلہ تجویز نہیں کیا۔ بہر حال اس نامنقول و نامعقول حرکت کا چھوڑنا آخرت کے فکر مندوں اور خدا اور رسول سے محبت رکھنے والوں کے لیے اشد ضروری ہے۔ نیکی برباد گناہ لازم کی مثال صادق نہ آئے باقی ناجائز حیلوں کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ مسلمان کو ایسے حیلوں سے پرہیز لازم ہے۔ عن ابی هریرةؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کالا ترکبوا ما ار تکب الیهود فتستحلو امحارم الله بادنی الحیل وهذا اسناد صحیح تفسیر ابن کثیر ص ۲۵۷ ج ۲ باقی فتاویٰ ابو اللیث سمرقندی کے فتویٰ سے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو یہ کوشش اس لیے ناکامیاب ہے کہ اس کی روایت کے راوی سب مجروح ہیں۔ اس کے غلط ہونے کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ آئمہ حدیث نے اپنی معتبر

کتابوں میں کسی نے بھی نقل نہیں کی۔ وقد قال امام البیھقی من جاء الیوم بحدیث لا یوجد عند الجمیع لا یقبل توجیه النظر ص ۲۱۲ فتح المنیب ص ۹۶ مقدمه ابن صلاح ص ۱۰۰

(۵) قبرستان میں جانور لے جانا اگر برائے تقریب اہل المقبرہ کی غرض سے ہوتو یہ شرک اور کفر ہے اور اگر محض بغرض دعوت اور لوگوں کو گوشت کھلانے کے ارادہ سے ہوتو بھی ان مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر یہ حرکت قباحت سے خالی نہیں ہے۔ وہ وجوہ اور دلائل یہ ہیں۔ اس میں مشابہت ان لوگوں کے فعل کے ساتھ جو بغرض قرب باھل المقبرہ قبرستان میں جانور لے جا کر ذبح کرتے ہیں۔ ناجائز کام کے ساتھ بھی ناجائز ہے۔ لقول النبی علیه والسلام من تشبه بقوم فهو منهم او کما قال

(۲) قبرستان میں مطلق کھانا مکروہ ہے۔ یہ بھی کھانے میں داخل ہے۔

(۳) چونکہ اکثر یہ فعل بطور ریا اور لوگوں کے طعن اور تشنیع سے بچنے کے لیے کھایا جاتا ہے اور ایک فعل خود حرام ہے بلکہ شرک اصغر ہے۔ لہٰذا یہ اس وجہ سے بھی ناجائز ہے۔

نیز عام طور پر یہ مال میراث میت سے کیا جاتا ہے اور علی الاغلب میراث میں بچے بھی ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہوتے ہیں اور مال صغیر مع الاجازہ اور مال غائب میں بغیر اذن کے تصرف کرنا حرام ہے۔ پس اس رو سے بھی یہ عمل ٹھیک نہیں نکلا۔

(۵) حدیث اور فقہ کی عبارت سے یہ بات بالتصریح ثابت ہوتی ہے کہ جب کسی کی وفات ہو جائے تو اس کے گھر والے چونکہ صدمہ میں مبتلا ہوتے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ اہل محلّہ اور رشتہ داران کے لیے کھانا تیار کریں اور جو نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا وہ تعزیت بھی کرسکتا ہے۔ مگر میت کے اہل خانہ کا دوسرے لوگوں کے لیے بطور دعوت کھانا تیار کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ حدیث جریرہ رضی اللہ عنہ پہلے سوال کے جواب میں گزر چکی ہے کہ فرمایا کنا نری الاجتماع الی اهل المیت وصنعة الطعام من النیاحة اور منتقی الاخبار میں ہے۔ وصنعة الطعام بعد دفنه کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح میت پر بلند آواز سے رونا اور بین و نوحہ کرنا معصیت ہے اسی طرح میت کے گھر والوں کی طرف سے لوگوں کے لیے بطور دعوت کھانا تیار کرنا بھی معصیت اور گناہ ہے اور نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے اور یہ صحیح حدیث ہے دیکھو فتح القدیر لابن الہمام ص ۴۷۳ ج ۲ وغیرہ اس کے علاوہ فقہاء کرام کی عبارات میں ملاحظہ ہوتا کہ یہ مسئلہ بین طور پر سامنے آ جائے۔ علامہ ابن امیر الحاج مالکی لکھتے ہیں۔ واما اصلاح اهل المیت طعاماً وجمع الناس فلم ینقل فیه شی وهو بدعة غیر مستحب (مدخل) ص ۲۷۵ ج ۳ امام ابن حجر مکی شافعیؒ سے سوال کیا گیا عما یعمل یوم ثالث من موته من تهنیئة والطعام للفقیر وغیرهم وعما یعمل یوم السابع الخ جواب میں جمیع ما یفعل مما ذکر فی السوال من البدع المذمومة (فتاویٰ کبری

ص ۷ ج ۲ علامہ محمد بن محمد بنجی حنبلی تسلیة الصائب اور امام شمس الدین بن قدامہ حنبلی شرح مقنع الکبیر ص ۴۲۶ ج ۲) اور امام موفق الدین بن قدامہ حنبلی واللفظ لہ لکھتے ہیں۔ فاما صنع اهل المیت طعاماً للناس فمکروه لان فیه زیادة علیٰ مصیبتهم وشغلالهم الیٰ شغلهم وتشبیهاً بصنع اهل الجاهلیة مغنی ص ۴۱۳ ج ۲ علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ مذهبنا و مذهب غیرنا کالشافعیة والحنابلة الخ ص ۲۴۱ ج ۲ فقہاء احناف سے میت کے گھر سے طعام کھانا اور تیجہ اور ساتویں اور چالیسویں وغیرہ کا فیصلہ بھی سن لیجیے علامہ طاہر بن احمد حنفی لکھتے ہیں ولا یباح اتخاذ الضیافة عند الثلاثة ایام لان الضیافة عند السرور (خلاصة الفتاویٰ ص ۳۴۲ ج ۲ امام قاضی خان لکھتے ہیں۔ ویکره اتخاذ الضیافة فی هذه الایام وکذا اکلها جامع الرموز کتاب الکراہیۃ ص ۳۲۸ ج ۳ امام حافظ الدین محمد بن شہاب الکرورؒ الحنفی لکھتے ہیں۔ ویکره اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام و اکلها والثالث وبعد الاسبوع والاعیاد ونقل الطعام الیٰ المقابر فی المواسم و اتخاذ الدعوت لقراة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم او القراءة سورة الانعام او الاخلاص فالحاصل ان اتخاذ الطعام عنه قراءة القرآن لاجل الاکل یکره فتاویٰ بزازیہ ص ۸۱ ج ۴ طبع مصری امام نوویؒ شرح المنہاج میں لکھتے ہیں۔ الاجتماع علی المقبرة فی الیوم الثالث وتقسیم اوارد والطعام فی الایام مخصوصة کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشهر الساد ساوالسنة بدعة بحواله انوار ساطعه ص ۱۰۵ ملا علی قاری کلیب والی روایت نقل کر کے لکھتے ہیں قمرر اصحاب مذهبنا من انه یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع مرقات ص ۴۸۲ ج ۵ ان عبارات سے بخوبی اس امر پر صراحت موجود ہے کہ میت کی وجہ سے دنوں کی تخصیص کر کے کھانا پکانا بدعت ہے اور مکروہ ہے اور اس کھانے سے پرہیز بھی لازمی ہے اور ظاہر ہے کہ طعام کا معنیٰ کھانے کا ہوتا ہے اور گوشت کھانے کے اقسام میں سے ہے۔ لہٰذا قبرستان میں جانور لے جا کر ذبح کرنا اگرچہ صحیح ارادہ کے ساتھ ہو اس کو میت کے اہل خانہ کی طرف سے ضیافت اور دعوت سمجھی جائے گی اور یہ ناجائز ہے کیونکہ مذکورہ بالا فتاوی میں سے اکثر میں مطلق ضیافة سے منع کیا گیا ہے۔ گھر کے اندر ہونے کی قید نہیں اور اگر کہیں ہے بھی تو صرف بیان واقع کے لیے نہ احتراز کے لیے چونکہ قبرستان میں لے جانے کی رسم بالکل نہیں ہے۔ اس لیے فقہاء نے بالتصریح اس کا ذکر نہیں کیا ہاں اصولی طور پر اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ جس کو اہل فہم سمجھتے ہیں۔

(۶) قبرستان میں جانور لے جا کر ذبح کرنے کی رسم کی قباحت کی ایک دلیل اور سب سے قوی دلیل یہ بھی ہے کہ صحابہ کرامؓ اور خیر القرون میں سے کسی نے بھی یہ عمل نہیں کیا اور اگر اس میں کوئی خوبی ہوتی تو وہ ضرور کرتے کیونکہ وہ ہم سے کار ثواب عمل کی زیادہ ترغیب رکھتے ہیں جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو اس میں کوئی خوبی نہیں

ہوسکتی۔عبداللہ بن مسعود کیا ہی خوب فرماتے ہیں اورامت کوتاکید کرتے ہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پرچلیں اوران کی خلاف ورزی نہ کریں کیونکہ ان کی اتباع ہی میں فلاح ہے۔وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال من كان مستنا فليستن بمن قدمات فان الحی لاتو من علیہ الفتنة اولئک اصحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً و اعمقها علماً و اقلهاتكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه و لاقامة دينه فاعر فوالهم فضلهم و اتبعوا على اثرهم وتمسكو بما استعطتم من اخلاقهم و سيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواہ رزین مشکوٰۃ شریف ص۳۲ ج۱اور ایک روایت میں ان کے الفاظ اس طرح ہیں۔اتبعوا اثار ناولا تبتدعوا فقد لغیتم (الاعتصام ص۵۴)

پس یہ چھ دلائل ہیں قبرستان میں جانور ذبح کرنے کی ممانعت پرفاعتبروا یا ولی اللباب ہروہ کام جو پیغمبر علیہ السلام نے نہ کیا ہواوراس کا حکم فرمایا ہونہ صراحۃ نہ اشارۃ بدعت ہےاور بدعت گمراہی ہےاور گمراہی جہنم پہنچانے کا باعث بنتی ہے۔آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۷ جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکال دی تو وہ مردود ہوگی۔ مسلمانوں کو دین کے ضروری اور ثابت شدہ کاموں پرعمل کرنا چاہیے۔خودساختہ رسومات سے خدااوررسول خوش نہیں ہوتے۔ ہذہ المسائل صحیحۃ بندہ مولوی دوست محمد والمسائل المذکورہ صحیحۃ بندہ فیض القادر بقلم خودنمبر دو میں میرے نزدیک جواز ہے باقی مسائل جیسے صبغۃ اللہ کہا ہے اسی طرح صحیح ہے رحمت اللہ۔

ہذہ المسائل صحیحہ مولوی محمد شاہ سید، العبد احمد شاہ بندہ شاہ حسین البندہ خاک پائے علماء کرام فضل الرحمٰن سید شاہ بقلم خود عبدالکریم غفرلہ حمید اللہ بقلم خود مولوی حسین خان بقلم خودرسومات مذکورہ بالا کا ترک واجب لیکن اس میں تشدد کہ مفضی الی الفقه ہوجائے میرے نزدیک ٹھیک نہیں۔

میرک شاہ خطیب جامع مسجد بقلم خود

جب ہر ہفتے کوگھر جاتا ہوتو وطن ملازمت میں قصر کرنا چاہیے

آدمی جب تک اپنے شہر کے حدود میں داخل نہ ہوتو مسافر رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید مقام الف کا رہنے والا ہےاور مقام ب میں ملازمت کے سلسلے میں رہتا ہے۔جن کے درمیان تقریباً بیس میل کا فاصلہ ہے زید مذکور مقام الف سے مقام ج کسی کام کے لیے جاتا ہے جو مقام الف سے نوے میل دور ہے۔ پھر مقام ج سے سیدھا مقام ب آجاتا ہے۔اب زید کو جبکہ چار پانچ روز کے بعد مقام الف جانا

بھی ضروری ہے تو مقام ب میں ایسی صورت میں نماز میں قصر کرے گا یا نہ۔

(۲) نیز اگر کسی وقت مقام ب سے شرعی سفر پر چلا جائے اور پھر مقام ب پرآجائے اور مقام الف سے ہوکر نہ آئے تو یہ مقیم ہوگا یا نہ۔جبکہ مقام ب پر پندرہ دن نہ رہتا ہو۔

(۳) سفر سے واپسی وطن اصلی تک صلوٰۃ قصر پڑھنا پڑتی ہے۔وطن اصلی کے کتنا قریب آکر آدمی مقیم ہوجاتا ہے۔میل دومیل یا کم وبیش کتنی مسافت کے بعد اپنے شہر میں آکر وہ مسافر مقیم بن جاتا ہے۔

﴿ج﴾

(۱،۲) دونوں صورتوں میں نماز قصر ادا کرے۔

(۳) جب تک شہر کے حدود ومکانات میں داخل نہ ہو قصر کرے۔فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سفر میں قرآن کریم پاس رکھنا

﴿س﴾

(۱) عرصہ چھ ماہ یا اس سے کم وبیش کے سفر میں قرآن مجید سفر میں اپنے ساتھ جائز ہے یا ناجائز جبکہ سفر ریل بس اور پیدل ہے۔

(۲) ایسے ہی سفر میں نماز قصر پڑھنی چاہیے یا پوری اور سفر کی نماز میں وتر اور سنتیں پڑھنی چاہئیں یا چھوڑ دی جائیں نیز اگر سفر کی نماز قضا ہوجائے تو وہ نماز پوری پڑھی جائے گی یا قصر۔

خادم امیر احمد

﴿ج﴾

(۱) قرآن مجید کو سفر میں خواہ چھ ماہ کا ہو یا اس سے کم وبیش رکھنا جائز ہے جبکہ اس کی بے ادبی کا خطرہ نہ ہو ورنہ ساتھ نہ رکھا جائے۔

(۲) جس شخص نے اپنے گھر سے کم از کم تین دن کی مسافت تقریباً ۴۸ میل سفر کرنے کی نیت کی ہو تو اس شخص کو نماز قصر پڑھنی واجب ہے۔یہاں تک کہ واپس گھر پہنچ جائے یا کہیں دوسرے مقام پر کم از کم پندرہ یوم تک قیام کرنے کا ارادہ کرلے تو نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

سفر میں وتر کی نماز ہر حالت میں پڑھنی واجب اور ضروری ہے اسے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سنتیں سفر میں

مطلقاً نفل بن جاتی ہیں اور اگر دوران سفر میں ہو تو نہ پڑھنا بہتر ہے اور اگر کہیں قیام فرما ہو یا آرام کرنے کے لیے ٹھہر گیا ہو تو سنتیں پڑھنی بہتر ہے اور سفر کی نماز قضا ہونے کی صورت میں جن نمازوں کو قصر پڑھا جاتا ہے قصر ہی قضا کی جائیں گی۔ خواہ حالت سفر میں قضا کرنا چاہیں یا حالت اقامت میں۔ واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وطن ملازمت میں جب تک ۱۵ دن کی نیت نہ کرے گا مسافر رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے اصلی گھر سے چھ میل کے فاصلے پر رہتا ہے۔ ملازمت کے سلسلے میں کیا یہ شخص مدت سفر کے لیے جب جائے اور واپس آئے تو اس ملازمت کی جگہ پر سفر ختم ہوگا یا ضروری ہے کہ سفر کو ختم کرنے کے لیے گھر چلا جائے۔

﴿ج﴾

جائے ملازمت پر مقیم تب شمار ہوگا کہ وہاں مسلسل پندرہ دن قیام کا ارادہ کرے اگر پندرہ دن سے پہلے وطن اصلی جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو مسافر شمار ہوگا۔ جب گھر سے واپس پھر جائے ملازمت پر آئے گا تو مقیم شمار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلسل سفر کرنے والے ڈرائیوروں کے لیے نماز کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ملازم ہے۔ لاری پر یا ٹرک پر وہ مثلاً ملتان لاہور تک روزانہ جاتا ہے یا ایک دوسرے دن جاتا ہے۔ کیا وہ نماز قصر پڑھے یا مکمل نماز پڑھے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر ملتان اور لاہور میں سے کوئی بھی اس کا وطن اصلی نہ ہو تب تو وہ ملتان میں بھی اور لاہور میں بھی قصر پڑھے گا۔ جب تک کہ ان میں کسی جگہ کم از کم پندرہ روز تک رہنے کی نیت نہ کرے اور اگر ملتان یا لاہور اس کا وطن اصلی ہے تو وطن اصلی میں آ کر نماز پوری پڑھے گا اور دوسرے شہر میں قصر کرے گا۔ کما قال فی الهداية ولا

يزال على حكم السفر حتى ينوى الاقامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوما او اكثر (ص ۱۴۶ ج ۱)۔

فتاویٰ دارالعلوم مرتبہ ظفیر ص ۴۵۵ ج ۴ پر ہے۔ ظاہر ہے کہ گارڈ وغیرہ جو روزانہ سفر کرتے ہیں وہ قصر کریں گے اور اہل اخبیہ بھی اہتمام اس وقت کرتے ہیں کہ نیت اقامت کریں اور گارڈ وغیرہ ظاہر ہے کہ نیت اقامت پانزدہ روزہ کی نہیں کرتے الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ٹرین پر خواتین کے لیے بلا محرم سفر کرنا، قربانی کی کھالوں سے مدرسہ کے اساتذہ کو تنخواہیں دینا کیا مدرسہ کے فنڈ میں سے کسی کو قرض حسنہ دیا جا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ

(۱) دور حاضر میں عوام پر غربت و نکبت طاری ہے اور رشتہ داریاں دور دراز ہیں۔ ایسی صورت میں مثلاً ملتان سے کراچی بھیجنا ہے تو کراچی والوں کو وقت سے بیشتر تاریخ اور گاڑی اور وقت سے مطلع کر دیں۔ یہاں سے ہم زنانی سواریاں زنانہ ڈبہ میں ٹکٹ دلا کر بٹھا دیں اور کراچی والے فکر سے اتار لیں تو ریلوے کے حسن انتظام اور اطمینان کے ساتھ یہ سفر بلا محرم جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(۲) ایک ادارہ کی طرف سے دینی تعلیم بالغان کا انتظام ہے۔ اولاً تو ادارہ کے اراکین نے بڑی گرم جوشی سے کام کیا لیکن اب مدرس کی بدولت مدرسہ کا کام تو بدستور ہے۔ مگر دوسرے لوگوں نے امدادی کام ترک کر دیا۔ لہٰذا اس صورت میں مدرسہ کی بقاء کے لیے چرم ہائے قربانی فروخت کرا کے تملیک کے بعد مدرس کی تنخواہیں ادا کی جا سکتی ہیں یا نہیں۔

(۳) مسجد کا مہتمم یا مدرسہ کا ناظم فنڈ میں سے کسی ضرورت مند کو اپنی ذمہ داری پر قرض حسنہ دے سکتا ہے یا نہیں۔
المستفتی ماسٹر خلیق ملتان متصل عام خاص چیتال شہر

﴿ج﴾

(۱) عورت کے لیے بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں آیا ہے ولا تسافرن امرأة الا ومعها

محرم (مشکوٰۃ ۲۲۱)۔ نیز آج کل کے واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ جو عورت بلامحرم سفر کرتی ہے اس کو کہیں نہ کہیں راستہ میں ناز یبا واقعہ درپیش آ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تو شریعت نے سفر حج کی بھی بلا محرم عورت کو اجازت نہیں دی ہے۔ حالانکہ ضروری اور نیک سفر ہے (فتح القدیر ۳۳۰)

(۲) چونکہ قیمت چرم قربانی کا تصدق بطور تبرع واجب ہے اور ظاہر ہے کہ مدرس کو تبرعاً نہیں دیا جاتا لہٰذا یہ تصدق ادا نہ ہوگا۔ البتہ اگر یہ رقم کسی مسکین سے قبضہ کرالے اور وہ مالک کو دے دے تب جائز ہوگا۔ یہ ایک حیلہ ہے۔

(۳) اگر فنڈ کا مال وقف کا مال ہے تو نہیں دے سکتا ہے۔ اگر وقف نہیں ہے تو چندہ دہندگان کی رضا پر موقوف ہے۔ ان کا اگر اعتراض نہیں تو جائز ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلا دینا، نماز میں بحالت قیام ہاتھوں کا باندھنا سنت ہے یا واجب

﴿س﴾

(۱) قرآن شریف کو جو ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے اور قابل استعمال نہیں ہے اس کو حفاظت کی خاطر جلا دینا جائز ہے یا نہ۔ اس سے قرآن کی بے حرمتی مقصود نہیں۔ تو ایسے کام کرنے پر مواخذہ ہوگا یا نہ۔

(۲) نماز میں حالت قیام میں ہاتھوں کا باندھنا واجب ہے، سنت ہے یا مستحب۔ کوئی حالت نماز میں دونوں ہاتھ کھول دے تو نماز ہو جائے گی یا نہ۔ یا ہاتھ چھوڑ کر کوئی نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔ ہاتھ چھوڑنے والے کی اقتدا حنفی کے لیے جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

(۱) قرآن کریم جو ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے حفاظت کی خاطر اس کا جلانا اگرچہ جائز ہے لیکن ترک احوط ہے۔ حفاظت اور احترام کے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی قبرستان میں دفن کیا جائے۔

(۲) نماز میں حالت قیام میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ لقولہ علیہ السلام ثلث من سنن المرسلین تعجیل الافطار و تاخیر السحور واخذ الشمال بالیمین وفی روایة وضع یمین علی الشمال وقولہ علیہ السلام انا معاشر الانبیاء امرنا ان نضع ایماننا علی شمائلنا فی الصلوٰة عن ابی حجیفه عن علیؓ قال السنة وضع الکف فی الصلوٰة تحت السرة. اخرجه

رزین ولان القیام من ارکان الصلوٰة والصلوٰة خدمة الرب وتعظیم له والتعظیم فی الوضع لافی الارسال کما فی المشاهد فکان اولی بدائع الصنائع ص۲۰۱ ج ۱ جو ہاتھ چھوڑتا ہے اس کے متعلق یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کس عقیدہ کے تحت ایسا کرتا ہے۔ اگر وہ دلائل شرعیہ کے تحت اس کو سنت سمجھتا ہے کما هو المنقول من المالکیة تو نماز جائز ہے اور اس کے پیچھے اقتدا بھی جائز ہے اور اگر وہ شیعہ عقیدہ رکھتا ہے اور رافضی ہے تو بوجہ رافضی اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ واللہ اعلم

احمد نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

وطن اقامت کا شرعی سفر سے باطل ہونے کے متعلق مفصل تحقیق

﴿س﴾

میں منڈی بہاؤ الدین میں خطیب ہوں اور مستقل طور پر ملازمت کر رہا ہوں۔ مجھے محکمہ اوقاف کی طرف سے ایک رہائشی مکان بھی ملا ہوا ہے۔ میرے بال بچے بمع گھریلو سامان بھی میرے ہمراہ اس مکان میں رہائش رکھتے ہیں۔ البتہ میرا وطن اصلی سلانوالی ضلع سرگودھا ہے۔ وہیں کا رہنے والا ہوں اور وطن اقامت یہ منڈی بہاؤ الدین ہے۔ ایک عالم فاضل فرماتے ہیں کہ سفر شرعی کے لیے منڈی بہاؤ الدین سے باہر جب بھی میں جاؤں اور پھر واپس منڈی بہاؤ الدین میں آؤں تو نماز قصر کروں تاوقتیکہ واپسی کے بعد منڈی میں ۱۵ یوم ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مثلاً اگر کسی سفر شرعی سے واپسی کے بعد ہفتہ عشرے میں کہیں دوبارہ سفر پر جانا ہو تو قصر لازم ہوگی اور پوری نماز مقتدیوں کو نہیں پڑھا سکتے۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ منڈی بہاؤ الدین میں باقاعدہ رہائش رکھنے اور بال بچے موجود ہونے کے باوجود پھر بھی کیا ہر سفر شرعی سے واپسی کے بعد اقامت شرعی کے لیے پندرہ روز کی نیت کرنا شرط ہے یا نہیں اور منڈی سے باہر اکثر جانا ہی پڑتا ہے اور یہ اسفار مختصر اوقات کے بعد مسلسل ہوتے ہیں تو میں امامت کیسے کرا سکتا ہوں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

فاضل موصوف کا مذکورہ بالا فتویٰ غالباً متون کے مطلق سفر پر مبنی ہے۔ متون کی عبارت یہ ہے کہ ویبطل الوطن الاصلی لا السفرو وطن الاقامة مثله والسفر وا لاصلی (کنز وغیرہ) اس عبارت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے محض خروج بہ نیت سفر اس کے لیے مبطل ہے لیکن اس کے ظاہر کو کافی سمجھنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے محض سفر کرنا ہی مبطل نہیں بلکہ دراصل سفر بصورت ارتحال

مبطل ہے یعنی یہ اطلاق اس وقت ہوگا جبکہ اقامۃ سے بہ نیت سفر جاتے وقت اپنا سامان وغیرہ بھی ہمراہ لے جائے جس سے یہ سمجھا جائے کہ شخص مذکور کا ارادہ فی الحال یہاں واپس آنے کا نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا کیونکہ وطن اصلی سے سفر کرنا ترک توطن بالوطن الاصلی یا اعراض عن التوطن پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اہل وعیال وغیرہ کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جانے والا اس مقام پر واپس لوٹ آنے کے ارادہ سے جارہا ہے۔ حتیٰ کہ اگر وطن اصلی سے جانے والا اہل وعیال سمیت چلا جائے اور دوسری جگہ وطن اصلی بنالے تو پہلے وطن کی وطنیت بھی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مصرح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دراصل بطلان وطن کا مدار سفر مع ترک توطن یا اعراض عن التوطن پر ہے۔ محض خروج بہ نیت سفر پہ نہیں پس جس وطن سے بھی ترک توطن کا عزم کرلیا اور وہاں سے نکل پڑا یا دوسری جگہ وطن بنالیا۔ وہ وطن باطل ہو جائے گا خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت البتہ ان دونوں وطنوں سے سفر کرنے میں عام طور پر ایک فرق ہوا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں اوطان کے متعلق سفر کرنے کا حکم مختلف بتلایا گیا کہ سفر وطن اصلی کے لیے مبطل نہیں اور وطن اقامت کے لیے مبطل ہے وہ فرق یہ ہے کہ وطن اصلی سے سفر عام حالات میں بدون ارادہ ترک توطن ہوتا ہے۔ کسی حاجت کے لیے سفر ہوا واپسی میں پھر وہیں آنا ہوتا ہے اور یہ سفر بہ صورت ارتحال نہیں ہوتا اور وطن اقامت سے سفر عموماً بارادہ ترک توطن ہوتا ہے کیونکہ اصلی رہائش تو کسی دوسری جگہ ہے یہاں قیام برائے حاجت تھا۔ ضرورت پوری ہونے پر یہاں سے جانا ہی ہوگا۔ جیسے اسفار تجارت و ملاقات وسفر حج وغیرہ۔ پس یہ عموماً بصورت ارتحال ہی ہوتا ہے۔ اسی فرق کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ سفر وطن اقامت کے لیے مبطل ہے کیونکہ وطن اقامت کے بارے میں سفر کا عام معروف ومعتاد فرد یہی ہوتا ہے۔ والمطلق اذا اطلق یراد به الفرد الكامل.

پس متون کی تعبیر سفر کے اسی فرد مطلق کے بارے میں ہوگی تمام سفروں کے بارے میں نہیں اور بدائع کی تعلیل سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جو سفر وطن اقامت کے لیے مبطل ہے وہ کون سا سفر ہے اور متون میں اس مقام پر جو لفظ سفر مذکور ہے اس سے کیا مراد ہے۔ ملک العلماء امام ابوبکر الکاسانی موصوف تحریر فرماتے ہیں۔ وينتقض بالسفر ايضالان توطنه فی هذا المقام ليس للقرار ولكن لحاجة فاذا سافر منه يستدل به علی قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضاله دلالةً ص ١٠٤ ج ١۔ تعلیل سے ظاہر ہے کہ وہ سفر ہے جو اس امر کی دلیل بن سکے کہ اب یہاں رہائش کی حاجت نہیں رہی اور جانے والا اس مقام کی وطنیت کو ختم کر چکا ہے اور یہ اس سفر میں ہوتا ہے جو کہ بصورت ارتحال ہوتا ہے اور جس شہر میں زید کے بیوی بچے ہیں اور کامل رہائش ہے ایک دو دن کے لیے اگر زید کہیں جائے تو زید کا یہ

سفر قضائے حاجت اعراض عن الوطن اور نقض للتوطن کے امر پر ہرگز ہرگز دلالت نہیں کرتا بلکہ بقائے توطن کی قطعی دلیل ہے اور اگر فقط سفر سے مراد سفر شرعی کا ہر فرد ہو خواہ بصورت ارتحال ہو یا بصورت ارتحال نہ ہو تو دلیل اور دعویٰ میں انطباق کیسے ہوگا بلکہ دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص ہے اور اس کے علاوہ صاحب تحریر وغیرہ نے اس امر کی تصریح نقل کی ہے کہ بقائے ثقل سے وطن اقامت باقی رہتا ہے۔ گو دوسری جگہ بھی مقیم ہو جائے اس تصریح سے تعلیل بدائع کا مفہوم بالکل نکھر جاتا ہے وهذا نصه وفی المحيط ولو كان له اهل بالكوفة و اهل بالبصرة فمات اهله بالبصرة وبقی له دور و عقار بالبصرة قيل البصرة لا تبقی وطناله وقيل تبقی وطناً له لانها كانت وطناله بالاهل والدار جميعا فزوال احدهما لا يرتفع الوطن كو طن الاقامة يبقی ببقاء الثقل وان اقام بموضع أخر الخ ص ١٤٨ ج ٢ اور بحوالہ محیط بعینہ یہی جزئیہ مجمع الانہر ص ١٦٤ ج ١ میں بھی موجود ہے۔ صاحب بحر اور صاحب نہر نیز منحۃ الخالق میں علامہ شامی نے بھی اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔

(فائدہ) تفصیل بالا اور دیگر عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامۃ درحقیقت اس وقت باطل ہوتے ہیں جبکہ ان کے شمار کردہ مبطلوں میں دلالت علےٰ نقض الوطن السابق پائی جائے دیکھیے وطن اصلی کے لیے دوسرے وطن اصلی کو مبطل قرار دیا گیا ہے اور متون میں بطلان مطلق ہے کسی قید کے ساتھ مقید نہیں حالانکہ دوسرا وطن اصلی علے الاطلاق پہلے کے لیے مبطل نہیں۔ جبکہ اس صورت میں مبطل ہے جبکہ پہلے سے نقض وطنیت کرتے ہوئے دوسرے کو وطن اصلی بنائے ورنہ اگر پہلے وطن کو حالت سابقہ پر رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر بیوی کرلیتا ہے اور اس کو بھی مستقل رہائش کے لیے تجویز کرلیتا ہے تو پہلا وطن اصلی اس کے لیے باطل نہیں ہوگا۔ كما فی البحر وغيره قيد نابكونه انتقل عن الاول باهله لانه لولم ينتقل بهم ولكنه استحدث اهلاً فی بلدة اخریٰ فان الاول لم يبطل و يتم فيهما ص ١٣٦ ج ٢ بلکہ علامہ طحطاوی نے لکھا ہے کہ دو سے زائد بھی اصلی ہو سکتے ہیں اور متون میں دوسرے نمبر پر ہر مبطل اقامت کو شمار کیا گیا کہ دوسرا وطن اقامت کے لیے مبطل ہو اور الفاظ میں یہاں بھی اطلاق ہے اور بظاہر کوئی قید موجود نہیں حالانکہ جیسے صورت اصلی میں بطلان مقید ہے ایسے ہی یہاں بھی مقید ہے۔ یعنی دوسرا وطن اقامت پہلے کے لیے تب ہی مبطل ہوگا جبکہ پہلے کی وطنیت کو ختم کر کے ثانی کو وطن اقامت بنایا گیا ہو اور اگر پہلے کی وطنیت کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ اس کی رہائش بدستور باقی ہے بیوی بچے یا سامان وہیں ہے اور دوسرے مقام میں شرعی اقامت کے ساتھ مقیم ہوگیا تو اس سے پہلا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا جیسا کہ جزئیہ محیط میں مصرح ہے کہ وطن الاقامة يبقی ببقاء الثقل وان اقام بموضع آخر الخ پس جیسے ان دونوں مبطلوں میں الفاظ مطلق ہیں لیکن مراد خاص ہے اسی طرح مبطل ثالث سفر کے بارے میں کہا جائے گا۔ گو لفظوں میں عموم ہے مگر مراد خاص سفر ہے جو بصورت ارتحال ہوتا

ہے۔ جیسا کہ تعلیل بدائع سے مفہوم ہوتا ہے بقائے اہل وثقل سے بقائے اقامت وتوطن رہتا ہے۔ عرف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ جو شخص بال بچوں سمیت ایک شہر میں ہو گو یہ اس کا وطن اصلی نہ ہو۔ محض اس کے ایک دو دن کے لیے سفر پر چلے جانے سے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ یہاں سے ترک سکونت کر گیا ہے نہ اس سفر کو کوئی ترک سکونت کہتا ہے اور نہ ہی سفر سے واپسی کو کوئی تجدید توطن یا استیناف سکونت قرار دیتا ہے البتہ اگر بیوی بچے وغیرہ بھی ہمراہ لے جائے اور ارادہ یہاں واپسی کا نہ ہو تو اب یقیناً کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں سے رہائش ترک کر گیا ہے۔ تفصیل بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی شہر میں باقاعدہ بیوی بچوں سمیت رہائش رکھتا اور اس کا ذریعہ معاش بھی اس شہر سے متعلق ہو تو اس کا یہ توطن تب باطل ہوگا جبکہ اس شہر سے رہائش ختم کر کے چلا جائے۔ محض عارضی اور وقتی اسفار سے اس کا یہ وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور متون کے جزئیہ کا یہی مطلب ہے کہ وطن اقامت سے جب سفر بصورت ارتحال ہوگا تو یہ اس کے لیے مبطل ہوگا۔ پس صورت مسئولہ میں سائل سفر کے بعد جب بھی منڈی بہاؤ الدین پہنچے گا مقیم تصور کیا جائے گا اور نماز پوری پڑھے گا بلکہ بعض عبارات سے تو ایسے مقام کے وطن اصلی ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ کتاب الفقه للعلامة عبدالرحمن الجزيري مطبوعه مصر میں وطن اصلی کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ وهو الذى ولد فيه اوله فيه زوج فى عصمته او قصد ان يرتزق فيه وان لم يولد به ولم يكن به زوج الخ (باب المسافر)

﴿ ہو المصوب ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبارات فقہیہ متون وشروح وحواشی پر غور کرنے سے بظاہر جو معلوم ہوتا ہے وفی الواقع تدبر وتامل کے بعد بھی اس سے صحیح مراد ہے وہ یہ کہ وطن اقامت مطلق خروج نیت سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ خروج مذکور کے وقت یہاں واپس آنے کا کوئی ارادہ نہ ہو یا خروج کے وقت چند روز کے بعد کسی وقت اسی وطن اقامت میں واپس آنے کا ارادہ سے سفر ہو گیا ہو۔ نیز ساز وسامان متاع وثقل ساتھ لے جا چکا ہو یا اسی وطن میں سامان وثقل چھوڑ چکا ہو۔ بہر صورت سفر شرعی سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔ متون وشروح کی عبارتوں پر بار بار غور فرما لیں یہی مطلب صاف طور پر سمجھ میں آئے گا اور یہی چیز ہی وطن اصلی اور وطن اقامت کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔ وطن اقامت کے لیے سفر شرعی کا ہر فرد مبطل ہے اور وطن اصلی کے لیے سفر شرعی کا کوئی فرد مبطل نہیں۔ چنانچہ وطن اصلی سے نکلنے والا بقصد اعراض عن توطنہ اگرچہ سارا ساز وسامان اہل وعیال وغیرہ یہاں سے اٹھا لے کوئی گھر مکان وغیرہ بھی اس کا یہاں نہ رہ جائے۔ دور دراز سفر کرتا پھرے کئی مقامات کو یکے بعد دیگرے محض وطن سکنی یا وطن اقامت بنا لے تب بھی اس کا وہ وطن اصلی باطل نہیں ہوا ہے اور یہ اسفار کے افراد کاملہ نیز یہ اوطان اقامت وطن اصلی کے لیے ہرگز مبطل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ کسی مقام کو وطن اصلی (دائمی رہائش گاہ) نہ بنا لے۔ کما قال الشامى تحت قول التنوير الوطن الاصلى يبطل بمثله ص ۱۳۱ ج ۲ (قوله

يبطل بمثله) سواء كان بينهما ميسرة سفر اولا ولا خلاف فى ذلك كما فى المحيط قهستانى قيد بقوله بمثله لانه لو انتقل منه قاصداً غيره ثم بداله ان يتوطن فى مكان آخر فمر بالاول اتم لانه لم يتوطن غيره نهر۔

وفى الدر المختار ايضا ويبطل (وطن الاقامة بمثله و) بالوطن (الاصلى) بانشاء (السفر) وقال الشامى تحته مطلقاً (قوله وبانشاء السفر) اى منه وكذا من غيره اذا لم يمر فيه عليه قبل سير مدة السفر الخ۔ لہٰذا مفتی خیر المدارس ملتان کا یہ ارشاد کہ پس جس وطن سے بھی ترک توطن کا عزم کر لیا اور وہاں سے نکل پڑا یا دوسری جگہ وطن بنا لیا وہ وطن باطل ہو جائے گا۔ خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت البتہ ان دونوں وطنوں سے سفر کرنے میں عام طور پر ایک فرق ہوا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں اوطان کے متعلق سفر کرنے کا حکم مختلف بتلایا گیا الخ ہمارے خیال میں مکمل طور پر صحیح نہیں ہے اور ہمارے نزدیک ایسے معاملہ میں وطن اصلی اور وطن اقامت کے درمیانی جلی اور واضح فرق ہے وہ یہ کہ وطن اصلی کے لیے کوئی سفر مبطل نہیں اور وطن اقامت کے لیے ہر سفر شرعی مبطل ہے جو کہ متون وشروح میں صراحت وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ فانظر ثم انظر باقی بحر کی عبارت بحوالہ محیط کو وطن الاقامة يبقى ببقاء الثقل وان اقام بموضع آخر سے بمثلہ کی تقیید معلوم ہوتی ہے نہ کہ والسفر کی تقیید اور اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ بدون انشاء سفر اگر ایک شخص وطن اقامت سے نکل کر کسی دوسری قریب جگہ کو اصلی اقامت بنا لے تو بنا بر اطلاق اس عبارت متون کے کہ وہ وطن الاقامة بمثلہ بہر صورت وہ پہلا وطن اقامت باطل ہو جائے گا لیکن محیط نے یہ قید لگا دی ہے کہ یہ بطلان تب ہوگا کہ ساز وسامان ثقل وغیرہ منتقل کر کے قریب کی دوسری جگہ میں نیت اقامت کر چکا ہو اور اگر ثقل منتقل نہ کر چکا ہے تو پہلا وطن اقامت بھی بدستور باقی ہے اور وہ دوسرا بھی وطن اقامت اس کا بن گیا ہے۔ هذا هو الظاهر وهكذا نفهمه باقی بدائع کی عبارت مذکورہ میں دعویٰ عام ہے اور تعلیل خاص اور ایسا استدلال فقہاء کے کلام میں متعدد مقامات میں موجود ہے۔ نیز رسم مفتی کا اصول ہے کہ تعلیلات فقہاء سے احکام فقہیہ ثابت نہیں ہوا کرتے۔ اس لیے نقل یا اصل درکار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ رمضان ۱۳۸۶ھ

قرآن کریم کے ترجمہ کے ساتھ اگر عربی متن نہ ہو تو اس کو پڑھنے چھاپنے سے متعلق ایک مفصل فتویٰ

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام، مرشدان قابل صد احترام وقراء خادمان قرآن اس بارے میں

کہ آج کل ''اردو قرآن'' کی تلاوت، اشاعت اور تجارت کا بہت رواج ہو رہا ہے اس نسخہ میں قرآن کریم کے عربی متن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے صرف اور صرف اردو ترجمہ ہے مذکورہ بالا ''اردو قرآن'' کے متعلق دریافت طلب امور یہ ہیں۔

(۱) کیا اس نسخہ کو جس میں قرآن کریم کا عربی متن نہ ہو بلکہ متن کے علاوہ صرف اردو زبان میں ترجمہ کر کے اسے کتابی شکل دے دی گئی ہو وہ قرآن کے مبارک لفظ سے موسوم ہو سکتے ہیں۔

(۲) کیا مذکورہ بالا مترجم قرآن سے تحریف فی القرآن کا اندیشہ نہیں۔

(۳) اسلام میں محرف فی القرآن کی سزا کیا ہے۔

(۴) اصل عربی متن کو چھوڑ کر صرف ترجمہ ہی پر اکتفا کیا جائے، اس کی اشاعت کی جائے اور اسی ترجمہ کو پڑھا جائے تو اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔

(۵) معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا مترجم قرآن کو رواج دینے میں در پردہ یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم اقوام کا ہاتھ ہے۔ جن کی اپنی کتابیں تو تحریف کا شکار ہو چکی ہیں۔ الحمد للہ قرآن کریم تقریباً چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی پوری طرح محفوظ ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت محفوظ رہے گا۔ اب یہ اقوام کیسے برداشت کر سکتی ہے کہ ان کی کتابیں تو مسخ شدہ ہوں اور قرآن پاک کی ایک ایک ادا اپنی جگہ قائم اور محفوظ ہوں اس حسد ہی کا نتیجہ ہے کہ دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً اس قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ جس سے قرآن کی اپنی اصلی حالت میں کسی طرح تغیر وتبدل ہو جائے کیا یہ صحیح ہے۔

(۶) مذکورہ بالا مترجم قرآن کی کتابت، طباعت، جلد بندی خرید وفروخت وغیرہ جائز ہے یا ناجائز۔

(۷) اسے قرآن سمجھنا قرآن سمجھ کر تلاوت کرنا، قرآن کی طرح ادب کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

(۸) اس مسلمان کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے جو یہ معلوم ہونے کے باوجود بھی کہ اس قسم کے اس مذکورہ مترجم کی اشاعت کو تقویت پہنچے شریعت اسلامی کے خلاف ہے لیکن پھر بھی وہ اس سے باز نہ آئے۔ کیا یہ شخص مسلمان کہلوانے کا مستحق ہے۔

(۹) کیا ایسے شخص سے سلام وکلام کرنا شادی وغمی کے موقعوں پر اس کے یہاں شرکت کرنا یا اسے شرکت کے لیے بلانا جائز ہے۔

(۱۰) اگر اس کے پاس مذکورہ بالا قسم کا کوئی نسخہ ہو تو وہ اسے کیسے ضائع کرے۔

(۱۱) اگر کسی تاجر مسلمان کے پاس مذکورہ بالا بہت سے نسخے ہوں اور وہ اس نیت سے کہ ان کی خرید فروخت شرعاً ناجائز ہے ان نسخوں کو ضائع کر دے تو کیا وہ عند اللہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ بینوا توجروا

قاری اشفاق احمد مدرسہ تجوید القرآن سرگودھا

﴿ج﴾

(۱) جی ہاں مجرد اس ترجمہ قرآن پاک کو قرآن پاک کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت مرجوع عنہا کے مطابق تو قراۃ بالفارسیۃ وغیرہا سے نماز ادا کر لینے کی صورت میں فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ عربی پر قدرت بھی ہو اور **فاقرء وا ما تیسر من القرآن** پر عمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صاحبین اور امام اعظم کے نزدیک بروایت مرجوع الیہا عربی سے عاجز شخص اس کا ترجمہ نماز میں پڑھے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے اور **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** پر عمل ہو جاتا ہے۔ نیز محض ترجمہ قرآن کا مس کرنا بلا وضو بھی ناجائز ہے اور **لا یمسہ الا المطہرون** میں اس کا ترجمہ بھی داخل ہے۔ **کما قال فی العالمگیریۃ ص ۳۹ ج ۱۔ ولو کان القرآن مکتوباً بالفارسیۃ یکرہ لہم مسہ عند ابی حنیفۃ و کذا عندہما علی الصحیح ہکذا فی الخلاصۃ**۔ اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت اگر فارسی یا کسی دوسری زبان میں کی جائے تو پڑھنے والے نیز اس سننے والے پر جو اس کا معنی سمجھ لے سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ اس پر امام اعظم اور صاحبین کا اتفاق ہے۔ اس طرح امام اعظم کے نزدیک اگر سامع اس کا مفہوم نہ بھی سمجھ سکے گا اس کو بتایا گیا کہ آیت سجدہ کی تلاوت فارسی میں کی گئی تب بھی اس سامع پر سجدہ تلاوت واجب ہے **عند الامام۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار** ص ۱۰۵ ج ۲۔ **والسماع شرط فی حق غیر التالی ولو بالفارسیۃ اذا اخبر اھ و التفصیل فی الشامیۃ تحتہ** امداد الفتاویٰ میں حضرت تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ **فعلم منہ ان الترجمۃ بالفارسیۃ لاتخرج القرآن عن کونہ قرآناً حکما فلا یجوز مسہ للمحدث ص ۴۰ ج ۴**۔

(۲) تحریف فی القرآن کا اندیشہ رفتہ رفتہ اس سے ضرور ہے۔

(۳) محرف قرآن کی سزا بوجہ ارتداد قتل ہے۔ مگر محض اندیشہ تحریف کی بنا بر کفر ثابت نہیں ہوتا۔

(۴) ایسا کرنا ناجائز ہے اور اس کے بڑے خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں۔ **کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمحتار ص ۴۸۶ ج ۱۔ وتجوز کتابۃ آیۃ او آیتین بالفارسیۃ لا اکثر اھ وفی فتح القدیر** ص ۲۴۸ ج ۱ **وفیہ (ای الکافی) ان اعتاد القرأۃ بالفارسیۃ او اراد ان یکتب مصحفاً بہا یمنع وان فعل فی آیۃ او آیتین لا فان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ جاز.**

ان خطرناک نتائج کی تفصیل امداد الفتاویٰ جلد چہارم ص ۳۸ تا ۴۲ پر موجود ہے وہاں دیکھ لیں۔

(۵) جی ہاں یہ صحیح ہے۔

(۶) اس کی کتابت وطباعت اور تلاوت اور اس قسم کے دیگر کام جو اس کی ترویج سے متعلق ہوں ناجائز ہیں۔

(۷) اُسے قرآن سمجھنا اور قرآن کی طرح ادب کرنا درست ہے اور تلاوت کرنے کی عادت ڈالنا نادرست ہے۔

(۸) ایسا شخص بوجہ اس فعل کے گناہ گار بنتا ہے۔ کافر نہیں بنتا ہے۔

(۹) بتقاضائے ارشاد نبوی علی صاحبہ الف الف تحیہ کہ من رای منکم منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان او کما قال ایسے شخص کے ساتھ دوستانہ تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں۔

(۱۰) ایسے نسخہ کو عام کتاب کی طرح نہ بلکہ قرآن پاک کے ناقابل تلاوت بوسیدہ اوراق کی طرح دفن کرے اور اس کے لیے گورستان یا کسی محفوظ جگہ میں لحد کھود کر دفن کرے۔

(۱۱) ان شاء اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کا مستحق بنے گا۔ یہ کار خیر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس حافظ کی منزل ناپختہ رہ جائے اور ناظرہ ہی پڑھتا رہے کیا یہ کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بچے نے قرآن مجید حفظ کیا ہے مگر حفظ کرنے کے دوران منزل سناتا تو تھا مگر ناپختہ اب قرآن مجید حفظ سے ختم کر لیا ہے۔ مگر منزل بالکل ناپختہ ہے گویا کہ حفظ کیا ہی نہیں بلکہ ناظرہ بھی بمشکل سے پڑھ سکتا ہے۔ اب اگر حفظ کیا جائے تو نئے سرے سے پھر سبقاً سبقاً حفظ ہو سکے مگر حالات اور عوارضات مانع ہیں۔ آیا یہ فرما دیں کہ اگر یہ بچہ دوبارہ حفظ نہ کرے اور صرف ناظرہ ہی پڑھ کر کسی استاد سے پختہ کر لے تو ایسے بچے پر شرعی کوئی گرفت یا گناہ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی وعید یا تہدید کا وہ بچہ یا اس کے والدین مستحق تو نہیں ٹھہریں گے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

حفظ وضبط کرنے کے بعد قرآن مجید کا القاء واستحضار واستذکار اور مراجعت ومحافظت فرض عین ہے۔ ناسی مضیع و معرض مرتکب کبیرہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ (طہٰ ۱۲۶ ع ۷) اور جو میری نصیحت سے منہ پھیر لے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے یعنی آیتوں کو بھلا دیا ان پر عمل نہ کیا یقین نہ لایا اور پیغمبر

علیہ السلام نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے گئے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہو پھر اس نے بھلا دی (ترجمہ حضرۃ تھانوی بمع فائدہ) ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۷۰۶ میں حدیث ''ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی عنہ (باب الرحمۃ والشفقۃ علی الخلق) یعنی اللہ کی جلالت وعظمت نعتوں کے منجملہ یہ بھی ہے کہ سفید بالوں والے بوڑھے اور اس طرح حامل قرآن کو اکرام بخشیں گے۔ جو قرآن میں غلو نہ کرے اور اس سے بعد نہ اختیار کرے'' کی شرح میں فرماتے ہیں۔ الجفاء ان یترکہ بعد علمہ لا سیما اذا کان نسیہ فانہ عد من الکبائر یعنی قرآن کے علم حاصل کرنے کے بعد اس کو چھوڑ دینا ظلم ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کو بھلا دے کیونکہ یہ کبائر میں سے شمار کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں اس کی انتہائی مذمت وارد ہے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئس مااحدھم ان یقول نسیت آیۃ کیت و کیت بل نسی واستذکروا القرآن فانہ اشد تفصیا من صدور الرجال من النعم۔ متفق علیہ وزاد مسلم بعقلہا (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۰ ج ۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کی یہ بات کس قدر نازیبا ہے کہ یوں کہے کہ میں اتنی آیات بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ بھلا دیا گیا اور تم قرآن کو یاد رکھا کرو۔ کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں سے جلد زائل ہونے والا ہے چوپایوں کے نکلنے سے بھی جلدی اور مسلم نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ چوپاؤں کے اپنی رسیوں سے نکلنے سے بھی جلدی۔

چنانچہ الشیخ محمد مکی نصرانی کتاب ''نہایۃ القول المفید فی علم التجوید ص ۳۱۲ پر لکھتے ہیں۔ ویس ان یتعاھد القرآن لما فی الصحیحین تعاھدوا القرآن فوالذی نفس محمد بیدہ لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلہا وفی خزینۃ الاسرار واخرج البخاری ومسلم واحمد عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعاھدوا القرآن فو الذی نفس محمد بیدہ لھو ای القرآن اشد تفصیا من قلوب الرجال من الابل فی عقلہا وفی الصحیحین ایضا انہ علیہ السلام قال انما مثل صاحب القرآن کمثل الابل المعقلہ ان عاھد علیہا امسکہا وان اطلقہا ذھبت منہ فنسیانہ وکذا نسیان شئی منہ کبیرۃ کما صرح بہ النووی فی الروضۃ وغیرھا لحدیث ابی داؤد وغیرہ عرضت علی ذنوب اُمتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن او آیۃ او تیہا رجل ثم نسیہا وروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قراء القرآن ثم نسیہا لقی اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ اجذم (والاجذم ھنا قیل مقطوع الیدین وقیل مقطوع الحجۃ وقیل ھو الذی بہ جذام)۔

حدیث کے ظاہری الفاظ ثم نسیھا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حفظ کرنے کے بعد بھلا دینا گناہ کبیرہ ہے بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے یعنی یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو سرے سے قرآن کو بھلا دے کہ نہ حفظ پڑھ سکے اور نہ ناظرہ بعض نے کہا ہے کہ نسیان بمعنی ترک اور ذہول کے ہے۔ یعنی کہ پڑھنا اور اس پر عمل کرنا دونوں چھوڑ دے۔ اس شخص کے لیے یہ وعید ہے چنانچہ اسی کو علماء نے ترجیح دی ہے۔ لمعات میں ''ثم ینساہ'' کے ذیل میں لکھا ہے۔ ظاھرہ نسیانہ بعد حفظہ فقد عد ذلک من الکبائر وقیل المراد بہ جھلہ بحیث لا یعرف القرأة وقیل النسیان یکون بمعنی الذھول وبمعنی الترک وھو ھھنا بمعنی الترک ای ترک العمل وقرأتہ الخ

بنابریں صورت مسئولہ میں جبکہ لڑکے نے دوران حفظ میں اچھی طرح حفظ نہیں کیا اور اب بوجہ موانع حفظ نہیں کر سکتا تو اگر وہ اب ناظرہ ہی پختہ کر لے تو وہ اور اس کے والدین گنہگار نہیں بنیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو شخص دال کو صحیح مخرج سے ادا نہ کر سکے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو شخص ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے ادا نہ کرے بلکہ دال یا ڈال کے مشابہ کر کے پڑھے یا ان کی درمیانی آواز سے پڑھے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

محمد اسحاق میلسوی

﴿ج﴾

حرف (ض) مستقل ایک حرف ہے جو مخصوص لسان عربی کا ہے۔ اس کو نہ مشابہ (د) پڑھنا چاہیے اور نہ مشابہ (ظ) اور یہ بغیر کسی مستند قاری سے مشافہۃ سیکھے ہوئے واقعی طور پر نہیں آ سکتا اس لیے ضروری ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں سعی بلیغ کرے۔ اگر اس کے باوجود نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔
رہا یہ کہ اس میں ایک قسم کا تشابہ جو سمجھا جاتا ہے تو کتب قرأت وتجوید کی عبارات سے تشابہ (ظ) کے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے اور (ض) کو (دال) مفخم پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور ڈال عربی کا لفظ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانا جائز ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس صورت میں کہ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق یا صحیح قرآن مجید کو جلانا جائز ہے یا نہیں اگر جلانا ناجائز ہے تو قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کے ساتھ کیا کیا جائے۔ بینوا توجروا ۔

﴿ج﴾

بہتر یہی ہے کہ ایسے اوراق کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ لیں اور گورستان یا کہیں ایسی جگہ میں جہاں پر لوگ نہ گزرتے ہوں گڑھا کھود کر اس میں دفنا دیں۔ گڑھے میں لحد کی شکل بنا کر اس میں دفنا لیں تو اور بہتر ہے۔ جبکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی بعد از رحلت زمین میں دفنایا جاتا ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ۔ جلانا بھی جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

اگر ایک شخص نے کسی شہر میں ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اور خیال یہ ہے کہ آس پاس جاتا رہوں گا یہ مقیم ہے یا مسافر

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کسی مسافر نے ایک شہر میں ایک کمرہ بذریعہ کرایہ حاصل کیا اس میں اپنا سامان رکھا خیال یہ تھا کہ اس شہر میں سکونت کروں گا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارادہ تھا کہ پندرہ دن سے پہلے پہلے بھی کبھی ایک مقام اور کبھی دوسرے مقام کو ایک دو یا زیادہ یا کم راتوں کے لیے نکلوں گا۔ کیا یہ شخص مسافر ہے یا مقیم۔ بینوا توجروا

ملا گل باران پٹھان ضلع ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

اگر پندرہ دن مسلسل قیام کرنے کا ارادہ اس شہر میں کرتا ہے تو مقیم سمجھا جائے گا۔ اگر ارادہ ہو کہ پندرہ دن سے قبل کسی اور جگہ چند رات گزارنے کے لیے جاؤں گا تو یہ شخص اس شہر میں جس میں اس نے کرایہ پر کمرہ لیا ہے مسافر شمار ہوگا اور قصر کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

بحالت روزہ منہ میں بیڑا رکھنا، جو شخص نماز جنازہ کی تیسری تکبیر میں شریک ہو بقیہ نماز کیسے پوری کرے، جنازہ کے بعد میت کا منہ دیکھنا، اگر ایک شخص نے کسی کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہو اور پھر وہ کام کرنا چاہے کیا کفارہ دینا پڑے گا، اگر قبرستان مشرقی جانب کو ہو تو پھر میت لے جاتے وقت اُس کا سر کس طرف ہونا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) روزے کے ساتھ کیا منہ میں بیڑا رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) جو شخص نماز جنازہ میں تیسری یا چوتھی تکبیر میں شامل ہوا ہو اس کے لیے کیا حکم ہے آیا وہ چھوٹی ہوئی تکبیرات امام کے سلام کہنے کے بعد کہے یا ترتیب سے پہلے تکبیرات کہہ کر پھر امام کی تکبیرات کہے۔

(۳) کیا نماز جنازہ کے بعد میت کا منہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) ایک عورت نے کسی خلوص نیت کے ساتھ کسی کام کا پکا ارادہ کر کے کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں کہ آئندہ یہ کام نہ کروں گی۔ اگر پھر وہ وہی کام کرنا چاہے تو کیا اسے کفارہ دینا پڑے گا توبہ کا لفظ کہا۔

(۵) قبرستان اگر مشرق کی طرف ہو تو کیا جنازے کا سر مشرق کی طرف رکھا جائے گا یا مغرب کی طرف۔

﴿ج﴾

(۱) روزے کی حالت میں منہ میں بیڑا رکھنا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ اس کے پیٹ میں اس کے اجزاء نہ جائیں ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۲) نماز جنازہ میں جو شخص آتا ہے اور امام کو تکبیر کرتے پاتا ہے تو وہ بھی تکبیر کہہ کے ساتھ شریک ہو جائے اور جو تکبیریں اس سے رہ گئی ہیں وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً خالی تکبیریں قضا کر لے اور اگر اس وقت پہنچتا ہے جبکہ امام دو تکبیروں کے مابین ہے تو امام کی بعد والی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کرے تو وہ بھی ساتھ شریک ہو جائے اور جو تکبیریں اس سے رہ گئی ہیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد قضا کر لے۔ خالی تکبیریں کہے اگر جنازہ اُٹھ جانے کا اندیشہ ہو اور اگر کوئی شخص امام کی پہلی تکبیر کرنے کے وقت حاضر ہو لیکن اس نے امام کے ساتھ پہلی تکبیر نہ کہی تو وہ شخص بعد والی تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً تکبیر کہہ کے ساتھ شریک ہو جائے۔

(۳) نماز جنازہ کے بعد میت کا منہ دیکھنا جائز ہے۔

(۴) توبہ کے الفاظ سے کفارہ قسم واجب نہیں ہوتا البتہ اگر قسم کے الفاظ کہے ہوں تو اس کام کے کرنے پر کفارہ دینا ہوگا۔

(۵) جس طرف جنازہ اٹھانے والے چلیں اس طرف اس کا سر رکھا جائے یعنی آگے کی طرف اس کا سر رکھا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سلام کا جواب دینا واجب اور نہ دینا گناہ ہے

﴿س﴾

علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے کو السلام علیکم کہے اور دوسرا عالم ہوتے ہوئے بھی سلام کا کوئی جواب نہ دے اور یہ تین بار السلام علیکم کہے اور مولوی ہوتے ہوئے دوسرا کوئی جواب نہ دے۔ کیا فرماتے ہیں علماء کہ اس کے ساتھ کیا مراسم ہونے چاہئیں کتاب وسنت سے بتایا جائے۔

فقیر انوار الدین

﴿ج﴾

سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ پس اگر اس شخص نے بلا عذر اس کو جواب نہیں دیا تو گنہگار ہے قرآن شریف میں ہے **واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها الآیة** البتہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تلاوت کرتا ہو یا اور کسی دینی درس میں مشغول ہو یا کھانا کھاتا ہو وغیرہ ذلک تو وہ اگر سلام کا جواب نہ دے تو گنہگار نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس شخص نے اگر کسی کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا ہے تو گنہگار نہیں ہے اور اگر فارغ وقت میں اس کو کسی نے سلام کیا ہو اور اس نے سن کر جواب نہ دیا ہو تو گنہگار ہوگا۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ جمادی الاخری ۱۳۷۹ھ

جس شخص کی آمدنی ماہوار ایک صد ہو اور مقروض ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی ایک سو روپیہ ماہانہ آمدنی ہے۔ اس کا گزارہ مشکل

ہے۔علاوہ ازیں دو ہزار کا زیور اس کے پاس اس کی بیوی کا موجود ہے اور یہی مالک زیورات ہے۔ساتھ ہی یہ تین ہزار روپے کا مقروض ہے۔کیا یہ آدمی زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔اگر ہے تو کس قدر لے سکتا ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ شخص مالک نصاب نہیں تو اس شخص کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔بیوی کے زیورات سے خاوند مالک نصاب نہیں بنتا۔نیز خاوند جبکہ مقروض ہے تو اس کے لیے بمقدار قرض زکوٰۃ لینا جائز ہے۔کما فی العالمگیریة باب المصارف ص ۱۸۸ ج ۱ ومنها الغارم وهو من لزمه دين ولا يملك نصابا فاضلا عن دينه او كان له مال على الناس لا يمكنه اخذه والدفع الى من عليه الدين اولى من الدفع الى الفقير ۔واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امام کا بیٹھ کر جماعت کرانا یا خطبہ پڑھنا، مسجد میں ہمیشہ سونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ:

(۱) کیا امام بیٹھ کر جماعت کرا سکتا ہے۔

(۲) جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(۳) مسجد میں ہمیشہ کے لیے سونا، نیند کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) کیا چلتے کنویں کو بند کرنا جائز ہے۔

(۵) متذکرہ بالا سوالات کو تسلیم کیا جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۶) کیا مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرانا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) امام اگر معذور ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔وقائم بقاعد يركع ويسجد لانه صلى الله عليه وسلم صلى آخر صلاته قاعداً وهم قيام (الدر المختار مع شرحه ردالمحتار باب الامامة ص ۵۸۸ ج ۱) اگر امام کھڑے ہونے پر قادر ہے تو بیٹھ کر فرض پڑھنا پڑھانا جائز نہیں۔

(۲) اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جائے کہ خطیب بیٹھ کر خطبہ پڑھے تو جمعہ جائز ہے۔اگرچہ بیٹھ کر خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔اگر کوئی امام بلا عذر ہمیشہ بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہے تو وہ لائق امامت نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول طریقہ کا مخالف ہے۔اس لیے اس کو امامت سے ہٹایا جائے۔هداية ص ۱۴۹ ج ۱ ولو خطب قاعداً وعلى غير الطهارة جاز لحصول المقصود الا انه يكره لمخالفة التوارث (اراد به ما نقل عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن الائمة بعده من القيام فى الخطبة) (ان امور سے احتراز لازم ہے)

(۳) مسافر اور معتکف کے لیے مسجد میں کھانا اور سونا جائز ہے۔کسی اور شخص کے لیے بلا ضرورت مسجد میں سونا درست نہیں۔

(۴) اگر کنواں بستی کا مشترک اور لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں تو بند کرنا صحیح نہیں۔

(۵) مسجد میں حجامت کرنا درست نہیں۔مسجد عبادت کی جگہ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دل میں قسم کھا کر گناہ سے بچنے کا عہد کرنا پھر گناہ کا مرتکب ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص زنا نہ کرنے کی دل ہی دل میں قسم کھائے اور اپنے تئیں دل میں کہے کہ اگر زنا کرے تو مرتے دم کلمہ نصیب نہ ہو پھر اگر زنا کر بیٹھے تو کیا کفارہ ہے۔

محمد ممتاز میلسی ضلع ملتان

﴿ج﴾

دل میں اس طرح عہد کرنے سے قسم تو منعقد نہیں ہوتی البتہ شخص مذکور نے اس قدر سخت کلمات دل میں کہہ کر عہد کر لیا ہے اور پھر اس کی خلاف ورزی کی ہے اس لیے اس کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے۔بہتر یہ ہے کہ کفارہ یمین سے بھی زیادہ صدقہ وخیرات کرے۔کفارہ یمین تو صرف دس مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلانا ہوتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ صفر ۱۳۸۶ھ

کیا ٹرک پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ میرے دوست کے پاس ایک ٹرک ہے جو چھبیس ہزار روپیہ کا اس سال لیا ہے۔اس ٹرک کے خریدنے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ٹرک کی آمدنی پر تو ہوگی لیکن ٹرک کی اصل قیمت پر بھی ہوگی۔ٹرک ذاتی کام کے لیے نہیں بلکہ کرایہ پر چلایا جاتا ہے۔گزارش ہے کہ ٹرک میں تین حصہ دار ہوں اور ایک یا دو حصہ دار قرض دار بھی ہوں۔

سائل ڈاکٹر فیروزالدین ملتان

﴿ج﴾

ٹرک کے مالک پر خود ٹرک کی مالیت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔خواہ قرض دار ہو یا نہ ہو۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ جمادی الآخری ۱۳۷۶ھ

دیوبندی و بریلوی لڑکے لڑکی کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) بریلوی عقائد رکھنے والا شخص مسلمان ہے یا کافر۔

(۲) دیوبندی عقائد رکھنے والے شخص کا نکاح بریلوی عقیدے والے شخص کی لڑکی سے شرعاً جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

(۱،۲) بریلوی اور دیوبندی دونوں مسلمان ہیں۔آپس میں نکاح رشتے ناطے سب جائز ہیں۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا عورت کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت کو سونے کی انگوٹھی انگلی میں پہننی جائز ہے یا ناجائز۔ مہربانی فرما کر دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

سونے کے زیورات جب عورت کو مطلقاً حلال ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انگوٹھی جائز نہ ہو۔البتہ جزئیہ ابھی ملا نہیں ہے صرف صاحب ہدایہ نے کتاب الکراھیۃ میں لکھا ہے **والتختم بالذھب علی الرجال حرام** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمت صرف مردوں کے لیے ہے ورنہ پھر علی الرجال کو مقدم کرنے کا کیا معنی۔کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ تقدیم ما حقہ التاخیر حصر کے لیے ہوتی ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ تختم بالذہب صرف رجال کے لیے حرام ہے عورتوں کے لیے حلال ہے باقی کتب فقہ میں مثلاً شامی عالمگیری میں جزئیہ نہیں ملا ہے۔ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ختم قرآن کے موقع پر طالب علم کے استاد کو تحفہ دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دینی مدارس میں جو اساتذہ قرآن وحدیث کی تعلیم طلباء کو دیتے ہیں اور مدرسہ سے تنخواہ لیتے ہیں ان اساتذہ کو شاگرد کسی خوشی کے موقع پر مثلاً شادی یا ختم قرآن پاک پر طلبا یا طلباء کے والدین اپنی مرضی سے کوئی چیز مثلاً مٹھائی یا کوئی کپڑا یا روپیہ یا کوئی بکری گائے بھینس وغیرہ مدرسہ کے علاوہ استاد کو ہدیہ دے دیں تو استاد کو ان اشیاء کا لینا اور خود استعمال کرنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

مقام خاص خانپور بگا شیر ڈاک خانہ خاص تحصیل وضلع مظفرگڑھ

﴿ج﴾

طلباء کے والدین اگر بطیب خاطر بلا پابندی اساتذہ کو کوئی چیز راہ خدا دے دیں تو اساتذہ کو اس کا لینا جائز ہے۔مثلاً ختم قرآن کے موقعہ پر اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل سے بلا پابندی ونام ونمود کوئی چیز استاد کو دے دے تو اس کا لینا جائز ہے۔والتفصیل فی اصلاح الرسوم فصل ثالث مکتب کے رسوم ولوازمات۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بعض لوگ وضو کرنے کے بعد حقہ پیتے ہیں اور پھر صرف کلی کر کے نماز پڑھتے ہیں تو کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

محمد عبداللہ تحصیل لیہ ضلع مظفرگڑھ

(ج)

حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس لیے صرف کلی کر کے نماز پڑھنی درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعض لوگ ض کو ظا اور بعض دال کے مشابہ پڑھتے ہیں صحیح کون ہیں

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے علاقہ میں لوگ قرآن کی قرأت میں لفظ ض میں اختلاف کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ض بآواز ڈواد یعنی پر ڈال کے آواز سے پڑھا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ض کو بآواز دال پڑھا جائے یعنی دواد اور بعض ض کو بآواز ظا کے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی صحیح طریقہ ہے اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ ض کا مخرج سب الفاظوں سے علیحدہ ہے۔ نہ ڈال سے مشابہت ہے اور نہ دال سے اور نہ ظا سے بلکہ اس کا مخرج ایک علیحدہ مخرج ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس کی آواز قدرے ظا کی آواز سے ملتی جلتی ہے۔ اب مسئول عنہ یہ امر ہے کہ ان سب صورتوں میں سے صحیح اور راجح کون سی صورت ہے اور کن کن صورتوں سے ہم اس لفظ کو ادا کر سکتے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلہ کو بحوالہ کتب معتبرہ بیان فرما کر اختلاف مٹائیں۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب

السائل نور احمد ساکن لگری مکوں میلسی ملتان

(ج)

قال الشیخ محمد فی نهایة القول المفید فی علم التجوید ص ۷۷ مطبوعه مصر.

والضاد والظاء معجمتان اشتراکتا جهراً ورخاوة واستعلاء واطباقا وافترقا مخرجاً وانفردت الضاد وبالاستطالة وفی المرعشی نقلا عن الرعایة ما مختصره ان هذین الحرفین

اعنی الضاد و الظاء متشابهان فی السمع ولا تفترق الضاد عن الظاء الا باختلاف المخرج والاستطالة فی الضاد ولو لاهی لکانت احدهما عین الاخری اس سے معلوم ہوا کہ ض کو ظا کے ساتھ زیادہ تر مناسبت ہے بلکہ دال اور ڈال سے تو کوئی اس کی دور کی مناسبت بھی نہیں اور ضاد کا مخرج یہ ہے مخرج الضاد مع مایلیه من الاضراس وتلفظه یشبه تلفظ الظاء المعجمة لا الدال المهملة البتہ دال پر پڑھنے سے عوام کی نماز ہو جاتی ہے۔ اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قربه الا ان فیه بلوی العامة ای قوله لا تفسد عند بعض المشائخ شامی ص ۶۳۳ ج ا لیکن جو کوئی صحیح حرف ادا کرنے پر قادر ہو وہ اگر اس کو دال پڑھے عمداً تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ جمادی الاخری ۱۳۸۰ھ

ایک بدکردار شخص جب کسی کے مکان یا زمین میں ہو بے دخل ہونے سے بچنے کے لیے مالک مکان کے گود میں قرآن رکھ دیا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فاحشانہ طبیعت کا مالک ہے جس سے عزت دری کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے اور جس زمین میں وہ قیام پذیر ہے اس کا مالک اس شخص کو اسی اہتمام سے اٹھانا چاہتا ہے اگر اس نے قرآن کریم مالک کے گود میں ڈال کر اس امر سے روکنے کی کوشش کی۔ تو برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ آیا قرآن کریم کا یہ احترام اس کے اُٹھانے سے مانع ہوگا یا نہیں جبکہ دوسری طرف بھی شرعی مصلحت کا لحاظ ہو اور اس کی غیر شرعی حرکت کا انسداد مقصود ہو۔

(ج)

اس شخص کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اگر اس کی اصلاح کی امید ہے اور عزت بچا سکتے ہیں تو اسے نہ اٹھایا جائے اور اگر اس کی اصلاح کی امید نہ ہو اور اس مکان میں رہنے سے اس سے عزت دری کا قوی اندیشہ ہو تو اسے اٹھایا جائے اور اس صورت میں اس کے اٹھانے میں قرآن پاک کی کوئی بے حرمتی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

کیا ضعف کی وجہ سے سنت مؤکدہ کو چھوڑا جا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ میں بیماری اور نقاہت کی وجہ سے فرض نماز (فرض رکعات) بڑی مشکل سے پڑھتا ہوں فرض رکعات پڑھنے کے بعد اتنی سکت نہیں ہوتی کہ سنت رکعات پڑھ سکوں نہ بیٹھ سکتا ہوں اور نہ کھڑا ہونے کی طاقت ہوتی ہے ایسی صورت میں سنتوں کا کیا کیا جائے آیا معذوری کی وجہ سے معاف ہو جائیں گی یا قضا کرنی پڑیں گی۔ بینوا توجروا

الحاج شیخ محمد عالمگیر محلہ ٹویا عالم شاہ ملتان

﴿ج﴾

سنن موکدہ کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ حتی الوسع پڑھنا چاہیے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اس طرح بھی پڑھنے کی طاقت نہ رکھے تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے رد المحتار ص ۱۲ ج ۲ میں ہے۔
ولهذا كانت السنة الموكدة قريبة من الواجب فى لحوق الاثم كما فى البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم كما فى التحرير اى على سبيل الاصرار بلا عذر۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زکوٰۃ کی رقم سے کنواں یا نلکا لگوانا، غیر بوئی ہوئی سفید زمین کو آئندہ پیداوار کے لیے کسی کو ذینار رہن رکھوانا، متمول یا مستحق امام کا زکوٰۃ کی رقم لے کر امامت کرنا، عورت کے پہلے نکاح کو جانتے ہوئے اس کے دوسرے نکاح میں شامل ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام حسب ذیل مسائل میں کہ

(۱) زکوٰۃ کے داموں سے شارع عام پر وقف عوام الناس کے فائدے کے لیے لگوا سکتے ہیں یا کنواں بنوا سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) بغیر بوئی ہوئی زمین قبل از پیداوار تخم تک نہ ڈالنے کی صورت میں پیداوار آئندہ پر رکھیں یا رہن کا سودا کر سکتے ہیں۔ سودا اس طرح کریں کہ ہم اس قطعہ زمین میں جو پیداوار ہو گی وہ اس نرخ سے مثلاً ۱۰ یا ۱۲ من دوں گا فریقین دونوں راضی وخوشی ہو جائیں۔

(۳) امام مسجد جو کہ متمول ہو اور واقف بھی ہو کہ زکوٰۃ کا پیسہ لے کر امامت درست نہیں یا غیر متمول ہو اور واقف ضرور ہو باوجود واقف ہونے کے سب گاؤں والوں سے زکوٰۃ کا پیسہ لے کر امامت کرتا ہو تو امامت درست

ہے یا نہیں۔

(۴) شادی شدہ عورت بغیر طلاق خاوند دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی اگر وہ دوسرا نکاح دوسرے خاوند سے کرے تو یہ نکاح باطل ہے یہ تو طے شدہ مسئلہ ہے لیکن معلوم یہ کرنا ہے کہ جو لوگ اس باطل شدہ نکاح ثانی میں طلاق نہ ہونے کے واقعہ سے واقف ہوتے ہوئے اس میں شامل ہوئے خواہ لڑکی اور لڑکے کے ماں باپ ہوں یا دیگر رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کیا ان مشمولہ مکر اشخاص کے بھی نکاح ٹوٹ گئے یا نہیں۔ یہ لوگ بخوبی واقف تھے کہ پہلے خاوند نے طلاق نہیں دی ہے اور یہ عورت بلا طلاق دوسرا نکاح کرا رہی ہے۔ شامل ہو کر خود بھی مشورہ دیا۔

(۵) قربانی عید الضحیٰ کی گائے وغیرہ میں حصے سات ہوتے ہیں اس کی تفصیلات سے مطلع فرمائیں کہ کھال اور سری، پائے، کلیجی اور گردے کس طرح تقسیم ہوں گے۔ اگر ایک حصہ دار کو صرف گوشت اس کے حصے کا اس کے گھر بھیج دیا جائے اور بحصہ سامان مذکورہ بالا میں کوئی حصہ دار اس کو نہ دے کیا یہ قربانی ساتوں حصہ کے قبول کے قابل ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) نہیں۔

(۲) ایسا سودا جائز نہیں۔

(۳) اگر مسکین اور مستحق زکوٰۃ ہے صاحب نصاب نہیں تو امامت کرنے کے باوجود زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ابتدا سے طے نہ ہو ورنہ صحیح نہ ہوگا۔

(۴) واقف ہو کر بغیر کسی غلط فہمی کے اگر نکاح ثانی کو حلال سمجھ کر شریک ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں یا اس پر راضی اور خوش ہوں تو یہ کفر ہے ان کو تجدید اسلام کرنا لازم ہے اور نکاح دوبارہ کرنے چاہئیں اور اگر کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر شریک ہوئے ہوں تو کفر نہیں ہوگا اور نکاح نہیں ٹوٹے گا البتہ توبہ کرنا ضروری ہے۔

(۵) گوشت کو باقاعدہ وزن سے تقسیم کیا جائے جب وزن سے تقسیم کریں گے تو جس طرح تقسیم کریں گے مرضی سے جائز ہے خواہ کسی کو کلیجہ وغیرہ میں حصہ نہ بھی دیا جائے البتہ اگر اس کی مرضی کے بغیر اس کو کلیجہ وغیرہ سے محروم کر دیا جائے تو یہ سخت گناہ ہے۔ خطرہ ہے کہ کسی کی قربانی عند اللہ قبول نہ ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ محرم ۱۳۷۶ھ

اگر ایک مجلس میں دو نکاح ہوں اور غلطی لگ جائے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خالد کی دو لڑکیاں ہیں سعیدہ اور حمیدہ۔ خالد نے وکیل کی اجازت لے کر سعیدہ کا زید سے اور حمیدہ کا عمرو سے نکاح کر دیا تو وکیل نے زید کے ساتھ سعیدہ کی بجائے حمیدہ کا نکاح کروا دیا۔ جب یہ ہوا تو اس وقت تمام مجلس میں شور برپا ہو گیا کہ وکیل نے اجازت کے برعکس کر دیا تو پھر دوبارہ زید کا سعیدہ کے ساتھ اور عمرو کا حمیدہ کے ساتھ کرا دیا گیا کیا یہ نکاح صحیح ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ابتدا میں جو نکاح حمیدہ کا زید کے ساتھ ہوا تھا وہ صحیح نہیں ہوا اور دوبارہ جو نکاح سعیدہ کا زید سے اور حمیدہ کا عمرو سے ہوا تھا وہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سحری کے وقت لوگوں کو جگانے کی غرض سے مختلف قسم کے درود لاؤڈ سپیکر میں پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں روزہ داروں کے بیدار کرنے کے لیے بوقت سحر موذن اذان کی جگہ پر کھڑا ہو کر یہ کلمات استعمال کرتا ہے۔ الصلوٰة والسلام علیک یا ادم صفی اللہ والصلوٰة والسلام علیک یا نوح صفی اللہ یا موسیٰ کلیم اللہ یا عیسیٰ روح اللہ آخر میں الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ بہر حال آدم علیہ السلام کے نام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تک۔ کئی سال سے یہ طریقہ چلا آتا ہے روزہ داروں کے بیدار کرنے کے لیے اس میں علماء کرام میں اختلاف ہو گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمات درست ہیں اور روزہ داروں کو بیدار کرنے کے لیے اور بعض کہتے ہیں کہ بدعت ہے نقارہ مارا جائے اب وضاحت فرما دیں کہ بوقت سحری روزہ داروں کے بیدار کرنے کے لیے یہ کلمات درست ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

بعض علماء کرا کا کہنا درست ہے بوقت سحر روزہ داروں کو ان کلمات سے بیدار کرنا بدعت ہے کیونکہ خیر القرون میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہے نہ صحابہ کرام سے اور نہ

تابعین سے اور نہ اتباع تابعین سے اس کا ثبوت ہے۔ بخلاف نقارہ کے کہ اس کا مارنا جائز ہے کیونکہ طبل غزاة کا ثبوت ہے اور فقہاء کرام نے اس کو جائز لکھا ہے تو اس لیے نقارہ بجانا بھی جائز لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

زکوٰة، عشر وغیرہ پر امامت کرنا، اگر کسی کی نماز غلط ہو اور اصلاح کی کوشش بھی نہ کرے تو کیا اُس کی نماز ہو جائے گی، شیخ اول کی وفات کے بعد کسی اور سے بیعت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین کہ

(۱) امامت بالزکوٰة و بالعشر وصدقات واجبہ پر جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ المعروف کالمشروط کے تحت ہے وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو کچھ نہ دیا جائے تو وہ امامت نہیں کرے گا۔

(۲) کیا صلوٰة غلط طریقہ پر پڑھنا اور تصحیح کی کوشش نہ کرنا ان کی نماز درست ہوگی یا نہیں۔

(۳) اگر کسی کا شیخ یعنی پیر صاحب وفات پا چکا ہے اس لیے بیعت دوسرے شیخ جو کہ مستور الحال ہے کہ اس سے درجہ میں اولیٰ ہے یا کم ہے بیعت جائز ہے یا نہیں اور دوسرے شیخ کی صحبت میں بیٹھنا کیسا ہے۔

ضلع بنوں مولوی حکیم غلام حیدر

﴿ج﴾

اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) امام غنی یا ہاشمی ہو اس صورت میں تو اس کو زکوٰة اور عشر دینا جائز نہیں ہے۔

(۲) امام بنتے وقت مقتدیوں کے ساتھ طے کیا گیا ہو کہ مجھے امامت کے بدلے میں زکوٰة عشر اجرت میں دینا ہوگا یا (۳) اجرت بصورت تنخواہ ماہانہ مقرر کر دی گئی لیکن مقتدی اس امام کو اُس تنخواہ میں مال زکوٰة یا عشر دینے لگیں۔ ان دونوں صورتوں میں لوگوں کی زکوٰة ادا نہ ہوگی اگر چہ امام کے لیے لینا اجرت وتنخواہ کے طور پر جائز ہوگا کیونکہ بنا بر مذہب متاخرین استیجار الامامت والاذان وتعلیم القران جائز ہے۔ لہٰذا اس صورت میں عقد اجارہ کے تمام شرائط اجارہ میں موجود ہوں گے تو اس صورت میں بطور اجر مثل کے اس مال زکوٰة کو لے گا لیکن پہلی صورت میں اجر اور دوسری صورت میں مدت معینہ سے زائد مال زکوٰة دینے اور لینے کی صورت میں بقدر زائد مال کے زکوٰة ادا ہوگی۔

(۴) اسی طرح باقاعدہ عقد نہ کیا گیا ہو لیکن یہ مشہور و معروف ہے کہ لوگ امام کو زکوٰۃ اور عشر دیا کرتے ہیں اور امام مذکور بھی اس غرض سے ان کی امامت کرتا ہے کہ یہ لوگ اسے زکوٰۃ اور عشر دیا کریں گے اور اگر وہ نہ دیں تو یہ امامت چھوڑ کر ہی چلا جائے گا۔ گویا عقد اجارہ نہ تو صحیح ہوا ہے اور نہ فاسد لیکن بہر حال کالعقد ضرور ہے کیونکہ اگر یہ لوگ اسے زکوٰۃ نہ دیں تو یہ امامت چھوڑ جائے گا۔ اس صورت میں گو احتیاط اس میں ہے کہ پہلے کچھ مال بطور ہدیہ کے امام کی خدمت میں پیش کر دے اور بعد میں مال زکوٰۃ و عشر وغیرہ دے لیکن بغیر ایسا کرنے کے بھی زکوٰۃ و عشر اگر دے دے گا تو ادا ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں کسی قسم کا عقد نہیں ہوا ہے اس لیے لوگوں کے ذمہ اسے کچھ دینا واجب نہیں ہے تو زکوٰۃ اجرت میں شمار نہ ہوگی اس لیے ادائیگی صحیح ہوگی۔ قال فی الدرالمختار ص ۳۵۲ ج ۲ (باب المصرف قبیل باب صدقة الفطر) دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم عيد اوالى مبشر او مهدى الباكورة جاز الا اذا نص على التعويض وقال الشامى تحته (او مهدى الباكورة) هى الثمرة التى تدرك اولا قاموس وقيده فى التتار خانية بالتى لا تساوى شيئًا ومفهومه انها لولها قيمة لم يصح عن الزكاة لان المهدى لم يدفعها الا للعوض فلا يجوز اخذها الا بدفع ما يرضى به المهدى والزائد عليه يصح عن الزكاة ثم رأيت ط ذكر مثله وزاد الا ان ينزل المهدى منزلة الواهب اه اى لانه لم يقصد بها اخذ العوض وانما جعله وسيلة للصدقة فهو متبرع بما دفع ولذا لا يعد ما ياخذه عوض عنها بل صدقة لكن الآخذ لو لم يعطه شيئًا لا يرضى بتركها له فلا يحل له اخذها والذى يظهر انه لو نوى بما دفعه الزكاة صحت نيته ولا تبقى ذمته مشغولة بقدر قيمتها او اكثر اذا كان لها قيمة لان المهدى وصل الى غرضه من الهدية سواء كان ما اخذه زكاة او صدقة نافلة ويكون حينئذ راضيًا بترك الهدية فليتامل وفى الدرالمختار ايضاً ولو دفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لو لم يعطه صح والا لا وقال الشامى تحته (قوله والا لا) اى لان المدفوع يكون بمنزلة العوض ط وفيه ان المدفوع الى مهدى الباكورة كذلك فينبغى اعتبار النية (اقول لعله اشارة الى ما قال من قبل من قوله والذى يظهر انه لو نوى الخ) ونظيره مامر الخ بہر حال مسئلہ مشکل ہے علامہ شامی رحمہ اللہ بھی فلیتامل کہہ رہے ہیں۔ لہٰذا دیگر علماء کرام کی رائے معلوم کر لی جائے۔

(۵) عقد کسی قسم کا نہیں ہوا ہے لوگ اگر زکوٰۃ نہ دیں یا کم دیں تب بھی امامت کرتا ہے۔ صرف اس نے اس امامت کو زکوٰۃ و عشر دیے جانے کے لیے وسیلہ بنایا ہے۔ بس اتنی بات ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر امامت نہ کروں گا تو لوگ زکوٰۃ و عشر نہ دیں گے۔ ایسے امام کو بلا شبہ دینا جائز ہے اور زکوٰۃ ادا بھی ہوگی جس کے نظائر کتب

فقہ میں بکثرت موجود ہیں۔

(۶) امامت محض للہ کرتا ہے۔ زکوٰۃ و عشر ملنے کی طمع بھی نہیں ہے۔ تو بطریق اولیٰ دینا لینا جائز ہے۔

(۲) غلطی اگر مفسد صلوٰۃ ہے تو تصحیح کی کوشش نہ کرنے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر غلطی اس نوعیت کی ہے کہ مفسد صلوٰۃ نہیں ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر چہ غلطی سے بچنا ضروری امر ہے۔

(۳) گو بندہ اس فن سے ناواقف ہے لیکن عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اس لیے جائز ہی ہے۔ اولی غیر اولیٰ ہونے کی تحقیق اہل فن ہی جان سکتے ہیں۔ ان سے دریافت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الاجوبة كلها صحيحة والمجيب مصيب محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

دفع بلا کے لیے جانور مزار پر ذبح کر کے پکوا کر لوگوں پر تقسیم کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مال مویشی رکھتا ہے۔ جب کبھی مال مویشی میں بیماری پڑ جاتی ہے تو وہ فوراً ایک بکری لے کر ایک مزار پر ذبح کرتا ہے۔ مزار اکیلا ہے کوئی مجاور وغیرہ نہیں ہے اور مکان کی تخصیص لازمی جانتا ہے۔ گھر میں یا مسجد میں ذبح کرنا مناسب نہیں جانتا اور اسی طرح میں مصیبت کے وقت طعام دودھ، چاول مٹھائی وغیرہ پکا کر مزاروں پر تقسیم کرتا ہے اور وہاں پکا کر پھر شہر میں لے آتا ہے اور لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے اب مطلوب امر یہ چیز ہے کہ اس قسم کا کھانا گوشت، چاول، مٹھائی، دودھ وغیرہ شرعاً حلال ہے یا حرام ہے اور وما اهل به لغير الله یا وما ذبح على النصب کی تعریف میں آتا ہے۔ کیا اس میں تقرب لغیر اللہ تو نہیں ہے یا اس میں خوشنودی اور تعظیم تو نہیں ہے۔ جب تقسیم کرتے وقت پوچھا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ واسطے کی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شریعت مقدسہ میں ذبح (جانور کا خون گرانا) فی حد ذاتہ عبادت نہیں ہے۔ بلکہ جب اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے تو جانور حلال ہو جاتا ہے۔ ماسوی اللہ کے تقرب اور تعظیم کے لیے کوئی چیز دی جائے یا کوئی جانور ذبح کیا جائے وہ ما اهل به لغير الله اور ما ذبح على النصب میں داخل ہے۔ ایسے نذر و نیاز والے جانور پر ذبح کے وقت اگر چہ صرف تکبیر ہی کہی جائے غیر اللہ کا نام نہ بھی لیا جائے لیکن جب مقصود تقرب اور تعظیم غیر اللہ کی ہے پھر بھی حرام ہے۔ قال فی الدرالمختار (ذبح لقدوم الامير) ونحوه كو احد من العظماء (يحرم) لانه اهل به لغير الله (ولو) وصلية (ذكر اسم الله تعالىٰ ولو) ذبح (للضيف لا

یحرم) لانہ سنة الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالٰی والفارق انہ ان قدمھا لیاکل منھا کان الذبح للہ والمنفعة للضیف او الولیمة او للربح وان لم یقدمھا لیاکل منھا بل یدفعھا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرم (کتاب الذبائح ص ۳۰۹ ج ۶) لہٰذا جو جانور کسی ولی پیر وغیرہ کے تقرب کے لیے نامزد کیا گیا ہو اس کو ذبح کرتے وقت اگر صرف تکبیر بھی کہی جائے تو حلال نہیں ہوتا۔ جیسا کہ درمختار کی عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ہاں اگر اس عقیدۂ تقرب سے قبل از ذبح رجوع کر کے صرف اللہ جل مجدہ کے تقرب اور تعظیم کے لیے ذبح کیا جائے پھر حلال ہے۔ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں مولانا تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ اس میں تفصیل ہے ایک صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے غیر اللہ کے نامزد کوئی جانور کر دیا اور کسی نیت سے اس کو ذبح کر دیا گو وقت ذبح بسم اللہ کہے یہ حرام ہے۔ قرآن مجید میں اس کی حرمت منصوص ہے اور کتب فقہ درمختار وغیرہ میں تصریحاً مذکور ہے الخ امداد الفتاویٰ ص ۹۹ ج ۴ فقط واللہ تعالٰی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

ایک امام مسجد کہتا ہے کہ میں ٹرین کے سفر میں درج ذیل وجوہات کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا کیا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسجد کا امام یہ فرماتا ہے کہ میں دوران سفر نماز نہیں پڑھتا اور مندرجہ ذیل دلائل دیتا ہے۔

(۱) ریل کا رخ نہ جانے کس طرف ہو۔ لہٰذا نماز اصل قبلہ کی جانب ہوتی ہے۔

(۲) ریل گاڑی خصوصاً تھرڈ کلاس اور شاہین و چناب و خیبر میل میں اس قدر رش ہوتا ہے کہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی جیسا کہ تجربہ ہے۔ لہٰذا نماز کیسے پڑھی جا سکتی ہے۔

(۳) جو اطمینان نماز کے لیے ضروری ہے وہ تھرڈ کلاس میں میسر نہیں ہوتا لہٰذا اچھا ہے کہ اپنے مقام پر پہنچ کر نماز ادا کی جائے اور میں ایسے ہی کرتا ہوں۔ دوسروں کو اس پر مجبور نہیں کرتا۔ ہاں اگر گاڑی میں رش نہ ہو یا انٹر میں سفر کر رہا ہوں تو نماز پڑھتا ہوں۔ اس صورت میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور کیا امام صاحب صحیح کہتا ہے۔ ائمہ اربعہ خصوصاً حنفیہ کے نزدیک امام صاحب کا فعل کیسا ہے۔ بینوا توجروا

علی نواز خان سعیدی ادارہ فلاح و بہبود سماجی کراچی

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نماز ایک اہم فریضہ ہے۔ اللہ تعالٰی نے اس کو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کی تاخیر کسی طرح جائز نہیں ہے۔ قال تعالٰی ان الصلوٰة کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا الآیۃ پھر سفر کے اندر اللہ تعالٰی نے نماز کے بارے میں خصوصی رخصت دے رکھی ہے۔ حتیٰ کہ چار رکعت فرض کی بجائے دو رکعت ہی ادا کرنے پڑتے ہیں اور سنت نفل بن جاتی ہے اور ایسی حالت میں یعنی غیر مطمئن سفر میں سنتوں کا نہ پڑھنا ہی اولی اور بہتر ہے۔ لہٰذا سفر میں تو دو رکعتیں یا تین رکعتیں (مغرب کی) ہی ادا کرنی پڑتی ہیں جو دو تین منٹ کے مختصر سے وقت میں ادا کی جا سکتی ہیں اور ریل گاڑی کے سفر میں اگر انسان کوشش کرے اور نماز ادا کرنے کا شوق رکھے تو بآسانی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ باقی سمت قبلہ اگر خود معلوم نہ ہو تو دیگر لوگوں سے یا کسی اسٹیشن پر مقامی لوگوں سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ باقی عموماً اگر ریل گاڑی کچھ دیر کے لیے رکتی ہے تو گاڑی ٹھہرتے ہی فوراً اتر کر جلدی جلدی نماز ادا کر لی جائے۔ وقت کی تنگی کو دیکھتے ہوئے اگر صرف فرائض و واجبات کی ادائیگی پر اکتفا کر لیا جائے اور سنن و مستحبات کو چھوڑ دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ باقی نماز کے لیے اطمینان اتنا ضروری نہیں ہے کہ اطمینان میسر نہ آنے کی صورت میں نماز قضا کی جائے بلکہ نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر چہ اطمینان میسر نہ ہو اور بالفرض اگر نماز پڑھنے کی بوجہ رش کے کوئی صورت نہ بن سکے تب تشبہ بالمصلین کر کے اشارہ کے ساتھ ادا کر لی جائے اور اطمینان مل جائے یا ریل کا سفر ختم ہو جانے کے بعد اس کی قضا کر لی جائے۔ بہرحال صرف اس صورت میں تاخیر کی گنجائش ہے۔ اگر چہ تشبہ کرنے یعنی اشارہ وغیرہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا حکم اس صورت میں بھی ہے۔ اس تفصیل کے بعد معلوم ہوا اگر امام مذکور بلا آخری صورت کے ہونے کے بھی نماز کو ادا نہیں کرتا ہے بلکہ مؤخر کرتا ہے تو اس کو مسئلہ سمجھا دیا جائے۔ سمجھا دینے کے بعد اگر پھر بھی اپنے سابق طریقہ پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اس سے فاسق بنتا ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے اور ایسے امام کو امامت سے معزول کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالٰی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عرشی نام کتاب کو اللہ تعالٰی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے

﴿س﴾

چہ میفر مایند علماء کرام اندریں مسئلہ کہ نزد یک زید و عمر یک کتاب مسمی بعرشی است و معتقد براند کہ کتاب خدا است برقرآن شریف اعتقاد ایضاً میدارند کہ کتاب خدا است و خود را مسلمان میگویند و انبیاء علیہم السلام را برحق

پیغمبران میدانند حاصل کلام اینکہ ہر جمیع احکام اسلامیہ معترف ومعتقد اند ولیکن تعظیم وتکریم کتاب مسمّٰی بعرشی بسیار میکنند، وچوں قرآن مجید درخلاف پوشیدہ اند وقتے معین کردہ اند برائے تعظیم وتوقیرش پس دران وقت معین گوسفندان وگاؤن را آوردہ برسرش ذبح میکنند وبدعات سیئہ درصاحبان کتاب مذکور بصدور مے آیند۔ اکنوں این دریافت است کہ مذکوران کتاب مذکور مرتد اندیانہ۔ وخوردن مذبوحات مذکورہ ازروئے شرع شریف چہ حکم دارد۔

﴿ج﴾

کتابے کہ منزل من اللہ نہ باشد اورا منزل من اللہ اعتقاد کردن کفر است۔ فمن اظلم ممن افتریٰ علی الله و کذب بایاته (الآیۃ) ازیں آیت معلوم گشت کہ غیر کلام اللہ بجانب اللہ تعالیٰ منسوب کردن وکلام اللہ وتکذیب کردن ہر دو ظلم وکفر است۔ ازیں جنس کساں احتراز لازم است۔ ذبیحہ ایشاں میتہ است۔ اعاذنا اللہ منہ

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کمزور نظر والی خاتون کا بچیوں کو غلط قرآن پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی والدہ محلہ کی بچیوں اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتی ہیں۔ حالانکہ مکتب زید کے گھر کے قریب ہی ہے۔ جہاں زید کا بھائی اور ہمشیرہ مریم پڑھتے ہیں۔ یادرہے کہ زید کی والدہ نظر کمزور ہونے کی وجہ سے قرآن پاک صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتی۔ زید کے گھر پڑھنے والی بچیاں اور بچے اکثر قرآن پاک غلط پڑھتے ہیں۔ کیا ایک ایسے مدرسے کے قریب میں ہوتے ہوئے جہاں کے اساتذہ قواعد قرآن سے واقف اور صحیح قرآن پاک پڑھتے ہوں زید کی والدہ کا بچوں کو پڑھانا درست ہے۔

﴿ج﴾

امت کے لیے جس طرح قرآن مجید کے معنی کا سیکھنا سمجھنا اور اس کے احکام وحدود پر عمل کرنا ایک عبادت وفریضہ ہے۔ اسی طرح امت پر قرآن کے الفاظ کا صحیح طور سے پڑھنا اور اس کے حروف کا منقول وثابت طریقے کے موافق ادا کرنا بھی لازم وفرض ہے اور یہ طریقہ وہ ہے جسے تجوید وتصحیح اور ترتیل سے موسوم کرتے ہیں۔ پس قرآن مجید کے حروف کا اسی حد تک صحیح پڑھنا کہ اس سے حروف میں گھٹاؤ بڑھاؤ تبدیلی اور اعراب کی غلطی پیدا نہ ہو اور قرآن کے معانی نہ بگڑیں ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کی والدہ پر لازم ہے کہ وہ قرآن کی صحت کا پورا پورا خیال رکھیں اور صحیح ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھیں پڑھائیں اور غلط پڑھانے سے بچیں۔ اس لیے غلط پڑھنے سے وبال جان کا خطرہ اور گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

لوہے، پیتل، تانبہ، المونیم اور چاندی کی چین اگر گھڑی کو لگی ہو تو نماز کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

(۲) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے جو ہاتھ میں گھڑی باندھ رکھی ہے اس کی چین اسٹیل کی ہے بکر کا اعتراض ہے کہ اسٹیل کی چین والی گھڑی ہاتھ پر باندھ کر اگر نماز پڑھی جائے تو نماز نہ ہوگی۔ کیا بکر کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) کیا چاندی چمڑے کپڑے وغیرہ کے پٹے اور چین کے علاوہ کسی اور دھات کی چین از قسم تانبا لوہا پیتل ایلمونیم وغیرہ کی چین گھڑی میں ڈال کر باندھنا جائز ہے۔

حافظ بوٹ ہاؤس مین بازار تحصیل وضلع میانوالی

﴿ج﴾

اسٹیل کی چین کی گھڑی استعمال کرنا جائز ہے۔ گھڑی کا کور بھی تو اسٹیل کا ہے سونے یا چاندی کا چین استعمال کرنا جائز نہیں۔ باقی اقسام کا استعمال کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پاگل شخص اگر قرآن کریم کو شہید کردے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا بھائی عرصہ دراز سے پاگل تھا۔ اسی پاگل پن میں اس نے کئی دفعہ قرآن شریف کو شہید کردیا۔ آج جب کہ وہ انتقال کرچکا ہے میں اس بارے میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ شریعت کی رو سے اس کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے۔

عبدالمجید نزد لیڈی ہسپتال جھنگ

﴿ج﴾

پاگل شخص مرفوع القلم ہے۔ اس کے کسی فعل پر کفارہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

خواب کی تعبیر یہی ہے کہ اہل امریکہ پہ اعتماد نہ کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ نے ایک بیدار خواب میں اپنے آپ کو آسمان پر پایا تو سامنے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت بزرگان دین بحالت صف کھڑی ہے اور ایک امام صاحب امامت فرما رہے ہیں اور بڑی لمبی قرات پڑھی جا رہی ہے۔ بندہ نے وہاں اپنے آپ کو کھڑا پایا اور اس طویل قرات میں سے ایک آیت مبارک دل نشین ہوتی ہوئی دل میں اتر گئی۔ آیت مبارکہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم فارجعوا انھم لا یرجعون** لوٹ جاؤ تحقیق وہ نہیں لوٹنے والے۔ سامنے جماعت کی طرف سے قرات سن رہا ہوں اور پیچھے غیب سے آواز آ رہی ہے کہ اے دنیا جہاں کی قوموں اور قوموں کے حکمرانو اہل امریکہ سے تمام طرح کے تعلقات توڑ دو کیونکہ تمام جہاں والوں کے ساتھ جو مکاری امریکہ والے اختیار کر چکے ہیں اس سے باز آنے والے نہیں۔ لہذا مندرجہ بالا ایک بیدار خواب ہے۔ اب برائے نوازش اس کی تعبیر وفتویٰ سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا

ابراہیم کوٹھی نمبر ۹۹۹ ڈی سیکٹر اسلام آباد

﴿ج﴾

دارالافتاء سے تو مسائل فقہ کے جوابات لکھے جاتے ہیں خوابوں کی تعبیرات تو کوئی مرشد کامل بزرگ ہی بتا سکتے ہیں ویسے آپ کی خواب کی تعبیر تو خواب کے اندر ہی غیب سے بتائی گئی ہے کہ امریکہ سے تعلقات توڑ دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

جو آپ کو خواب میں بات بتلائی گئی وہ خود اس خواب کی تعبیر ہے کہ ان اقوام میں اصلاح کی صلاحیت و استعداد نہیں ہے۔ تم ہی ان سے لوٹ کر دوسرا راستہ اختیار کرلو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سورۂ توبہ کے شروع میں اعوذ باللہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا

﴿س﴾

مسئلہ مطلوب ہے کیا جب سورۂ توبہ سے آغاز قرآن کیا جائے تو **اعوذ باللہ من الشیطان الرحیم ٥ بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنا چاہیے یا نہ۔

حاجی مشتاق احمد قریشی ملتان

﴿ج﴾

اگر برات سے تلاوت شروع ہو تو **اعوذ باللہ من الشیطن الرحیم** پڑھیں گے اور **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنے میں دو قول ہیں۔ اب عام اہل فن حضرات کی رائے پر نہ پڑھنا چاہیے کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے قرآن میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ نیز اس لیے کہ برات کے شروع میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی۔ پس اس میں انفال کی جزیئت اور عدم استقلال وعدم قیام بنفسہا کا احتمال ہے۔ ابوالحسن بن غلبون، ابوالقاسم بن فحام وابومحمد مکی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

بعض کے قول میں برکت کے لیے پڑھ لینا چاہیے۔ پہلی وجہ اولیٰ اور اقویٰ ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

لاریوں اور بسوں کے ڈرائیور سوائے اپنے وطن اصلی کے ہمیشہ مسافر رہیں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ملک میں بعض اشخاص لاریاں چلاتے ہیں جس کی تشریح یہ ہے کہ (قریہ کواس) ان ڈرائیوروں کا وطن اصلی ہے جس سے کوئٹہ شہر مغرب کی طرف ۵۲ میل پر واقع ہے۔ یہ لاری کوئٹہ شہر سے چلا کر (زیارت شہر) جو کہ اس سے مشرق کی طرف ۱۱ میل پر واقع ہے ٹھہرتے ہیں۔ شہر زیارت میں رات گزار کر واپس کوئٹہ شہر کو جاتے ہیں۔ کوئٹہ میں ایک یا دو دن گزار کر پھر کوئٹہ سے روانہ ہو کر کواس وزیارت سے گزرتے ہوئے لورالائی شہر کو پہنچتے ہیں جو کہ قریہ کواس سے ۶۰ میل پر واقع ہے۔ لورالائی میں رات گزار کر دن کو ہرنائی شہر کو روانہ ہوتے ہیں جو لورالائی شہر سے ۵۵ میل پر واقع ہے۔ ہرنائی شہر میں رات گزار کر دن کو واپس لورالائی آتے ہیں۔ لورالائی میں رات گزار کر دن کو سیدھا کوئٹہ شہر کو پہنچتے ہیں۔ کوئٹہ میں ایک یا دو رات پھر وہی دورہ کرتے ہیں۔ یعنی پھر کوئٹہ سے زیارت، زیارت سے واپس کوئٹہ، کوئٹہ سے لورالائی، لورالائی سے ہرنائی، ہرنائی سے پھر لورالائی، کوئٹہ۔ تمام وقت گزارتے ہیں۔ ڈرائیور صاحبان علماء سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہم نماز قصر کریں یا اتمام کریں۔ یعنی یہ حالت سنا کر کہتے ہیں کہ ہم مسافر یا مقیم ہیں۔ علماء میں اختلاف ہوا ہے بعض نے مقیم ہونے کا حکم دیا ہے اور بعض مسافر ہونے کا حکم دیا ہے۔ حق کیا ہے۔

﴿ج﴾

یہ لوگ مسافر ہیں کوئی وجہ شرعی وجوہ میں سے نہیں ہے جس سے ان کو مقیم کہا جا سکے۔ البتہ اگر کواس کی بستی کے مکانات کے وسط میں موٹر گزرتی ہے تو جس وقت وہ کوئٹہ سے واپسی پر زیارت کو جاتے ہوئے کواس پر گزرتے ہیں تو بوجہ وطن اصلی کے بغیر نیت کے ان کا سفر ختم ہوگا اور پھر آگے زیارت تک مسافت قصر نہیں ہے اس لیے زیارت میں وہ مقیم ہوں گے اور اتمام کریں گے اور جب واپسی وہ پھر کواس سے گزر کر بطرف کوئٹہ روانہ ہوں گے تو مسافر ہو جائیں گے اور واپسی پر اگر قصد زیارت کا نہیں بلکہ لورالائی یا ہرنائی کا ہے تو اگر چہ کواس میں داخل ہونے سے وہ مقیم ہوں گے لیکن وہاں سے نکلتے وقت پھر بوجہ مسافت قصر کے مسافر ہو جائیں گے اور مسافر رہیں گے یہ ایک غلط خیال ہے اور محض مضحکہ خیز بات ہے کہ لاری کی نشست گاہ اس کا وطن اقامت ہے۔ ایسی جہالت کا شرعی اصول سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جن کا کوئی متعین مقام نہیں وہ عمر بھر مسافر ہوتے ہیں۔ سب فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔ فقہاء کی دلیل مسئلہ میں کافی وافی ہوتی ہے۔ درمختار ص ۱۲۶ ج ۲ میں ہے اولم یکن مستقلاً برایہ او دخل بلدۃ ولم ینوھا بل ترقب السفر غداً او بعدہ ولو بقی سنین (الی ان قال) وکذا یصلی رکعتین عسکر دخل ارض خراب الخ آخر کیا اشکال ان کو پیش کیا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

۷ صفر ۱۳۷۶ھ

محرم الحرام یا گیارہویں کے کھانے پر کچھ پڑھنا، تورات وانجیل کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محرم الحرام میں یا گیارہویں میں یا شب برات کے موقعہ پر کھانا پکایا گیا۔ اس حال میں کہ اس پر کچھ پڑھا گیا ہو تو جائز ہے یا نہیں۔ یا پڑھا بھی نہیں گیا اور کسی کی نذر کی نیت بھی نہیں کی گئی لیکن ان موقعوں پر پکایا گیا تو جائز ہے یا نہیں۔

(۲) تورات یا زبور یا انجیل کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز اگر مسلمان ہو اور ایمان کے پختہ ہونے کا یقین ہو تو جائز ہے یا نہیں۔ اس حال میں کہ نیت اس کے جاننے کی ہو کہ آیا یہ کتاب کیسی ہے یا مقابل کے لیے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) عشرہ محرم میں حدیث سے دو امر ثابت ہیں۔ نویں اور دسویں کا روزہ اور دسویں تاریخ کو اپنے گھر

والوں کے خرچ میں قدرے وسعت کرنا جس کی نسبت وارد ہوا ہے کہ اس عمل سے سال بھر تک روزی میں وسعت رہتی ہے۔ باقی امور مثلاً تعزیہ بنانا، مجمع فساق وفجار کا جمع کرنا، نوحہ کرنا، مرثیہ پڑھنا وغیرہ جن کی تفصیل اصلاح الرسوم میں موجود ہے حرام اور ممنوع ہے۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اصلاح الرسوم میں لکھتے ہیں۔ من جملہ ان رسوم کے شب برات کا حلوہ اور عید کی سویاں، عاشورہ محرم کا کھچڑا اور شربت وغیرہ ہے۔ بہرحال ان چیزوں کو لازم اور ضروری سمجھنا اور نہ کرنے پر طعن کرنا بدعت اور گناہ ہے۔ ایصال ثواب بطریق مشروع نہایت خوبی کی بات ہے۔ بلاتعین وبلا پابندی رواج حسب توفیق جو میسر ہو مستحقین کو دے دے اور ثواب بخش دے۔ گیارہویں، سہ ماہی وغیرہ بلاتقیید وبلاتخصیص وبلا فساد عقیدہ تو بلا کلام جائز ہے اور قیود مکروہہ ومفاسد مروجہ کے ساتھ بلا تردد ناجائز ہے۔

(۲) عام مسلمانوں کے لیے ان کتب کا پڑھنا درست نہیں۔ مناظرہ کے لیے اہل باطل کو ان کی تحریفات وغیرہ سے مطلع کرنے اور ان کو اسلام کے عقائد سے باخبر کرنے کی نیت سے پڑھنے میں قباحت نہیں۔ والتفصیل فی امداد الفتاویٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ محرم ۱۳۹۳ھ

قبروں پر تلاوت کرنے والے کو کچھ رقم دینا جائز ہے یا نہیں

﴿س﴾

ایک حافظ زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے اور لوگ قبروں پر ختم پڑھواتے ہیں یعنی تلاوت قرآن کراتے ہیں اور جو کچھ پھرتے ہیں دیتے ہیں اور کھانا بھی کھلاتے ہیں یہ پیسے لینے جائز ہیں یا مباح یا حلال یا حرام اگر پیسے نہ دیں تو مطالبہ حافظ نہیں کرتا۔ اگر بغیر مانگے کے جو کچھ دیں جائز ہے یا کہ نہیں۔

مسلم بازار بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

قبور پر فاتحہ خوانی پر حافظ صاحب کو اجرت لینا جائز نہیں۔ حافظ صاحب اگر چہ مطالبہ نہیں کرتے لیکن المعروف کالمشروط (یعنی معروف یہی ہے کہ حافظ صاحب کو اس تلاوت پر کچھ دیتے ہیں اور جو معروف ہو وہ بمنزلہ مشروط کے ہے) کے تحت یہ رقم لینا درست نہیں۔ اگر رقم لے تو اس میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً حافظ صاحب کی امداد کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۵ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

زید کا اپنے ذاتی مال میں سے بھائی کے ایصال ثواب کے لیے خرچ کرنا اور ختم پڑھوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید فوت ہو گیا اس کے ورثاء میں سے مثلاً بھائی اپنے مال میں سے نہ کہ زید کے مال سے کچھ ثواب کے لیے کھلانا چاہتا ہے یا قرآن مجید پڑھوا کر پیسے یا کھانا کھلاتا ہے۔ نیز اس بات کی بھی تصریح فرمادیں کہ مطلق قرآن پاک پڑھ کر پیسے یا کچھ کھلانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

عبدالرحمٰن متعلم مدرسہ دارالعلوم ملتان

﴿ج﴾

اپنے مال میں سے بلا قیود و رسوم ایصال ثواب کے لیے کھانا کھلانا جائز ہے۔ ایصال ثواب کے لیے قرآن مجید پڑھ کر پیسے لینا دینا دونوں حرام ہے اور اس میں نہ پڑھنے والے کو ثواب ہوتا ہے اور نہ میت کو کوئی ثواب پہنچتا ہے۔ کما فی الشامی ص ۵۶ ج ۶ قال تاج الشریعة فی شرح الهدایة ان القرآن بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الهدایة ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان الخ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر وطن ملازمت سے افسر مجاز کی اجازت کے بغیر ہفتہ وار تعطیل میں بھی گھر جانے کی اجازت نہ ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید عرصہ تقریباً ۱۵ سال سے بسلسلۂ ملازمت بہاولپور میں بمع بال بچوں کے رہائش پذیر ہے جہاں پر زید نے دوران ملازمت بھائی اور والدین کی شراکت سے مشترکہ مکان بنایا ہے۔ یکم مئی ۱۹۷۵ء یعنی عرصہ تقریباً ۵ ماہ سے زید کا تبادلہ ملازمت بہاولپور سے ملتان شہر ہو چکا ہے۔ یہاں پر وہ اکیلا رہتا ہے اور بچے فی الحال بہاولپور میں ہیں۔ جیسا کہ ہر اتوار کو ملازمین کی عام تعطیل ہوتی ہے لہٰذا ہر ہفتہ کی شام کو بہاولپور یا کہروڑپکا چلا جاتا ہے اور اتوار وہاں گزار کر پیر کی صبح کو دفتر (ملتان) حاضر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اتوار عام چھٹی ہوتی ہے لیکن شرائط ملازمت میں یہ بھی ہے کہ ملازم اس عام چھٹی کے روز بغیر اجازت افسر مجاز کے ۵ یا ۶ میل دائرہ ملازمت سے باہر نہیں جا سکتا ہے۔ زید کا تبادلہ یہاں سے بھی کسی اور جگہ کسی وقت ہو سکتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلی حالات کے پیش نظر حسب ذیل امور جواب طلب ہیں۔

(۱) زید کا وطن اصلی کون سا تسلیم کیا جائے گا۔

(۲) ملتان میں نمازیں قصر پڑھی جائیں گی یا پوری۔

(۳) بہاولپور اور کہروڑپکا میں نمازیں کیسی پڑھی جائیں گی۔

(۴) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ بغیر اجازت ہیڈ کوارٹر (جائے ملازمت) کو نہ چھوڑنا شرط ملازمت ہے۔ لہٰذا زید کی ملتان میں رہائش وطن اقامتی شمار ہوگا۔ چاہے وہ یہاں پر ۱۵ دن کی ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے۔ ان کا یہ کہنا شرعی لحاظ سے کہاں تک درست ہے۔

نوٹ: ملتان سے بہاولپور ۶۰ میل اور کہروڑپکا ۶۰ میل ہے۔

﴿ج﴾

زید جب بہاولپور سے ملتان آیا تو وہ شرعاً مسافر ہے اور جب تک وہ ملتان میں ایک ساتھ پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے تب تک برابر سفر کا حکم رہے گا اور چونکہ زید نے ابھی تک پندرہ دن قیام کا ارادہ ملتان میں نہیں کیا اس لیے وہ برابر مسافر ہے اور قصر کرے گا۔

لایزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوماً او اکثر وان نوی اقل ذلک قصر (ہدایہ باب صلوٰۃ المسافر ص ۱۴۶ ج ۱) زید نے بہاولپور کو اگر مستقل طور پر وطن اصلی نہیں بنایا بلکہ عارضی طور پر بسلسلۂ ملازمت وہاں رہتا تھا اور اب وہاں اقامت کے ارادے سے نہیں جاتا تو زید بہاولپور میں بھی قصر کرے گا۔ البتہ کہروڑپکا میں اتمام کرے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ شوال ۱۳۹۵ھ

ڈاکو اور بدکردار لوگوں سے قطع تعلق کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیان محمد قاسم و نور محمد و ظفر علی پسران رحیم بخش قوم خوجہ ساکن میر محلہ تحصیل شجاع آباد۔ یہ اشخاص ایک باعزت اور باوقار ایک غریب مسلمان کی عصمت اور ناموس کو فروخت اور تلف کرنے پر شب و روز کوشاں ہیں بلکہ ہر وقت ڈاکہ زنی پر تلے ہوئے ہیں اور حتمی طور پر اپنی فرعونی طاقت سے لب ریز ہو کر ایک غریب مظلوم مسلمان شخص (واحد بخش خوجہ) کو عرصہ تیرہ سال سے تنگ کرتے چلے آرہے ہیں

اور یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچی ہوئی ہے کہ عصمت و ناموس فروشی ان کا خاص طریقہ ہے اور دینی دنیوی لحاظ سے ان کا چال چلن نا قابل گفتہ بہ ہے اور ہمہ تن ان کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا اور کردار نا قابل شنید و نا قابل دید ہے۔ اندریں حالات اگر مظلوم ایسے اشخاص سے قانوناً اور شرعاً برادری اور علاقے کے زمینداروں کے ذریعہ سے ہمیشہ کے لیے ان اشخاص مذکورہ سے قطع اصلی اور قطع تعلقی کر دے تو کیا مظلوم عنداللہ وعند رسولہ مجرم اور قابل گرفت عذاب خداوندی تو نہیں قرار دیا جائے گا۔ قرآن وسنت اور فقہ حنفی اور اقوال سلف الصالحین سے اس مسئلہ کو روشن فرمادیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر قطع تعلقی دینی حمیت کے تحت ہو تو جائز ہے۔ بلکہ شرعاً مطلوب ہے یا قطع تعلقی کر کے ان کے ظلم وستم سے بچ سکتا ہے تب بھی جائز ہے۔ لقوله عليه السلام من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان او كما قال فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا سکول پڑھنے پر اتنا ثواب ملے گا جتنا علوم دینیہ پر؟

﴿س﴾

کیا پرائمری کی تعلیم جزو دین ہے۔ کیا اس کا اتنا ہی ثواب ہے جتنا علوم دینیہ کے دیکھنے کا ثواب ہے آیا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ تعلیم جو بھی ہو اس کے اوپر ثواب اور اس کی فضیلت کا مدار دو باتوں پر ہے۔ پہلا نصاب تعلیم پر دوسرا معلوم پر۔ نصاب تعلیم اچھا ہو اور معلم بھی مخلص اور نیک ہو تو بلاشبہ ایسی تعلیم جزو دین قرار پائے گی ورنہ اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ اس مقدمہ کے بعد اگر پرائمری سکولوں میں ماسٹر اور معلم حضرات نیک اور مخلص ہوں بچوں کی تربیت صحیح اسلامی طور پر کرتے ہوں ان میں اخلاق حسنہ پیدا کرتے ہوں اور ان میں دینی شعور کو بلند کرتے ہوں۔ نماز وغیرہ کا اہتمام خود بھی کرتے ہوں اور بچوں کو بھی کراتے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس تعلیم ابتدائی میں قرآن مجید، تعلیم الاسلام وغیرہ دینی کتب کو بھی حساب واملا وغیرہ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہو تو بلاشبہ ایسی تعلیم جزو دین ہوگی اور اس پر وہی ثواب ملے گا جو علوم دینیہ والوں کو ملتا ہے۔ ورنہ ایسی تعلیم جو ان دو باتوں سے خالی ہو محض دنیاوی تعلیم قرار پائے گی۔ جزو دین نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۹ صفر ۱۳۹۴ھ

جائے ملازمت پر اگر ۱۵ دن قیام نہ ہو تو یہ شخص مسافر رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے گھر سے دور شرعی سفر کے فاصلے پر بطور گورنمنٹ ملازم تعینات ہے۔ اہل وعیال ساتھ نہیں رکھتا۔ بعض اوقات اس ملازم کو ایک دو دن کی حاضری کے بعد سفر پر جانا ہوتا ہے۔ اس ادارہ میں پندرہ دن کا قیام نہیں ہوتا ہاں اس کا سامان واسباب اسی ادارے میں ہوتا ہے اور اس کی ملازمت بھی اسی ادارے میں ہے۔ مندرجہ بالا صورت میں اس ملازم کو دو چار دن کی حاضری کی صورت میں قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ اس سفر سے اس کا وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے یا نہیں وطن اقامت سفر (جو کہ وطن اصلی سے نہ ہو) سے باطل ہوتا ہے یا نہ۔

عبدالرحمٰن قیصرانی گورنمنٹ ہائی سکول نگر پور ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر زید مسلسل پندرہ یوم جائے تعینات میں قیام نہیں کرتا بلکہ دو چار روز ٹھہر کر واپس چلا جاتا ہے یعنی پندرہ یوم قیام سے پہلے یہاں سے آتا جاتا ہے تو اس کو قصر ہی کرنی چاہیے۔ وطن اقامت سفر شرعی سے باطل ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

کسی کمپنی کا ملازم اگر سو میل دور مال لے جاتا ہو تو قصر کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ڈرائیور جو ایک کمپنی کی طرف سے مختلف مقامات پر سواریاں لے کر جاتا ہے وہ سفر کی حالت کے اندر جو سو میل دور ہے درمیان میں یا جس جگہ وہ ملازم ہے نیز جس جگہ وہ پہنچ جاتا ہے جو شرعی لحاظ سے سفر ہے نماز میں قصر کرے یا نہ۔

﴿ج﴾

جو شخص ۴۸ میل کے سفر کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے بعد از خروج من المنزل قصر کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر

وطن اصلی میں سفر سے آیا تو اتمام کرے گا۔ اگرچہ وہ وطن اصلی میں پندرہ دن کے قیام کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ واذا دخل المسافر فی مصرہ اتم الصلوٰۃ و ان لم ینو المقام فیہ کذا فی الھدایۃ ص ۱۴۷ ج ۱۔ ڈرائیور کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

سنن مؤکدہ سفر میں بھی مؤکدہ رہتی ہیں یا نہیں مفصل جواب

﴿س﴾

چہ مے فرمایند علماء دین دریں مسئلہ کہ سنت موکدہ در سفر نفل محض میگردد یا سنت موکدہ تاکید آن در سفر باقی میشود، محبرا کردہ شود امید کہ خود شما نوشتہ کنید کہ دراین مسئلہ در جاہ ما بسیار اختلاف است۔

﴿ج﴾

واضح باد کہ سنت موکدہ نزد امام فضلی تاکید او در سفر ہم باقی است۔ ونزد دیگر مشائخ تاکید او در سفر باقی نے ماند و میگویند کہ اگر حالت امن وقرار باشد سنن را ترک نکند واگر حالت خوف یا حالت فرار وسیر است ترک بکند و این مختار واعدل است کما قال فی البحر الرائق ص ۱۳۰ ج ۲ واختلفوا فی ترک السنن فی السفر فقیل الافضل ھو الترک ترخیصاً وقیل الفعل تقربا وقال الھندوانی الفعل حال النزول والترک حال السیر وقیل یصلی سنۃ الفجر خاصۃ وقیل سنۃ المغرب ایضاً وفی التجنیس و المختار انہ ان کان حال امن و قرار یاتی بھا لانھا شرعت مکملات والمسافر الیہ محتاج وان کان حال خوف لایاتی بھا لانہ ترک بعذر اھ

وفی البدائع ص ۹۳ ج ۱ ومن الناس من قال بترک السنن فی السفر وروی عن بعض الصحابۃ انہ قال لو اتیت بالسنن فی السفر لا تمت الفریضۃ وذلک عندنا محمول علی حالۃ الخوف علی وجہ لایمکنہ المکث لاداء السنن وفی العالمگیریۃ ص ۱۳۹ ج ۱ وبعضھم جوزوا للمسافر ترک السنن والمختار انہ لایأتی بھا فی حال الخوف ویاتی بھا فی حال القرار والامن ھکذا فی الوجیز للکردری وفی قاضی خان علی ھامش العالمگیرۃ ص ۱۷۰ ج ۱ وللمسافر ان یترک السنن عند البعض وقال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ لا یرخص لہ فی ترک السنن ولا فی قصرھا۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۸ پر ہے۔ اگر جلدی اور تقاضا نہ ہو اور اطمینان ہو تو سنت ضرور پڑھنی چاہیے اور نفل کا

اختیار ہے سفر میں بھی حضر میں بھی۔

بہشتی زیور ص ۶۱ میں ہے اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے اور چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو، نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو نہ چھوڑے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ شوال ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدرسہ کا طالب علم اگر ہر جمعہ کو دوسرے شہر جاتا ہو کیا مدرسہ میں مسافر ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی طالب علم مدرسہ کا فارم پر کر کے مدرسہ میں داخلہ لے لے اور مدرسہ والے اس کی روٹی و رہائش کا انتظام بھی کر دیں اور وہ طالب علم مدرسہ کی نصابی کتابوں میں سے اپنی کتاب پڑھتا ہو جو کہ سارا سال پڑھنے والی ہو۔ کیا وہ طالب علم سفر کی نیت کر سکتا ہے جبکہ وہ ہر جمعرات کو اپنے مدرسہ سے کسی اور شہر مثلاً لاہور وغیرہ کسی سے ملنے ملانے کے لیے جاتا ہو کیا وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ طالب علم مذکور کو جبکہ اس مدرسہ میں مسلسل پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں ہوتی بلکہ ہر جمعرات کو بمقدار سفر دوسری جگہ بغرض ملاقات جاتا رہتا ہے تو اس صورت میں وہ طالب علم مدرسہ میں مقیم شمار نہیں ہوگا۔ ہدایہ ص ۱۴۶ میں ہے و لا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوماً او اکثر وان نویٰ اقل ذلک قصر۔ لہٰذا طالب علم مذکور مدرسہ میں رہتے ہوئے قصر کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ریڈیو پر گانے، خبریں اور تلاوت سننا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ریڈیو سے فلمی گانے، قوالی، نعتیں وغیرہ سننا کیسا ہے۔ مباح ہے یا حرام، سننے والا مرتکب کبیرہ ہے یا صغیرہ۔

(۲) قطع نظر گانے بجانے وآلات لہب وغیرہ کے محض تلاوت قرآن، درس قرآن پاک اور خبریں وغیرہ سننا کیسا ہے۔ اگر سننا جائز ہے تو محض اس رادہ سے ریڈیو خریدنا کیسا ہے۔

(۳) اگر سب کچھ جائز نہیں تو علماء اور قراء حضرات کیوں پڑھتے ہیں۔

ڈاک خانہ شام کوٹ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) فلمی گانے وغیرہ سننا ناجائز ہے اور اگر کبھی کبھار سن لیتا ہے تو مرتکب صغیرہ ہے اور اگر لازماً سنتا ہے تو مرتکب کبیرہ ہے۔ کما قال فی التنویر والدر مع شرحه الشامية ص ۳۹۵ ج۶ (و) کره (کل لهو) وقال الشامی تحته (قوله و کره کل لهو) ای کل لعب و عبث فالثلاثة بمعنی واحد کما فی شرح التاویلات و الاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه کالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانها زی الکفار الخ

(۲) ریڈیو سے محض تلاوت قرآن، درس قرآن اور خبریں سننا جائز ہے اور اس غرض کے لیے ریڈیو خرید لانا بھی جائز ہے لیکن فلمی گانے وغیرہ سننے سے احتیاط کرنا امر ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

افیون کے کاروبار سے حاصل شدہ مال سے حج اور صدقات ادا کرنا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے عمل کی روشنی میں حج کرنے کا یا محتاج کے ساتھ مدد کرنے کا زیادہ ثواب ہے، بحالت روزہ انجکشن لگوانا

﴿س﴾

چہ مے فرمایند علماء دین شرع متین درباره این که کشور ایران همه کسان قچاقی یا تریاق فروشی یعنی افیون مشغول اند وهم مطاعم وملابس شان ازین نوع مستفادند۔ وبہ ہمیں مستفاده مال حج ہم مے کنند وزکوۃ ہم مے دہند که این مال مستفاده ازین نوع تجارت حلال است یا حرام واگر حرام است۔ آیا تصدقات فرضی ونفلی دادن ازین پیشه چه حکم دارند۔ بینوا مفصلا مدللا محولا وتوجروا مکملا۔

(۲) در ابن کثیر یک حدیث مروی است که یک نفری در نزد ابن عباس رضی اللہ عنہما آمد وآں معتکف

بودند۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پرسید که ای برادر حالة ورنگ تو بسیار ملول نظر می آید، چه وجه است۔ گفت جائی که قسم است به صاحب این قبر که سب این دین است که مقروض ایک شخص ہستم وبسبب این که بدین حالم پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نعلین خود کرد که بیرون از معتکف برود۔ آں کس گفت که تو بنشیں تا که اعتکاف باطل نگردد۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمود که من شنیده ام از نبی صلی اللہ علیہ وسلم که فرمود که کسے که اگر حاجت کسے دفع نماید آنرا ثواب ده اعتکاف که ہر اعتکاف ثواب یک حج وعمره دارد۔ وبسیار کسانند که باوجود فقر وتنگ دستی حج می کنند آیا ثواب این کس بسیار است یا آن کس که مسکین ذامتربه راحاجة مندفع مے نماید۔

(۳) بسیار کسانند که در ماه رمضان جهت مریضی سوزن مے زنند آیا روزه شان فاسد مے شود یانه۔ وآن سوزن ہم چنین استند که آثار آں از بینی به مشام می آیند۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) این مال حلال است اگر چه تجارت وخرید وفروخت افیون وغیره ناجائز است زیرا که سوائے خمر دیگر مشروبات وجمادات مثنی همه مال متقوم است۔ وبصورت استہلاک مضمون بالقیمة است۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحه رد المحتار ص ۳۱۸ ج ۵ (وصح بیع غیر الخمر) مما مر ومفاده صحة بیع الحشیشة والافیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة هل یجوز نکتب لا یجوز فیحمل علی ان مراده بعدم الجواز عدم الحل (وتضمن) هذه الاشربة (بالقیمة لا بالمثل) لمنعنا عن تملک عینه وان جاز فعله۔

(۲) در بعض مواضع حالات حج نفل بر صدقہ فضیلت دارد۔ ودر بعض حالات برآوردن حاجت فقیر چنانچہ آن فقیر مضطر باشد یا اہل صلاح باشد۔ یا از اہل بیت باشد۔ بر حج نفل فضیلت دارد۔ گویا این فضیلت ہر یک را بر دیگر جزئی است کلی وعمومی نیست۔ کمال قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۶۲۱ ج ۲ فی فروع کتاب الحج قبیل کتاب النکاح بناء الرباط افضل من حج النفل واختلف فی الصدقة ورجح فی البزازیة افضلية الحج لمشقته فی المال والبدن جمیعا قال وبه افتی. وقال الشامی تحته (قوله ورجح فی البزازية افضلية الحج) حیث قال الصدقة افضل من الحج تطوعا کذا روی عن الامام لکنه لما حج و عرف المشقة افتی بان الحج افضل ومراده انه لو حج نفلا وانفق الفا فلو تصدق بهذه الالف علی المحاویج فهو افضل لا ان یکون صدقة فلس افضل من انفاق الف فی سبیل الله تعالیٰ والمشقة فی الحج لما کانت عائدة الی المال والبدن جمیعا فضل فی المختار علی الصدقة اه ۔قال الرحمتی والحق التفصیل فما کانت الحاجة فیه اکثر والمنفعة فیه اشمل فهو الافضل کما ورد حجة

افضل من عشر غزوات وورد عكسه فيحمل على ما كان انفع فاذا كان اشجع وانفع في الحرب فجهاده افضل من حجه او بالعكس فحجه افضل وكذا بناء الرباط ان كان محتاجا اليه كان افضل من الصدقة وحج النفل واذا كان الفقير مضطرا او من اهل الصلاح او من آل بيت النبي صلى الله عليه وسلم. فقد يكون اكرامه افضل من حجات وعمرو بناء رباط كما حكى في المسامرات عن رجل اراد الحج فحمل الف دينار يتأهب بها فجاءته امرأة في الطريق وقالت له اني من آل بيت النبي صلى الله عليه وسلم وفي ضرورة فافرغ لها ما معه فلما رجع حجاج بلده صار كلما لقى رجلا منهم يقول له تقبل الله منك فتعجب من قولهم فرائى النبي صلى الله عليه وسلم في نومه وقال له تعجب من قولهم تقبل الله منك قال نعم يا رسول الله قال ان الله خلق ملكا على صورتك حج عنك وهو يحج عنك الى يوم القيامة باكرامك لا مرأة مضطرة من آل بيتي فانظر الى هذا الاكرام الذى ناله لم ينله بحجات ولا بناء ربط۔

(۳) ازسوزن زدن روزه فاسد نمے شود چرا کہ مفسد صوم آن شے است کہ بذریعہ منافذ اصلیہ یا عرفیہ درجوف بطن یا جوف دماغ برسد۔ ودرصورت سوزن زدن دواء بذریعہ مسام درجوف دیگر اعضاء بدن مے رسد۔ وآن مفسد نیست چنانچہ سرمہ کردن اگر چہ اثر سرمہ یا عین سرمہ درحلق بیاید۔ چرا کہ مابین چشم ودماغ منفذ نیست۔

كما قال في الهداية ص ۱۹۷ ج ۱ ولو اكتحل لم يفطر لانه ليس بين العين والدماغ منفذ والدمع يترشح كالعرق والداخل من المسام لاينافي كما لو اغتسل بالماء البارد. وقال في الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۳۹۵ ج ۲ (او ادهن او اكتحل او احتجم) وان وجد طعمه في حلقه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الاجوبۃ کلہا صحیحۃ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

قران کریم کوراگ سے پڑھنا، حافظ صاحب کا مسجد میں سلائی کا کام کرنا ودیگر مسائل

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) قرآن مجید کو لہجہ میں پڑھنا کیسا ہے اور راگ میں پڑھنا کیسا ہے۔ لہجہ اور راگ میں کوئی فرق ہے یا نہیں یا کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

(۲) بندہ قران شریف کا حافظ ہے اور مسجد میں لڑکوں کو بلا اجرت حفظ کی تعلیم دیتا ہے۔ تو کیا بندہ مسجد میں سلائی کپڑے کی مشین کا کام کرسکتا ہے یا کہ نہ جب کہ تعلیم دینے کے لیے اور کوئی جگہ نہ ملے۔

(۳) ظہر کی سنت کے بعد سجدہ تلاوت ادا ہوسکتا ہے یا نہ۔

(۴) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے۔

(۵) حفاظ جو کہ رمضان شریف میں قرآن پاک سناتے ہیں تو قرآن شریف ختم کرنے کے بعد لوگ اگر اپنی مرضی کے ساتھ کوئی چیز دیں (ان کو) تو یہ چیز ان پر کیسی ہے۔

(۶) اگر کسی گاؤں کے لوگ حافظ کو قرآن شریف سننے کے لیے دوسرے شہر سے بلائیں تو وہ حافظ دس بارہ دن کے لیے اپنا دنیا کا کام بند کر کے آئے گا تو اس حافظ کو اگر کوئی چیز اپنی مرضی سے لوگ دیں تو اس پر یہ چیز کیسی ہے۔ صحیح جواب سے مطلع فرمائیں۔

﴿ج﴾

(۱) قران شریف کو لہجہ میں پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ حروف کے مخارج اور ادائیگی حرفات میں فرق نہ آنے پائے۔

(۲) مسجد میں مشین کے ساتھ سلائی جائز نہیں ہے۔

(۳) ہوسکتا ہے۔

(۴) مکروہ تحریمی ہے بلکہ ناجائز ہے۔

(۵) لینا جائز نہیں۔

(۶) جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

کبوتر بازی کی وجہ سے جب بے پردگی اور لوگوں کے آرام میں خلل پڑتا ہو تو اس کا بند کرنا ضروری ہے

﴿س﴾

بخدمت جناب عالی مرتب جناب ایس پی صاحب ضلع ڈیرہ غازی خان ا

جناب عالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گزارش ہے کہ ڈیرہ غازی خان شہر میں کبوتر بازی کی وبا تیزی سے بڑھتی اور معاشرتی جرم کی حیثیت اختیار کرتی جارہی ہے۔ نیز تعلیمی بچے بری طرح نہ صرف متاثر ہورہے ہیں بلکہ شریف شہری کبوتر بازوں کی ہلڑ

بازی، مکانوں کی چھتوں پر سیٹیاں بجانا، شور وغل کے ساتھ بے دریغ بلا شرم ولحاظ بازاری اور شوخیانہ آوازیں کستے رہتے ہیں۔ کئی باران کو روکنے اور منع کرنے پر جھگڑا اور ہاتھا پائی کے افسوسناک واقعات رونما ہوئے ہیں۔ اراکین کونسل کی طرف سے استدعا ہے کہ شہریوں کو اس شرمناک اور مخرب اخلاق کبوتر بازوں کے غنڈہ طرز عمل اور سماج دشمن فعل سے نجات دلائی جائے۔

﴿ج﴾

اراکین کونسل کا یہ اقدام شریعت کے مطابق ہے۔ کبوتر بازوں کا اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھنے سے ساتھ والے گھروں کی بے پردگی ہوتی ہے اور ان کے شور وغل سے ساتھ رہنے والوں کو طرح طرح کی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لیے اراکین کونسل کا یہ اقدام ہر طرح پر درست ہے اور اعلیٰ حکام کو اس بارے میں ان کی امداد اور تائید لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک امام مسجد کی یہ دعا ''اے اللہ ہمیں فرعون، ابوطالب اور یوسف کے بھائیوں کی راہ پر نہ چلانا'' غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا خطیب اپنی دعا میں زور سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نوح علیہ السلام کے بیٹے، ابراہیم علیہ السلام کے والد فرعون اور ابوطالب کے طریقہ اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے طریقہ پر نہ چلانا۔ سامعین میں سے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کفار وفجار لوگوں کی فہرست میں نبی زادہ کامل اولیاء اور صحابہ کو آپ نے ملا دیا۔ امام نے کہا کیا انہوں نے یوسف علیہ السلام پر ظلم نہیں کیا تھا۔ معترض نے کہا تھوڑے بہت ظلم وتعدی سے تو کوئی انسان خالی نہیں۔ خصوصاً اعتبار خاتمہ اور آخری حالات کا ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگی نیز صاحب حق یوسف علیہ السلام نے بھی معافی دے دی۔ ان کے والد بزرگوار نے بھی استغفار کا وعدہ فرمایا اور وفات کے وقت جب یعقوب علیہ السلام نے ان کا مذہب پوچھا تو جواب یہ ملا **نعبد الھک واله آبائک ابراهیم و اسماعیل و اسحاق الها واحدا ونحن له مسلمون** (الآیہ) اگر احوال ماضیہ کو دیکھو تو پھر دعاؤں میں یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ ہمیں عمرؓ، خالدؓ، وحشیؓ، ابو سفیانؓ کے راستہ پر نہ چلا کیونکہ ان کا ماضی تو ان سے بھی شدید ہے۔ اگر کہو کہ ان کے اسلام نے سب کچھ مٹا دیا تو بتاؤ ان کی توبہ واستغفار نے کچھ نہیں کیا ہو گا۔ آیا ان دونوں میں سے کون سچا اور برحق ہے۔ اگر وہ امام ناحق ہو اور

اصرار کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو گی یا نہ۔ کیونکہ ہر شخص صحابہ اور نبی زادہ لوگوں کو ظالم کہتا ہے اور اس کی مثال بعینہ وہی ہے جو ظلم ماضی پر مذکورہ بالا صحابہ کو ظالم کہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی نبوت میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے ان کو نبی تسلیم کیا ہے اور بعض نے عدم نبوت کو ترجیح دی ہے اور ان کے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کی توجیہات کی ہیں۔ تفسیر کبیر ص ۹۱۰ ج ۵ میں مذکور ہیں۔ **الجواب صحیح انهم ما کانوا انبیاء وان کانو انبیاء الا ان هذه الواقعة انما اورد علیها قبل النبوة الخ** تفسیر جمل ص ۴۳۷ ج ۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ انبیاء سے یہ واقعہ کیوں صادر ہوا مذکور ہے **قلت لان هذه الافعال انما صدرت من اخوة یوسف قبل ثبوت النبوة لهم والمعتبر فی عصمة الانبیاء هو وقت حصول النبوة لا قبلها الخ** بہر حال نبی تسلیم کریں یا نہ کریں ان کے مسلمان اور صالح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ لہٰذا امام مسجد کی دعا بالکل غیر صحیح ہے اور اس قسم کے عقیدہ سے اسے توبہ لازم ہے اگر اصرار کرے تو امامت سے معزول کر دیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

حضرت سخی سرورؒ کا کسی کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر اگربتیاں جلانے کا حکم کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سخی سرور صاحب تشریف لائے ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے کہ یہی جگہ میرے بیٹھنے کی جگہ ہے اس جگہ پر چراغ جلایا کریں اور گزشتہ رمضان شریف میں پھر دوبارہ یا تیسری بار تشریف فرما کر فرمایا کہ یہ جگہ میرے بیٹھنے کی ہے اس کی چار دیواری بنوائی جائے۔ زید مذکورہ بالا نے چار دیواری بنوانی شروع کر دی ہے بلکہ بنوا بھی لی ہے۔ آیا اس مسئلہ میں شریعت کی اجازت ہے یا نہ۔ آیا یہ کام شریعت کے ماتحت ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

عبد العزیز عفی عنہ محمد عبد اللہ خطیب مسجد دربار سخی

﴿ج﴾

خواب کی بنا پر اس جگہ کو محترم سمجھنا اور اس کے اردگرد چار دیواری بنانا ہرگز جائز نہیں اس چار دیواری کا گرا دینا واجب ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جس کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بیعت لی تھی۔ جو بیعۃ الرضوان کے نام سے مشہور ومعروف ہے اور جس جگہ

کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا گیا ہے یہ تو صرف اس بزرگ کے بیٹھنے کی جگہ خواب میں بتائی ہے اس کو پختہ کرنا اور وہاں پر تربت بنانا تو بالاتفاق ناجائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نفاس سے متعلق بدعات، ظہر کی سنتوں کی تعداد، حدیث کے مقابلہ میں رسم و رواج پر عمل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایام نفاس میں یعنی جس گھر میں بچہ یا بچی پیدا ہو بعض لوگ چالیس دن تک اس گھر سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس گھر میں کوئی تعویذ وغیرہ یا اپنے بچے کو نہیں لاتے اور اس گھر کی چیز کھانے سے گھر میں پرہیز کرتے ہیں اور جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو پھر اپنے اس مکان کو، برتنوں کو دھو ڈالتے ہیں کہ اب سوتک چلا گیا ہے۔ کیا اسلام اس گھر سے مکمل بائیکاٹ کی اجازت دیتا ہے۔

(۲) ظہر کی پہلی چار سنتیں کیا ان کی تعداد حدیث نبوی کی روشنی میں دو ہے یا چار ہے۔

(۳) اگر کوئی ظالم اپنی سالی یعنی بیوی کی حقیقی بہن سے زنا کرے کیا اس کے نکاح میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں۔

(۴) نیز شبینہ کے طور پر سپیکر پر قرآن پاک پڑھنا جائز ہے۔

(۵) اگر کوئی مسلمان فرمان نبوی کو چھوڑ کر رسم و رواج پر ڈٹ کر عمل کرتا ہے کیا حکم ہے۔

حافظ غلام مجتبیٰ مدرس گورنمنٹ ہائی سکول رحمٰن آباد تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) یہ سب جاہلانہ رسم و رواج ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ جس گھر میں بچہ پیدا ہو جائے تو عورت کے ایام نفاس کے دوران اس گھر میں آمد و رفت، خورد و نوش میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ ان جاہلانہ امور کی طرف ہرگز توجہ نہ دیں۔

(۲) ظہر کی فرض نماز سے پہلے سنت موکدہ چار رکعت ہیں۔

(۳) سالی کے ساتھ بدفعلی کی وجہ سے اپنی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوتی۔ البتہ جب تک سالی کو ایک ماہواری نہ آئے اس وقت تک اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا درست نہیں۔

(۴) مسجد کی بجلی میں بے جا اسراف کرنا اور قرآن مجید کو اتنا تیز پڑھنا کہ قراۃ اور ترتیل کا لحاظ نہ ہو درست نہیں۔

(۵) شریعت مطہرہ کے خلاف رسم و رواج ناجائز اور گمراہی ہے ان کا ترک لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گورنمنٹ کا پبلک کی گاڑیوں کو بوقت ضروری استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مملکت اسلامی جمہوری پاکستان میں ہمیشہ سے ایک قانون رائج ہے جس کے تحت حکومت پاکستان فوجی ضرورت پر ٹرک و دیگر گاڑیاں باضابطہ تحریری رسید دے کر بذریعہ رکویزیشن اپنی تحویل میں لے لیتی ہے اور جتنی مدت وہ ضروری سمجھتی ہے اپنی تحویل میں رکھ کر استعمال کرتی ہے۔ اس دوران متعلقہ ٹرک و دیگر گاڑیوں کے مالکان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ حکومت کی اس کارروائی میں مداخلت کریں۔ ساتھ ساتھ حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جونہی فوجی ضرورت پوری ہو جائے متعلقہ گاڑی یا ٹرک کو بذریعہ ریلیز آرڈر مالک کو واپس کر دے۔ ریلیز آرڈر میں تحریری تصدیق ہوتی ہے کہ گاڑی کتنی مدت تک سرکاری تحویل میں تھی۔ مالک کرایہ وصول کرنے کے لیے ریلیز آرڈر متعلقہ محکمہ میں داخل کرتا ہے اور حکومت کی یہ قانونی ذمہ داری ہے کہ فوراً مطلوبہ کرائے کی رقم سرکاری خزانے سے ادا کر دے۔

(۱) کیا شرعاً یہ لین دین کا معاہدہ نہیں جس کو عوام کے نمائندوں نے قانون ساز اسمبلی میں طے کیا اور صدر مملکت نے توثیق کر کے قانونی شکل دے دی جو متعلقہ شہریوں اور حکومت پر برابر عائد ہوتا ہے اور دونوں فریق برابر کے پابند ہیں۔

(۲) جب حکومت اپنی مرضی اور اپنی ضرورت پر عام شہری کی گاڑی اپنی تحویل میں لے کر استعمال کرتی ہے تو کیا شرعاً حکومت پابند ہیں کہ اپنی ضرورت پوری ہونے پر متعلقہ گاڑی مالک کو لوٹا دے اور کرایہ دے۔

مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کے فوراً بعد اگر حکومت پاکستان فوجی ضرورت اور اپنی مرضی سے کسی شہری کا ٹرک باضابطہ رسید دے کر بذریعہ رکویزیشن اپنی تحویل میں لے کر استعمال کرتی ہے اور اپنی قانونی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے وہ ٹرک مالک کو نہیں لوٹاتی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن شہریوں کے ٹرک اور دوسری گاڑیاں اپنے قبضے میں تھیں وہ اپنی گاڑیاں فروخت کر کے سرمایہ مغربی پاکستان بھیجنے کے مجاز تھے۔ بہت لوگوں نے اپنی گاڑیاں و دیگر منقولہ جائیداد مغربی پاکستان کو منتقل کر دیے۔ حکومت کے مندرجہ بالا رکویزیشن کے عملہ نے متعلقہ شخص کو اس سہولت و قانونی حق سے محروم کر دیا ہے۔

کیا متعلقہ شخص کو شرعاً حق نہیں پہنچتا کہ وہ حکومت سے مطالبہ کرے کہ وہ اپنی قانونی ذمہ داری کو پوری کرتے ہوئے ٹرک واپس کرے یا معاوضہ مع کرایہ دے اور کیا حکومت شرعاً پابند نہیں کہ اس نے اپنی مرضی اور اپنی ضرورت سے ایک عام شہری کا ٹرک اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ اس کو لوٹا دے یا خاطر خواہ معاوضہ مع کرایہ ادا کر دے جو حکومت اس وقت قائم تھی اور پاکستان کے تمام خطوں پر حکومت کر رہی تھی اب بھی قائم ہے اور پاکستان پر حکومت کر رہی ہے۔

﴿ج﴾

(۱) حکومت اور متعلقہ شہری دونوں اس قانون کے پابند ہیں۔

(۲) حکومت پر لازم ہے کہ جس شہری کا ٹرک یا کوئی دوسری مشینری اپنی خاص ضرورت کے لیے قبضہ میں کر چکی ہے ضرورت پوری ہونے کے فوراً بعد متعلقہ شہری کو مع مقررہ کرایہ کے واپس کرے اگر نہیں کرے گی تو یہ ان کی طرف سے ظلم تصور ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی کو والدین کے ہاں جانے سے منع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عالم دین ہے اور اچھی طرح شرع کے مسائل سے واقف ہے۔ باوجود اس بات کے وہ اپنی گھر والی کو اس کے والدین کے گھر آنے سے روک رکھا ہے اس کو کوئی اجازت نہیں دیتا کہ وہ والدین کے گھر آ سکے۔ کیا شرعاً اس کو اس بات کا حق پہنچتا ہے یا کہ نہ۔ بینوا توجروا

صوفی اللہ دسایا ولد ملک راکھا تحصیل وضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر والدین اپنی لڑکی کے پاس آنے کی قدرت رکھتے ہیں بیمار یا معذور نہیں ہیں تو ایسی صورت میں شوہر اپنی بیوی کو والدین کے گھر جانے سے روک سکتا ہے۔ (علی القول الحق) اور اگر والدین معذور ہیں تو کبھی کبھی جیسا کہ متعارف ہو لڑکی کو وہاں جانے کی اجازت دینی ضروری ہے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۶۰۲ ج ۳ (ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین) فی کل جمعة ان لم یقدر اعلی اتیانها علی ما اختاره فی الاختیار ولو ابو هازمنا مثلا فاحتاجها فعلیها تعاهده ولو کافرا وان ابی الزوج فتح. وقال الشامی تحته. نعم ما ذکره الشارح اختاره فی فتح القدیر حیث قال وعن ابی یوسف فی النوادر تقیید خروجها بان لا یقدرا علی اتیانها فان قدرا لاتذهب وهو حسن وقد اختار بعض المشائخ منعها من الخروج الیهما واشار الی نقله فی شرح المختار والحق الاخذ بقول ابی یوسف اذا کان الابوان بالصفة التی ذکرت والا ینبغی ان یأذن لها فی زیارتهما فی الحین بعد الحین علی قدر متعارف اما فی کل جمعة فهو بعید فان فی کثرة الخروج فتح باب الفتنة خصوصاً اذا کانت شابة والزوج من ذوی

الهیات بخلاف خروج الابوین فانه ایسر اھ وهذا ترجیح منه بخلاف ما ذکر فی البحرانه الصحیح المفتی به من انها تخرج للوالدین فی کل جمعة باذنه وبدونه وللمحارم فی کل سنة مرة باذنه وبدونه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قبائلی سرداروں کو انگریزوں کے زمانہ سے آج تک بدستور جو زمینیں وغیرہ ملتی ہیں کیا ان میں وراثت چلے گی، اگر ایک شخص کو میراث میں ایسی زمین ملی جس کے چاروں طرف کسی کی زمین ہو تو اس کو حق مرور حاصل ہوگا

﴿س﴾

چہ مے فرمایند علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) در علاقہ وزیرستان مشیران قوم است کہ حکومت پاکستان ایشان را از بیت المال بحالت سابقہ انگریزاں وظیفہ مقرر کردہ است کہ ایصال واعطاء آن وظیفہ بعد از گزشتن سال مے شود، یا نوکران کہ معروف بحصہ داران است بعد از گزشتن دو ماہ تنخواہ دادہ مے شود دریں صورت ومسئلہ مذکورہ علت ودلیل ارشاد است یا نہ مع آنکہ کہ بعد از وفات مشیران قوم یا نوکران دیگر کس را وظیفہ مقررہ وتنخواہ معینہ در دفتر حکومت پاکستان نہ مید ہند بغیر از وارث۔

(۲) دوم اینکہ کدام اراضی کہ مشهور بد مارے بد است آن مشیران را در علاقہ پنجاب دادہ شدہ است وظاہری سبب وظیفہ مقررہ شدہ است۔ چرا کہ کدام کس را آن سابقہ وظیفہ بنام شد آن را مارے بدنہ مید ہند دریں زمین ارث جاری میشود یا نہ۔

(۳) سوئم اینکہ علامہ عبدالحی صاحب در رسالہ احکام الاراضی عبارۃ نقل کردہ است ہے۔ الانعام المخلد والمؤبد بمنزلة الملک یجوز بیعه و شرائوه علی الصحیح انتهی. وایضا نقل کردہ است الانعام المخلددخل فی الملک فیباع ویوهب ویورث انتهی -وعبارۃ ذخیرہ ہم نقل کردہ است -رحل له وظیفة فی بیت المال یوصل الله کل سنة لو کان بحیث لا یأخذ منه السلطان بعد موته ولا یعطیها لغیره صارفیه دلیل الملک ویصیر ملکا. فیجوز التوریث بین الورثة والهبة والبیع والوصیة انتهی وعبارة فتاویٰ اکبری نقل کردہ است. لو اعطی

الامام او دونه مستحقاً ارضاً يكون ملكا له ولا ولاده وبه يفتى وعليه اكثر المشائخ انتهى

وعبارۂ منقولہ علامہ مرحوم از کتب مذکورہ مصداق صور و مسائل شدہ است یا نہ۔ وایضاً آن پرمٹ کہ مشیران قوم را بعد از یک ماہ یا سہ ماہ یا شش ماہ دادہ میشود از پاکستان دریں پرمٹ ارث جاری مے شود یا نہ۔ ولفظ بہ از عبارۂ منقولہ از الفاظ ترجیح است یا نہ۔ ولفظ اکثر دلالت بر مفہوم مخالف میکند یا نہ۔ اگر مے کند این معتبر است یا مفہوم مخالف کہ دلالت بر قلت دارند۔

(۴) این است کہ زید را یک زمین در وسط زمین عمرو باشد از پدر یا از جد بطریقہ ارث ماندہ بود و بجوانب اربعہ ملک عمرو باشد۔ وکاروبار کشت کاری وزراعت بطریقہ امرور کردہ زید وگاہی در جانب زمین کردہ بود۔ و خاص راہ معینہ نہ بود۔ وعمر ارادہ دیوار وجدار میداند برائے باغیچہ و بہ دیوار عمرو منافع کشت کاری زید یا بنا بیت یا بہ اجارہ دادن بند شود آں تصرف عمرو را جائز است یا نہ در ملک خود۔ ایں از اقسام ضرر بین است یا نہ۔ از اقسام تحمل ضرر خاص از برائے دفع ضرر عام است یا نہ۔ یا از افراد ایں قاعدہ است **القديم يترك على قدمه** یا نہ یا از افراد خرج عظیم است کہ آن مدفوع شرعاً ہست یا نہ۔ یعنی این زمین مشتری نہ باشد در زمانہ زید۔ واین حوادث و واقعات در علاقہ مایاں کثیر الوقوع است و اگر سد طریق وراہ مے شود خطرہ فتنہ بسیار است و از منافع بالکلیہ خارج میشود کہ زرع وکشت کاری واجارہ واعارہ است۔ و اگر فروختہ میشود بیع مضطر است کہ بہ اکرام قیمت مشتری مے خواہد کہ عمرو است بآن قیمت میدھند۔ بینوا تفصیلا وتوجروا کثیراً۔

مستفتی راجی المغفر ان محمد اکرم قریشی فی بلدۃ وانا

﴿ج﴾

مشیران قوم وزیرستان وحصہ داران آن وظیفہ کہ قبض کردہ باشند او ملک ایشان است ودران ارث وغیرہ جاری میشود کہ بعد از قبض ایشان شدہ است۔ وآن وظیفہ کہ حاصل نہ کردہ باشند ونصف سال شدہ است دران ارث جاری نمے شود۔ واگر در آخر سال صاحب وظیفہ فوت شدہ است باز ھم دران ارث جاری نمے شود۔ لیکن دریں صورت مستحب این است کہ اقرباء دادہ شود ایں حکم بابت مشیران قوم است کہ صاحب عطاء ووظیفہ ہستند۔

وہر چہ کہ حصہ داران ہستند کہ ملازمت مے کنند۔ اگر او فوت شود۔ پس آن مدت کہ کار کردہ باشند در اجرت آن مقدار ارث جاری مے شود واو در ترکہ شمردہ شود۔ چرا کہ ایں محض صلہ وعطاء نیست بلکہ ایں اجرت است۔

كما قال في الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۲۲۰ ج ۴ (ومن مات) ممن ذكر (في نصف الحول حرم من العطاء) لانه صلة فلا تملك الا بالقبض واهل العطاء في زماننا القاضي والمفتي والمدرس صدر شريعة (و) مات (في آخره) او بعد تمامه كما صححه

اخى زاده (يستحب الصرف الى قريبه) الخ وفي الشامي ص ۷ ۱ ۵. واما بيع حظ الامام فالوجه ما ذكره من عدم صحة بيعه ولاينا في ذلك انه لومات يورث عنه لانه اجرة استحقها ولا يلزم من الاستحقاق الملك الخ۔

باقی این سخن کہ آیا بعد از وفات مشیر قوم آیا وظیفہ مقررہ او بر اولاد او جاری خواہد شد یا نہ۔ وآیا دریں ارث جاری میشود یا نہ۔ پس متعلق اوگزارش است کہ حکومت را باید شرعاً کہ آن اولاد اھلیت قائمقامی مشیر متوفی دارد۔ وآن غرض کہ حکومت را بہ آن مشیر متعلق بود۔ از اولاد او ھم خاص گردد۔ زیرا کہ از مقصود شرع وحکومت ہم حاصل میگردد وتسلی خاطر ایشاں ہم میشود۔ **كما قال في الدر المختار مع شرحه ردالمحتار ص ۲۱۶ ج ۴ (ورزق المقاتلة وذراريهم) اى ذرارى من ذكر مسكين و اعتمده في البحر قائلا وهل يعطون بعد موت آبائهم حالة الصغر لم اره. وقال الشامي تحته. (قول لم اره) نقل الشيخ عيسىٰ السفطى في رسالته ما نصه قال ابو يوسف في كتاب الخراج ان من كان مستحقا في بيت المال وفرض له استحقاقه فيه فانه يفرض لذريته ايضاً تبعاله ولا يسقط بموته وقال صاحب الحاوى الفتوىٰ علىٰ انه يفرض لذارى العلماء والفقهاء والمقاتلة ومن كان مستحقا في بيت المال لا يسقط ما فرض لذرايهم بموتهم اه قلت لكن قول المتون الآتى ومن مات في نصف الحول حرم من العطاء ينا في ذلك الا ان يجاب بان ما يجرى على الذرارى عطاء مستقل خاص بالذرارى لا عطاء الميت بطريق الارث بين جميع الورثة تأمل الخ**

(۲) آن مربعہ جات کہ حکومت بہ مشیران بطور تملیک ابدی دادہ است بشرطیکہ ارض موات باشد یا مملوکہ بیت المال باشد بارض مغصوبہ نباشد آن ملک مشیران باشد ودران ارث وغیرہ بعد از فوتیدگی مالک جاری خواہد شد۔ **كما قال الشامي في ردالمحتار ص ۱۹۳ ج ۴ (باب الخراج) (قوله حكم الاقطاعات الخ) قال ابو يوسف رحمه الله تعالىٰ في كتاب الخراج وللامام ان يقطع كل موات وكل ما ليس فيه ملك لاحد ويعمل بما يرى انه خير للمسلمين واعم نفعا...... اه قلت وهذا صريح في ان القطائع قد تكون من الموات وقد تكون من بيت المال لمن هو من مصارفه وانه يملك رقبة الارض ولذا قال يؤخذ منها العشر لانها بمنزلة الصدقة الخ**

(۳) آن پرمٹ کہ مشیر قوم را دادہ شدہ است واو از یں انتفاع نہ گرفتہ بود کہ بمرد پس دریں پرمٹ موجودہ ارث جاری میشود چرا کہ این حق متاکد است واللہ تعالیٰ اعلم۔

کما قال فی الشامیة ص ۱۵۷ ج ۴ (کتاب البیوع) واما بیع حظ الامام فالوجه ما ذکره من عدم صحة بیعه ولا ینا فی ذلک انه لو مات یورث عنه لانه اجرة استحقها ولا یلزم من الاستحقاق الملک کما قالوا فی الغنیمة بعد احرازها بدار الحرب فانها حق تاکد بالاحراز ولا یحصل الملک فیها للغانمین الا بعد القسمة والحق المتاکد یورث کحق الرهن والرد بالعیب بخلاف الضعیف کالشفعة وخیار الشرط کما فی الفتح الخ وہرچہ انیست کہ آئندہ پرمٹ بہ وارثان ایں دادہ شود یا نہ پس ایں ہم مثل وظیفہ وعطاء است وتفصیل اوگزشت۔

(۴) اگرچہ راہ معینہ نبود مگر از قدیم از زمانہ پدر وجد ایشان در زمین عمرو مے رفتند لھذا بوقت نزاع و اختلاف زید راحق مشی دادہ شود زیرا کہ ظاہر است کہ ایشان راحق مرور باشد کہ از زمانہ قدیم معہود است ولان القدیم یترک علی قدمه۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحه ردالمختار ص ۴۴۳ ج ۲ (و) کان لرجل ارض ولآخر فیها نهر واراد رب الارض ان لایجری النهر فی ارضه لم یکن له ذلک ویترکه علی حاله وان لم یکن فی یده ولم یکن جاریا فیها) ای فی الارض (فعلیه البیان ان هذا النهر له وانه قد کان له مجراه فی هذا النهر مسوق لسقی اراضیه وعلی هذا المصب فی نهر او علی سطح او المیزاب او الممشی کل ذلک فی دار غیره فحکم الاختلاف نظیره فی الشرب) زیلعی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح والالیق بحال المسلم ان یحترز عن مثل هذه الوظائف بالکلیة ولا یسعی فی تحصیلها

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر سسر شرابی وسود خوار ہو تو بیوی کو اس کے گھر جانے سے منع کیا جا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا سسر شرابی زانی اور رشوت خور ہے۔ فاسق فاجر ہے۔ کیا اس کے گھر کا کھانا از روئے شریعت محمدی جائز ہے اور زید کا سسر اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے لیکن زید بوجہ مندرجہ بالا اپنی بیوی کو ان کے گھر نہیں بھیجتا تا کہ وہ کھانا حرام سے بچے اور نہ خود جانا چاہتا ہے زید کہتا ہے میرا سسر میرے گھر آ کر اپنی بچی کو مل جائے کیا یہ جائز ہے۔

﴿ج﴾

وفی العالمگیریة من کتاب الکراهة الباب الثانی عشر ص ۳۴۳ ج ۵ آکل الربا وکاسب حرام اهدی الیه او اضافه وغالب ماله حرام لا یقبل ولا یأکل مالم یخبره ان ذالک المال اصل حلال ورثه او استقرضه وان کا غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هدیته والاکل منه کذا فی الملتقط۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر اکثر مال آپ کے سسر کا حلال ہے تو اس کے ہاں بلا تحقیق وتفتیش دعوت کھانا جائز ہے اور اکثر مال حرام ہے اور اس سے کم حلال ہے تو تحقیق کرنی چاہیے اگر وہ یہ کہے کہ میں جو کھانا کھلاتا ہوں وہ مال حلال سے ہے یا یوں کہے کہ مجھے وراثت میں ملا ہے تو کھانا اور لینا جائز ہے۔

عورت کے والدین اگر اپاہج اور محتاج خدمت ضعیف بیمار ہوں اور کوئی دوسرا خدمت کرنے والا نہ ہو اور خاوند ان کے پاس جانے کی اجازت نہ دے تو پھر زوجہ کو اختیار ہے کہ کبھی کبھی جا کر ان کی خدمت اور نگرانی کیا کرے۔ اگرچہ خاوند اس پر ناراض ہو نیز خاوند کے لیے مناسب ومستحب یہ ہے کہ بغیر ایسی ضرورت شدیدہ کے بھی گاہ گاہ اس کے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دے دیا کرے۔ قال فی الدر المختار ص ۶۰۲ ج ۳ ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدرا علی اتیانها علی ما اختاره فی الاختیار ولو ابوها زمنا مثلا فاحتاجها فعلیها تعاهده ولو کافراً وان ابی الزوج الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک خسرے کے باپ نے اس کی داڑھی مونچھیں صاف کرا کے اس کا نکاح کروا دیا یہ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ادام اللہ الی یوم الدین صورت مسئولہ میں کہ:

(۱) مسمات ہندہ کی ڈاڑھی اور مونچھیں مردوں جیسی آتی ہیں مگر ہندہ اپنے اس عیب کو چھپانے کے لیے داڑھی اور مونچھوں کو صاف کر دیتی ہے کیا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا موجب سزا۔

(۲) مسمات ہندہ مذکورہ کے عورتوں جیسے پستان نہیں مگر وہ دکھانے کے لیے کپاس یا کپڑے کے مصنوعی پستان بنا کر عورتوں میں آتی جاتی رہتی ہے۔ ایسا فعل کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(۳) مسمات ہندہ مذکورہ کو ماہواری بھی نہیں آتی اور اس کی آواز مردوں جیسی ہے اور شرم گاہ مختون جیسی جس کی وجہ سے ممکن نہیں۔ مگر اس کے والد نے دھوکہ دے کر اس کا نکاح مسمی زید سے کر دیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں اور ناکح کے ذمہ اس کا حق المہر جو باندھا گیا تھا دینا ضروری ہے یا نہیں۔

(۴) مسمات ہندہ کے والد نے قبل از نکاح تقریباً ۳۳ کنال زمین زرعی ناکح کے والد سے بعوض حق المہر مسمات ہندہ مذکورہ کے نام انتقال کرائی ہے جس کا محصول مسمات ہندہ اور اس کا والد لے رہے ہیں۔ مگر ہندہ مذکورہ مرد کے قابل نہیں کیا اس زمین سے ہندہ اور اس کا والد استفادہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے۔

(۵) مسمات ہندہ کو باوجود خاوند اور سسرال کی کوشش کے بعد از نکاح خاوند اور سسرال کے گھر نہیں بھیجا گیا بلکہ دوسرے مکان میں ایک رات خاوند کے ہمراہ رکھا گیا۔ جس سے اس نے مشاہدہ کیا اور بعد میں اس کے خاوند کو علیحدگی میں ڈرا دھمکا کر اس سے لکھوایا کہ میں نامرد ہوں۔ حالانکہ اس نے دوسری جگہ شادی کر لی ہے اور وہ صاحب اولاد ہو چکا ہے۔ کیا ایسا فعل شرعاً جائز ہے یا موجب سزا۔ بینوا توجروا

المستفتی عزیز احمد قریشی کہروڑ پکا

﴿ج﴾

اگر ہندہ مذکور کا آلہ مخصوصہ صرف ایک ہی ہو دو نہ ہوں تب اگر یہ آلہ مردوں کا ہے یعنی ذکر ہے تب یہ مرد شمار ہوگا اور اس کے احکام تمام مردوں والے ہوں گے اور اس صورت میں اس کا داڑھی مونچھیں صاف کرانا ایسا ممنوع ہوگا جیسا کہ مردوں کے لیے ہے اور اس صورت میں مصنوعی پستان بنانا اس کے لیے بوجہ تشبہ بالنساء حرام ہوگا اور اس صورت میں کسی مرد کے ساتھ اس کا نکاح کرنا حرام ہوگا اور نہ اس نکاح کے عوض کوئی مہر واجب الادا ہوگا اور جو زمین بحق مہر لے چکے ہیں اس کا رد کرنا ضروری ہوگا۔ غرضیکہ اس کے احکام تمام مردوں والے ہوں گے اور اگر یہ آلہ عورتوں کا رکھتا ہے یعنی صاحب فرج ہے تب یہ عورت شمار ہوگی اور اس کے تمام احکام عورتوں والے ہوں گے اگر چہ اس کی فرج اتنی تنگ ہو کہ دخول ناممکن ہو تب بھی یہ عورت شمار ہوگی اور اس کا نکاح مردوں سے جائز شمار ہوگا اور خلوت صحیحہ کے بعد مہر مسمی تمام کا تمام واجب الادا شمار ہوگا۔ اسی طرح موت الزوجین کے بعد بھی مہر کامل واجب ہوگا۔ مگر خلوت کے صحیح شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وطی سے کوئی مانع از قسم تنگی فرج وغیرہ موجود ہو تو خلوت فاسدہ شمار ہوگی اور اس کے بعد طلاق دینے سے فقط نصف مہر واجب ہوگا اور یہ اس کی بیوی منکوحہ شمار ہوگی اور اس صورت میں ڈرا دھمکا کر خاوند سے اس کا نامرد لکھوانا ناجائز ہوگا۔ مگر پھر بھی اس سے کیا بنتا ہے بدستور اس کی بیوی شمار ہوگی۔ اگر آباد کرے کر سکتا ہے اور اگر طلاق دے طلاق بھی دے سکتا ہے اور اگر دو آلہ ذکر و فرج ہر دونوں رکھتا ہے تب بعد از تحقیق اس بات کے مسئلہ بتایا جائے گا۔ کما قال فی التنویر ص ۲۷ ۷ ج ۲ وھو ذو فرج و ذکر او من عری عن الاثنین جمیعاً فان بال من الذکر فغلام وان بال من الفرج فانثی وان بال منھما فالحکم الاسبق الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

احمد بخش نام رکھنا درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ بندہ کا نام مادری و پدری رکھا ہوا احمد بخش ہے اور بعض لوگ اور علماء کہتے ہیں کہ احمد بخش نام رکھنا درست نہیں ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے درست ہے یا کہ نہیں۔ اگر درست نہیں تو دلیل کے ساتھ ارسال فرمائیں نیز اگر یہ نام درست نہیں ہے تو کون سا نام رکھنا چاہیے۔ باقی بندہ کا ارادہ بھی تبدیل کرنے کا ہے۔

السائل احمد بخش موضع ممدال بمقام ملک مدرسہ عربیہ بستی چونی تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان شہر

﴿ج﴾

یہ نام شرعاً اچھا نہیں ہے۔ تبدیل کر دیں۔ احمد ہی کافی ہے واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

گرم چائے کو پھونک مارنا، دعا دونوں ہاتھ ملا کر مانگنی چاہیے یا الگ الگ ہوں بینک سے سود کی رقم نکلوانی چاہیے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) چائے اور گرم دودھ میں پھونک مار کے ٹھنڈا کر کے پینا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) دونوں ہاتھ ملا کر دعا کرنا افضل و مستحب ہے یا کسی قدر فاصلہ رکھ کر دعا کرنا افضل و مستحب ہے۔

(۳) زید کا بینک میں روپیہ جمع ہے۔ اب اس کا سود کافی ہو گیا تو زید اس سود کو بنک میں چھوڑ دے یا بنک سے حاصل کر کے کسی مسکین پر صدقہ کر دے اور نیت ثواب کی نہ رکھے شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱) اُف وغیرہ آواز کے ساتھ پھونک مارنا اچھا نہیں لیکن اس سے کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی حرمت نہیں آتی۔ ان کا استعمال جائز ہے۔ اگر چہ پھونکنا درست نہیں۔ قال فی الھندیۃ ص ۳۳۷ ج ۵ وفی النوادر قال فضل بن غانم سالت ابا یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ عن النفخ فی الطعام ھل یکرہ قال لا الا مالہ صوت مثل اف وھو تفسیر النھی ولا یوکل طعام حار ولا یشم ولا ینفخ فی

الطعام والشراب ومن السنة ان لا یوکل الطعام من وسطه فی ابتداء الاکل کذا فی الخلاصة۔

(۲) حصن حصین میں دعا مانگنے کے آداب کے بیان میں ہے کہ مستحب ہے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا (سائل کی طرح) دونوں ہاتھ اوپر اُٹھانا۔ دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اُٹھانا دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھنا۔

(۳) بینک کا سود زید کی ملکیت نہیں حرام ہے اگر سود وصول کر لیا ہے تو بلا نیت ثواب کسی غریب کو دے دے۔ باقی نہ لینے کی صورت میں یہ رقم بنک میں رہ جاتی ہے یا کسی مد میں اہل بنک خرچ کر لیتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے بعد اس کا جواب دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

لوگوں کا یہ تاثر کہ علماء نے مسلمانوں کو فرقوں پر بانٹ کر مساجد کو تعصب کا گہوارہ بنا دیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس اعتراض کے بارے میں جو بعض لوگ لگاتے ہیں کہ دین اسلام کو ۷۳ فرقوں میں علماء کرام نے بانٹ دیا۔ مسجدوں اور مدرسہ گاہوں کو نفرت اور تعصب گاہوں میں تبدیل کر دیا مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹ کر کمزور کر دیا اور دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کر دی۔

﴿ج﴾

یہ تو حدیث میں موجود ہے کہ میری امت عنقریب بہتر یا تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور کتب عقائد میں مذکور ہے کہ اس سے مراد امت اجابت ہے دعوت مراد نہیں ہے۔ امت اجابت اہل اسلام سے عبارت ہے علامہ دوانی شرح عضدیہ میں لکھتے ہیں کہ امته الاجابة وهم الذین آمنوا بالنبی صلی الله علیه وسلم وهو الظاهر و اکثر ماورد الحدیث علی هذا الاسلوب ارید به اهل القبلة اور اس افراق امت کے بارے میں علماء ربانی کو قصوروار ٹھہرانا یہ کہیں سے ثابت نہیں ہے۔ احادیث سے، نہ اقوال سے اور نہ ہی فقہاء امت سے۔ بلکہ یہ صرف اور صرف انگریزی تعلیم اور اس کے پروردہ لوگوں کا خود ساختہ ذہن ہے جنہوں نے عام لوگوں کو علماء ربانی سے دور رکھنے اور بدگمان کرنے کے لیے یہ مسئلہ بنا رکھا ہے۔ انہوں نے علماء امت کو بدنام کیا اور ان کے متعلق طرح طرح کی حکایتیں گھڑیں۔ گزشتہ دن اخبارات میں ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں ستاسٹھ سیاسی پارٹیاں کام کر رہی ہیں جن کے کم کرنے کے بارے میں حکومت خود غور کر رہی ہے کیا یہ اختلاف بھی آپ کے خیال مبارک میں علماء کے سر پر عائد ہے ہرگز نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین صحابہ اور

تابعین اور امت میں مذہبی اختلاف صرف چار جماعتوں میں منحصر ہے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور یہ اختلاف بھی صرف فقہی اور فروعی مسائل میں ہے۔ عقائد میں یہ اختلاف موجود نہیں اور فروعی اختلاف مذموم نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ افتراق اور اختلاف امت مطلق مذموم نہیں اور نہ ہی افتراق کے لیے سبب فقط علماء کرام ہیں۔ انگریز اور اس کے پروردہ لوگوں نے علماء امت کو بدنام کرنے کے لیے یہ مسئلہ کھڑا کر رکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی مرید پیر کے غیر شرعی فعل کی وجہ سے اس سے منحرف ہو جائے تو کیا بیعت قائم رہے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مرید اپنے پیر کی کوئی خلاف شرعی حرکت یا دنیاوی امور میں صحیح نہ ہونے سے بدعقیدہ ہو جائے تو اس حالت میں مرید کی بیعت رہ جاتی ہے یا کہ بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔

﴿ج﴾

پیر خلاف شرع کام کرے یا اس کے دنیاوی معاملات شریعت کے مطابق نہ ہوں وہ شخص پیری کے لائق نہیں۔ ایسے شخص کے مریدین کو اس کی بیعت سے علیحدہ ہونا لازم ہے۔ اگر اس کی بیعت کو فسخ نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ هکذا یفهم من فتاویٰ رشیدیه ص ۱۸۰ تا ۲۰۰۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بلا عذر شرعی وعدہ خلافی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسلمان کسی مسلمان سے وعدہ کرے اور اس سے پھر جائے وعدہ خلافی کرے اس کے لیے کیا سزا ہے کیا اس سے مزید تعلقات رکھ سکتے ہیں۔

محمد شفیع ولد حاجی اللہ بخش خان محلہ قدیر آباد ملتان

﴿ج﴾

بلا عذر شرعی وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے اور حدیث میں وعدہ خلافی کو منافق کی علامت بیان فرمایا ہے۔ آیة المنافق ثلث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ رجب ۱۳۸۹ھ

ایک لڑکی مالدار گھر میں دوسری غریب گھرانے میں ہے کیا غریب گھرانے والی زیادہ قابل توجہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی دو لڑکیوں کی شادی عرصہ پانچ سات سال ہو چکے ہیں کی تھی۔ایک لڑکی غریب آدمی کے گھر میں ہے دوسری لڑکی امیر آدمی کے گھر میں ہے۔اب اگر والدین اپنی لڑکی کی خدمت کرنا چاہیں تو دونوں لڑکیوں میں برابری خدمت کا خیال رکھیں یا کم زیادہ کیونکہ باپ کا خیال ہے کہ میری لڑکی جو غریب گھر میں ہے میں اس کی خدمت خدا کی خوشنودی کے لیے زیادہ کر دوں۔بہ نسبت مالدار آدمی والی لڑکی کے۔تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔

حافظ نور محمد صاحب جنرل مرچنٹ چمن بازار کنڈیارو ضلع نواب شاہ

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ اس کمی بیشی کرنے میں امید یہی ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔**ولا باس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبة لانها عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد به الاضرار** الدر المختار ص ۶۹۶ ج ۵۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر غلطی سے ناپاک کنویں میں قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق ڈال دیے جائیں تو اب کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے گھر کے ساتھ ویران کنواں ہے۔جس میں گھروں کا ناپاک پانی جمع ہوتا ہے۔اس میں ہمارے پڑوس کی ایک عورت نے قرآن پاک کے پرانے اوراق ڈال دیے۔ہمیں جب معلوم ہوا تو ان کو نکالنے کی کوشش کی اور چند اوراق نکال دیے اور باقی پانی کے نیچے چلے گئے اور ناپاک پانی پھر اس سے بند کر دیا۔تو اب کیا کیا جائے۔

حافظ سعید احمد صاحب ضلع مظفر گڑھ تحصیل علی پور

﴿ج﴾

کنویں کے منہ کو بند کر دیا جائے اور جو اوراق پانی کے نیچے چلے گئے ہیں ان کا نکالنا آپ کے ذمہ لازم نہیں ہے اور جو اوراق نکالے گئے ہیں ان کو پاک پانی سے دھو کر ان کاغذات کو ایسی جگہ دفنایا جائے جہاں سے لوگ نہ گزرتے ہوں۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہو یا ایک ہاتھ سے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے یا ایک ہاتھ سے۔

﴿ج﴾

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے۔**کما فی العالمگیریه ص ۳۶۹ ج ۵ وتجوز المصافحة والسنة فیها ان یضع یدیه علی یدیه من غیر حائل من ثوب او غیره کذا فی خزانة الفتاویٰ. وفی الشامیة ص ۳۸۲ ج ۶ والسنة ان تکون بکلتا یدیه وبغیر حائل من ثوب او غیره وعند اللقاء بعد السلام** الخ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ صفر ۱۳۹۹ھ

عورت کے لیے اپنے والدین یا کسی رشتہ دار کے گھر شوہر کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ میری بیوی ہر ہفتہ میں تین دن اپنے میکے گزارتی ہے۔میری اجازت کے بغیر اس کے والد صاحب لے جاتے ہیں یا میرے والد صاحب میری بیوی کو اس کے میکے چھوڑ آتے ہیں۔وہ ہر جمعرات کو جاتی ہے اور سنیچر کا دن گزار کر واپس آتی ہے۔پھر دو دن کے بعد اس کا والد یا بھائی بہن اس کو بلانے آ جاتے ہیں۔اس طرح میرا گھر ویران پڑا ہے۔سامان پر مٹی پڑی ہوتی ہے اس کو اتنی فرصت نہیں کہ وہ اپنے گھر کی صفائی وغیرہ کرے۔میرے پاس بہت کم آتی ہے۔میرا حکم نہیں مانتی۔مجھے ہاتھ نہیں لگانے دیتی یعنی قمیص وغیرہ بھی نہیں اتارتی۔میری تابعداری نہیں کرتی۔میں نے اپنی بیوی کو مبلغ دس ہزار روپے کا حق مہر لکھ دیا تھا جو ادا کر چکا ہوں۔میری بیوی کا بہنوئی غلط قسم کا آدمی ہے اس سے اپنی بیوی کا پردہ کرانا چاہتا ہوں آپ برائے مہربانی فتویٰ لکھیں تا کہ میں اپنے سسر صاحب کو اپنے حقوق پامال کرنے سے روک سکوں اور اپنا گھر آباد کر سکوں۔

محمد مسعود ولد محمد بخش اندرون دولت گیٹ ملتان شہر

﴿ج﴾

عورت کے لیے اپنے والدین یا دیگر کسی رشتہ دار کے گھر خاوند کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر والدین اپاہج اور محتاج خدمت ضعیف و بیمار ہوں اور کوئی دوسرا خدمت کرنے والا نہ ہو اور خاوند ان کے پاس جانے کی اجازت نہ دے تو پھر زوجہ کو شرعاً اختیار ہے کہ کبھی کبھی جا کر ان کی خدمت اور نگرانی کیا کرے۔ اگرچہ خاوند اس پر ناراض بھی ہو۔ کما فی فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۷۰ ج ۲

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک انسان کی آنکھ دوسرے کو لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی مردہ آدمی کی آنکھ کا انڈا نکال کر کسی دوسرے زندہ آدمی کی آنکھ کو بینا کرنے کے لیے ڈالنا جائز ہے۔ اگر مرنے والا یا اس کے ورثاء اجازت دے دیں تو پھر کیا صورت ہوگی۔

محمد امین ملتان شہر

﴿ج﴾

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات کا مخدوم بنایا ہے یہ تمام مخلوقات کا استعمال کرنے والا ہے۔ خود اس کے اعضاء واجزاء کا استعمال اس کی اہانت اور تخلیق کائنات کے منشا کے خلاف ہے۔ انسان کے اعضا واجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہے جن میں وہ مالکانہ تصرفات کر سکے اس لیے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء وجوارح کو نہ بیچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو ہدیہ کے طور پر دے سکتا ہے۔ شریعت اسلامیہ کے اصول میں خودکشی کرنا اور اپنی جان یا اعضا رضاکارانہ طور پر یا بالقیمۃ کسی کو دے دینا قطعی حرام ہے اسی طرح مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی شریعت اسلامیہ نے حرام قرار دیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاجی صاحب کا واپسی پر دنبہ ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ جب حاجی لوگ حج سے واپس آ

جاتے ہیں تو مقامی لوگ ان کی عزت واحترام ومہمانی کے لیے دنبہ ذبح کرتے ہیں۔ کیا یہ ذبیحہ شرعاً حلال ہے یا حرام ہے۔

عبدالحنان بنول

﴿ج﴾

یہ ذبح حلال ہے اور اس کا گوشت کھانا درست ہے۔ کما فی الدرالمختار ص ۳۰۹ ج ۶ **ولو ذبح للضيف لايحرم لانه سنة الخليل واكرام الضيف اكرام الله تعالى والفارق انه ان قدمها ليأكل منها كان الذبح لله والمنفعة للضيف او للوليمة او للربح وان لم يقدمها ليأكل منها بل يدفعها لغيره كان لتعظيم غير الله فتحرم. وفي الرد (قوله وان لم يقدمها ليأكل منها هذا مناط الفرق لا مجرد دفعها لغيره اى غير من ذبحت لاجله** فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تمباکو اور سگریٹ کا شرعاً کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نسوار، سگریٹ، تمباکو شریعت کے نزدیک کیا حکم رکھتے ہیں اور کیا اس سے بچنا چاہیے یا نہیں۔ بینوا بالبرهان توجروا عند الرحمن

عبدالغنی بمعرفت ایس محمد لطیف اینڈ سنز خانیوال اڈہ ملتان

﴿ج﴾

علامہ شامی نے اباحت ثابت کی ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم میں بھی اباحت منقول ہے۔ شامیہ ص ۴۵۹ ج ۶ کے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں۔ **وللعلامة الشيخ على الاجهوري المالكي رسالته في حله نقل فيها انه افتى بحله من يعتمد عليه من ائمة المذاهب الاربعة. قلت والف في حله ايضا سيدنا العارف عبدالغني النابلسي رسالة سماها الصلح بين الاخوان في اباحة شرب الدخان** الخ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مردوں کے لیے کس رنگ کا کپڑا درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مردوں کے لیے کون سے رنگ کا کپڑا پہننا درست نہیں۔

مولوی محمد عبداللہ مدرس عیدگاہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

مردوں کے لیے کسم اور زعفران رنگ کا کپڑا اتفاقاً ممنوع ہے اور سرخ رنگ بھی مکروہ تنزیہی ہے اور باقی سب رنگ جائز ہیں اس میں جو نمازیں ادا کی گئی ہوں وہ واجب الاعادہ نہیں۔ وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال (شامی ص ۳۵۸ ج ۲) کذا فی امداد الفتاویٰ ص ۱۲۵ ج ۴ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

خودکشی کرنے والا ابدی جہنمی ہے یا بعد سزا کاٹنے کے جنت میں جا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) خودکشی کرنے والا شخص مومن ابدی جہنمی ہے یا سزا کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔

(۲) قتل عمد کا مرتب کیسا ہے۔

منشی شاہ محمد مدرسہ عربیہ دینی درسگاہ خان گڑھ تحصیل وضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) خودکشی کرنے والا دوسرے کو قتل کرنے والے سے بھی گناہ میں بڑا ہوا ہے لیکن اس کو ابدی جہنمی نہیں کہا جا سکتا بلکہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اگرچہ مقتدیٰ اور بزرگ کے لیے اس کی نماز جنازہ میں شرکت سے احتراز کرنا چاہیے۔ قال علیہ السلام صلوا علی برو فاجر وقال الشامی فی جوابہ عن استدلال الامام ابی یوسف بحدیث مسلم انہ علیہ السلام اتی برجل قتل نفسہ فلم یصل علیہ۔

اقول لا دلالۃ فی الحدیث علی ذلک لانہ لیس فیہ سوی انہ علیہ السلام لم یصل علیہ فالظاہر انہ امتنع زجر الغیرہ عن مثل ہذا الفعل کما امتنع عن الصلوٰۃ علی المدیون ولا یلزم من ذلک عدم صلوۃ احد علیہ من الصحابۃ اذ لا مساواۃ بین صلوتہ علیہ السلام وصلوۃ غیرہ. وقال فی الدر المختار من قتل نفسہ ولو عمدا یغسل ویصلی علیہ وان کان اعظم وزراً من قاتل غیرہ ص ۲۱۱ ج ۲۔

(۲) اور قتل عمد گناہ کبیرہ ہے اس کے فوت ہونے پر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لسٹر کا لباس مردوں کے لیے ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالص دو گھوڑے کی بوسکی اور خالص لیڈیمٹن کینا مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر کہ کیا یہ دونوں کپڑے مرد کے لیے جائز ہیں۔

المستفتی سید محمد علی شاہ بمقام گنجال تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

اقول وباللہ التوفیق ہمارے اکابرین دیوبند نے لکھا ہے کہ لسٹر کا پہننا ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک قسم ہے ریشم کی۔ اگرچہ ادنیٰ درجہ کی ریشم ہے لیکن بوسکی وغیرہ کے متعلق بزازوں اور بنانے والوں سے دریافت کرنا چاہیے اگر واقعی یہ ریشم کی قسم ہے تو ناجائز کیونکہ ریشم کی جملہ اقسام ناروا ہیں مرد کے لیے اور اگر ریشم نہیں تو جائز ہے لیکن مکروہ پھر بھی ہوگا۔ واللہ اعلم

نائب مفتی عبدالرحمٰن مدرسہ ہذا

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

لڑکے کی خوشی میں مٹھائی بانٹنا اور ڈھول باجے والوں کو پیسے دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں اپنی ناموری کے لیے یا دوستوں کے مجبور کرنے پر دوستوں کو لڈو وغیرہ کھلانے اور گھر گھر بانٹنے، خسروں اور زنانے وغیرہ کو منہ مانگی خیرات دینی جائز ہے یا نہ۔

مولوی فضل کریم امام مسجد ضلع ساہیوال

﴿ج﴾

خوشی کے موقع پر کوئی دعوت خیرات کرنا جائز ہے لیکن نام ونمود یعنی ریا اور رسومات سے بچنا لازم ہے۔ دوستوں کے آمادہ کرنے پر اگر کچھ کھلائے تو اس میں بھی حرج نہیں لیکن اس کو مجبور کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نماز جنازہ اور سفر سے متعلق متعدد مسائل

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) جناب نماز جنازہ کے پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور قبر پر دعا مانگنا اور قبر پر سورۃ الحمد سے لے کر سورۃ والناس تک کوئی کہیں سے لفظ کوئی کہیں سے لفظ پڑھنا اور قبرستان سے باہر نکل کر دعا مانگنا یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

(۲) آدمی کا قبرستان سے نکل کر کسی جگہ بیٹھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی بجائے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

(۳) آقائے نامدار تاجدار مدینہ فخر دو عالم سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ کہہ کے پکارنا اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی مددگار حاجت روا نہ سمجھنا اور حضور کو پکارنا صرف یا رسول اللہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

(۴) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کون ہیں اور کیا مذہب رکھتے تھے۔ ان کے اہم واقعات لکھنا۔

(۵) اگر مرد یا عورت دونوں میں سے ایک مشرک ہو تو ان کا نکاح ٹھیک رہتا ہے یا نہیں۔

(۶) گاڑی میں نماز ادا کرنی ٹھیک ہے یا نہیں اور سفر بھی لمبا ہو تو پھر کیا کرے۔

(۷) شب برات جو کہ آ رہی ہے اس دن یا رات کو کیا کرنا چاہیے اور کوئی چیز مقرر کر کے پکانا مثلاً زیادہ تر لوگ حلوہ پکاتے ہیں یہ سب کرتوت ٹھیک ہیں یا نہیں۔

محمد حسن دکاندار کریانہ فروش ضلع ملتان تحصیل کبیر والا براستہ جھوک

﴿ج﴾

(۱) نماز جنازہ کے بعد دفن سے قبل ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ دعا مانگنا مکروہ ہے۔ کما فی خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۸۵ ج ۱ لایقوم بالدعاء بعد صلاۃ الجنازۃ۔ ہاں دفنانے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر کچھ پڑھنا اور استغفار ودعا میت کے لیے کرنا جائز ہے۔ لما فی المشکوٰۃ ص ۲۶ کان النبی صلی

اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا لہ التثبیت فانہ الآن یسأل رواہ ابو داؤد۔

(۲) باقی یہ کہ سورۃ الحمد سے لے کر والناس تک کوئی لفظ کہیں سے اور کوئی کہیں سے پڑھیں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اسی طرح قبرستان سے نکل کر منتشر ہو جانا چاہیے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی شخص اہل میت کو تعزیت (صبر دلانا) کرے تو وہ کر سکتا ہے جہاں بھی مل جائے۔ کما فی الشامیۃ ص ۲۴۱ ج ۲ بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلیتفرقوا ویشتغل الناس بامورھم وصاحب البیت بامرہ اھ

(۳) اگر اس عقیدہ سے پکارا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے بلاواسطہ سنتے ہیں تو یہ شرک ہے اور اگر عقیدہ یہ نہ ہو تب گو شرک نہیں ہے لیکن بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تشبہ لازم آنے کی وجہ سے پھر بھی اس قسم کی ندا نہ کرے۔

(۴) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں اور صحابی کی شان تمام دنیا کے غوث قطب اور ابدال سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ اہم واقعات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مستند کتب تواریخ واحادیث میں ملاحظہ فرمالیں۔

(۵) مرد اگر مشرک ہو اور عورت مسلمان ہو تو ان کا نکاح جائز نہیں اور اگر مرد مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب میں سے ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو ان کا نکاح جائز ہوتا ہے اور اگر عورت مشرکہ اہل کتاب میں سے نہ ہو تو اس کے ساتھ مسلمان کا نکاح ناجائز ہے اور مشرک مرد اور مشرک عورت کا آپس میں نکاح جائز ہے۔

(۶) گاڑی میں نماز کھڑے ہو کر رو بہ قبلہ ہو کر پڑھے اور اگر گرنے کا اندیشہ ہو تو ایک طرف تکیہ لگا سکتا ہے۔ گاڑی میں بیٹھ کر نماز جائز نہیں۔

اسی طرح قبلہ کے سوا دوسری طرف کر کے نماز پڑھنی بھی جائز نہیں ہے۔ ہمت کرے تو کوئی صورت نکل آتی ہے۔ نماز ایک اہم فریضہ ہے اس کی ادائیگی میں سستی وکاہلی سے کام لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

(۷) اس رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ کسی چیز کو مقرر کر کے پکانا اور اس میں زیادہ ثواب کا عقیدہ رکھنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسجد کے کنواں میں سے گھر پانی لے جانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ احاطہ مسجد میں مسجد کے نام پر ایک نلکا لگایا گیا ہے کیا اس نلکے سے مسلمانوں کو اپنے گھروں میں پانی لے جا کر استعمال کرنا یا بازار میں دکانوں میں رکھ کر استعمال کرنا تا کہ عوام لوگ پیتے رہیں جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر دوسرا کنواں قریب نہ ہو تو ضرورت کے وقت پانی لے جانا جائز ہے لیکن یہ جب کہ مسجد کی تنظیف و تطہیر میں اس سے کوئی حرج واقع نہ ہو۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امداد الفتاویٰ ص ۶۲۷ ج ۲ میں درج ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوا کھیلنے والا توبہ کرنے کے بعد اب حاصل شدہ رقم کہاں خرچ کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے جوئے کی کمائی سے روپیہ حاصل کیا ہے۔ اب وہ آدمی جوا کھیلنے سے تائب ہو چکا ہے اور جوئے سے حاصل شدہ رقم کو اپنے مصرف میں نہیں لانا چاہتا اور نہ ہی اس میں کچھ خرچ کیا ہے۔ کیا وہ اس رقم سے مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتا ہے۔ کیا وہ اس رقم سے کسی دینی درسگاہ پر بطور امداد خرچ کر سکتا ہے۔ کیا وہ اس رقم کو کسی رفاہی کام میں لگا سکتا ہے۔ کیا اس رقم کو مندرجہ بالا کسی مد پر خرچ کرنے سے اسے ثواب ملے گا۔ براہ کرم نوازی جواب سے اطلاع بخشیں تا کہ آپ کے فتویٰ کے مطابق اس رقم کو خرچ کیا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس رقم کو مسجد یا دینی اداروں میں خرچ کرنا جائز نہیں بلکہ اس مال حرام کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر وہ لوگ جن سے یہ روپیہ اس شخص کو حاصل ہوا ہے بالتعیین و بالتخصیص معلوم ہو تو اس کو واپس کر دینا چاہیے اور اگر وہ لوگ جن سے یہ مال اس شخص کو حاصل ہوا ہے معلوم نہ ہوں تو جو لوگ فقر وفاقہ سے بہت پریشان ہوں ایسوں کو وہ مال

اہل حقوق کی طرف سے بنیت رفع حاجت دینا چاہیے نہ بنیت حصول ثواب۔ اس لیے کہ حرام مال کو بنیت ثواب خرچ کرنا عظیم گناہ ہے۔ والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والا فان علم عین الحرام لا یحل له ویتصدق به عن صاحبه الخ (ردالمحتار ص ۹۹ ج ۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دار العلوم کا نقشہ جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو گھر میں لٹکانا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عالم نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ دار العلوم دیو بند کے نقشہ کے متعلق جس میں کسی جاندار کی تصویر نہیں ہے گھر میں لٹکانا باعث نزول رحمت ہے ایسا کہنے سے اس نے کوئی گناہ تو نہیں کیا۔

محمد یعقوب ولد عبداللہ خان اندرون فتح پور گیٹ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

جس نقشہ میں جاندار شے کا فوٹو نہ ہو اس کو گھر میں لٹکانا جائز ہے۔ لہٰذا مدرسہ عربیہ دار العلوم دیو بند کے نقشہ کو گھر رکھنا جائز ہے لیکن اس کے باعث نزول رحمت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے جب تک اس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ ومن ادعی فعلیه البیان فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۵ رجب ۱۳۹۶ھ

کیا بزرگان دین مرنے کے بعد تصرف اور دستگیری کر سکتے ہیں

﴿س﴾

زید کا عقیدہ ہے کہ بزرگان دین بعد از وفات بھی دستگیری فرماتے ہیں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ میں نے ایک مرتبہ تنگدستی کے عالم میں پیر صاحب کی قبر پر غربت کی شکایت کی تو حکم ہوا کہ آئندہ آپ کو روز میری قبر سے روزینہ کا وظیفہ ملا کرے گا۔ میں نے اس حکم کی بجا آوری کے لیے ہر روز پیر صاحب کی قبر پر جانا شروع کر دیا تو واقعی وہاں پیر صاحب کی قبر سے مجھے روزمرہ اپنے خرچہ کے لیے نقدی ملا کرتی تھی۔

علامہ نظامی توکل مسجد نزد کا کا ہوٹل سٹی بلاک شیر شاہ کالونی کراچی

﴿ج﴾

یہ عقیدہ سراسر باطل اور اس قسم کے عقیدہ رکھنے پر قرآن وحدیث اور ائمہ دین کے اقوال سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سماع موتی مختلف فیہ مسئلہ ہے اس میں فیصلہ کرنا مشکل ہے

﴿س﴾

جس آدمی کا یہ اعتقاد ہو کہ مردہ انہی کانوں سے اور انہیں آنکھوں سے سنتا اور دیکھتا ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہوتی ہے۔

محمد رفیق تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

سماع موتی کا مسئلہ عہد صحابہ سے مختلف فیہ ہے اس میں کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جنات کو اعمال خیر کے لیے قابو کرنا، جس شادی میں گانوں کا اہتمام کیا گیا ہو اگر وہاں سے کسی کے گھر کھانا بھیجا جائے تو کھانا جائز ہوگا یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ

(۱) جنات کو بذریعہ عملیات تابع کرنا کیسا ہے۔ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے یہ بات مخصوص نہ تھی اور تابع کرنے والا اگر یہ نیت رکھتا ہو کہ اس سے اچھے کام لوں گا۔

(۲) گندم ادھار دے کر عرصہ کے بعد اس کے بدلہ میں جوار لینا کیسا ہے یا گندم ادھار اس شرط پر دینا کہ آئندہ گندم کے فصل کٹنے پر یا گندم واپس لوں گا یا اس کی وہ قیمت لوں گا جو اس وقت رائج ہوگی۔

(۳) گندم اس شرط پر دینا دست بدستی قیمت فی من سولہ روپیہ اور ادھار کی صورت میں فی من ۲۰ روپیہ ہوگی۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔

فقط حکیم عبداللہ

﴿ج﴾

(۱) اگر تابع کرنے والا اچھی نیت رکھتا ہے اور جائز امور کے لیے تابع کرتا ہے تو جائز ہے لیکن مفاسد سے خالی نہ ہونے کی وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ اس عمل سے احتراز کرے۔

(۲) گندم ادھار دے کر گندم واپس لینا صحیح ہے اس لیے کہ یہ قرض ہے اور گندم ادھار دے کر جوار لینا جائز نہیں اس لیے کہ بیع نسیہ ہے اور یہ نسیہ جائز نہیں اور لینے کے وقت کی قیمت کی شرط پر بھی جائز نہیں اس لیے اس میں ثمن مجہول ہے اور ثمن کا معلوم ہونا عین عقد کے وقت لازم ہے۔

(۳) گندم اس شرط پر دینا کہ دست بدستی قیمت سولہ روپیہ اور ادھار کی قیمت فی من ۲۰ روپیہ ہے۔ اگر خریدنے والا مجبور ہو اور اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر گراں قیمت پر فروخت کر رہا ہے تو جائز نہیں اور اگر خریدنے والا مجبور نہیں اور گرانی بھی فاحش نہیں تو جائز ہے۔ واللہ اعلم

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

جس شادی میں گانوں کا اہتمام کیا گیا ہو اگر وہاں سے کسی کے گھر کھانا بھیجا جائے تو کھانا جائز ہوگا یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ زید اپنے لڑکے کی شادی یعنی نکاح یا ختنہ کرتا ہے تو موجودہ زمانہ کے مطابق رسم ورواج ملاہی ومغنیات کو بھی رکھواتا ہے اور عمر اس کو بطور ہدایت ناجائز افعال سے منع کرتا ہے مگر زید بجائے نصیحت پر عمل کرنے کے افعال قبیحہ پر مصر ہے اور عمر کو ملامت کرتا ہے کہ تو ہمارا ملا بن گیا ہے۔ بعدہ تاریخ مقررہ پر شادی کی جاتی ہے اور زید عمر کو شمولیت کی دعوت دے دیتا ہے تو کیا عمر کو از روئے شرع شادی پر جانا جائز ہے یا نہ۔ قطع نظر کہ عمر متشرع آدمی ہو یا کہ عوام میں سے ہو ہر حال میں حکم برابر ہے یا کچھ فرق ہے۔ اگر بالفرض عمر مجلس میں شرکت نہ کرے بلکہ زید شادی کی روٹی گھر پہنچا دے اور کہے کہ یہ روٹی راہ للہ ہے تو عمر کے لیے اس روٹی کا کھانا کیسا ہے۔ نیز کہیں کہیں شادی کا تعلق برادری کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر عمر شادی پر شرکت نہ کرے تو برادری ختم ہوتی ہے۔ تو کیا برادری کو ختم کرکے ملاہی میں شرکت نہ کرے براہ کرم نوازی واضح دلائل سے بیان فرمادیں۔

عطاء اللہ ڈیروی

﴿ج﴾

عمر کے لیے اس دعوت میں شرکت جائز نہیں۔البتہ اگر زید اسی دعوت کی روٹی عمر کے ہاں بھیج دے تو اس کا کھانا جائز ہے۔عمر اگر مقتدا ہے لوگوں کا تو وہ ہرگز شرکت نہ کرے اگر چہ دسترخواں پر بھی پہنچا ہو پھر جب اسے معلوم ہو جائے کہ اس دعوت میں مناہی شرع کا ارتکاب ہوگا تو واپس آ جانا اس پر لازم ہے اور اگر مقتدا نہ ہو تو شرکت کرنے سے قبل اگر اسے معلوم ہو تو دعوت میں اس قسم کی حرکات ہوں گی تو نہ جائے اور اگر پہلے سے معلوم نہ ہو بلکہ وہاں جا کر اس کو پتہ چلے تو دعوت کھا کر فوراً وہاں سے چلا جائے۔برادری ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو کوئی اور امداد کرے لیکن دعوت میں پھر بھی شرکت نہ کرے۔لقوله عليه السلام لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ ہذا
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیٹا پردہ کرانا چاہتا ہے اور والدین منع کرتے ہیں اب کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص گھر میں شرعی پردہ کرانا چاہتا ہے لیکن اس کے والدین یہ کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کسی کے ہاں پردہ نہیں ہے۔لہٰذا ہماری زندگی تک ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ گھر کے سرپرست ہم ہیں۔اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو والدین کے ساتھ گھر سے نکل جائیں۔کیا اس معاملہ میں والدین کی ناراضگی شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں۔اسے کیا کرنا چاہیے۔

محمد ادریس جھنگوی متعلم قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

پردہ کرنا ایک شرعی حکم ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔پس اگر یہ شخص شرعی پردہ کرانا چاہتا ہے تو والدین کا اس پر ناراض ہونا گناہ ہے اور اس کے ترک میں والدین کی اطاعت درست نہیں۔لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق۔فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ فروری ۱۳۹۸ھ

تجوید سیکھنا فرض عین ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین علم تجوید کے بارے میں آیا علم تجوید کا جاننا فرض ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا کیسا ہے۔یعنی عمل بالتجوید فرض کفایہ ہے یا فرض عین اور اس عبارت کا کیا مفہوم ہے جو کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ جزریہ کی شرح المنح الفكرية ص۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں ثم هذا العلم لا خلاف في انه فرض كفاية والعمل به فرض عين في الجملة علے صاحب كل قراءة و رواية ولو كانت القرأة سنة اس مندرجہ بالا عبارت کا صحیح مطلب متقدمین علماء و متاخرین کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے اور کیا فرماتے ہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

فتاوی رشیدیہ ص ۲۶۵ پر ہے۔علم تجوید جس سے کہ تصحیح حروف کی ہو جائے کہ جس سے معانی قرآن شریف کے نہ بگڑیں یہ فرض عین ہے۔مگر عاجز معذور ہے اور اس سے زیادہ علم قرأۃ و تجوید فرض کفایہ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اسی طرح مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امداد الفتاویٰ ص ۲۰۰ ج ا پر ارشاد فرماتے ہیں ''اور اس علم کے تین شعبے ہیں۔تصحیح حروف بقدر امکان و رعایت وقوف بایں معنی کہ جہاں وقف کرنے سے معنی میں فساد و اختلال ہو وہاں وقف نہ کرے اور اضطرار میں عفو ہے لیکن ایک دو کلمہ کا اعادہ کر لینا احوط ہے۔یہ دونوں امر تو واجب ہیں علے العین اور جس کو سعی کرنے پہ بھی حصول سے یاس ہو جائے وہ معذور ہے اور ایک شعبہ اختلاف قراءات ہے یہ مجموع امت پر واجب علے الکفایہ ہے اگر بعضے جاننے والے موجود ہوں یا بعض ایک قرأۃ کے حافظ ہوں بعض دوسری قرأۃ کے تو یہ واجب سب کے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہے۔ایک شعبہ ادغام و تفخیم و اظہار و اخفاء و غیرہا کی رعایت ہے یہ مستحب ہے۔يظهر هذا كله من المراجعة الى كتب الفقه و القراءة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باقی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المنح الفکر یہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ویسے اس عبارت سے ظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ علم تجوید و قرأۃ کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور ہر پڑھنے والے پر ایک حد تک (یعنی

بقدر تصحیح حروف وغیرہ جس سے معنی قرآن شریف کے نہ بگڑیں) اس علم تجوید پر عمل کرنا فرض عین ہے۔ اگرچہ نفس قرآت کرنا سنت ہی ہو۔ یعنی اگرچہ اس پر نفس قرآن پڑھنا فرض وواجب نہ بھی ہو۔ جیسا کہ خارج صلوۃ مگر جب قرآن پڑھے گا اور یہ قرأۃ مسنون شمار ہوگی تب بھی ایک حد تک اس کو علم تجوید کی رعایت کرنا ضروری ہوگا اور اس پر فرض عین ہوگا جیسا کہ ظہر کی چار رکعتیں نماز فرض سے قبل مسنون ہیں واجب نہیں ہیں لیکن پھر بھی اس سنت نماز کے پڑھنے والے پر اندرون نماز تمام فرائض مثلاً قیام ورکوع وسجود وغیرہ ادا کرنا فرض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شادی کے موقع پر گانے اور بینڈ باجے، عورتوں کے ڈانس سے متعلق مفصل فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین دریں مسئلہ کہ شادی نکاح کے وقت جو ڈھول اور باجے اور انگریزی باجے وغیرہ بجائے جاتے ہیں عین وقت نکاح یا زفاف کے یا اس کے پس وپیش جائے وغیرہ چند عورتیں اقرباء وغیرہ کی عورتیں مل کر گاتی بجاتی اور خوشیاں وغیرہ کرتی ہیں اور باقی رسومات مثلاً عورتیں ناچنا اور جھمر وغیرہ مارا کرتی ہیں۔ آیا شریعت محمدی میں جائز اور مباح ہے یا ناجائز اور حرام ہے جبکہ مباح کرنے والے لوگ (قبل بدر) حدیث شریف ربیع بنت معوذ بن عفراء کی شادی کے موقع میں مجلس دفوف اور مرثیہ خوانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک اور موجود ہونا ثابت کرتے ہیں اور ایک غزوہ سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تغنی الغناء پر ایک عورت سودا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نذر ضرب الدف ماننے کا اظہار کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم فرمانا کہ اگر تو نے منت مانی ہے تو اخربی ورنہ نہ تو اس عورت نے اس وقت کو اس حالت میں پورا کیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی چند کبار اصحاب بھی حاضر ہوئے وہ گاتی بجاتی رہی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنے پر اس عورت نے وہ کام ڈر کے مارے ختم کر دیا مگر وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خود بذاتہ سنتے رہے۔ جبکہ فریق ثانی اتنے قوی دلائل کے ساتھ اباحت کرتے ہیں۔ تو ہم لاعلم لوگوں کو دلائل حقہ اور قویہ سے مطمئن فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی تاکہ ہم لوگ اس میں نہ پھنس جائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد عبداللہ

﴿ج﴾

جن چیزوں کی نسبت سوال کیا گیا ہے وہ تمام ناجائز ہیں۔ ان کی حرمت آیۃ کریمہ سے ثابت ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله الآیۃ علامہ شامی نے فرمایا ہے۔ ان المراد بهذه الآیة الغناء وفی الحدیث الغناء ینبت النفاق فی القلب وفی الدر المختار قال ابن مسعود صوت اللهو و الغناء ینبت النفاق فی القلب کما نیت الماء النبات اھ ص ۳۴۹ ج ۶ اور یہاں حدیث اور تفسیر میں مطلقاً حرمت آتی ہے۔ نکاح میں یا نکاح کے علاوہ نیز بخاری شریف میں لیکونن من امتی اقوام لیستحلون الحرو الحریر والخمر والمعارف الخ اور ابوداؤد شریف ص ۳۲۶ میں ہے۔ عن نافع قال سمع ابن عمر مزمارا قال فوضع اصبعیه فی اذنیه ونأی عن الطریق وقال لی یا نافع هل تسمع شیئًا فقلت لاقال فرفع اصبعیه من اذنیه وقال کنت مع النبی صلی الله علیه وسلم فسمع مثل هذا فصنع مثل هذا اور الجامع للترمذی ص ۲۰۷ میں ہے۔ اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف ۔ شاید مباح سمجھنے والوں کو اس قسم کی روایتوں سے اباحت کا شبہ ہوا ہے کہ یہ چیزیں نکاح کی مجلسوں میں جائز ہیں کیونکہ حدیث سے اس کا جواز ملتا ہے۔ حالانکہ یہ سخت غلط فہمی ہے۔ کیونکہ ضرب الدف مطلق تشہیر سے کنایہ ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہے پس از ہوشمندی وفرزانگی بدف برزند اندیش بدیوانگی اور اسی طرح ربیع بنت معوذ یا اُس عجوز کی نذر کا واقعہ یہ تمام اس تاویل سے رفع ہو جاتے ہیں جہاں کہیں حدیث میں اس کے جواز کا ثبوت آیا ہے۔ اس سے مراد ہے مطلق تشہیر جو بغیر ساز کے ہو اور صرف ڈب ڈب کر آواز اس ساز کے ساتھ ورنہ حضور قطعاً اس کو نہ سنتے۔ یہ معنی ہمارے ائمہ حضرات نے کیا ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے ص ۲۵۰ ج ۶ عن الحسن لا بأس بالدف فی العرس لیشتهر وفی السراجیة هذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی هیئة التطرب نیز ربیع بنت معوذ کا واقعہ چھوٹی لڑکیوں کا ہے جو کہ غیر مکلف تھیں۔ پس جبکہ فقہائے کرام نے اس کو مطلقاً ناجائز فرمایا ہے۔ حالانکہ وہ اعرف الناس بالحدیث ہیں۔ خصوصاً بالنسبۃ الینا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس میں یہ حکم صادر کریں کہ نکاح میں جائز ہے غیر میں گنجائش نہیں۔ ورنہ سخن بسیار است۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تراویح کے اختتام پر دعا پر التزام کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے اندر کہ تراویح کے آخر وتر سے قبل دعا پر التزام کرنا کیسا ہے اور کیا

دعا نہ مانگنے سے کوئی حرج ہوتا ہے یا نہیں اور یہ کہ یہ مذکورہ دعا مانگنی اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے تفصیل فرمائیں۔ والسلام بینوا توجروا

حافظ محمد فیاض جھنگ صدر غلہ منڈی

«ج»

اس کا ثبوت نہیں ہے التزام کے ساتھ اور برا ہے۔ البتہ اگر دعا اسی طرح مانگی جائے کہ بدون ہاتھ اُٹھائے چند اوراد پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ بالفرض اگر مباح یا مندوب مانی جائے پھر بھی چونکہ التزام کے ساتھ پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ہر وہ مباح یا مندوب جس کے کرنے سے عوام واجب کا اعتقاد کرلیں اس کا ترک ضروری ہے۔ واللہ اعلم

نائب مفتی عبدالرحمٰن مدرسہ قاسم العلوم ملتان

علماء دیوبند شبینہ لاؤڈ سپیکر پر مستحسن نہیں سمجھتے

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص شبینہ پڑھاتا ہے ایک رات میں اس بنا پر کہ تمام مرد اور عورتیں سن کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔ تو قرآن مجید سپیکر میں پڑھتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔

صوفی محمد بخش تحصیل وضلع ڈیرہ اسماعیل خان

«ج»

اکابر علماء دیوبند ایک رات کو شبینہ لاؤڈ سپیکر پر مستحسن نہیں سمجھتے تھے اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس کام کو ترک کیا جائے۔ فقط اللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

تراویح میں ایک بار قرآن کریم سنانا سنت موکدہ ہے یا غیر موکدہ ہے، اگر حافظ صاحب رمضان کے شروع میں رقم کی شرط لگائے تو کیا پھر بھی ناجائز ہے، اگر قرآن سنانا سنت اور اجرت ختم پرناجائز ہو تو لوگ ختم سے محروم رہ جائیں گے مالدار حافظ کو ابن السبیل سمجھ کر کچھ رقم دینا جائز ہے یا نہیں

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) تراویح میں ایک بار قرآن کریم سننا سنانا سنت موکدہ ہے یا کہ غیر موکدہ۔

(۲) اگر حافظ پہلے ہی سے شرط لگائے تو اُسے اختتام قرآن کے موقع پر کچھ رقم لینا دینا جائز ہے۔ اگر ناجائز ہے تو کیا شرط نہ لگانے کی صورت میں بھی ناجائز ہے۔ اگر حکم عدم جواز ہی ہے تو اذان اور تعلیم قرآن جیسی عبادت پر عند المتاخرین اجرت کیوں جائز ہے۔ ایسے ہی صحابی کے سورۃ فاتحہ کے دم پر اجرت میں بکریوں کے جواز پر کیا دلیل ہے۔ وجہ بیان کریں۔

(۳) نیز اگر قرآن کریم تراویح میں یکبار سننا سنانا سنت موکدہ ہے اور اجرت ناجائز ہے تو ایسی بستی والوں کے لیے جہاں حافظ نہیں اور قرآن کریم سننے کے انتہائی شائق ہیں اس سنت پر عمل کرنے کی جائز صورۃ کیا ہوسکتی ہے۔ جبکہ دور دراز سے آنے والے حافظ کی کچھ نہ کچھ خدمت (مثلاً کھانا چائے جیب خرچ وکپڑا ایک جوڑا پگڑی وغیرہ) کرنی پڑتی ہے۔

(۴) اگر دور سے آنے والا حافظ گھریلو مالدار ہو تو کیا اس کو ابن السبیل میں داخل کر کے اسے کچھ رقم وغیرہ دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا

کریم بخش بستی مٹھو تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

«ج»

(۱) وفی الدر ص ۴۶ ج ۲ والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثا افضل روایت بالا سے معلوم ہوا کہ تراویح میں ایک مرتبہ قرآن پاک کا ختم کرنا سنت ہے۔

(۲) تراویح میں قرآن پاک کے ختم پر اجرت لینا حرام ہے۔ اس سے قاری اور سامعین سب کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔ کما فی الشامیۃ ص ۵۲ ج ۲ قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب ولا للقاری. (الی ان قال) والآخذ والمعطی آثمان اذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستأجر۔

پس صورت مسئولہ میں جبکہ حافظ صاحب نے پہلے سے ہی شرط لگائی ہوئی ہے تو اس کے حرام ہونے میں ہرگز شبہ نہ کیا جائے۔

البتہ اگر سامعین اور حافظ دونوں کی نیتوں میں لین دین کا معاملہ نہ ہو پھر ختم قرآن کے بعد محض بوجہ اللہ حافظ صاحب کو کچھ دے دیا جائے تو اس مال کا لینا درست ہے۔ فالعبرۃ لنیۃ القاری والسامعین قال علیہ السلام انما الاعمال بالنیات اصل مذہب یہ ہے کہ کسی طاعت مقصودہ پر اجرت لینا جائز نہیں۔ مگر جن

طاعات میں دوام پابندی کی ضرورت ہے اور وہ شعار دین میں سے ہے کہ ان کے بند ہونے سے اخلال دین لازم آئے گا اور ویسے کسی کو مہلت نہیں۔ ایسے امور کو اس کلیہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ ختم قرآن فی التراویح وغیرہ کے متروک ہونے سے نظم دین میں کوئی خلل لازم نہیں آتا۔ اس لیے یہ اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ بخلاف تأذین وامامت وغیرہ کے لہٰذا اذان امامت پر اجرت جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اسی طرح اگر اجرت طے تو نہیں کی لیکن حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو بحکم المعروف کالمشروط جن کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے اور اگر اجرت کے بغیر کوئی سناتا نہیں تو اجرت کا قرآن نہ سننا بہتر ہے اور الم ترکیف سے تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سونا چاندی میں کچھ نہ کچھ کھوٹ ملائی جاتی ہے کیا زکوٰۃ کے وقت کھوٹ منہا کی جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سونے چاندی کے زیورات جس میں کھوٹ ملایا جاتا ہے کیونکہ زیورات کی مضبوطی بغیر ملائے کھوٹ نہیں ہوتی۔ اسی طرح ٹانکہ سونے چاندی کا نہیں لگ سکتا۔ وہ بھی کھوٹ سے لگایا جاتا ہے تو اب یہ فرمائیے کہ زرگر کھوٹ کے حساب کو کٹا دے یا نہ۔ بینوا توجروا

المستفتی مولوی غلام محمد مقیم جلانوالی تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

کھوٹ بتا دینا ضروری ہے تاکہ خریدار کو دھوکہ نہ لگے۔ پھر جیسے سودا کریں درست ہے یعنی بتا دے کہ اس میں آدھا کھوٹ ہے یا تہائی کھوٹ ہے اور میں یہ زیور آپ کو مبلغ یک صد روپے میں فروخت کرتا ہوں یا اس زیور کو بحساب چار روپے فی تولہ (مثال کے طور پر) فروخت کرتا ہوں۔ تب اگر وہ خریدے تو یہ سودا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گورنمنٹ نے جب ملازمین کو علاج کی سہولت دی ہے تو ڈاکٹر کو گھر پر آنے کی فیس حکومت سے وصول کرنا دھوکہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حکومت پاکستان نے اپنے کئی ملازمین کو ان کی بیویاں اور بچوں کو مفت علاج کی سہولت دے رکھی ہے لیکن اگر ملازمین ڈاکٹر کو گھر بلا کر مریض دکھائیں تو ڈاکٹر کی فیس حکومت ادا نہیں کرتی۔ ایک ملازم ڈاکٹر کی فیس دوائی میں دکھا کر (یعنی اگر دوائی دس روپے کی ہو تو بیس روپے فیس کے شامل کر کے تیس روپے کی دوائی بتا دیتا ہے) حکومت سے وصول کر لیتا ہے تو کیا یہ فعل عنداللہ جائز ہے اگر جائز نہیں تو کیا توبہ کرنے سے معاف ہو گا یا نہیں۔ جبکہ وہ شخص ادائیگی کی قدرت رکھتا ہے۔ بینوا توجروا

سائل محمد منصور اصغر سرگانہ سکنہ باگڑ سرگانہ

﴿ج﴾

یہ دھوکہ اور فریب ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ حکومت کو یہ فیس کی رقم واپس لوٹائے اور توبہ بھی کرے۔ محض توبہ کر لینا کافی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بھنگ، چرس، افیون اتنی مقدار میں استعمال کرنا کہ نشہ نہ ہو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ آیا بھنگ، چرس، افیون وغیرہ اتنی مقدار میں استعمال کریں کہ جس سے نشہ پیدا نہ ہو تو وہ جائز ہے یا حرام ہے؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

محمد سلیم قریشی اکبر بازار خانیوال ضلع ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جملہ منشی اشیاء میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ منشی چیز بہنے والی ہے خواہ شراب ہو یا کچھ اور اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہے تو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ اگرچہ اس قلیل مقدار میں نہ ہوتا ہو۔ اسی طرح اس کا دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں ہو یا لیپ کرنے میں بہر حال ممنوع ہے اور خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی حالت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری ہیئت میں ہو جائے ہر حالت میں ممنوع ہے اور اگر نشہ دار چیز پتلی نہ ہو بلکہ

اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو افیون وغیرہ تو اس میں اتنی مقدار جو بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو تو وہ حرام ہے۔ نیز ایسے ہی مقدار نشی سے کم بلا ضرورت استعمال کرنا بھی درست نہیں۔ البتہ جو مقدار نشہ نہ لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے اس کا دوا کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے اور ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فلم ''اللہ اکبر'' کا دیکھنا ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل ایک فلم موسومہ اللہ اکبر کا بہت چرچا ہے کہا جاتا ہے کہ اس میں تمام ممنوعات شرعیہ سے احتراز کیا گیا ہے۔ اندریں حالات اس کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز عدم جواز حقیقی ہے یا کہ اضافی یعنی محلی۔

حافظ خادم حسین صاحب سعیدی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

ناجائز ہے۔ اس لیے کہ اس میں لوگوں کی تصویریں وغیرہ دکھائی جاتی ہیں۔ اگر صرف مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی جاتی ہو تو اس میں قباحت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

غلام مصطفیٰ رضوی انوار العلوم ملتان

کوئی فلم اور سینما تصویروں سے خالی ہوتا ہی نہیں بلکہ فحش اور مخرب اخلاق تصاویر جتنی زیادہ ہوں لوگ اس میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ فلم اللہ اکبر بھی تصاویر سے بھرپور ہے اور اس کے تیار کرنے میں فساق (مرد وعورتیں) حجاج کے روپ میں پیش کیے جاتے ہیں اور فرضی روضۂ اقدس اور فرضی شبیہ کعبہ تیار کر کے اس کا طواف دکھایا جاتا ہے۔ مقدس مقامات کو لہو ولعب کے مواقع میں پیش کرنا ان کی توہین ہے اور ان مقامات کی عظمت وہیبت دلوں سے ساقط ہو جاتی ہے۔ **وغیر ذلک من المفاسد**۔ اس لیے یہ فلم بھی اور فلموں کی طرح ناجائز ہے بلکہ اس میں زیادہ قباحت ہے کیونکہ بہت سے لوگ اس کو حلال سمجھتے ہیں جس طرح استحلال الحرام کفر ہے۔ اسی طرح اس کو اگر ہم کفر نہ بھی کہیں تو اس کی قباحت اور فلموں سے اس لیے زیادہ ہے کہ اور فلموں کو لوگ گناہ سمجھتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا
۱۷ جمادی الثانیہ ۱۳۹۶ھ

اس گائے کو اللہ کے لیے ذبح کروں گا کیا یہ نذر ہے، سفیر کا مدرسہ کے لیے ثلث یا ربع پر چندہ کرنا امام کو قربانی کی کھالیں دینا اور قربانی سے گوشت کا اپنا حصہ وصول نہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ایک آدمی نے کہا کہ یہ بقرہ خدا کے لیے ذبح کروں گا۔ آیا یہ نذر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نذر ہو سکتا ہے تو اس کا بدل یعنی بیچ کر اس کی قیمت کی تملیک کرا کر مدارس میں داخل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) یہ بعض مدارس عربیہ کا رواج ہو چکا ہے کہ سفیروں کو حصہ پر مقرر کیا جاتا ہے اور تنخواہ نہیں دی جاتی لیکن یہ کیا جاتا ہے جو لاتا ہے اس سے ثلث یا ربع یا نصف دیا جاتا ہے تو جائز ہے یا نہیں۔

(۳) اگر ذبح قربانی کے بعد ایک آدمی چھوڑ دیتا ہے اپنے حصہ کو تو اس کا کیا حکم ہے۔

(۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ جو پیش امام ہوتا ہے اس کو چرم قربانی وفطرانہ جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر صاحب نصاب ہے تو کیا حکم ہے۔ اگر صاحب نصاب نہیں ہے تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

معرفت امان اللہ مہر محمد بدست مولوی نظر محمد اوگاہی مشرف گڑھ

﴿ج﴾

(۱) نذر صحیح ہے اور اس کی قیمت ادا کرنا بھی صحیح ہے۔

(۲) جائز نہیں۔ البتہ با تنخواہ سفیر رکھنا جائز ہے۔

(۳) جائز ہے۔

(۴) چرم قربانی، قیمت چرم قربانی اور فطرہ تنخواہ میں امام کو دینا جائز نہیں۔ بلا معاوضہ چرم قربانی وفطرہ دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ مصرف زکوٰۃ ہو چرم قربانی کے لیے مصرف زکوٰۃ شرط نہیں۔ البتہ قیمت چرم قربانی اور دیگر تمام صدقات واجبہ کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

کیا زکوٰۃ کے ساتھ خمس کا حکم اب بھی باقی ہے

نذر اللہ اور نیاز رسول کہنا، قرآن میں ''صلوٰت الرسول'' سے مراد

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) مثلاً زید کہتا ہے کہ خمس بھی واجب ہے اور زکوٰۃ بھی

واجب ہے اور بکر کہتا ہے کہ خمس کا حکم ختم ہوا ہے اور زکوٰۃ کا حکم باقی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر جو حکم شرعی ہو کہ آیا خمس دینا ضروری ہے یا کہ ختم ہو گیا ہے۔

(۲) نذر اللہ اور نیاز رسول کہنا درست ہے یا کہ غلط ہے۔ اگر غلط ہے تو غلط ہونے کے دلیل کیا ہے۔ اگر صحیح ہے تو دلیل کیا ہے۔

(۳) ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الاخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول الخ

اس آیۃ کریمہ کا مطلب کیا اور عمل کس طرح کیا جائے۔ بینوا توجروا

المستفتی غلام سرور صاحب مقام سالار داہن کہنہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان شہر

﴿ج﴾

(۱) خمس سے اگر مراد سونے چاندی کے معادن کا خمس ہے تو وہ واجب ہے اور اگر خمس غنیمت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا وہ آج کل نہیں ہے۔

(۲) نیاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا اگر محض تقرب اور ایصال ثواب کی غرض سے ہو تو جائز ہے اور اگر نذر کے معنی پر لیا جائے جیسا کہ آج کل عام لوگ اس کو اسی معنی پر استعمال کرتے ہیں تو ناجائز ہے کیونکہ غیر اللہ کے نام پر نامزد ہو تو وما اھل بہ لغیر اللہ کے ماتحت ہے۔

(۳) قولہ تعالٰی ومن الاعراب من یؤمن باللہ الخ یہ آیۃ ان اعراب مخلصین کی مدح میں نازل ہوئی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اس سے قبل ایک گروہ ہے جو کفر اور نفاق میں بوجہ سخت مزاجی کے بہت شدید تھے اور بوجہ بعد علماء وعقلاء کے ان کو ایک ہی ہونا چاہیے اور دوسرا گروہ کفر ونفاق کے علاوہ مومنین کے ساتھ عداوت رکھتے تھے اور بخل سے بھی موصوف تھے ان دونوں کی مذمت ہوگی اور آخری ایک مخلص گروہ کی مدح ہوگی۔ اس پر عمل یوں کرنا چاہیے کہ اس سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے۔ جیسا کہ ان کا رویہ تھا کہ جو کچھ خرچ کرتے تھے اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بناتے تھے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر